

۱۸۲۱۲

۱۹۱۵۴۳۱۶ / ج-د

۱۸۲۱۲

۱۸۲۱۲

جوشمش عظیم آبادی
دیوان جوشمش مرتبه نهم

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲-ج / ۸۹۱۵۴۳۱۴ Accession No. ۱۸۲۱۲

Author جوشن عظیم آبادی

Title دیوان جوشن مرتضیٰ علی محمد اودودی
۱۹۴۱

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۲۷

دیوان جویش

مرتبہ

قاضی عبدالودود صاحب

شائع کردہ

انجمن ترقی اُردو (ہند)، دہلی

۱۹۴۱ء

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۴۷

دیوانِ جوش

مرتبہ

قاضی عبدالودود صاحب

شائع کردہ

انجمن ترقی اُردو (ہند) دہلی

۱۹۴۱ء

فہرست

۲۲۱	متفرق اشعار	۳	عرض حال
۲۲۳	رباعیات	۴	مقدمہ
۲۲۸	مخمسیات	۴	جوشش تذکروں میں
۲۳۲	مثنویات	۱۹	جوشش کے حالات
۲۳۹	قطعات	۳۶	تصانیف
۲۴۲	قصائد	۴۶	زبان اور املا
۲۵۷	ضمیمہ	۷۱	جوشش کی شاعری
۲۶۷	غلط نامہ	۸۹	حواشی
۲۷۱	مزید اغلاط		دیوان
۲۷۲	اشارات و محققات	۱	غزلیات

عرضِ حال

جوشِشِ عظیم آباد کے مایہ ناز شاعروں میں ہیں ہم عصرِ مذکرہ نگاران کی استادِ ی کے قائل ہیں، اور شیفۃ سائیکل پسند نقادان کی لغزگوئی کا معترف ہو، لیکن قبولِ عام اور چیزِ ہر شہرت نہ پائی۔ خود کہتے ہیں :-

”بہ اس فصاحت و خوبی جہاں میں لے جوشِش ہمارے شعر نے پایا نہ اشتہار افسوس“
انجمن ترقی اردو دہند کا اہل بہار پر خاص احسان ہو کہ دیوانِ جوشِش کو اپنے سلسلہ مطبوعات میں شامل کر کے مظہرِ عام پر لا رہی ہو۔

دیوان کا قلمی نسخہ جناب عبدالرشید صاحب نیومی سے مستعار ملا ہو۔ مرتب اس عنایت کے لیے اُن کا نہایت ممنون ہو۔ بد قسمتی سے یہ نسخہ بہت سقیم حالت میں ہو، اور بے انتہا غلط لکھا ہوا ہو (تفصیل مقدمے میں ملاحظہ ہو) تصحیح میں بڑی زحمت اٹھانی پڑی ہو، لیکن اس پر بھی اطمینان نہیں کہ اس کا حق ادا ہو سکا ہو۔ اس سلسلے میں جناب ریاض حسن خاں صاحب خیال سے جو اردو فارسی کے بانجبر کہنہ مشق اور سخن فہم شاعر ہیں بڑی مدد ملی ہو۔ اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہو۔

مقدمے میں ایک خاص باب قائم کر کے قدیم تذکروں سے جن میں سے اکثر نہایت کمیاب ہیں جوشش کے حالات نقل کیے گئے ہیں اور بارہویں صدی کے تذکروں میں جو اشعار پائے جاتے ہیں ان کی مکمل فہرست بھی دی گئی ہے۔ اس سے کلام کے ایک معتد بہ حصے کا زمانہ تصنیف متعین کرنے میں مدد ملے گی۔ ان تذکروں میں ۶۱ شعرا ایسے بھی ہیں جو دیوان میں نہیں ملتے۔ یہ اشعار ضمیمے میں درج کیے گئے ہیں۔

جوشش کے واقعات زندگی تذکروں میں بہت کم ملتے ہیں، اور دیوان بھی اس پر زیادہ روشنی ڈالنے سے قاصر ہے۔ اس لیے اگر کوئی ایسی تصویر جس میں جوشش کے خدو خال اچھی طرح نمایاں ہوں یہ کھینچی جاسکے تو مرتب معذور ہے۔

پتھر کی چھپائی میں اغلاط ناگزیر ہیں۔ ناظرین سے گزارش ہے کہ اگر دوران مطالعہ میں کوئی شعر غلط معلوم ہو تو غلط نامے کے علاوہ حواشی کی طرف بھی رجوع فرمائیں۔

جناب شرف عالم صاحب لکچرار بہار نیشنل کالج۔ بانکی پور نے مسودے کے بعض اجزاء اور چند کاپیوں کی تصحیح کی ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

سطور بالا اور مقدمے کے ڈھائی تین ہزار نو مئی ۱۹۳۹ء ہی میں لکھے جاپکے تھے،

لیکن مقدمے کے آخری حصے کی تحریر بعض وجوہ سے معرض التوایں آگئی تھی کاپیوں کی تصحیح کے وقت پتا چلا کہ بعض ضروری باتیں قلم انداز ہو گئی ہیں۔ تصحیح کی تکمیل رخ سے پہلے ہوئی ہے بعض شعر مثلاً پٹش میں ن کے مطابق ہیں اور رخ میں مختلف ص ۱۵ جناب شرف عالم صاحب نے رخ کے قلمی نسخوں کی عبارت (متعلق جوشش) کا

مقابلہ کیا۔ جامعہ پٹنہ کے نسخے میں نام و تخلص نسخہ کلکتہ کے مطابق ہیں۔ الفاظ کا خفیف اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ نخ میں ابن کی بہت سی غزلیں جوشش کی زمینوں میں ملتی ہیں۔ یہ مصرع: ”یہ بھی اپنے نصیب کی خوبی“ ط ص ۲۲ دونوں کے یہاں ہے۔ جوشش کا شعر ۱۳۶ نخ میں ہم دم، خلف حسرت کے نام درج ہے۔

ص ۱۶ لطف کی رائے خوش لیاقتی ان کی جو کچھ کہیے اس سے زیادہ ہے طبیعت ان کی نظم ریختہ میں نہایت رسا ہے اور معنی بیگانہ سے بہ شدت آشنا ہے۔۔۔“

ص ۱۵ ع سے متنا کا حال نقل ہو کر آیا ہے اس میں جوشش کا نام شیخ محمد روشن ہے۔ اس تذکرے میں تمنا اور نیاز کے دو شعر ہیں جو جوشش کے اشعار ۱۶۷ و ۲۱۲ سے مشابہ ہیں: ’داغوں کی مرے دل میں تو وہ جلوہ گری ہے جو دیکھے ہو کہتا ہے کہ ٹیلیٹھ میں پری ہو‘، ’ہو چکا سر سبز اب نخل امید اپنا نیاز پھولنے کے دن گئے آیام پھلنے کے گئے‘، ص ۱۷ مجموعہ نعر جلد ۲ ص ۲۱: جوشش کا شعر ۲۱۵ خفیف اختلاف کے ساتھ منصف عظیم آبادی طرف منسوب ہے۔

ص ۲ حاشیہ کتاب کا نام ہٹری آف دی مرہٹہ پیل“ اور اس کے مصنف کلکتہ اور پیر سینس ہیں۔ ص ۲ حاشیہ: ”لیٹر گلز“ اور ”مالوہ ان ٹرنیٹریشن“ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دیا بہادر چھبیلارام کا بیٹا تھا۔ ان اطلاعات کے لیے مرتب جناب سید حسن عسکری صاحب کا ممنون ہے۔ ص ۲ عظیم الشان یوں تو مدتوں بنگالہ و بہار کا صوبہ دار رہا، لیکن پٹنہ میں اُس کا قیام چند ہی سال رہا۔ عالم گیر کی وفات کے بعد یہاں سے گیا تو پھر واپس نہ آیا۔

ص ۲۵۳: فارسی عبارت جنونت رائے اور راج الدولہ کے متعلق مظفر نامہ سے منقول ہے۔
ص ۲۵۴: عروض الہندی میں ۱۰۹ کے پہلے اور ۱۱۲ کے دوسرے مصرع ملتے ہیں غزل ۱۱۱
ضمیمہ کی غزلیں اثنوی متعلق نورتن اور قطعہ ہولی غالباً ابتدائی مشق کے نمونے ہیں۔
ص ۲۵۹: حریم کا خط ۱۱۶ھ اور رمضان کا خط ۱۱۹ھ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے چون پرشانیوں
کی طرف اشارہ ہے، نہ معلوم ان سے کب چھٹکارا ہوا۔
ص ۲۶۰: ان میں ک و گ کی غزلیں مخطوط ہیں 'ترواکو ابتدائی اجزائیں شوق نے تلوار بنا دیا ہے،
کئی جز اس طرح طبع ہو جانے کے بعد جب اس کا پتہ چلا تو باقی اجزائیں بھی تلوار ہی رہنے دیا گئے۔
ص ۲۶۱: شعر ۱۱۶ ان و ط میں متفرقات ہیں بھی ہے۔ اشعار کی مجموعی تعداد جو دی گئی ہے اس میں فیاض نہیں۔
مقدمے میں تعارف شوق اور زبان کی بحث کو چھوڑ کر صفحات کے ساتھ اشعار کے شمار دیے گئے
ہیں۔ صفحات کا شمار نشان — کے اوپر ہے اور اشعار اس کے بعد یا نیچے۔
حواشی: حصہ امیں اساتذہ کے ہم معنی یا قریب المعنی اشعار دیے گئے ہیں بعض شعر محض مقابلے کے
لیے بھی ہیں۔ حصہ ۲۔ اشعار کے مطالب اور حسن و قبح سے بحث بہجوش کے ہم معنی اشعار حصہ ۳ میں
ان اختلافات کا ذکر ہے جو قیاسی اضافہ و تفسیح کی وجہ سے ان و ط میں پیدا ہو گئے ہیں۔ تذکروں کے
اختلافات نسخ کا ذکر بھی اسی حصے میں ہے۔ حصہ ۴۔ مرتب نے ان کے بعض غلط مقامات کو ط میں نقل
کر دیا ہے تصحیح نہ ہو سکی، اس حصے میں ان کی طرف اشارہ ہے۔ حصہ ۵۔ مثل حصہ ۴، لیکن مرتب نے
غلط الفاظ کی جگہ حواشی میں صحیح الفاظ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ حصہ ۶ میں ان نقاط کی
تصریح ہو جو ط میں جاہ جا پائے جاتے ہیں۔
قاضی عبدالودود۔ ۱۳ اگست ۱۹۳۰ء

مقدمہ

(۱) جوش تذکروں میں

(۱) تذکرہ میر حسن، طبع ثانی ص ۴۳ "میاں محمد روشن، المتخلص بہ جوش مردے ست ساکن عظیم آباد، خوش طینت و نیک اعتقاد۔ شاعر شیریں کلام، صاحب دیوان، از خاصان آل دیار ست، بندہ بادے ملاقات نہ کردہ۔ از سبب بعد اشعارش نیز فقیر نہ رسیدہ، مگر جذبت از زبان مرزا افدوی، سلمہ اللہ شنیدہ بودم، بہ نگارش می آید۔ مشکوٰۃ از خرد ادے۔ خدایش سلامت داد: (۴ شعر ۱۶۹، ۱۷۲، ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۶، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۴، ۲۱۷، ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۱، ۲۴۴، ۲۴۷، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۶، ۲۵۹، ۲۶۲، ۲۶۵، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۷۴، ۲۷۷، ۲۸۰، ۲۸۳، ۲۸۶، ۲۸۹، ۲۹۲، ۲۹۵، ۲۹۸، ۳۰۱، ۳۰۴، ۳۰۷، ۳۱۰، ۳۱۳، ۳۱۶، ۳۱۹، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۳۷، ۳۴۰، ۳۴۳، ۳۴۶، ۳۴۹، ۳۵۲، ۳۵۵، ۳۵۸، ۳۶۱، ۳۶۴، ۳۶۷، ۳۷۰، ۳۷۳، ۳۷۶، ۳۷۹، ۳۸۲، ۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۴، ۳۹۷، ۴۰۰، ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۵، ۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۴، ۴۲۷، ۴۳۰، ۴۳۳، ۴۳۶، ۴۳۹، ۴۴۲، ۴۴۵، ۴۴۸، ۴۵۱، ۴۵۴، ۴۵۷، ۴۶۰، ۴۶۳، ۴۶۶، ۴۶۹، ۴۷۲، ۴۷۵، ۴۷۸، ۴۸۱، ۴۸۴، ۴۸۷، ۴۹۰، ۴۹۳، ۴۹۶، ۴۹۹، ۵۰۲، ۵۰۵، ۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۴، ۵۱۷، ۵۲۰، ۵۲۳، ۵۲۶، ۵۲۹، ۵۳۲، ۵۳۵، ۵۳۸، ۵۴۱، ۵۴۴، ۵۴۷، ۵۵۰، ۵۵۳، ۵۵۶، ۵۵۹، ۵۶۲، ۵۶۵، ۵۶۸، ۵۷۱، ۵۷۴، ۵۷۷، ۵۸۰، ۵۸۳، ۵۸۶، ۵۸۹، ۵۹۲، ۵۹۵، ۵۹۸، ۶۰۱، ۶۰۴، ۶۰۷، ۶۱۰، ۶۱۳، ۶۱۶، ۶۱۹، ۶۲۲، ۶۲۵، ۶۲۸، ۶۳۱، ۶۳۴، ۶۳۷، ۶۴۰، ۶۴۳، ۶۴۶، ۶۴۹، ۶۵۲، ۶۵۵، ۶۵۸، ۶۶۱، ۶۶۴، ۶۶۷، ۶۷۰، ۶۷۳، ۶۷۶، ۶۷۹، ۶۸۲، ۶۸۵، ۶۸۸، ۶۹۱، ۶۹۴، ۶۹۷، ۷۰۰، ۷۰۳، ۷۰۶، ۷۰۹، ۷۱۲، ۷۱۵، ۷۱۸، ۷۲۱، ۷۲۴، ۷۲۷، ۷۳۰، ۷۳۳، ۷۳۶، ۷۳۹، ۷۴۲، ۷۴۵، ۷۴۸، ۷۵۱، ۷۵۴، ۷۵۷، ۷۶۰، ۷۶۳، ۷۶۶، ۷۶۹، ۷۷۲، ۷۷۵، ۷۷۸، ۷۸۱، ۷۸۴، ۷۸۷، ۷۹۰، ۷۹۳، ۷۹۶، ۷۹۹، ۸۰۲، ۸۰۵، ۸۰۸، ۸۱۱، ۸۱۴، ۸۱۷، ۸۲۰، ۸۲۳، ۸۲۶، ۸۲۹، ۸۳۲، ۸۳۵، ۸۳۸، ۸۴۱، ۸۴۴، ۸۴۷، ۸۵۰، ۸۵۳، ۸۵۶، ۸۵۹، ۸۶۲، ۸۶۵، ۸۶۸، ۸۷۱، ۸۷۴، ۸۷۷، ۸۸۰، ۸۸۳، ۸۸۶، ۸۸۹، ۸۹۲، ۸۹۵، ۸۹۸، ۹۰۱، ۹۰۴، ۹۰۷، ۹۱۰، ۹۱۳، ۹۱۶، ۹۱۹، ۹۲۲، ۹۲۵، ۹۲۸، ۹۳۱، ۹۳۴، ۹۳۷، ۹۴۰، ۹۴۳، ۹۴۶، ۹۴۹، ۹۵۲، ۹۵۵، ۹۵۸، ۹۶۱، ۹۶۴، ۹۶۷، ۹۷۰، ۹۷۳، ۹۷۶، ۹۷۹، ۹۸۲، ۹۸۵، ۹۸۸، ۹۹۱، ۹۹۴، ۹۹۷، ۱۰۰۰، ۱۰۰۳، ۱۰۰۶، ۱۰۰۹، ۱۰۱۲، ۱۰۱۵، ۱۰۱۸، ۱۰۲۱، ۱۰۲۴، ۱۰۲۷، ۱۰۳۰، ۱۰۳۳، ۱۰۳۶، ۱۰۳۹، ۱۰۴۲، ۱۰۴۵، ۱۰۴۸، ۱۰۵۱، ۱۰۵۴، ۱۰۵۷، ۱۰۶۰، ۱۰۶۳، ۱۰۶۶، ۱۰۶۹، ۱۰۷۲، ۱۰۷۵، ۱۰۷۸، ۱۰۸۱، ۱۰۸۴، ۱۰۸۷، ۱۰۹۰، ۱۰۹۳، ۱۰۹۶، ۱۰۹۹، ۱۱۰۲، ۱۱۰۵، ۱۱۰۸، ۱۱۱۱، ۱۱۱۴، ۱۱۱۷، ۱۱۲۰، ۱۱۲۳، ۱۱۲۶، ۱۱۲۹، ۱۱۳۲، ۱۱۳۵، ۱۱۳۸، ۱۱۴۱، ۱۱۴۴، ۱۱۴۷، ۱۱۵۰، ۱۱۵۳، ۱۱۵۶، ۱۱۵۹، ۱۱۶۲، ۱۱۶۵، ۱۱۶۸، ۱۱۷۱، ۱۱۷۴، ۱۱۷۷، ۱۱۸۰، ۱۱۸۳، ۱۱۸۶، ۱۱۸۹، ۱۱۹۲، ۱۱۹۵، ۱۱۹۸، ۱۲۰۱، ۱۲۰۴، ۱۲۰۷، ۱۲۱۰، ۱۲۱۳، ۱۲۱۶، ۱۲۱۹، ۱۲۲۲، ۱۲۲۵، ۱۲۲۸، ۱۲۳۱، ۱۲۳۴، ۱۲۳۷، ۱۲۴۰، ۱۲۴۳، ۱۲۴۶، ۱۲۴۹، ۱۲۵۲، ۱۲۵۵، ۱۲۵۸، ۱۲۶۱، ۱۲۶۴، ۱۲۶۷، ۱۲۷۰، ۱۲۷۳، ۱۲۷۶، ۱۲۷۹، ۱۲۸۲، ۱۲۸۵، ۱۲۸۸، ۱۲۹۱، ۱۲۹۴، ۱۲۹۷، ۱۳۰۰، ۱۳۰۳، ۱۳۰۶، ۱۳۰۹، ۱۳۱۲، ۱۳۱۵، ۱۳۱۸، ۱۳۲۱، ۱۳۲۴، ۱۳۲۷، ۱۳۳۰، ۱۳۳۳، ۱۳۳۶، ۱۳۳۹، ۱۳۴۲، ۱۳۴۵، ۱۳۴۸، ۱۳۵۱، ۱۳۵۴، ۱۳۵۷، ۱۳۶۰، ۱۳۶۳، ۱۳۶۶، ۱۳۶۹، ۱۳۷۲، ۱۳۷۵، ۱۳۷۸، ۱۳۸۱، ۱۳۸۴، ۱۳۸۷، ۱۳۹۰، ۱۳۹۳، ۱۳۹۶، ۱۳۹۹، ۱۴۰۲، ۱۴۰۵، ۱۴۰۸، ۱۴۱۱، ۱۴۱۴، ۱۴۱۷، ۱۴۲۰، ۱۴۲۳، ۱۴۲۶، ۱۴۲۹، ۱۴۳۲، ۱۴۳۵، ۱۴۳۸، ۱۴۴۱، ۱۴۴۴، ۱۴۴۷، ۱۴۵۰، ۱۴۵۳، ۱۴۵۶، ۱۴۵۹، ۱۴۶۲، ۱۴۶۵، ۱۴۶۸، ۱۴۷۱، ۱۴۷۴، ۱۴۷۷، ۱۴۸۰، ۱۴۸۳، ۱۴۸۶، ۱۴۸۹، ۱۴۹۲، ۱۴۹۵، ۱۴۹۸، ۱۵۰۱، ۱۵۰۴، ۱۵۰۷، ۱۵۱۰، ۱۵۱۳، ۱۵۱۶، ۱۵۱۹، ۱۵۲۲، ۱۵۲۵، ۱۵۲۸، ۱۵۳۱، ۱۵۳۴، ۱۵۳۷، ۱۵۴۰، ۱۵۴۳، ۱۵۴۶، ۱۵۴۹، ۱۵۵۲، ۱۵۵۵، ۱۵۵۸، ۱۵۶۱، ۱۵۶۴، ۱۵۶۷، ۱۵۷۰، ۱۵۷۳، ۱۵۷۶، ۱۵۷۹، ۱۵۸۲، ۱۵۸۵، ۱۵۸۸، ۱۵۹۱، ۱۵۹۴، ۱۵۹۷، ۱۶۰۰، ۱۶۰۳، ۱۶۰۶، ۱۶۰۹، ۱۶۱۲، ۱۶۱۵، ۱۶۱۸، ۱۶۲۱، ۱۶۲۴، ۱۶۲۷، ۱۶۳۰، ۱۶۳۳، ۱۶۳۶، ۱۶۳۹، ۱۶۴۲، ۱۶۴۵، ۱۶۴۸، ۱۶۵۱، ۱۶۵۴، ۱۶۵۷، ۱۶۶۰، ۱۶۶۳، ۱۶۶۶، ۱۶۶۹، ۱۶۷۲، ۱۶۷۵، ۱۶۷۸، ۱۶۸۱، ۱۶۸۴، ۱۶۸۷، ۱۶۹۰، ۱۶۹۳، ۱۶۹۶، ۱۶۹۹، ۱۷۰۲، ۱۷۰۵، ۱۷۰۸، ۱۷۱۱، ۱۷۱۴، ۱۷۱۷، ۱۷۲۰، ۱۷۲۳، ۱۷۲۶، ۱۷۲۹، ۱۷۳۲، ۱۷۳۵، ۱۷۳۸، ۱۷۴۱، ۱۷۴۴، ۱۷۴۷، ۱۷۵۰، ۱۷۵۳، ۱۷۵۶، ۱۷۵۹، ۱۷۶۲، ۱۷۶۵، ۱۷۶۸، ۱۷۷۱، ۱۷۷۴، ۱۷۷۷، ۱۷۸۰، ۱۷۸۳، ۱۷۸۶، ۱۷۸۹، ۱۷۹۲، ۱۷۹۵، ۱۷۹۸، ۱۸۰۱، ۱۸۰۴، ۱۸۰۷، ۱۸۱۰، ۱۸۱۳، ۱۸۱۶، ۱۸۱۹، ۱۸۲۲، ۱۸۲۵، ۱۸۲۸، ۱۸۳۱، ۱۸۳۴، ۱۸۳۷، ۱۸۴۰، ۱۸۴۳، ۱۸۴۶، ۱۸۴۹، ۱۸۵۲، ۱۸۵۵، ۱۸۵۸، ۱۸۶۱، ۱۸۶۴، ۱۸۶۷، ۱۸۷۰، ۱۸۷۳، ۱۸۷۶، ۱۸۷۹، ۱۸۸۲، ۱۸۸۵، ۱۸۸۸، ۱۸۹۱، ۱۸۹۴، ۱۸۹۷، ۱۹۰۰، ۱۹۰۳، ۱۹۰۶، ۱۹۰۹، ۱۹۱۲، ۱۹۱۵، ۱۹۱۸، ۱۹۲۱، ۱۹۲۴، ۱۹۲۷، ۱۹۳۰، ۱۹۳۳، ۱۹۳۶، ۱۹۳۹، ۱۹۴۲، ۱۹۴۵، ۱۹۴۸، ۱۹۵۱، ۱۹۵۴، ۱۹۵۷، ۱۹۶۰، ۱۹۶۳، ۱۹۶۶، ۱۹۶۹، ۱۹۷۲، ۱۹۷۵، ۱۹۷۸، ۱۹۸۱، ۱۹۸۴، ۱۹۸۷، ۱۹۹۰، ۱۹۹۳، ۱۹۹۶، ۲۰۰۰، ۲۰۰۳، ۲۰۰۶، ۲۰۰۹، ۲۰۱۲، ۲۰۱۵، ۲۰۱۸، ۲۰۲۱، ۲۰۲۴، ۲۰۲۷، ۲۰۳۰، ۲۰۳۳، ۲۰۳۶، ۲۰۳۹، ۲۰۴۲، ۲۰۴۵، ۲۰۴۸، ۲۰۵۱، ۲۰۵۴، ۲۰۵۷، ۲۰۶۰، ۲۰۶۳، ۲۰۶۶، ۲۰۶۹، ۲۰۷۲، ۲۰۷۵، ۲۰۷۸، ۲۰۸۱، ۲۰۸۴، ۲۰۸۷، ۲۰۹۰، ۲۰۹۳، ۲۰۹۶، ۲۱۰۰، ۲۱۰۳، ۲۱۰۶، ۲۱۰۹، ۲۱۱۲، ۲۱۱۵، ۲۱۱۸، ۲۱۲۱، ۲۱۲۴، ۲۱۲۷، ۲۱۳۰، ۲۱۳۳، ۲۱۳۶، ۲۱۳۹، ۲۱۴۲، ۲۱۴۵، ۲۱۴۸، ۲۱۵۱، ۲۱۵۴، ۲۱۵۷، ۲۱۶۰، ۲۱۶۳، ۲۱۶۶، ۲۱۶۹، ۲۱۷۲، ۲۱۷۵، ۲۱۷۸، ۲۱۸۱، ۲۱۸۴، ۲۱۸۷، ۲۱۹۰، ۲۱۹۳، ۲۱۹۶، ۲۲۰۰، ۲۲۰۳، ۲۲۰۶، ۲۲۰۹، ۲۲۱۲، ۲۲۱۵، ۲۲۱۸، ۲۲۲۱، ۲۲۲۴، ۲۲۲۷، ۲۲۳۰، ۲۲۳۳، ۲۲۳۶، ۲۲۳۹، ۲۲۴۲، ۲۲۴۵، ۲۲۴۸، ۲۲۵۱، ۲۲۵۴، ۲۲۵۷، ۲۲۶۰، ۲۲۶۳، ۲۲۶۶، ۲۲۶۹، ۲۲۷۲، ۲۲۷۵، ۲۲۷۸، ۲۲۸۱، ۲۲۸۴، ۲۲۸۷، ۲۲۹۰، ۲۲۹۳، ۲۲۹۶، ۲۳۰۰، ۲۳۰۳، ۲۳۰۶، ۲۳۰۹، ۲۳۱۲، ۲۳۱۵، ۲۳۱۸، ۲۳۲۱، ۲۳۲۴، ۲۳۲۷، ۲۳۳۰، ۲۳۳۳، ۲۳۳۶، ۲۳۳۹، ۲۳۴۲، ۲۳۴۵، ۲۳۴۸، ۲۳۵۱، ۲۳۵۴، ۲۳۵۷، ۲۳۶۰، ۲۳۶۳، ۲۳۶۶، ۲۳۶۹، ۲۳۷۲، ۲۳۷۵، ۲۳۷۸، ۲۳۸۱، ۲۳۸۴، ۲۳۸۷، ۲۳۹۰، ۲۳۹۳، ۲۳۹۶، ۲۴۰۰، ۲۴۰۳، ۲۴۰۶، ۲۴۰۹، ۲۴۱۲، ۲۴۱۵، ۲۴۱۸، ۲۴۲۱، ۲۴۲۴، ۲۴۲۷، ۲۴۳۰، ۲۴۳۳، ۲۴۳۶، ۲۴۳۹، ۲۴۴۲، ۲۴۴۵، ۲۴۴۸، ۲۴۵۱، ۲۴۵۴، ۲۴۵۷، ۲۴۶۰، ۲۴۶۳، ۲۴۶۶، ۲۴۶۹، ۲۴۷۲، ۲۴۷۵، ۲۴۷۸، ۲۴۸۱، ۲۴۸۴، ۲۴۸۷، ۲۴۹۰، ۲۴۹۳، ۲۴۹۶، ۲۵۰۰، ۲۵۰۳، ۲۵۰۶، ۲۵۰۹، ۲۵۱۲، ۲۵۱۵، ۲۵۱۸، ۲۵۲۱، ۲۵۲۴، ۲۵۲۷، ۲۵۳۰، ۲۵۳۳، ۲۵۳۶، ۲۵۳۹، ۲۵۴۲، ۲۵۴۵، ۲۵۴۸، ۲۵۵۱، ۲۵۵۴، ۲۵۵۷، ۲۵۶۰، ۲۵۶۳، ۲۵۶۶، ۲۵۶۹، ۲۵۷۲، ۲۵۷۵، ۲۵۷۸، ۲۵۸۱، ۲۵۸۴، ۲۵۸۷، ۲۵۹۰، ۲۵۹۳، ۲۵۹۶، ۲۶۰۰، ۲۶۰۳، ۲۶۰۶، ۲۶۰۹، ۲۶۱۲، ۲۶۱۵، ۲۶۱۸، ۲۶۲۱، ۲۶۲۴، ۲۶۲۷، ۲۶۳۰، ۲۶۳۳، ۲۶۳۶، ۲۶۳۹، ۲۶۴۲، ۲۶۴۵، ۲۶۴۸، ۲۶۵۱، ۲۶۵۴، ۲۶۵۷، ۲۶۶۰، ۲۶۶۳، ۲۶۶۶، ۲۶۶۹، ۲۶۷۲، ۲۶۷۵، ۲۶۷۸، ۲۶۸۱، ۲۶۸۴، ۲۶۸۷، ۲۶۹۰، ۲۶۹۳، ۲۶۹۶، ۲۷۰۰، ۲۷۰۳، ۲۷۰۶، ۲۷۰۹، ۲۷۱۲، ۲۷۱۵، ۲۷۱۸، ۲۷۲۱، ۲۷۲۴، ۲۷۲۷، ۲۷۳۰، ۲۷۳۳، ۲۷۳۶، ۲۷۳۹، ۲۷۴۲، ۲۷۴۵، ۲۷۴۸، ۲۷۵۱، ۲۷۵۴، ۲۷۵۷، ۲۷۶۰، ۲۷۶۳، ۲۷۶۶، ۲۷۶۹، ۲۷۷۲، ۲۷۷۵، ۲۷۷۸، ۲۷۸۱، ۲۷۸۴، ۲۷۸۷، ۲۷۹۰، ۲۷۹۳، ۲۷۹۶، ۲۸۰۰، ۲۸۰۳، ۲۸۰۶، ۲۸۰۹، ۲۸۱۲، ۲۸۱۵، ۲۸۱۸، ۲۸۲۱، ۲۸۲۴، ۲۸۲۷، ۲۸۳۰، ۲۸۳۳، ۲۸۳۶، ۲۸۳۹، ۲۸۴۲، ۲۸۴۵، ۲۸۴۸، ۲۸۵۱، ۲۸۵۴، ۲۸۵۷، ۲۸۶۰، ۲۸۶۳، ۲۸۶۶، ۲۸۶۹، ۲۸۷۲، ۲۸۷۵، ۲۸۷۸، ۲۸۸۱، ۲۸۸۴، ۲۸۸۷، ۲۸۹۰، ۲۸۹۳، ۲۸۹۶، ۲۹۰۰، ۲۹۰۳، ۲۹۰۶، ۲۹۰۹، ۲۹۱۲، ۲۹۱۵، ۲۹۱۸، ۲۹۲۱، ۲۹۲۴، ۲۹۲۷، ۲۹۳۰، ۲۹۳۳، ۲۹۳۶، ۲۹۳۹، ۲۹۴۲، ۲۹۴۵، ۲۹۴۸، ۲۹۵۱، ۲۹۵۴، ۲۹۵۷، ۲۹۶۰، ۲۹۶۳، ۲۹۶۶، ۲۹۶۹، ۲۹۷۲، ۲۹۷۵، ۲۹۷۸، ۲۹۸۱، ۲۹۸۴، ۲۹۸۷، ۲۹۹۰، ۲۹۹۳، ۲۹۹۶، ۳۰۰۰، ۳۰۰۳، ۳۰۰۶، ۳۰۰۹، ۳۰۱۲، ۳۰۱۵، ۳۰۱۸، ۳۰۲۱، ۳۰۲۴، ۳۰۲۷، ۳۰۳۰، ۳۰۳۳، ۳۰۳۶، ۳۰۳۹، ۳۰۴۲، ۳۰۴۵، ۳۰۴۸، ۳۰۵۱، ۳۰۵۴، ۳۰۵۷، ۳۰۶۰، ۳۰۶۳، ۳۰۶۶، ۳۰۶۹، ۳۰۷۲، ۳۰۷۵، ۳۰۷۸، ۳۰۸۱، ۳۰۸۴، ۳۰۸۷، ۳۰۹۰، ۳۰۹۳، ۳۰۹۶، ۳۱۰۰، ۳۱۰۳، ۳۱۰۶، ۳۱۰۹، ۳۱۱۲، ۳۱۱۵، ۳۱۱۸، ۳۱۲۱، ۳۱۲۴، ۳۱۲۷، ۳۱۳۰، ۳۱۳۳، ۳۱۳۶، ۳۱۳۹، ۳۱۴۲، ۳۱۴۵، ۳۱۴۸، ۳۱۵۱، ۳۱۵۴، ۳۱۵۷، ۳۱۶۰، ۳۱۶۳، ۳۱۶۶، ۳۱۶۹، ۳۱۷۲، ۳۱۷۵، ۳۱۷۸، ۳۱۸۱، ۳۱۸۴، ۳۱۸۷، ۳۱۹۰، ۳۱۹۳، ۳۱۹۶، ۳۲۰۰، ۳۲۰۳، ۳۲۰۶، ۳۲۰۹، ۳۲۱۲، ۳۲۱۵، ۳۲۱۸، ۳۲۲۱، ۳۲۲۴، ۳۲۲۷، ۳۲۳۰، ۳۲۳۳، ۳۲۳۶، ۳۲۳۹، ۳۲۴۲، ۳۲۴۵، ۳۲۴۸، ۳۲۵۱، ۳۲۵۴، ۳۲۵۷، ۳۲۶۰، ۳۲۶۳، ۳۲۶۶، ۳۲۶۹، ۳۲۷۲، ۳۲۷۵، ۳۲۷۸، ۳۲۸۱، ۳۲۸۴، ۳۲۸۷، ۳۲۹۰، ۳۲۹۳، ۳۲۹۶، ۳۳۰۰، ۳۳۰۳، ۳۳۰۶، ۳۳۰۹، ۳۳۱۲، ۳۳۱۵، ۳۳۱۸، ۳۳۲۱، ۳۳۲۴، ۳۳۲۷، ۳۳۳۰، ۳۳۳۳، ۳۳۳۶، ۳۳۳۹، ۳۳۴۲، ۳۳۴۵، ۳۳۴۸، ۳۳۵۱، ۳۳۵۴، ۳۳۵۷، ۳۳۶۰، ۳۳۶۳، ۳۳۶۶، ۳۳۶۹، ۳۳۷۲، ۳۳۷۵، ۳۳۷۸، ۳۳۸۱، ۳۳۸۴، ۳۳۸۷، ۳۳۹۰، ۳۳۹۳، ۳۳۹۶، ۳۴۰۰، ۳۴۰۳، ۳۴۰۶، ۳۴۰۹، ۳۴۱۲، ۳۴۱۵، ۳۴۱۸، ۳۴۲۱، ۳۴۲۴، ۳۴۲۷، ۳۴۳۰، ۳۴۳۳، ۳۴۳۶، ۳۴۳۹، ۳۴۴۲، ۳۴۴۵، ۳۴۴۸، ۳۴۵۱، ۳۴۵۴، ۳۴۵۷، ۳۴۶۰، ۳۴۶۳، ۳۴۶۶، ۳۴۶۹، ۳۴۷۲، ۳۴۷۵، ۳۴۷۸، ۳۴۸۱، ۳۴۸۴، ۳۴۸۷، ۳۴۹۰، ۳۴۹۳، ۳۴۹۶، ۳۵۰۰، ۳۵۰۳، ۳۵۰۶، ۳۵۰۹، ۳۵۱۲، ۳۵۱۵، ۳۵۱۸، ۳۵۲۱، ۳۵۲۴، ۳۵۲۷، ۳۵۳۰، ۳۵۳۳، ۳۵۳۶، ۳۵۳۹، ۳۵۴۲، ۳۵۴۵، ۳۵۴۸، ۳۵۵۱، ۳۵۵۴، ۳۵۵۷، ۳۵۶۰، ۳۵۶۳، ۳۵۶۶، ۳۵۶۹، ۳۵۷۲، ۳۵۷۵، ۳۵۷۸، ۳۵۸۱، ۳۵۸۴، ۳۵۸۷، ۳۵۹۰، ۳۵۹۳، ۳۵۹۶، ۳۶۰۰، ۳۶۰۳، ۳۶۰۶، ۳۶۰۹، ۳۶۱۲، ۳۶۱۵، ۳۶۱۸، ۳۶۲۱، ۳۶۲۴، ۳۶۲۷، ۳۶۳۰، ۳۶۳۳، ۳۶۳۶، ۳۶۳۹، ۳۶۴۲، ۳۶۴۵، ۳۶۴۸، ۳۶۵۱، ۳۶۵۴، ۳۶۵۷، ۳۶۶۰، ۳۶۶۳، ۳۶۶۶، ۳۶۶۹، ۳۶۷۲، ۳۶۷۵، ۳۶۷۸، ۳۶۸۱، ۳۶۸۴، ۳۶۸۷، ۳۶۹۰، ۳۶۹۳، ۳۶۹۶، ۳۷۰۰، ۳۷۰۳، ۳۷۰۶، ۳۷۰۹، ۳۷۱۲، ۳۷۱۵، ۳۷۱۸، ۳۷۲۱، ۳۷۲۴، ۳۷۲۷، ۳۷۳۰، ۳۷۳۳، ۳۷۳۶، ۳۷۳۹، ۳۷۴۲، ۳۷۴۵، ۳۷۴۸، ۳۷۵۱، ۳۷۵۴، ۳۷۵۷، ۳۷۶۰، ۳۷۶۳، ۳۷۶۶، ۳۷۶۹، ۳۷۷۲، ۳۷۷۵، ۳۷۷۸، ۳۷۸۱، ۳۷۸۴، ۳۷۸۷، ۳۷۹۰، ۳۷۹۳، ۳۷۹۶، ۳۸۰۰، ۳۸۰۳، ۳۸۰۶، ۳۸۰۹، ۳۸۱۲، ۳۸۱۵، ۳۸۱۸، ۳۸۲۱، ۳۸۲۴، ۳۸۲۷، ۳۸۳۰، ۳۸۳۳، ۳۸۳۶، ۳۸۳۹، ۳۸۴۲، ۳۸۴۵، ۳۸۴۸، ۳۸۵۱، ۳۸۵۴، ۳۸۵۷، ۳۸۶۰، ۳۸۶۳، ۳۸۶۶، ۳۸۶۹، ۳۸۷۲، ۳۸۷۵، ۳۸۷۸، ۳۸۸۱، ۳۸۸۴، ۳۸۸۷، ۳۸۹۰، ۳۸۹۳، ۳۸۹۶، ۳۹۰۰، ۳۹۰۳، ۳۹۰۶، ۳۹۰۹، ۳۹۱۲، ۳۹۱۵، ۳۹۱۸، ۳۹۲۱، ۳۹۲۴، ۳۹۲۷، ۳۹۳۰، ۳۹۳۳، ۳۹۳۶، ۳۹۳۹، ۳۹۴۲، ۳۹۴۵، ۳۹۴۸، ۳۹۵۱، ۳۹۵۴، ۳۹۵۷، ۳۹۶۰، ۳۹۶۳، ۳۹۶۶، ۳۹۶۹، ۳۹۷۲، ۳۹۷۵، ۳۹۷۸، ۳۹۸۱، ۳۹۸۴، ۳۹۸۷

قلمی نسخے سے جو کتب خانہ جامعہ پٹنہ میں یہ مقابلہ کرایا گیا۔ جن صاحب سے یہ کام لیا گیا، انہوں نے سہواً عبارت نثر کا مقابلہ نہیں کیا۔ مرتب نے اپنے حلقے پر اعتماد کر کے اغلاط کی تصحیح کر دی ہے۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ نسخہ کتب خانہ مشرقیہ میں تخلص جوش کے بدلے جوش درج ہے اور لفظ تیغ نام کے ساتھ نہیں۔ یہ بہ ظاہر اس نسخے میں تھا جو مرتب گلزار ابراہیم کے پیش نظر تھا، اور کلکتہ کے نسخے میں بھی ہے۔ دل کا ذکر جن الفاظ میں کیا ہے ان سے ذاتی تعلقات کا پتا چلتا ہے تعجب ہے کہ علی ابراہیم خاں کو جوش و دل کے نو مسلم ہونے کی خبر نہ تھی۔

(۱) تذکرہ عشقی عظیم آبادی۔ "جوش تخلص۔ اسمش محمد روشن، برادر عینی محمد عابد۔ دل تخلص۔ مردے خوش اخلاق و گرم جوش از ریختہ گویان با استعداد عظیم آبادست۔ در علم تیر اندازی و بعضی قواعد ضروریہ عروض و قوافی و فن ستار نوازی دستے دارد۔ بالجمہ احوال جوہر ذاتی و صفاتی اور بزم جمع صغیر و کبیر روشن و مہوید است۔ از دست، (تعداد اشعار ۱۹) "دل تخلص دہلوی، اسمش محمد عابد برادر بزرگ جوش۔ از مدتے در شہر عظیم آباد بہ فراخی حال بسر می برد، آخر ہماں جا و دینت حیات سپرد۔"

زمانہ تصنیف ۱۲۰۵ھ تا ۱۲۳۳ھ ہے۔ جوش کی وفات کا ذکر نہیں، لیکن اس سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ ۱۲۳۳ھ تک زندہ تھے عشقی کے بیان سے دل کا دہلی سے عظیم آباد آنا مترشح ہوتا ہے، لیکن کسی دوسرے تذکرے سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

(۸) تذکرہ ہندی مصحفی ص ۶: محمد عابد جوشش تخلص، پسر جہونت رائے ناگر۔ گویند جو ان قابل ست، و در عظیم آباد بر سر می برد۔ فقیر اور اندر دیدہ، دو شعر از وہم رسیدہ این ست:

”تمھارے در پہ جو در بان نے آستیں پکڑی ہر رنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی“

”جوں آئینہ یہ تم رسیدہ رہتا ہوں مدام آب دیدہ“

سال تکمیل ۱۲۱۵ھ۔ نام کے متعلق مصحفی کی غلط بیانی جبریت انگیز ہے۔ اس لیے کہ تذکرہ حسن جس میں صحیح نام درج ہے مصحفی کے ماضیوں میں ہے۔ پہلا شعر حسن ص ۶ پر دل کی طرف منسوب ہے۔ جوشش کی غزل اس زمین میں نہیں۔ دوسرا شعر جوشش کا ہے۔ غلط ص ۱۲ پر موجود ہے۔

(۹) ریاض الفضا مصحفی ص ۶ ”میاں محمد روشن، جوشش تخلص از قدماست۔ از دست“

ص ۲۹ ”محمد عابد دل تخلص“ سال تکمیل ریاض الفضا ۱۲۳۳ھ۔ اس بنا پر کہ ریاض میں جوشش اور دل کے جو اشعار ہیں وہ ف میں بھی ہیں لہٰذا ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ مصحفی کے ماضیوں میں ہو گا۔ مصحفی سے جوشش کے نام کے متعلق جو غلطی تذکرہ ہندی میں ہوئی تھی، ریاض میں اس کی طرف اشارہ نہیں۔ بہ ظاہر مصحفی کے نزدیک محمد عابد، جوشش اور محمد روشن جوشش ایک تخلص کے دو مختلف شاعر تھے مصحفی کا جوشش کو قدما میں شمار کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ایسی غلطیاں ان سے بہت ہوئی ہیں۔

(۱۰) گلشن ہند، مصنفہ مرزا علی لطیف، طبع اول ص ۶ ”شیخ محمد روشن“ جوشش

عظیم آبادی کا حال دیا ہے جو گلزار کا ترجمہ ہے معنی شکر گشت کی دھن میں دو ایک تعریفی فقرے

البتہ اپنی طرف سے بڑھا دیے ہیں۔ اتنا فرق اور ہے کہ لطف نے علی ابراہیم خاں کے پاس بنارس اشعار بھجوانے کا ذکر کیا ہے۔ جو محض لطف کا قیاس ہے۔ (تعداد اشعار ۱۰۲) کل اشعار گلزار سے ماخوذ ہیں۔

(۱۱) مجموعہ نغز، مصنفہ قاسم دہلوی جلد ۲ صفحہ ۳۰: مصحفی کے تتبع میں محمد عابد شوش کا ذکر کیا ہے اور وہی دو شعر نقل کیے ہیں جو تذکرہ ہندی میں ہیں۔ محمد روشن جوشش کا ذکر بھی ہے، لیکن وہ ریاض سے ماخوذ نہیں، اس لیے کہ مجموعہ نغز کا سال تکمیل ۱۲۲۱ء ہے۔ جلد ۱ صفحہ ۳۸۳ ہوئے صحرائیں الخ ۲۱۵۔ لفظی سے شاہ گھسیٹا، عشق کی طرف منسوب کیا ہے۔ (۱۲) عمدۃ المنتخبہ، مصنفہ سرور دہلوی: جوشش محمد عابد شاعر مستعد معلوم می شود ایک شعر تمھارے در الخ محمد روشن، جوشش کا بھی ذکر ہے۔ سال آغاز ۱۲۱۶ھ یا ۱۲۱۷ھ

(۱۳) گلشن بے خار مصنفہ شیفہ دہلوی، مطبوعہ مطبع اودھ اخبار سال ۱۹۱۰ء
 ۱۵۰ جوشش تخلص محمد عابد۔ " وہی اشعار دیے ہیں جو تذکرہ ہندی میں ہیں۔
 ۱۵۱ جوشش تخلص، شیخ محمد روشن از تازہ خیالان عظیم آباد ست شعرش
 صاف و بے عث فکرش دل پر بردل کش شبنم گزیدہ اش گزیدہ، طرز پسندیدہ
 اش پسندیدہ، وسع ہذا در فن عروض بسیار مہارت دل خواہ دارد۔ از خیالات دوست
 (۲۲ شعر)

(۱۵) گلستان بے خزاں نول کشوری، مطبوعہ ۱۸۷۵ء، ج ۳ جوشش، محمد روشن

جب جنون کی جوشش ہوئی تو سخن کی اس طرح کوشش ہوئی ”جوشش تخلص محمد عارف“
جوں آئینہ الخ۔ جنون کا لفظ محض لغاطی کے جنون میں استعمال کیا ہے اور محمد عارف غالباً
سہو کا تب ہے۔

(۱۶) تاریخ ادبیات ہندی و ہندوستانی مصنفہ دتاسی جلد ۲ طبع ثانی ص ۱۹۱
”جوشش.... شیخ محمد روشن پٹنوی، پسر جوہت رائے ناگدرا اور محمد عابد دل فن بیان
کے ایک ممتاز ماہر اور بڑے قابل ہندوستانی شاعر ہیں جن کے دیوان میں ۳۰ ہزار کے قریب
شعر ہیں؛ اور جن کے اشعار شیفہ، سرور اور متوالاں نے دیے ہیں۔“ حاشیہ میں لکھا ہے
کہ متوالاں نے جوش تخلص بتایا ہے۔ متوالاں نے تذکرہ نہیں لکھا۔ مختلف عنوان کے تحت
بہ طور بیاض اشعار جمع کیے ہیں۔ اگر دتاسی کا بیان صحیح ہے تو ممکن ہے کہ متوالاں نے گلزار
کا وہ نسخہ دیکھا ہو جو کتب خانہ مشرقیہ بانکی پور میں ہے تین کی جگہ تیس ہزار محض سہو قلم ہے۔
(۱۷) جلوہ خضر مصنفہ صغیر بلگرامی جلد ۱ ص ۱۴؛ جوشش یا دل کا ذکر نہیں لیکن جوش
کا ایک شعر خفیف اختلاف کے ساتھ بے نوا کے نام درج کر دیا ہے:

جب کہ مضمون کم پیش نظر آتا ہے، بس کہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈرتا ہے
(۱۸) سخن شعرا تاریخ، جوشش کا یہ شعر جوں آئینہ الخ محمد عابد دل کی طرف
منسوب کر دیا ہے ص ۱۱۲-۱۱۳ اس زمین میں دل کی غزل ہے، لیکن یہ شعر دیوان جوشش میں
موجود ہے اور قدیم تذکروں میں بھی جوشش ہی کے نام سے ہے۔

جوشش کے حالات کے اہل ماخذ حسن، شورش، مبتلا، ابوالحسن، علی ابراہیم خاں

اور عشقی کے تذکرے ہیں، اور اُن میں بھی ضروری حالات نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔ تذکرہ ذکا اور فہرست اشہر نگر میں کوئی بات ایسی نہیں جو مذکورہ بالا تذکروں میں نہ ہو۔ دیوان جہاں میں غالباً جوشش کا ذکر ہی نہیں۔ تذکرہ عشق زمانہ ہوا نظر سے گزرا تھا، یہ یاد نہیں کہ اس میں جوشش کا حال ہی یا نہیں، اگر ہو تو کسی نئی بات کے ملنے کی امید نہیں، اس لیے کہ یہ تذکرہ بھی اشہر نگر کے مافذوں میں ہو۔ اس بات کا ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ترتیب دیوان کے وقت بعض تذکروں سے صرف جوشش و دل کے حالات و اشعار کی نقل جمل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ دوسرے شعرا کے ذیل میں جوشش کے بارے میں کچھ لکھا ہو اور مرتب کو اس کا علم نہ ہو سکا ہو۔

جوشش کے حالات

خاندانی حالات: جنوٹ رائے ناگر عہد علی وردی خاں کے ممتاز سرداران فوج سے تھا، اور اپنی جرات و فاداری اور عالی خاندانی کی وجہ سے بزرگان بہار و بنگالہ کا روثناس تھا۔ ناگر گجراتی برہمنوں کی ایک شاخ ہے۔ جسے سٹیف و فلم دونوں سے لگاؤ رہا ہے۔ جنوٹ رائے کا
 عہد جنوٹ ناگر، ممتاز جنوٹ ناگر، ممتاز جنوٹ، لالا جنوٹ رائے اور لالا جنوٹ رائے ناگر کے نام سے کتابوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ لالا کاشتھوں کے لیے مخصوص نہیں، جیسا کہ بعض اصحاب کا خیال ہے۔ عہد اس فرقے کے لوگ ممبئی میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو صوبہ بہار میں کاشتھوں کی ہے۔

تعلقِ عظیم آباد سے کس طرح قائم ہوا، اس کا حال جاننے کے لیے اس کے اقربا راجا چھیلارام ناگر، راجا گردھر بہادر اور راجا دیا بہادر کے حالات سے واقفیت ضروری ہو۔ ایک انگریز مؤرخ کا بیان ہے کہ چھیلارام اور دیارام دو بھائی، الہ آباد کے رہنے والے عظیم الشان کے زمانہ نظامت بہار و بنگالہ میں اُس کی معیت میں تھے۔ (اس مؤرخ نے برنسل انڈس لکھا ہے)۔ عظیم الشان کا دار الحکومت بننے تھا، اپنے منصب کے لحاظ سے ان دونوں کا قیام بھی وہیں ہونا لازمی ہو۔ اعظم و معظم کی رٹائی میں عظیم الشان کے ہم راہ تھے میعظم کی موت (۱۷۷۳ء) کے بعد اُس کی جانشینی کے لیے جو جنگ ہوئی اُس میں تقدیر کا پاسا عظیم الشان کے خلاف پڑا اور بہ روایتِ سیر چھیلارام نے بعد میں

خط از اقرباے راجا دیا بہادر بود، سیر المناظرین نول کشوری ص ۵ تا ص ۵۰۔ اس کتاب میں چھیلارام وغیرہ کے حالات صفحات ذیل پر ملتے ہیں: ۲۹۱، ۳۹۶، ۳۹۷، ۴۲۳، ۴۵۶، ۴۶۱، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲

جہاں دارشاہ کی ملازمت اختیار کر لی، چنانچہ فرخ سیرادر معز الدین کی لڑائی کے وقت وہ کوڑا کا فوج دار تھا۔ اس جنگ میں وہ معز الدین سے علیحدہ ہو کر فرخ سیر کے ساتھ ہو گیا، اس کی خدمات کے صلے میں فرخ سیر نے اسے دیوانی خالصہ و تن کا معزز عہدہ عطا کیا۔ اوائل عہد محمد شاہ (۱۱۳۱ھ) میں وہ الہ آباد کا صوبہ دار تھا، لیکن دربار دہلی سے اُس کے تعلقات درست نہ تھے۔ قبل اس سے کہ اُس کے خلاف کوئی کارروائی ہو، وہ دنیا سے کوچ کر گیا، اور اس کا بھتیجا گردھر بہادر اُس کا جانشین ہوا۔ دہلی سے جو جھگڑا تھا اس کا فیصلہ اس طرح ہوا کہ خطاب و منصب کے اضافے کے ساتھ وہ اودھ کا صوبہ دار مقرر ہوا، اور الہ آباد کا صوبہ اسے دوسرے کے حوالے کرنا پڑا۔ اودھ کے بعد مالوہ کا صوبہ اسے ملا، ابھی زیادہ دن وہاں رہنے نہ پایا تھا کہ یہ صوبہ نظام الملک کے سپرد ہوا۔ لیکن جلد ہی بعض مصلحتوں سے بادشاہ نے نظام الملک سے یہ صوبہ لے کر بھر اُسی کے حوالے کیا۔ اس کا انجام اُس کے حق میں اچھا نہ ہوا۔ نظام الملک نے مرہٹوں کو مالوہ پر حملہ کرنے کے لیے ابھارا۔ اور گردھر بہادر کی ساری عمر مرہٹوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش میں کٹی اور بالآخر اسی کی نذر ہوئی۔ گردھر بہادر نے مرہٹوں کے مقابلے میں جو جرات اور پامردی دکھائی تھی، اس کا مد توں چرچا رہا تھا۔ اور

۵۔ راجا رام نرائن اپنے ایک خط میں جو کم و بیش ۴۰ برس بعد لکھا گیا ہے، اور جس کا مخاطب اصلی میر جعفر ہے لکھا ہے: بہ نواب صاحب باید گفت کہ کشتن من آسان است، آبا بعد من (الفافا ٹھیک بڑھے نہیں جاتے...) و تمام سلطنت بعد راجا گردھر بہادر عہدہ برائے مرہٹہ نہ شد،

اگر دہلی سے اُسے کافی مدد ملتی تو وہ مرہٹوں کو شمالی ہند کی طرف رخ کرنے نہ دیتا۔ ۱۷۸۱ء میں دیا بہا در نے اس کی جگہ لی اور دہلی سے اعانت کا طالب ہوا، لیکن مثل سابق کوئی شنوائی نہ ہوئی اور اسی سنہ میں وہ بھی مرہٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔ مرتب کا قیاس ہے کہ جنونت رائے کا تعلق متعظیم آباد سے بارہویں صدی کے ربع اول میں قائم ہوا جب چھبیلارام یہاں مقیم تھا۔ اس کے بعد وہ چھبیلارام وغیرہ کی معیت میں فوجی تجربے حاصل کرتا رہا ہوگا۔ دیا بہا در کی وفات کے بعد خاندان کا شیرازہ درہم برہم ہو جانے سے اُس نے عظیم آباد آکر فوجی ملازمت اختیار کی۔ اس کے بعد سے ۱۷۸۱ء تک مسلسل اس کا نام کتابوں میں آتا ہے۔

(۱) ۱۷۸۱ء تا ۱۷۸۲ء بہ سلسلہ قتل عبدالکریم خاں: "چوں.. تاچو کی دوم

کہ در عہدہ جنونت ناگر بود خود را رسانید، جو انے ناگر از پس پشت او آمدہ می خواست کہ شمشیرے فرو دآرد الخ"۔ مظفر نامہ ملوکہ مرتب۔ سال تصنیف ۱۱۸۰ھ

(۲) جنگ ہیبت جنگ مصطفیٰ خاں، بر جنگ ۱۱۸۵ھ: جنونت رائے ناگر

مذ جنونت رائے کا سال ولادت معلوم نہیں، اور نہ یہ پتا ہے کہ جب وہ عظیم آباد آکر فوج میں داخل ہوا تو اس کی کیا عمر تھی، یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ عظیم آباد ہی میں پیدا ہوا تھا، یا وہاں کم سنی میں آیا تھا۔ مفتی نے محمد عابد کے دہلوی ہونے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ خنداں قابل اعتنا نہیں۔ مرتب کو اعتراف ہے کہ جنونت رائے کے اس وقت تک کے حالات میں قیاس سے بہت کام لیا گیا ہے، لیکن مرتب نے قیاس اور روایت کا فرق ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے۔

باچند نفر بھلیہ مانند رعد بہ آواز آتشیں غزید، مظہر نامہ

”دو تیس زماں سمو پٹنگ حملہ دشمن انگن عمدہ اجاڑے سہیا طلب، جسوت رلے بہمن
فن..... بسان ہر برہنیاں... رسید، دآں بد آداب رآبالتش سزا دودہ منہزم گردانید،
دوسرے موقع پر نواب احمد خاں بہادر، میر غلام اشرف وغیرہ کے ساتھ، دسردار
بہمن پیکا رجال فروش نام خریدار، تہمتن نصیب فتح پیوند جسوت رلے کامل العباد
وجعلش ماسلانہ و محاربہ پٹگانہ نمودند، تیسرے موقع پر عمدہ ابطال کار آگاہ جسوت رلے
ایک جگہ اور ذکر کریں۔ تالیخ فتح جنگ لہ موسومہ بہ وقائع محمد وفا ملوکہ پٹنہ کالج۔ اس تالیخ میں
سالہ ۱۱۵۵ھ سے سالہ ۱۱۵۸ھ تک کے خاص خاص واقعات درج ہیں لڑائی میں جسوت رلے نے
کار ہائے نمایاں انجام دیے تھے۔ سیر میں بھی اس کی شرکت کا ذکر ہے ص ۵۴

(۳) رگھو بھونسلہ سالہ ۱۱۵۵ھ میں لڑائی میں شکست کھانے کے باوجود صلح پر راضی نہ ہوا
اور مرشد آباد کا عازم ہوا۔ ہجرت جنگ نے بھی اس کا تعاقب کیا۔ اس موقع پر جسوت رلے
اور میر غلام اشرف ”کہ ہر دو جماعہ دار ملازم سرکار ہیبت جنگ و صاحبان جرات بودہ اندہ“
عکس جہارت کی صحت کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ اس کتاب میں اور شرکائے جنگ کے متعلق بھی مبالغہ آمیز
الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، کتاب میں یہ صنعت رکھی گئی ہے کہ ہر محلے سے تالیخ نکلے، اباگر خذ الفت
کے حکا تیب میں بہ روایت سید حسن عسکری صاحب جسوت رلے کے متعلق الفاظ ذیل پائے جاتے
ہیں: از زبان صاحب و قبلہ قدر داں، یکمہ تاز عرمدہ شجاعت و ہم، عالی نش، مجمع کرم فیض نظر
للا جسوت رلے ناگرہ یکے انکشانیاں ہیشاں در مبارک باد اخلاص از قید“

کسی وجہ سے عظیم آباد میں رہ گئے تھے، مرہٹوں نے راہ بند کر رکھی تھی لیکن پاس غیرت سے یہ دونوں جمعیت قلیل کے ساتھ مہابت جنگ سے مل جانے کی نیت سے شہر سے باہر نکلے۔ مرہٹوں نے انھیں لوٹنا چاہا۔ لیکن ان لوگوں نے بغیر مقابلہ کیے مال و متاع مرہٹوں کے سوا لے کر دینا غیرت کے خلاف سمجھا، دونوں سخت زخمی ہوئے، جسوقت راتے کی ناک پر تلوار اس طرح پڑی کہ جڑ سے کٹ گئی، سیر صفحہ ۵۵۔

۴ رجب یا شعبان ۱۱۳۲ھ - مہو بہار سراج الدولہ کے نام سے تھا لیکن جاگی رام اُس کے نائب کی حیثیت سے یہاں کام کرتا تھا۔ ہمدی نثار خاں اعم مصنف سیر کی ترغیب سے سراج الدولہ مرشد آباد سے عظیم آباد پر قابض ہونے کے لیے روانہ ہوا۔ اور کسی نہ کسی طرح ہمدی نثار خاں وغیرہ کے ساتھ داخل قلعہ ہوا۔ "مہتا جسونت دکنہ مبارزہ دیر و دریں کارہا بارہادر آمد، آبرو سے در امثال و اقراں داشت" سے مقابلہ ہوا، اس نے ہمدی نثار خاں کو سمجھایا کہ واپس جانا مناسب ہے، لیکن وہ نہ مانے اور دونوں میں آویزش شروع ہو گئی۔ ہمدی نثار خاں کی تلوار سے ایک سخت زخم اس کے گلے پر آیا۔ لیکن بعد میں برادر زادہ محمد اشرف اور جسونت راتے نے مل کر انھیں قتل کر ڈالا۔ اور جسونت راتے نے سخت زخمی ہونے کے باوجود سراج الدولہ کو مصطفیٰ قلی خاں کے یہاں پہنچا دیا۔ خلاصہ عبارت سیر صفحہ ۵۵ تا ۵۶۔

"راجا جاگی رام بہ استماع اس خبر جسونت راتے ناگر را بر لے دست گیر نمودن ہوئی نثار خاں روانہ گردانید۔ و او در وسط شہر مقابل شدہ ہمدی نثار خاں را باز قلابہ تہ تیغ

بے دریغ گزرانیدہ، نواب سراج الدولہ را بہ تحریم و تحریم تمام درویشی حاجی صاحب
بروہ مصطفیٰ قلی خاں را اور خدمت شبانہ روزی ایشان مقرر داشت، و تقیہ نمود کہ
از نظر ایشان غیبت اختیار نہ کند۔ سراج الدولہ ہابت جنگ کو بہت پیارا تھا،
اور اس کی چشم پوشی نے اسے خود سر اور بے باک بنا دیا تھا۔ سراج الدولہ کے عزمِ عظیمِ آبا
کی خبر ملتے ہی وہ خود بھی ادھر چل پڑا تھا۔ مہدی نثار خاں کا مقابلہ سراج الدولہ کے ساتھ
ہونے کی وجہ سے بہت نازک معاملہ تھا، اور جانکی رام کا جسوت رلے کو اس پر مامور کرنا
ظاہر کرتا ہے کہ وہ کس حد تک جسوت رلے پر اعتماد رکھتا تھا۔

(۵) جنگ کا مگار و رام نرائن: اس لڑائی کی روداد رام نرائن نے ہابت جنگ کو
بھیجی ہے، دستور الانشا میں موجود ہے۔ دو جگہ لالا جسوت رلے کا نام آیا ہے۔ اس لڑائی کا

سید حمی عسکری صاحب نے دو مجموعہ خطوط دریافت کیے ہیں۔ ایک میں راجا رام نرائن اور اُن سے تعلق
رکھنے والوں کے خطوط ہیں۔ دوسرے کا نام دستور الانشا ہے۔ اس میں مسارام، فوج دار تربت (بستاپا)
داماد رام نرائن کا چچرا بھائی تھا، اور اس کے حوسلین کے خطوط میں خطوط رام نرائن میں کئی جگہ جسوت رلے
کا نام آیا ہے الف خط غلام حسین خاں عرض یگی کے نام ہے، جس میں ایک پروانے کا ذکر ہے جو عرق گل کینکی
کی طلب میں جسوت رلے کے نام سراج الدولہ نے بھیجا تھا۔ ب اسی پروانے کا جواب معلوم ہوتا
ہے۔ گو کا تب کا نام نہیں دیا ج۔ بہ نام غم خوار جاں بخش دو شاں لالا جسوت رلے جو کا تب رام نرائن
تولڈ پسر بانیرہ کی مبارک باد ہے، الہی جانا کہ ایں خاندان از شمار روشن ست ایں فرزند تا بد چراغ خانہ
شکباد۔ ۵ رام نرائن بہ نام غلام حسین عرض یگی۔ سراج الدولہ نے اسطرلاب ساخت لاہور طلب کیا (دقیقہ صفحہ ۲۶)۔

سنہ نہیں دیا ہے، لیکن رام نرائن کے خطوط میں جو حوالے ہیں اُن سے یہ بتا چلتا ہے کہ اس کا سال وقوع سنہ جلوس احمد شاہی یعنی ۱۱۸۷ھ ہے۔

(۶) مکتوب سکھ لال بہ نام لالا جسونت رائے: خط کی ابتدا ماموں صاحب قبلہ و کعبہ بنے سکھ لال شجاع الملک، سام الدولہ (یعنی میر جعفر) کی خدمت میں باریاب ہوا ہے جسونت کو لکھتا ہے کہ عن قریب کسی خدمت پر مامور ہو کر "برادر عزیز" کو طلب کروں گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسند نشینی میر جعفر (شوال ۱۱۸۷ھ) تک جسونت رائے زندہ تھا۔

(۷) زمانہ میر قاسم: وہ پسر جسونت رائے ناگر یا پنجہ شصت سوار درپیش خود گزشتہ کہ شاید از مدایں ہا کار سے تواند کرد" مظفر نامہ - اشارہ رام نرائن کی طرف ہے۔ اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ میر قاسم نے رام نرائن کو اواخر ۱۱۸۷ھ میں گرفتار کیا تھا چونکہ اس موقع پر جسونت رائے کی جگہ پسر جسونت رائے کا ذکر آیا ہے۔ یا تو اس وقت تک انتقال ہو چکا ہوگا یا فوجی زندگی سے علیحدہ ہو کر رام نرائن کی رفاقت میں زندگی بسر کرتا ہوگا (در کمال

دقیقہ حاشیہ ۲۵) رام نرائن جسونت رائے سے لے کر روانہ کرتا ہے۔ اس سے جسونت کے علمی ذوق کا پتا چلتا ہے "اصطرباب تحفہ کار ولایت بہم رسیدہ ... پُر ظاہر سب کہ اصطرباب در بازار فروختہ نہ می شود وایں اصطرباب نزد لالا جسونت رائے بود بہ منت گزشتہ شد و جنیں کارستانی مقدور فلک ہم نیست دستور الانشا میں سکھ لال کے خطوط ہیں، یہ شخص بہ ظاہر جسونت رائے کا بھانجا تھا۔ اس کے خطوط لالا سکومت رائے (ماموں صاحب) یا جگلس رائے (عمو صاحب) رائے نام ہائے بھائی کے نام موجود ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسونت رائے کی برادری کے کسی شخص بہادر دنگلا میں موجود تھے۔

اقتدار رفیع را جا رام نرائن ... بوڑا مبتلا مشہور ہے میں بہ روایت سیر وہ جماعہ دار تھا۔ اس کا تحقیقی علم نہیں کہ جماعہ دار کے ماتحت کتنے سپاہی ہوا کرتے تھے۔ اتنا معلوم ہے کہ بعض جماعہ دار ایسے بھی علی وردی خاں کی فوج میں تھے، جو سات سات سو سپاہیوں کے سردار تھے۔ ۱۳۸۰ شیخ حمید الدین ... جماعہ دار ہفت صدکس ... و شیخ امرا اللہ کساد ہم در جمعیت برابرہ شیخ حمید الدین بود، اس کا بھی پتا نہیں چلتا کہ آخر تک اسی عہدے پر تھا، یا ترقی ہوئی تھی تین بیٹوں کے نام کتابوں میں ملتے ہیں۔ بھگونت رائے، محمد عابد، اور محمد جوشن۔ دوسرے اور تیسرے تحقیقی بھائی تھے۔ اور یہ نام خود ان کے اختیار کردہ ہیں۔ اصلی نام معلوم نہیں۔ بھگونت رائے بھی ان کا تحقیقی بھائی تھا یا نہیں، اس کے متعلق کہیں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ بھگونت رائے غالباً سب سے بڑا تھا، اور یہی اپنے باب کا جانشین تھا۔ لال کے خط میں برادر عزیز سے غالباً یہی مراد ہے، اور منظر نامہ میں جو دو جگہ پسر حسرت رائے کی طرف اشارہ ہے وہ بھی غالباً یہی ہے۔ رام نرائن کے ساتھ یہ بھی قید ہوا تھا "واہ سردار ابن راجہ موصوف پسر حسرت ناگر و سکھ لال راینز مجوس نمود" منظر نامہ۔ خطوط رام نرائن میں اس کا ذکر کئی جگہ آیا ہے (الف) "در فتوحہ راجا شتاب رائے بہادر، منظر فقیر بود" و لا دیانت رائے با چند سوار دباو بھگونت رائے باد و سوار ... در فتوحہ ملتی شند" (ب) ورق ۱۶۸ پر جاگیروں کے سلسلے میں اس کا نام آیا ہے۔ شاید جاگیر اسی کی تھی۔ (ج) ورق ۱۶۹۔ میر جعفر کے معزول ہونے کے بعد کسی تقریب سے اس کا نام آیا ہے۔ (د) "عزیز القدر لالا بھگونت رائے" کی دی ہوئی معجون کا ذکر بہ بنلا سے دوستانہ تھا۔

محمد عابد، دل تخلص، محمد روشن سے عمر میں بڑے تھے۔ بن میں کیا تفاوت تھا اس کا حال نہیں کہلتا۔ ۱۱۶ھ سے قبل جو ان کی کتاب عروض الہندی کا سال تصنیف ہے۔ اسلام قبول کر چکے تھے۔ شاعر، طبیب اور ہیئت داں تھے۔ اوائل میں سپاہی پیشہ بھی ہوں تو عجب نہیں، مبتلا کا قول ہے کہ ”ہنور اور جرات میں لگانہ عصر تھے۔ دیوان نہیں ملتا۔ مرتب نئے چار پانچ سو شعر جمع کیے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

اب تک دل مضطرب نے کیا کیا کیا ہوتا	گریار نے آنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا
ایک دشنام سے تو کارِ مسیحی اکرنا	گلہ کم سخی تانا کرے کشتہ ناز
فریاد کی نسبت تو خموشی میں اثر تھا	بدنام ہوئے مفت میں حاصل نہ ہوا کچھ
اجل گرفتہ صبا بھی گئی کہیں بکڑی	پھری نہ تیری گلی سے جواب خط لے کر
جو ہم پر گزرتی ہے سو اس کی بلا جانے	وہ اپنی جفا کاری اور ناز و ادا جانے
تو ہو سیاہ مست مروں میں خمار سے	اے دودِ آہ کہیو اس ابر بہار سے
آج منہ دیکھ ہم آئینے میں دل گیر ہوئے	جانتے کیا تھے جوالی گئی اور پر ہوئے

ذاتی حالات :- محمد روشن ۱۱۶ھ کے لگ بھگ عظیم آباد میں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت بھی

۱۲ سال ولادت کہیں ملتا۔ مرتب نے اسے قائم کرنے میں جن امور کو پیش نظر رکھا ہے وہ حسب ذیل ہیں :-

- (الف) جن نے متاخرین میں شمار کیا ہے اس کے معنی ہیں کہ ۱۱۶ھ اور ۱۱۷ھ کے اندر پیدا ہوئے، وجوہ مقدمہ طبع ثانی میں درج ہیں، (ب) ۱۱۶ھ یا اس سے قبل کے جو اشعار ملتے ہیں ان میں کافی بخشگی ہے (عروض الہندی)، (د) دیوان ۱۱۹ھ کے قرب میں مرتب ہو چکا تھا (۱۲۰ھ) اس زمانے میں متعدد دشمنی و کشاکش موجود تھے (تشریح حاشیہ)

غالباً یہیں پائی تحصیل علمی کا مفصل حال تذکروں میں نہیں۔ اُس زمانے میں فارسی زبان اور اس کے ادب سے واقفیت اس قدر عام تھی کہ اس کے بغیر کوئی شخص شایستگی کا مدعی نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ کیوں کر مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ عربی وانی ابترہ مشتبہ ہے۔ خاندانی روایا کے اقتضا سے فنونِ سپہ گری بھی سیکھے ہوں گے۔ ابو الحسن اور عشق نے تیر اندازی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے (۳) فیضیہ کافی در سلیقہ تیر اندازی و دست کاری "مسرت افزا"

ان کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ تبدیلِ مذہب ہے۔ آبائی مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کرنے کے کیا اسباب تھے اس پر تذکرے کافی روشنی نہیں ڈالتے۔ بتلانے صرف اتنا لکھا ہے کہ صفر سن سے اسلام کی طرف راغب تھے، تمیز آنے پر مسلمان ہو گئے۔ مرتب کا خیال ہو کہ یہ واقعہ ۱۱۶۶ھ اور ۱۱۶۷ھ کے درمیان وقوع میں آیا ہو گا۔

راجا رام نرائن شیخ علی حزیں کا عقیدت مند شاگرد تھا، اور اُس کے زمانہ عروج میں

(۵) تذکرہ نگاروں نے جن الفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے ان سے پتا چلتا ہے کہ سن ۱۱۹۰ھ میں کہنہ متقی اور سلم الثبوت شاعروں میں شمار ہوتا تھا۔ عمر کسی نے نہیں بتائی، لیکن یہ خلاف قیاس ہے کہ کسی کم عمر شاعر کا اس طرح ذکر کیا گیا ہو۔ "دست کاری" سے کیا مراد ہے معلوم نہ ہو سکا۔

سن ۱۱۹۰ھ کے تحت میں اس کی بحث آئے گی۔ ان دو شعروں سے طبیعیات کے بعض مسائل سے واقفیت کا پتا چلتا ہے، لیکن سنی سنائی بات بھی ہو سکتی ہے۔

کیا ہے دستِ کرم نے ترے جہاں خالی
رہے ہوا بھی نہ باقی کہ ہو ملا پر ظن
بالافتاق جو کہتے ہیں سب خلا ہے محال
حکیم جتنے ہیں نزدیک اپنے ہیں کو دُن ۷۵۴

شیخ کا کئی بار غظیم آباد آنا ہوا تھا۔ محمد روشن کا کم سنی کے زمانے میں شیخ کی صحبت سے فیض یاب ہونا، رام نرائن اور حبونت رائے کے تعلقات کا لحاظ کرتے ہوئے، دور از کار قباس آرائی نہیں، محمد روشن کے نام شیخ کے دو خطوں کا وجود اس کا مؤید ہے۔ عجب نہیں کہ اسلام کی طرف میلان شیخ ہی کی صحبت کا اثر ہو۔ شیخ کے خطوط بہ طور یادگار درج کیے جاتے ہیں:

از حضرت صاحب و قبلہ حضرت شیخ علی حزیں صاحب علیہ الرحمۃ:

(۱) برخوردار محمد روشن محفوظ باشند۔ نوشتہ او متضمن آن کہ مکرر عرضہ ارسال داشته و جواب نہ می رسد و از دیگران ہم کہ استفساری کند، خبر معلوم نہ می شود و رسید۔ چون ناتوانی زیادہ شدہ، و اکثر اوقات بیماری بہ شدت و بر بستر افتادہ است، طاقت و حالت نہ ماندہ کہ تواند چیزے نوشت بشتن الحال بسیار مشکل شدہ۔ بہ ہر حال شکر الہی واجب ست۔ باید کہ از دعا فراموش نہ نمایند۔ ایں چند کلمہ بہ تاریخ جمعہ بست و ہم شہر محترم بہ قلم آمدہ۔ عواقب مقرون بہ خیر و سعادت جاوید باد۔ برت العباد۔

علاوہ برت العباد صاحب کا شکر یہ واجب ہے کہ وہ ان خطوط سے مرتب کے تعارف کا باعث ہوئے۔ یہ خطوط مجموعہ مکاتیب رام نرائن میں شیخ کے اور خطوط کے ساتھ ہیں۔ ان کا مکتوب الیہ محمد روشن پسر حبونت رائے کے سوا کوئی دیکھ نہیں ہو سکتا۔ رام نرائن سے تعلق رکھنے والا اس نام کا کوئی دوسرا شخص اس زمانے میں نہ تھا۔ یہ معلوم ہو جائے کہ کس سن میں یہ خط لکھے گئے تھے تو قبول اسلام کا زمانہ ایک حد تک متعین ہو سکتا ہے۔

(۲) برخوردارِ سعادت یار، محمد روشن معلوم نمایند کہ مرقومہ اور سید، و تنہائی و بے کسی و خستہ جالی اور موجبِ الم شد۔ جناب اقدس الہی صحت بخشیدہ، بہ آرام بدار، و تدارک بے کسی اور تصدیقات دینیہ فرماید۔ تا ایں وقت کہ روزِ چہارم شبہ ہفتم شہرِ رمضان ست احیات باقی ست، و بہ ہر جہت مستوجبِ شکر ست۔ از احوال خود اطلاع می نمودہ باشند۔ زیادہ از ناتوانی طاقتِ نوشتن نہ دارد۔ العاقبتہ بالخیر۔

مرتب کے نزدیک محمد روشن کی شعر گوئی کی ابتدا ۱۱۸۷ھ یا کچھ اس کے قبل و بعد سے ہوئی۔ اس زمانے میں عظیم آباد میں شاعری کا گھر گھر چلتا تھا اور حزیں اور درد مند سے خوش گو شاعر اہل عظیم آباد کو دہلی کی طرزِ گفتار سے آشنا کر چکے تھے۔ جوشش کے سوا کوئی اور تخلص سننے میں نہیں آیا۔ غالباً ابتدا سے انتہا تک اسی پر قائم رہے۔ فنِ سخن میں کس کے شاگرد تھے اس کا بھی حال نہ کھلا۔ شعر گوئی کے ساتھ عروض و قافیہ کے قواعد ضروری سے واقفیت بھی پیدا کی تھی۔ عیشی کا قول ہے، علی ابراہیم خاں تو انھیں عروض کا ماہر ہی بتاتے ہیں۔

واقعاتِ زندگی بہت کم ملتے ہیں، بچپن اور غفوانِ شباب باپ کے زیر سایہ آرام سے گٹا ہوگا۔ موسیقی کے شوق، (درفن سار نوازی دستے دار، غنئی، نورتن کی ثنوی ص ۲۳، ہولی کے قلعے ص ۲۳۹ سے کچھ کچھ تا پلٹتا ہے کہ شباب کس طرح گزرا ہوگا۔ بعد میں، خواہ اس وجہ سے کہ تبدیلِ مذہب اقربا کی برہمی کا باعث ہوئی ہو، خواہ اس سبب سے کہ ۱۱۸۷ھ میں رام نرائن کے زوال اور انقلابِ حکومت سے معاش کے دروازے

بند ہو گئے تھے، تکلیف سے گزرتی تھی، اور مجبوراً خاندانی روایات کو بلائے طاق رکھ کے اہل ثروت کی ننگا گوئی اور ان کے آگے دستِ طلب دراز کرنا پڑتا تھا۔ ایک قطعے کے چند شعر ہیں:-

”کون غم خوار ہر تجھ ذات سوا عالم میں
کچھ کس سے پریشانی احوال بیاں
پڑا پھر ناہوں میں سرگشتہ بگوئے کی طرح
نے کہیں ٹھور ٹھکانا ہونہ کی کوئی مکاں
یا الہی یہ طفیلِ حضراتِ معصوم
جب تک اس کہنے سرا میں ہر یہ جوشِ مہاں
خوانِ الوابنِ نیاں سے رکھ اس کو محروم
لے لے دستِ کریاں ہی سے یک پارہ ناں
ہر بہت بے ادبی طویل سخن اس کے حضور
جو زباں داں کہ سمجھتا ہوں خموشی کی زباں“
سید جبار علیؒ، بسمل چنار گدھ کے رہنے والے شاعر اور سخن فہم تھے ۱۹۶۷ء سے
قبل عظیم آباد میں مقیم تھے۔ جوشش نے ان کے ایک مصرع کی تصنیف کی ہر ص ۶۵، اور
ان کی ایک غزل کا جواب لکھ کر صلے کے طالب ہوئے ہیں:-
”صلہ ہی دیوے گی جوش کو بہت بسمل
کہ لایا ہر یہ غزل کہ کے در جواب شباب“

۱۳ غالباً ائمہ اور اہل بیت کی طرف اشارہ ہو۔ سستی انھیں معصوم نہیں سمجھتے۔
گمان ہو کہ شیعہ ہوں گے؟

۱۴ بسمل کا حال گلزارِ ابراہیم میں ہر ص ۷۵، اُس زمانے میں اس شخص کا ایک حبشی شاعر، سیدی حمید بھی
پٹنہ میں تھا۔ لیکن، جوشش کا اس سے صلے کا خواہاں ہونا زیادہ قرین قیاس نہیں۔

ثروت ۲۵ اور فدوی ۱۹ کے مصنفوں کی تفصیل اور نالائش شاگردِ دُغمان کی تاریخ وفات دیوان میں پائی جاتی ہے۔ غالباً ان لوگوں سے ذاتی تعلقات تھے۔

ایک بار بہت سخت بیمار پڑے تھے۔ دیوان میں دو رباعیاں ہیں جن میں شغایابی کی دعائیں ہیں۔ ۲۵ جلد سے باہر نکلنے کا بھی پتا چلتا ہے، لیکن سفرِ طہارت ہی پر ختم ہو گیا تھا یا اُنکے بھی بڑھے تھے، اس کے متعلق کوئی علم نہیں۔ تذکرہ نگاروں کے بیان کا اعتبار کیا جائے تو "توحشِ طینت و نیک اعتقاد، سنجیدہ اطوار و جمیدہ خصال" تھے۔ "عجب دانیتِ خود پرستی و نفسانیت سے دوڑ" "باہم و بے ہمہ" زندگی بسر کرتے تھے، "خوش اخلاقی، گرم جوشی، اور مذاق و رویشانہ"، مزید برآں تذکرہ نگاروں نے کہاں تک راست بازی سے کام لیا ہے، اور کس حد تک آدابِ تذکرہ نگاری کی رعایت ملحوظ رکھی ہے، اس کا فیصلہ مشکل ہے۔ وفات کا ذکر کسی قدیم تذکرے میں نہیں۔ ان کے حالات کے جو اصلی ماخذ ہیں ان میں تذکرہ عشقی سب کے بعد مکمل ہوا ہے۔ اس میں ۱۲۰۵ھ سے ۱۲۳۰ھ تک کے اندراجات ملتے ہیں، لیکن محض اس بنا پر کہ اس تذکرے میں جو شش کا شمار زندوں میں کیا گیا ہے، یہ

۲۵ ثروت مفتی غلام مخدوم بھلاوری کا تعلق تھا۔ اکثر معلوم خصوصاً منطق میں دخل رکھتے تھے ایسٹ انڈیا کمپنی سے مقدمہ بہادر بیگ خاں کے سلسلے میں چالیس ہزار روپے ملے تھے، جس نے عسرت کو خوش حالی سے بدل دیا تھا۔ اردو کے علاوہ فارسی بھی کہتے تھے اور جوہری کے شاگرد تھے۔ تکمیلِ تذکرہ عشقی سے قبل انتقال ہو چکا تھا۔ فدوی، غالباً مزاحیہ و دلجوئی میں غلط فہمی کا حال گزارا ہے ہم میں ہے۔ ۲۵ ہجو نگاری ۲۳۲۔ طہارتی ضلع گیارہ کا ایک مشہور قصبہ ہے۔

دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ ۱۲۳۰ھ تک وہ بہ قید حیات تھے، اس لیے کہ متعدد شاعر جو یقینی طور پر ۱۲۳۰ھ سے قبل ہی مر چکے تھے تذکرہ عشقی کے صفحات میں زندہ نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہو کہ مختلف شاعروں کے حالات مختلف زمانوں میں لکھے گئے ہیں، اور یہ فیصلہ کہ کس کا حال کس زمانے میں رقم ہوا، جب تک خود عشقی نے اس کی طرف اشارہ نہ کیا ہو، یا کوئی اور داخل شہادت اس کے متعلق نہ ہو، ناممکن ہو۔ بعد کے تذکروں میں جوشش کا ذکر ممکن ہو کہ بصیغہ ماضی ہو، لیکن ان کے مصنف جوشش سے ذاتی طور پر واقف نہیں، اور انھوں نے زمانہ ماضی کے شعرا میں ان کا شمار محض قیاساً کر لیا ہو عشقی کے بعد اہل عظیم آباد میں سے عاشقی اور عبرتی نے تذکرے لکھے بھی تو ان میں ریختہ گو شاعر کا ذکر نہیں کیا۔ اس صورت میں قطعی طور پر کچھ کہا جاسکتا ہو، وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ۱۲۱۶ھ تک زندہ تھے؛ مشتاق کی وفات کا قطعہ تاریخ دیوان میں موجود ہو اس کی شہادت دیتا ہو۔

تلا نہ: تذکرہ عشقی میں جوشش کے چار شاگردوں کا ذکر ملتا ہو، قرآن اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ سب ان کے قدیمی شاگرد ہیں جن کی شعر گوئی کا آغاز ۱۱۹۲ھ میں یا اس سے پیشتر ہی ہو چکا تھا۔ قدیم تذکروں کی ورق گردانی سے اس تعداد میں اضافہ ہونا ممکن ہو، مشتاق، محمد قلی خاں۔ ان کے والد مرزا ہاشم قلی خاں ہیبت جنگ کے داروغہ دیوان خانہ تھے۔ موسیقی سے شوق تھا۔ ان کی شمشیر شناسی، آداب دانی، اور نازک مزاجی کا عشقی نے خاص طور پر ذکر کیا ہو، "وہ مشتاق لقاے حیدر" تاریخ وفات ہو۔ اس سے

۱۲۱۶ء مکتا ہو۔ یہی تاریخ اشیر نگر کے پیش نظر تھی۔ اس کا یہ قول صحیح نہیں کہ اس سے
۱۲۰۶ء بھی مستخرج ہو سکتا ہو۔ جوشش نے جو تاریخ نکالی ہے ۱۲۱۱ء اس سے بھی یہی
سنہ مکتا ہو۔ مشتاق بھی اگر جوشش کی کچھ اعانت کرتے ہوں تو تعجب نہیں۔

ع: دل دیں جگر دیں جان دیں سر کو فدا کریں: تو تم سے جو کہے ابھی اے بے وفا کریں

ف: کیا سمجھے ہو اس دل کو جو ہر ساتھ ہا لے: دشمن ہو کہ پہلو میں ہو دن رات ہا لے

حیران: میر منو عظیم آبادی۔ مسرت افزا کی تالیف سے قبل انتقال کر چکے تھے۔

ع: نہیں یہتے ہو تم ہر جذب میں کہتا ہوں ہنر کو: پہلے جاؤ بھلا رہ جائے گی یہ بات کہنے کو

ع: رمیے کس کے لیے اور کس کا نام کیجیے: عمر جاتی ہو چلی کچھ اپنا ہی غم کیجیے

نیاز: میر فضل علی، عرف میر جان، ہمشیر زادہ، میر محمد سلیم، سلیم عظیم آبادی۔

اوائل میں جوشش کے شاگرد تھے، بعد میں سلیم وغیرہ سے استفادہ کیا۔ ان میں بڑا

عیب تھا کہ دوسروں کے شعر اپنے نام سے پڑھتے تھے سلیم کے دیوان کو تو یہ اپنی ملک ہی سمجھتے تھے۔

ع: یہی خوف رہتا ہو بسل کے دل میں: ترحم نہ آجائے قاتل کے دل میں

تمنا: مرزا علی رضا ساکن عظیم آباد، "از شاگردان شیخ محمد روشن، جوشش"

ع: دشت میں خاک بہرہ جہتے میں غم کرتے ہیں: لوگ جس بات کو ہنستے ہیں وہ ہم کہتے ہیں

ع: اب تلک جیتا ہوں میں کیا سخت میری جانا ہو: دل کے ٹوٹ کرے ہیں ہر ٹکڑے میں سو پکا ہو

تصانیف

شورش و مبتلا کا بیان ہے کہ جوشش نظم و نثر میں صاحب استعداد تھے، لیکن نظم میں دیوان اور نثر میں رسالہ قافیہ کے سوا کسی اور کتاب کا سراغ نہیں ملا۔

دیوان: دیوان جوشش کا صرف ایک نسخہ دستیاب ہوا ہے۔ شوق نیوی مرحوم نے جو سو بیہ ہمارے مشہور شاعر، زبان داں اور عالم دینیات تھے، چالیس پچاس سال قبل اس کا ذکر یادگار وطن میں کیا تھا۔ ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:-

”اس دیوان کو جناب والد مرحوم نے... نقل کیا ہے۔ ہر صفحے میں، اشعار میں ۹۰ اجزہ میں تمام کیا ہے۔ اس دیوان میں قصائد بھی ہیں۔ آخر میں ایک آدھ تاریخ بھی ہے جس سے ثابت ہے کہ میر و مرزا کے ہم عصر تھے۔... افسوس کہ دیوان کی نایابی سے عظیم آباد کے شعرا بھی جوشش سے واقف نہیں۔ جناب شاد عظیم آبادی نے نواسے وطن میں ذکر تک نہیں کیا، سبب کیا وہی گمنامی اور اس دیوان کی نایابی، ورنہ ضرور جوشش کو راسخ مرحوم کے پہلو پہلو جگہ دیتے۔ بہر کیف یہ دیوان ہر چند پُرانا ہو مگر کلام پاکیزہ اور استادانہ ہے۔ ۲۵۱۶۹

افسوس ہے کہ یہ نسخہ اپنی اصلی حالت میں ہم تک نہیں پہنچا، اس کے متعدد اوراق غالباً

یادگار وطن کی تصنیف سے قبل ہی ضائع ہو چکے تھے۔ تعجب ہے کہ شوق مرحوم نے مطلقاً اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی تفصیل آگے چل کر معلوم ہوگی۔ صفحہ اول کے وسط میں کاتب دیوان کے قلم سے یہ الفاظ مرقوم ہیں۔ ”دیوان روشن علی جوشش عظیم آبادی“ اس کے بعد کے سات صفحے بالکل سادہ ہیں۔ نویں صفحے سے چوبیسویں تک قصیدے ہیں۔ نویں صفحے کے اوپر کا حصہ ضائع ہو گیا تھا، شوق مرحوم نے اس کی مرمت کی ہے، قصیدہ اول کا عنوان انھیں کے قلم سے ہے اور غالباً انھیں کے مذہبی غلو کا نتیجہ ہے۔ اس صفحے پر ۱۴ اشعار ہیں۔ چوبیسویں صفحے پر آخری قصیدے کے ۶ ابتدائی اشعار موجود ہیں، اور چوں کہ اس کے بعد کے اوراق غائب ہیں، یہ قصیدہ ناتمام رہ گیا ہے۔ کاتب نے اپنے دستور کے مطابق ایک گوشے میں وہ الفاظ دیے ہیں جن سے ساتواں شعر شروع ہوتا ہے، ”بعث میں ساکے“ (گذا) اس قصیدے کے باقی اشعار کے علاوہ اور کتنے قصیدے ضائع ہوئے ہیں اس کے بارے میں قطعی طور پر کچھ کہنا ناممکن ہے۔ دو چار قصیدے اپنے ہم عصر اہل دول کی شان میں کہے ہوں تو عجب نہیں۔ تیرھواں ورق حضرت شوق لکھایا ہوا ہے، اور اس میں ایک لفظ بھی اصلی کاتب کے قلم کا نہیں۔ چھبیسویں صفحے کے وسط میں دیوان جوشش لکھا ہے، اور چھبیسویں صفحے پر غزل کے ۱۳ اشعار ہیں۔ اس کے بعد کے ۴ ورق شوق کے مرمت کیے ہوئے ہیں۔ اور ہند سے ابتدا سے کتاب سے راق مذکورہ تک نثار دیں۔ آگے چل کر دو سلسلے ہندسوں کے ملتے ہیں، ایک قدیم اردو سرا جدید، ان دونوں کے مقابلے سے مرتب اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ قصائد کے

اوراق کے علاوہ ۴ اوراق حسب تفصیل ذیل غائب ہو گئے ہیں :-

(۱) ابتدا کے دو ورق غائب ہیں - دیوان کا افتتاح جس غزل سے ہوتا ہے وہ اہل میں پہلی غزل نہیں - قدیم تذکروں میں ردیف الف کی متعدد غزلیں ملتی ہیں جو دیوان میں نہیں - یہ غزلیں اُن غزلوں میں ہیں جو ابتدائی ورق ضائع ہو جانے کی وجہ سے دیوان سے غائب ہیں - مرتب کا خیال ہے کہ دیوان کی سب سے پہلی غزل یہ تھی :-

”کس طرح سے ہوشِ دیباں رازِ نہاں کا قدرت نہ قلم کی ہر نہ مقدور زباں کا“

ایک تو یہ کہ اس زمین میں بہ کثرت شاعروں کی افتتاحی غزلیں ہیں، دوسرے یہ کہ تذکرۂ شورش وغیرہ میں جوشش کے اشعار کا انتخاب مطلع بالا سے شروع ہوتا ہے - شورش جس نے ۱۵ شعر انتخاب کیے ہیں مطلع سردیوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔

(۲) ۳ ورق : ۲، ۴، ۷ - ن میں ورق ۱، اس مصرع پر تمام ہوتا ہے؛

”سدا رکھتے ہیں مستانِ شیشہ و پیمانہ پہلو میں“ ص ۱۱ ط - اس کے بعد کا ورق

ن میں اس مصرع سے شروع ہوتا ہے ”عز و بندگی دل سے اٹھا دے خاکساری کر“
ضمیمہ

(۳) اوراق : ۸۲ - مصرع آخر ورق ۱۰ ن ”مہرباں نامہرباں ہم پر بھلا بہتر نہ ہو“

ص ۱۳ ط - ابتدائے ورق مابعد ”جوشش نہ سر اٹھانے دے داں بارِ افعالِ ضمیمہ

(۴) ۲ ورق : ۱۰۶ و ۱۰۷ - مصرع آخر ورق ۱۰۵ ن ”جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہے“

ص ۱۶ ط - ابتدائے ورق مابعد ”... سو جان بہ لب ہے ص ۱۶ ط -

(۵) ورق : ۱۱۹ تا ۱۲۳ - مصرع آخر ورق ۱۱۸ ”وہی ہم خانہ بردوشوں کا جوشش ہم سفر ہوئے“ ص ۱۹ ط . آغاز ورق مابعد ”خون خوار ہو رہا ہوں سفید آئینے کا“ ضمیمہ -

(۶) ورق : ۱۳۸ - مصرع آخر ورق ۱۳۷ ”خدا جانے یہ الفت کیا کرے گی“ ص ۲ ط ابتدا سے ورق مابعد کس کو میں منصف بدوں تک آپ ہی انصاف سے“ ضمیمہ -

شوق مرحوم کے اس دیوان پر اور بھی احسان ہیں۔ اصل دیوان میں جہاں جہاں کچھ ٹکڑے ضائع یا کمزور ہو گئے تھے، انہوں نے حسب ضرورت چھوٹی بڑی پٹیاں لٹائی ہیں، اور سادہ جگہ پر اشعار یا مصرع یا مصرعوں کے ابتدائی یا انتہائی الفاظ خود لکھے ہیں۔ دیوان میں کہاں کہاں یہ عمل ہوا ہے۔ اُس کی فہرست بہ قید صفحہ مصرع ذیل میں دی جاتی ہے۔ حضرت شوق کا اصل کے مطابق نقل کرنا متیقن نہیں ہے۔

۱ تا ۲۶، ۲۷ تا ۲۹، ۳۰ تا ۳۲، ۳۳ تا ۳۵، ۳۶ تا ۳۸، ۳۹ تا ۴۱، ۴۲ تا ۴۴، ۴۵ تا ۴۷، ۴۸ تا ۵۰، ۵۱ تا ۵۳، ۵۴ تا ۵۶، ۵۷ تا ۵۹، ۶۰ تا ۶۲، ۶۳ تا ۶۵، ۶۶ تا ۶۸، ۶۹ تا ۷۱، ۷۲ تا ۷۴، ۷۵ تا ۷۷، ۷۸ تا ۸۰، ۸۱ تا ۸۳، ۸۴ تا ۸۶، ۸۷ تا ۸۹، ۹۰ تا ۹۲، ۹۳ تا ۹۵، ۹۶ تا ۹۸، ۹۹ تا ۱۰۱، ۱۰۲ تا ۱۰۴، ۱۰۵ تا ۱۰۷، ۱۰۸ تا ۱۱۰، ۱۱۱ تا ۱۱۳، ۱۱۴ تا ۱۱۶، ۱۱۷ تا ۱۱۹، ۱۲۰ تا ۱۲۲، ۱۲۳ تا ۱۲۵، ۱۲۶ تا ۱۲۸، ۱۲۹ تا ۱۳۱، ۱۳۲ تا ۱۳۴، ۱۳۵ تا ۱۳۷، ۱۳۸ تا ۱۴۰، ۱۴۱ تا ۱۴۳، ۱۴۴ تا ۱۴۶، ۱۴۷ تا ۱۴۹، ۱۵۰ تا ۱۵۲، ۱۵۳ تا ۱۵۵، ۱۵۶ تا ۱۵۸، ۱۵۹ تا ۱۶۱، ۱۶۲ تا ۱۶۴، ۱۶۵ تا ۱۶۷، ۱۶۸ تا ۱۷۰، ۱۷۱ تا ۱۷۳، ۱۷۴ تا ۱۷۶، ۱۷۷ تا ۱۷۹، ۱۸۰ تا ۱۸۲، ۱۸۳ تا ۱۸۵، ۱۸۶ تا ۱۸۸، ۱۸۹ تا ۱۹۱، ۱۹۲ تا ۱۹۴، ۱۹۵ تا ۱۹۷، ۱۹۸ تا ۲۰۰، ۲۰۱ تا ۲۰۳، ۲۰۴ تا ۲۰۶، ۲۰۷ تا ۲۰۹، ۲۱۰ تا ۲۱۲، ۲۱۳ تا ۲۱۵، ۲۱۶ تا ۲۱۸، ۲۱۹ تا ۲۲۱، ۲۲۲ تا ۲۲۴، ۲۲۵ تا ۲۲۷، ۲۲۸ تا ۲۳۰، ۲۳۱ تا ۲۳۳، ۲۳۴ تا ۲۳۶، ۲۳۷ تا ۲۳۹، ۲۴۰ تا ۲۴۲، ۲۴۳ تا ۲۴۵، ۲۴۶ تا ۲۴۸، ۲۴۹ تا ۲۵۱، ۲۵۲ تا ۲۵۴، ۲۵۵ تا ۲۵۷، ۲۵۸ تا ۲۶۰، ۲۶۱ تا ۲۶۳، ۲۶۴ تا ۲۶۶، ۲۶۷ تا ۲۶۹، ۲۷۰ تا ۲۷۲، ۲۷۳ تا ۲۷۵، ۲۷۶ تا ۲۷۸، ۲۷۹ تا ۲۸۱، ۲۸۲ تا ۲۸۴، ۲۸۵ تا ۲۸۷، ۲۸۸ تا ۲۹۰، ۲۹۱ تا ۲۹۳، ۲۹۴ تا ۲۹۶، ۲۹۷ تا ۲۹۹، ۳۰۰ تا ۳۰۲، ۳۰۳ تا ۳۰۵، ۳۰۶ تا ۳۰۸، ۳۰۹ تا ۳۱۱، ۳۱۲ تا ۳۱۴، ۳۱۵ تا ۳۱۷، ۳۱۸ تا ۳۲۰، ۳۲۱ تا ۳۲۳، ۳۲۴ تا ۳۲۶، ۳۲۷ تا ۳۲۹، ۳۳۰ تا ۳۳۲، ۳۳۳ تا ۳۳۵، ۳۳۶ تا ۳۳۸، ۳۳۹ تا ۳۴۱، ۳۴۲ تا ۳۴۴، ۳۴۵ تا ۳۴۷، ۳۴۸ تا ۳۵۰، ۳۵۱ تا ۳۵۳، ۳۵۴ تا ۳۵۶، ۳۵۷ تا ۳۵۹، ۳۶۰ تا ۳۶۲، ۳۶۳ تا ۳۶۵، ۳۶۶ تا ۳۶۸، ۳۶۹ تا ۳۷۱، ۳۷۲ تا ۳۷۴، ۳۷۵ تا ۳۷۷، ۳۷۸ تا ۳۸۰، ۳۸۱ تا ۳۸۳، ۳۸۴ تا ۳۸۶، ۳۸۷ تا ۳۸۹، ۳۹۰ تا ۳۹۲، ۳۹۳ تا ۳۹۵، ۳۹۶ تا ۳۹۸، ۳۹۹ تا ۴۰۱، ۴۰۲ تا ۴۰۴، ۴۰۵ تا ۴۰۷، ۴۰۸ تا ۴۱۰، ۴۱۱ تا ۴۱۳، ۴۱۴ تا ۴۱۶، ۴۱۷ تا ۴۱۹، ۴۲۰ تا ۴۲۲، ۴۲۳ تا ۴۲۵، ۴۲۶ تا ۴۲۸، ۴۲۹ تا ۴۳۱، ۴۳۲ تا ۴۳۴، ۴۳۵ تا ۴۳۷، ۴۳۸ تا ۴۴۰، ۴۴۱ تا ۴۴۳، ۴۴۴ تا ۴۴۶، ۴۴۷ تا ۴۴۹، ۴۵۰ تا ۴۵۲، ۴۵۳ تا ۴۵۵، ۴۵۶ تا ۴۵۸، ۴۵۹ تا ۴۶۱، ۴۶۲ تا ۴۶۴، ۴۶۵ تا ۴۶۷، ۴۶۸ تا ۴۷۰، ۴۷۱ تا ۴۷۳، ۴۷۴ تا ۴۷۶، ۴۷۷ تا ۴۷۹، ۴۸۰ تا ۴۸۲، ۴۸۳ تا ۴۸۵، ۴۸۶ تا ۴۸۸، ۴۸۹ تا ۴۹۱، ۴۹۲ تا ۴۹۴، ۴۹۵ تا ۴۹۷، ۴۹۸ تا ۵۰۰، ۵۰۱ تا ۵۰۳، ۵۰۴ تا ۵۰۶، ۵۰۷ تا ۵۰۹، ۵۱۰ تا ۵۱۲، ۵۱۳ تا ۵۱۵، ۵۱۶ تا ۵۱۸، ۵۱۹ تا ۵۲۱، ۵۲۲ تا ۵۲۴، ۵۲۵ تا ۵۲۷، ۵۲۸ تا ۵۳۰، ۵۳۱ تا ۵۳۳، ۵۳۴ تا ۵۳۶، ۵۳۷ تا ۵۳۹، ۵۴۰ تا ۵۴۲، ۵۴۳ تا ۵۴۵، ۵۴۶ تا ۵۴۸، ۵۴۹ تا ۵۵۱، ۵۵۲ تا ۵۵۴، ۵۵۵ تا ۵۵۷، ۵۵۸ تا ۵۶۰، ۵۶۱ تا ۵۶۳، ۵۶۴ تا ۵۶۶، ۵۶۷ تا ۵۶۹، ۵۷۰ تا ۵۷۲، ۵۷۳ تا ۵۷۵، ۵۷۶ تا ۵۷۸، ۵۷۹ تا ۵۸۱، ۵۸۲ تا ۵۸۴، ۵۸۵ تا ۵۸۷، ۵۸۸ تا ۵۹۰، ۵۹۱ تا ۵۹۳، ۵۹۴ تا ۵۹۶، ۵۹۷ تا ۵۹۹، ۶۰۰ تا ۶۰۲، ۶۰۳ تا ۶۰۵، ۶۰۶ تا ۶۰۸، ۶۰۹ تا ۶۱۱، ۶۱۲ تا ۶۱۴، ۶۱۵ تا ۶۱۷، ۶۱۸ تا ۶۲۰، ۶۲۱ تا ۶۲۳، ۶۲۴ تا ۶۲۶، ۶۲۷ تا ۶۲۹، ۶۳۰ تا ۶۳۲، ۶۳۳ تا ۶۳۵، ۶۳۶ تا ۶۳۸، ۶۳۹ تا ۶۴۱، ۶۴۲ تا ۶۴۴، ۶۴۵ تا ۶۴۷، ۶۴۸ تا ۶۵۰، ۶۵۱ تا ۶۵۳، ۶۵۴ تا ۶۵۶، ۶۵۷ تا ۶۵۹، ۶۶۰ تا ۶۶۲، ۶۶۳ تا ۶۶۵، ۶۶۶ تا ۶۶۸، ۶۶۹ تا ۶۷۱، ۶۷۲ تا ۶۷۴، ۶۷۵ تا ۶۷۷، ۶۷۸ تا ۶۸۰، ۶۸۱ تا ۶۸۳، ۶۸۴ تا ۶۸۶، ۶۸۷ تا ۶۸۹، ۶۹۰ تا ۶۹۲، ۶۹۳ تا ۶۹۵، ۶۹۶ تا ۶۹۸، ۶۹۹ تا ۷۰۱، ۷۰۲ تا ۷۰۴، ۷۰۵ تا ۷۰۷، ۷۰۸ تا ۷۱۰، ۷۱۱ تا ۷۱۳، ۷۱۴ تا ۷۱۶، ۷۱۷ تا ۷۱۹، ۷۲۰ تا ۷۲۲، ۷۲۳ تا ۷۲۵، ۷۲۶ تا ۷۲۸، ۷۲۹ تا ۷۳۱، ۷۳۲ تا ۷۳۴، ۷۳۵ تا ۷۳۷، ۷۳۸ تا ۷۴۰، ۷۴۱ تا ۷۴۳، ۷۴۴ تا ۷۴۶، ۷۴۷ تا ۷۴۹، ۷۵۰ تا ۷۵۲، ۷۵۳ تا ۷۵۵، ۷۵۶ تا ۷۵۸، ۷۵۹ تا ۷۶۱، ۷۶۲ تا ۷۶۴، ۷۶۵ تا ۷۶۷، ۷۶۸ تا ۷۷۰، ۷۷۱ تا ۷۷۳، ۷۷۴ تا ۷۷۶، ۷۷۷ تا ۷۷۹، ۷۸۰ تا ۷۸۲، ۷۸۳ تا ۷۸۵، ۷۸۶ تا ۷۸۸، ۷۸۹ تا ۷۹۱، ۷۹۲ تا ۷۹۴، ۷۹۵ تا ۷۹۷، ۷۹۸ تا ۸۰۰، ۸۰۱ تا ۸۰۳، ۸۰۴ تا ۸۰۶، ۸۰۷ تا ۸۰۹، ۸۱۰ تا ۸۱۲، ۸۱۳ تا ۸۱۵، ۸۱۶ تا ۸۱۸، ۸۱۹ تا ۸۲۱، ۸۲۲ تا ۸۲۴، ۸۲۵ تا ۸۲۷، ۸۲۸ تا ۸۳۰، ۸۳۱ تا ۸۳۳، ۸۳۴ تا ۸۳۶، ۸۳۷ تا ۸۳۹، ۸۴۰ تا ۸۴۲، ۸۴۳ تا ۸۴۵، ۸۴۶ تا ۸۴۸، ۸۴۹ تا ۸۵۱، ۸۵۲ تا ۸۵۴، ۸۵۵ تا ۸۵۷، ۸۵۸ تا ۸۶۰، ۸۶۱ تا ۸۶۳، ۸۶۴ تا ۸۶۶، ۸۶۷ تا ۸۶۹، ۸۷۰ تا ۸۷۲، ۸۷۳ تا ۸۷۵، ۸۷۶ تا ۸۷۸، ۸۷۹ تا ۸۸۱، ۸۸۲ تا ۸۸۴، ۸۸۵ تا ۸۸۷، ۸۸۸ تا ۸۹۰، ۸۹۱ تا ۸۹۳، ۸۹۴ تا ۸۹۶، ۸۹۷ تا ۸۹۹، ۹۰۰ تا ۹۰۲، ۹۰۳ تا ۹۰۵، ۹۰۶ تا ۹۰۸، ۹۰۹ تا ۹۱۱، ۹۱۲ تا ۹۱۴، ۹۱۵ تا ۹۱۷، ۹۱۸ تا ۹۲۰، ۹۲۱ تا ۹۲۳، ۹۲۴ تا ۹۲۶، ۹۲۷ تا ۹۲۹، ۹۳۰ تا ۹۳۲، ۹۳۳ تا ۹۳۵، ۹۳۶ تا ۹۳۸، ۹۳۹ تا ۹۴۱، ۹۴۲ تا ۹۴۴، ۹۴۵ تا ۹۴۷، ۹۴۸ تا ۹۵۰، ۹۵۱ تا ۹۵۳، ۹۵۴ تا ۹۵۶، ۹۵۷ تا ۹۵۹، ۹۶۰ تا ۹۶۲، ۹۶۳ تا ۹۶۵، ۹۶۶ تا ۹۶۸، ۹۶۹ تا ۹۷۱، ۹۷۲ تا ۹۷۴، ۹۷۵ تا ۹۷۷، ۹۷۸ تا ۹۸۰، ۹۸۱ تا ۹۸۳، ۹۸۴ تا ۹۸۶، ۹۸۷ تا ۹۸۹، ۹۹۰ تا ۹۹۲، ۹۹۳ تا ۹۹۵، ۹۹۶ تا ۹۹۸، ۹۹۹ تا ۱۰۰۱، ۱۰۰۲ تا ۱۰۰۴، ۱۰۰۵ تا ۱۰۰۷، ۱۰۰۸ تا ۱۰۱۰، ۱۰۱۱ تا ۱۰۱۳، ۱۰۱۴ تا ۱۰۱۶، ۱۰۱۷ تا ۱۰۱۹، ۱۰۲۰ تا ۱۰۲۲، ۱۰۲۳ تا ۱۰۲۵، ۱۰۲۶ تا ۱۰۲۸، ۱۰۲۹ تا ۱۰۳۱، ۱۰۳۲ تا ۱۰۳۴، ۱۰۳۵ تا ۱۰۳۷، ۱۰۳۸ تا ۱۰۴۰، ۱۰۴۱ تا ۱۰۴۳، ۱۰۴۴ تا ۱۰۴۶، ۱۰۴۷ تا ۱۰۴۹، ۱۰۵۰ تا ۱۰۵۲، ۱۰۵۳ تا ۱۰۵۵، ۱۰۵۶ تا ۱۰۵۸، ۱۰۵۹ تا ۱۰۶۱، ۱۰۶۲ تا ۱۰۶۴، ۱۰۶۵ تا ۱۰۶۷، ۱۰۶۸ تا ۱۰۷۰، ۱۰۷۱ تا ۱۰۷۳، ۱۰۷۴ تا ۱۰۷۶، ۱۰۷۷ تا ۱۰۷۹، ۱۰۸۰ تا ۱۰۸۲، ۱۰۸۳ تا ۱۰۸۵، ۱۰۸۶ تا ۱۰۸۸، ۱۰۸۹ تا ۱۰۹۱، ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۴، ۱۰۹۵ تا ۱۰۹۷، ۱۰۹۸ تا ۱۱۰۰، ۱۱۰۱ تا ۱۱۰۳، ۱۱۰۴ تا ۱۱۰۶، ۱۱۰۷ تا ۱۱۰۹، ۱۱۱۰ تا ۱۱۱۲، ۱۱۱۳ تا ۱۱۱۵، ۱۱۱۶ تا ۱۱۱۸، ۱۱۱۹ تا ۱۱۲۱، ۱۱۲۲ تا ۱۱۲۴، ۱۱۲۵ تا ۱۱۲۷، ۱۱۲۸ تا ۱۱۳۰، ۱۱۳۱ تا ۱۱۳۳، ۱۱۳۴ تا ۱۱۳۶، ۱۱۳۷ تا ۱۱۳۹، ۱۱۴۰ تا ۱۱۴۲، ۱۱۴۳ تا ۱۱۴۵، ۱۱۴۶ تا ۱۱۴۸، ۱۱۴۹ تا ۱۱۵۱، ۱۱۵۲ تا ۱۱۵۴، ۱۱۵۵ تا ۱۱۵۷، ۱۱۵۸ تا ۱۱۶۰، ۱۱۶۱ تا ۱۱۶۳، ۱۱۶۴ تا ۱۱۶۶، ۱۱۶۷ تا ۱۱۶۹، ۱۱۷۰ تا ۱۱۷۲، ۱۱۷۳ تا ۱۱۷۵، ۱۱۷۶ تا ۱۱۷۸، ۱۱۷۹ تا ۱۱۸۱، ۱۱۸۲ تا ۱۱۸۴، ۱۱۸۵ تا ۱۱۸۷، ۱۱۸۸ تا ۱۱۹۰، ۱۱۹۱ تا ۱۱۹۳، ۱۱۹۴ تا ۱۱۹۶، ۱۱۹۷ تا ۱۱۹۹، ۱۲۰۰ تا ۱۲۰۲، ۱۲۰۳ تا ۱۲۰۵، ۱۲۰۶ تا ۱۲۰۸، ۱۲۰۹ تا ۱۲۱۱، ۱۲۱۲ تا ۱۲۱۴، ۱۲۱۵ تا ۱۲۱۷، ۱۲۱۸ تا ۱۲۲۰، ۱۲۲۱ تا ۱۲۲۳، ۱۲۲۴ تا ۱۲۲۶، ۱۲۲۷ تا ۱۲۲۹، ۱۲۳۰ تا ۱۲۳۲، ۱۲۳۳ تا ۱۲۳۵، ۱۲۳۶ تا ۱۲۳۸، ۱۲۳۹ تا ۱۲۴۱، ۱۲۴۲ تا ۱۲۴۴، ۱۲۴۵ تا ۱۲۴۷، ۱۲۴۸ تا ۱۲۵۰، ۱۲۵۱ تا ۱۲۵۳، ۱۲۵۴ تا ۱۲۵۶، ۱۲۵۷ تا ۱۲۵۹، ۱۲۶۰ تا ۱۲۶۲، ۱۲۶۳ تا ۱۲۶۵، ۱۲۶۶ تا ۱۲۶۸، ۱۲۶۹ تا ۱۲۷۱، ۱۲۷۲ تا ۱۲۷۴، ۱۲۷۵ تا ۱۲۷۷، ۱۲۷۸ تا ۱۲۸۰، ۱۲۸۱ تا ۱۲۸۳، ۱۲۸۴ تا ۱۲۸۶، ۱۲۸۷ تا ۱۲۸۹، ۱۲۹۰ تا ۱۲۹۲، ۱۲۹۳ تا ۱۲۹۵، ۱۲۹۶ تا ۱۲۹۸، ۱۲۹۹ تا ۱۳۰۱، ۱۳۰۲ تا ۱۳۰۴، ۱۳۰۵ تا ۱۳۰۷، ۱۳۰۸ تا ۱۳۱۰، ۱۳۱۱ تا ۱۳۱۳، ۱۳۱۴ تا ۱۳۱۶، ۱۳۱۷ تا ۱۳۱۹، ۱۳۲۰ تا ۱۳۲۲، ۱۳۲۳ تا ۱۳۲۵، ۱۳۲۶ تا ۱۳۲۸، ۱۳۲۹ تا ۱۳۳۱، ۱۳۳۲ تا ۱۳۳۴، ۱۳۳۵ تا ۱۳۳۷، ۱۳۳۸ تا ۱۳۴۰، ۱۳۴۱ تا ۱۳۴۳، ۱۳۴۴ تا ۱۳۴۶، ۱۳۴۷ تا ۱۳۴۹، ۱۳۵۰ تا ۱۳۵۲، ۱۳۵۳ تا ۱۳۵۵، ۱۳۵۶ تا ۱۳۵۸، ۱۳۵۹ تا ۱۳۶۱، ۱۳۶۲ تا ۱۳۶۴، ۱۳۶۵ تا ۱۳۶۷، ۱۳۶۸ تا ۱۳۷۰، ۱۳۷۱ تا ۱۳۷۳، ۱۳۷۴ تا ۱۳۷۶، ۱۳۷۷ تا ۱۳۷۹، ۱۳۸۰ تا ۱۳۸۲، ۱۳۸۳ تا ۱۳۸۵، ۱۳۸۶ تا ۱۳۸۸، ۱۳۸۹ تا ۱۳۹۱، ۱۳۹۲ تا ۱۳۹۴، ۱۳۹۵ تا ۱۳۹۷، ۱۳۹۸ تا ۱۴۰۰، ۱۴۰۱ تا ۱۴۰۳، ۱۴۰۴ تا ۱۴۰۶، ۱۴۰۷ تا ۱۴۰۹، ۱۴۱۰ تا ۱۴۱۲، ۱۴۱۳ تا ۱۴۱۵، ۱۴۱۶ تا ۱۴۱۸، ۱۴۱۹ تا ۱۴۲۱، ۱۴۲۲ تا ۱۴۲۴، ۱۴۲۵ تا ۱۴۲۷، ۱۴۲۸ تا ۱۴۳۰، ۱۴۳۱ تا ۱۴۳۳، ۱۴۳۴ تا ۱۴۳۶، ۱۴۳۷ تا ۱۴۳۹، ۱۴۴۰ تا ۱۴۴۲، ۱۴۴۳ تا ۱۴۴۵، ۱۴۴۶ تا ۱۴۴۸، ۱۴۴۹ تا ۱۴۵۱، ۱۴۵۲ تا ۱۴۵۴، ۱۴۵۵ تا ۱۴۵۷، ۱۴۵۸ تا ۱۴۶۰، ۱۴۶۱ تا ۱۴۶۳، ۱۴۶۴ تا ۱۴۶۶، ۱۴۶۷ تا ۱۴۶۹، ۱۴۷۰ تا ۱۴۷۲، ۱۴۷۳ تا ۱۴۷۵، ۱۴۷۶ تا ۱۴۷۸، ۱۴۷۹ تا ۱۴۸۱، ۱۴۸۲ تا ۱۴۸۴، ۱۴۸۵ تا ۱۴۸۷، ۱۴۸۸ تا ۱۴۹۰، ۱۴۹۱ تا ۱۴۹۳، ۱۴۹۴ تا ۱۴۹۶، ۱۴۹۷ تا ۱۴۹۹، ۱۵۰۰ تا ۱۵۰۲، ۱۵۰۳ تا ۱۵۰۵، ۱۵۰۶ تا ۱۵۰۸، ۱۵۰۹ تا ۱۵۱۱، ۱۵۱۲ تا ۱۵۱۴، ۱۵۱۵ تا ۱۵۱۷، ۱۵۱۸ تا ۱۵۲۰، ۱۵۲۱ تا ۱۵۲۳، ۱۵۲۴ تا ۱۵۲۶، ۱۵۲۷ تا ۱۵۲۹، ۱۵۳۰ تا ۱۵۳۲، ۱۵۳۳ تا ۱۵۳۵، ۱۵۳۶ تا ۱۵۳۸، ۱۵۳۹ تا ۱۵۴۱، ۱۵۴۲ تا ۱۵۴۴، ۱۵۴۵ تا ۱۵۴۷، ۱۵۴۸ تا ۱۵۵۰، ۱۵۵۱ تا ۱۵۵۳، ۱۵۵۴ تا ۱۵۵۶، ۱۵۵۷ تا ۱۵۵۹، ۱۵۶۰ تا ۱۵۶۲، ۱۵۶۳ تا ۱۵۶۵، ۱۵۶۶ تا ۱۵۶۸، ۱۵۶۹ تا ۱۵۷۱، ۱۵۷۲ تا ۱۵۷۴، ۱۵۷۵ تا ۱۵۷۷، ۱۵۷۸ تا ۱۵۸۰، ۱۵۸۱ تا ۱۵۸۳، ۱۵۸۴ تا ۱۵۸۶، ۱۵۸۷ تا ۱۵۸۹، ۱۵۹۰ تا ۱۵۹۲، ۱۵۹۳ تا ۱۵۹۵، ۱۵۹۶ تا ۱۵۹۸، ۱۵۹۹ تا ۱۶۰۱، ۱۶۰۲ تا ۱۶۰۴، ۱۶۰۵ تا ۱۶۰۷، ۱۶۰۸ تا ۱۶۱۰، ۱۶۱۱ تا ۱۶۱۳، ۱۶۱۴ تا ۱۶۱۶، ۱۶۱۷ تا ۱۶۱۹، ۱۶۲۰ تا ۱۶۲۲، ۱۶۲۳ تا ۱۶۲۵، ۱۶۲۶ تا ۱۶۲۸، ۱۶۲۹ تا ۱۶۳۱، ۱۶۳۲ تا ۱۶۳۴، ۱۶۳۵ تا ۱۶۳۷، ۱۶۳۸ تا ۱۶۴۰، ۱۶۴۱ تا ۱۶۴۳، ۱۶۴۴ تا ۱۶۴۶، ۱۶۴۷ تا ۱۶۴۹، ۱۶۵۰ تا ۱۶۵۲، ۱۶۵۳ تا ۱۶۵۵، ۱۶۵۶ تا ۱۶۵۸، ۱۶۵۹ تا ۱۶۶۱، ۱۶۶۲ تا ۱۶۶۴، ۱۶۶۵ تا ۱۶۶۷، ۱۶۶۸ تا ۱۶۷۰، ۱۶۷۱ تا ۱۶۷۳، ۱۶۷۴ تا ۱۶۷۶، ۱۶۷۷ تا ۱۶۷۹، ۱۶۸۰ تا ۱۶۸۲، ۱۶۸۳ تا ۱۶۸۵، ۱۶۸۶ تا ۱۶۸۸، ۱۶۸۹ تا ۱۶۹۱، ۱۶۹۲ تا ۱۶۹۴، ۱۶۹۵ تا ۱۶۹۷، ۱۶۹۸ تا ۱۷۰۰، ۱۷۰۱ تا ۱۷۰۳، ۱۷۰۴ تا ۱۷۰۶، ۱۷۰۷ تا ۱۷۰۹، ۱۷۱۰ تا ۱۷۱۲، ۱۷۱۳ تا ۱۷۱۵، ۱۷۱۶ تا ۱۷۱۸، ۱۷۱۹ تا ۱۷۲۱، ۱۷۲۲ تا ۱۷۲۴، ۱۷۲۵ تا ۱۷۲۷، ۱۷۲۸ تا ۱۷۳۰، ۱۷۳۱ تا ۱۷۳۳، ۱۷۳۴ تا ۱۷۳۶، ۱۷۳۷ تا ۱۷۳۹، ۱۷۴۰ تا ۱۷۴۲، ۱۷۴۳ تا ۱۷۴۵، ۱۷۴۶ تا ۱۷۴۸، ۱۷۴۹ تا ۱۷۵۱، ۱۷۵۲ تا ۱۷۵۴، ۱۷۵۵ تا ۱۷۵۷، ۱۷۵۸ تا ۱۷۶۰، ۱۷۶۱ تا ۱۷۶۳، ۱۷۶۴ تا ۱۷۶۶، ۱۷۶۷ تا ۱۷۶۹، ۱۷۷۰ تا ۱۷۷۲، ۱۷۷۳ تا ۱۷۷۵، ۱۷۷۶ تا ۱۷۷۸، ۱۷۷۹ تا ۱۷۸۱، ۱۷۸۲ تا ۱۷۸۴، ۱۷۸۵ تا ۱۷۸۷، ۱۷۸۸ تا ۱۷۹۰، ۱۷۹۱ تا ۱۷۹۳، ۱۷۹۴ تا ۱۷۹۶، ۱۷۹۷ تا ۱۷۹۹، ۱۸۰۰ تا ۱۸۰۲، ۱۸۰۳ تا ۱۸۰۵، ۱۸۰۶ تا ۱۸۰۸، ۱۸۰۹ تا ۱۸۱۱، ۱۸۱۲ تا ۱۸۱۴، ۱۸۱۵ تا ۱۸۱۷، ۱۸۱۸ تا ۱۸۲۰، ۱۸۲۱ تا ۱۸۲۳، ۱۸۲۴ تا ۱۸۲۶، ۱۸۲۷ تا ۱۸۲۹، ۱۸۳۰ تا ۱۸۳۲، ۱۸۳۳ تا ۱۸۳۵، ۱۸۳۶ تا ۱۸۳۸، ۱۸۳۹ تا ۱۸۴۱، ۱۸۴۲ تا ۱۸۴۴، ۱۸۴۵ تا ۱۸۴۷، ۱۸۴۸ تا ۱۸۵۰، ۱۸۵۱ تا ۱۸۵۳، ۱۸۵۴ تا ۱۸۵۶، ۱۸۵۷ تا ۱۸۵۹، ۱۸۶۰ تا ۱۸۶۲، ۱۸۶۳ تا ۱۸۶۵، ۱۸۶۶ تا ۱۸۶۸، ۱۸۶۹ تا ۱۸۷۱، ۱۸۷۲ تا ۱۸۷۴، ۱۸۷۵ تا ۱۸۷۷، ۱۸۷۸ تا ۱۸۸۰، ۱۸۸۱ تا ۱۸۸۳، ۱۸۸۴ تا ۱۸۸۶، ۱۸۸۷ تا ۱۸۸۹، ۱۸۹۰ تا ۱۸۹۲، ۱۸۹۳ تا ۱۸۹۵، ۱۸۹۶ تا ۱۸۹۸، ۱۸۹۹ تا ۱۹۰۱، ۱۹۰۲ تا ۱۹۰۴، ۱۹۰۵ تا ۱۹۰۷، ۱۹۰۸ تا ۱۹۱۰، ۱۹۱۱ تا ۱۹۱۳، ۱۹۱۴ تا ۱۹۱۶، ۱۹۱۷ تا ۱۹۱۹، ۱۹۲۰ تا ۱۹۲۲، ۱۹۲۳ تا ۱۹۲۵، ۱۹۲۶ تا ۱۹۲۸، ۱۹۲۹ تا ۱۹۳۱، ۱۹۳۲ تا ۱۹۳۴، ۱۹۳۵ تا ۱۹۳۷، ۱۹۳۸ تا ۱۹۴۰، ۱۹۴۱ تا ۱۹۴۳، ۱۹۴۴ تا ۱۹۴۶، ۱۹۴۷ تا ۱۹۴۹، ۱۹۵۰ تا ۱۹۵۲، ۱۹۵۳ تا ۱۹۵۵، ۱۹۵۶ تا ۱۹۵۸، ۱۹۵۹ تا ۱۹۶۱، ۱۹۶۲ تا ۱۹۶۴، ۱۹۶۵ تا ۱۹۶۷، ۱۹۶۸ تا ۱۹۷۰، ۱۹۷۱ تا ۱۹۷۳، ۱۹۷۴ تا ۱۹۷۶، ۱۹۷۷ تا ۱۹۷۹، ۱۹۸۰ تا ۱۹۸۲، ۱۹۸۳ تا ۱۹۸۵، ۱۹۸۶ تا ۱۹۸۸، ۱۹۸۹ تا ۱۹۹۱، ۱۹۹۲ تا ۱۹۹۴، ۱۹۹۵ تا ۱۹۹۷، ۱۹۹۸ تا ۲۰۰۰، ۲۰۰۱ تا ۲۰۰۳، ۲۰۰۴ تا ۲۰۰۶، ۲۰۰۷ تا ۲۰۰۹، ۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲، ۲۰۱۳ تا ۲۰۱۵، ۲۰۱۶ تا ۲۰۱۸، ۲۰۱۹ تا

وارد ہوتا تھا) ۳۵، طرف کی جگہ سمکت ۲۱۵۸ میاں کی جگہ مجھے ۲۰۱۶۵ فلانی کی جگہ وہ بت - ضمیمہ: جھکتا سوے داں ہے گریبان ہمارا، اس مصرع میں نشان زدہ الفاظ - اصلی الفاظ اس طرح قلم زد ہیں کہ بڑھے نہیں جاتے۔

کہیں کہیں حاشیہ بھی چڑھایا ہے۔ عموماً خاتمے پر شوق میوی، درج ہے: ۲۴
 ”متقدمین بھوکا بدون استعمال کرتے تھے مگر متاخرین ن کے ساتھ استعمال کرتے ہیں“
 ۲۵۰ مقدمین دہ بہ فتح بولتے تھے (بڑھا نہیں جاتا)، بہ ضم مستعمل ہے۔ یہ عبارت کاٹ دی گئی ہے۔ اور وہ شعر بھی جس کے متعلق یہ عبارت ہے ۱۶ - ”اس قسم کے الفاظ میں جہاں ترکیب فارسی رہتی ہے اگرچہ متاخرین اعلان نوں نہیں کرتے، بلکہ معیوب جانتے ہیں۔ مگر مقدمین اعلان بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ذوق دہلوی کے کلام میں جا بجا موجود ہے“

۱۶ لفظ سیر کو طبع اولیٰ والے تذکر استعمال کرتے تھے۔“ ن میں ۳ مسلم غزلیں اور بہتری غزلوں کے متعدد اشعار قلم زد ہیں، ایک غزل (قوافی برائے، صدائے ردیف ہوا) کے مقابل لفظ خارج اکٹھا ہوا ہے۔ یہ غزلیں اور اشعار ضمیمے میں درج ہیں، اور غالباً ان میں زیادہ تر اشعار حضرت شوق کے قلم زد یا خارج کیے ہوئے ہیں۔ حضرت شوق پر اعتراض فضول ہے، اُن کا نہیں اُن کے عہد کا قصور ہے۔

کتاب کے خاتمے پر کاتب نے حسب ذیل عبارت لکھی ہے:-
 ”تمام شد بہ تاریخ چہار دہم شہر شعبان ۱۳۸۸ھ فضلی، بہ مکان شیخ قمر علی صاحب

بہ محلہ گوگلہ پور میں محلات شہر ٹپہ بہ وقت گزشت یک پاس شب تحریر یافت۔

جملہ اوراق اس کتاب زرنگار یک صد پنجاہ و یک اندر شمار

غزل کل جوشش بہ خط منجلی ختم شد از بندہ سبحان علی

من نوشتم صرف کردم روزگار من نہ مانم این بماند یادگار

من سبحان علی ولد شیخ دھومن ساکن موضع غمی پرگنہ غیاث پور ضلع بہار

کاتب کا حال یادگار وطن میں موجود ہے، سال ولادت ۱۲۸۵ھ اور سال وفات

۱۲۹۵ھ ہے۔ ۲۹ تا ۳۰ مرتب کا خیال ہے کہ کاتب نے قصائد کو دیوان سے الگ لکھا تھا۔

اور ۱۵۱ ورق صرف دیوان کی ضخامت بتائی گئی ہے۔ آج کل اس کتاب میں قصائد کو

چھوڑ کر ۱۳۴ ورق ہیں! کاغذ سفید معمولی ہے اور کمزور، متعدد مقامات پر بوسیدہ ہو کر

بٹ گیا ہے، جس کی وجہ سے مصرع ناقص رہ گئے ہیں۔ کپڑوں نے بھی کہیں کہیں اسے

خراب کیا ہے۔ خط نستعلیق شکستہ آمیز ہے۔ لیکن نہایت خام، روشنائی بھیلی، اور مسطر

۱، سطروں کا ہے۔ کاتب نے مقطعوں کو عموماً دو سطروں میں لکھا ہے، اس لیے زیادہ تر فی

صفحہ چودہ پندرہ شعر ہیں۔ کاتب کی غلط نویسی کی کوئی انتہا نہیں، یا بے مجہول دیاے

معروف، یا بے مخلوط و غیر مخلوط، ک اور گ میں توفیق کی توقع ہی فضول

ہے، لیکن غضب یہ ہے کہ جہاں نقطوں کی ضرورت ہے وہاں نقطے نہیں دیتے

اور جہاں ضرورت نہیں وہاں بڑھا دیتے ہیں۔ عربی الفاظ کا اطلاق غلط ہے، ز کی جگہ

عموماً ذ لکھتے ہیں، اور سیکڑں مقام پر الفاظ چھوڑ دیے ہیں۔ کاتب کی غلط نویسی کا صحیح

اندازہ انھیں اصحاب کو ہو سکتا ہے جن کی نظر سے یہ کتاب گزری ہو۔ اس کا مفصل ذکر حاشی میں ہے۔ بہ طور نمونہ ایک دو شعر ملاحظہ ہوں۔

یہ وہ مطلع ہے خطاب کہ ہو جای کتاب : مدے کہ جو بڑے کا عین مک اس کے نہنک^{۲۵۱}

یہ معجزا ہی کہ شق القمر کیا تو نے : یہ معجزا ہی زمز کان غل لعل دی یا^{۲۵۲}

مرتب نے تصحیح کی بہت کوشش کی ہے، لیکن بہت سے شعرا ایسے رہ گئے جن کی صحت

مشتبہ ہے۔ بعض اشعار یا مصرع جن کا غلط رہ جاتا، یقینی ہے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :-

صلۃ^{۳۱} فرنگی زادے نے لے کر خطا تقدیر پر لکھا صۃ^{۳۲} غربت زدوں کی نالہ رکھتا نہ باغ باں ۔

صۃ^{۳۳} ہیں تیکہ بانگی تری پرواز میں گویا صۃ^{۳۴} ہوتے دیکھی نہ موافق کسے جب بھنگ بھنگ

صۃ^{۳۵} زندہ ہی نہیں ہے آشیانہ چغد صۃ^{۳۶} خدا علیم ہے اس کو یقین الخ صۃ^{۳۷}

جہاں تک کہ وہاں پیش حسن مجوباں ط کی ترتیب سے امور ذیل میں مختلف ہے :

ط میں قصائد کل اصناف سخن کے بعد ہیں ۔ دو غزلیں ردیف پیالہ ، مزہ

حرف الف سے حرف ہ میں اور ایک غزل 'دونوں' ردیف حرف واو سے

حرف نون میں داخل کی گئی ہے ۔ خارج شدہ اور قلم زدہ اشعار الگ سے ضمیمے

میں درج ہوئے ہیں ۔ اور اسی میں وہ اشعار بھی شامل ہیں جو کاتب ط نے سہواً نقل

نہیں کیے ۔ مرتب نے غزلوں کے شمار اور عنوانات ذیل اپنی طرف سے بڑھائے ہیں :

غزلیات ، مختصات ، ثنویات قطعات ، قصائد ۔ صۃ^{۲۲۱} متفرق اشعار کی جگہ میں

عبارت ذیل ہے : "تمام شد ، دیگر متفرقات بہ تاریخ سیر و ہم شہر شعبان ۱۲۳۸ھ فصلی"

ط میں جہاں نقاط ہیں، وہاں، ن میں فحش الفاظ ہیں، کرم خوردہ ہر یا عبارت پڑھی نہیں جاتی۔ تفصیل حاشی میں دیکھی جائے۔

دیوان مطبوعہ میں مختلف اصنافِ سخن کے جو اشعار ہیں ان کی مجموعی تعداد ۳۳۳۴ ہے۔ غزل ۲۴، متفرق اشعار ۴۰، رباعی ۸۲، مخمس ۹۵، شہزادی ۱۰۵، قطعہ ۴۲، قصیدہ ۲۴۶۰۔ ضمیمے میں جو ۱۵۴ اشعار ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔

ن کا سال کتابت ۱۲۳۵ھ فصلی مطابق ۱۲۳۵ھ ہے۔ کاتب نے اپنے منقول عنہ کے بارے میں کسی قسم کی اطلاع نہیں دی، اور اگر یہ مان لیا جائے کہ کاتب نے نقل اصل کے مطابق کی ہے تو منقول عنہ کے غیر معتبر ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا، اور نہ اس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ جوشش کے کل کلام پر حاوی تھا۔ شورش نے ۱۲۹۵ھ کے لگ بھگ اشعار کی تعداد تین ہزار بتائی ہے، اور ن کے ضائع شدہ اور اوراق بھی محسوب کر لیے جائیں تو اشعار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوتے۔ اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جوشش کا انتقال ۱۲۲۰ کی جگہ ۱۲۳۰ھ کے پس دہائی ہوا جب بھی، ابتدا کے ۲۰ برسوں کے اشعار تین ہزار اور آخر کے تیس برسوں کے اشعار دو ہزار ہوتے ہیں، اور یہ اس بنا پر کہ اوّل مشق کے اشعار زیادہ تر دیوان میں داخل نہیں کیے جاتے قرنِ قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

۱۔ معیارِ باغی پورا، ج ۱، ۱۹۳۶ء میں دیوانِ جوشش پر ایک مضمون چھپا تھا، اس میں تعداد اشعار وغیرہ میں غلطی ہوئی ہے۔ تین مصرع اور انیس شعر جن کی تعیین کی گئی ہے، دوسرے شاعروں کے ہیں۔

”ہایدانست کہ آوردن ردیف در شعر واجب نیست بہ خلافِ قافیہ کہ جزوِ شعر است ، و ردیف واجب التکرار است ، تغیر او جائز نیست ، مگر وقتے اشارتے بہ تغیر او نمایند و ردیف بے کار آوردن عیب است ۔“

آخر میں جوشش نے شعر کی بارہ قسمیں بتائی ہیں۔ قصیدے کی تعریف یہ کی ہے کہ مطلع ہو اور اشعار کی تعداد سولہ سے کم نہ ہو، غزل تین شعر سے کم اور پندرہ شعر سے زیادہ کی نہیں ہوتی۔ مقررہ چوبیس اوزان کے علاوہ بھی استادوں نے دوسرے اوزان میں رباعیاں کہی ہیں۔

جوشش نے معیار الاشعار کے سوا کسی دوسری کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔

زبان اور املا

جوشش کی زبان وہی ہے جو ان کے دہلوی معاصروں کی ہے، بلکہ بعض باتوں میں

ان کی زبان ان کے معاصروں کے مقابلے میں ہماری زبان سے قریب تر ہے۔ ہماری اثر دو ایک جگہ نظر آتا ہے۔ ناگن بہ کسرگ ص۱۸، لیکن بہ خوبی ممکن ہے کہ یہاں قافیہ کی غلطی ہو۔ لفظ خوردک یا خردک ۲۵۰ بہ ظاہر فارسی ہے، لیکن لغات فارسی میں نہیں ملتا، اور نہ اردو کے ان لغات میں ہے جو دہلی اور لکھنؤ میں مرتب ہوئے ہیں۔ یہ ایک باجے کا نام ہے، بہار میں اب تک سنا جاتا ہے۔ ط میں سوا ایک آدھ لفظ کے قدیم املا کی پابندی نہیں کی گئی۔ زبان کی بحث میں ط سے مثال کے لیے صرف صفحات کا حوالہ دیا گیا ہے، اور کہیں کہیں اشعار کا جن عنوانات کے تحت الفاظ بڑی تعداد میں ہیں وہاں

اس کا لحاظ رکھا گیا ہو کہ اُسی ترتیب سے آئیں جس سے طے میں ہیں۔

عربی فارسی: (۱) عربی فقرے دو چار جگہ استعمال ہوئے ہیں، لیکن ان سے جوشش کی عربی ذاتی کے متعلق کوئی غلطی رائے قائم کرنے میں مدد نہیں ملتی، اللہ معک ۲۵۰، لمی تمک ۲۵۰، (۲) مانوس عربی، فارسی الفاظ اور مصطلحات بہت کم ہیں، سیاہ چشم ۹۴، بے مروت ۹۴، پشت ۱۴۶، مصحفی دیوان پنجم، الس ۱۴۶ (ترکی میں الوس و ابو غیر مغربی کے ساتھ اردو میں نفس کا ہم قافیہ،

”دل ساتھ دواؤں کا موت چھوڑ جنوں میں کوئی بھی بگاڑے ہو کہیں اپنی اس سے“ میرسن
بارہ ۲۳۲، ترتیزک ۲۴۶، ”ترہ تیزک کہ سبزہ کھنکشا را بہ ہندی ہالم و چند سور نامند“
مژدہ الفضلا، سہم ۲۵۱، حاشیہ (تیر)، چہلنتہ ۲۵۱ (یا چلنتہ ایک قسم کی زرہ،

”اطلس ہفت فلک ہو جو عدو کی چلنتہ کئے اس طرح وہ اس سے کہ پھری سے جوں بیار (سوا)

(۳) لفظی و معنوی تصرفات، اور ہندستانیوں کے عربی فارسی مادوں سے بنائے ہوئے مفردات و مرکبات ان میں سے کچھ تو غلط العام میں داخل ہیں، لیکن بعض کے متعلق یہ توجہ نہیں کی جاسکتی، چار چشمی ۲۰ (غالباً ہندستانی محاورے سے مانوڈ)، قسمی ۳۶ (ربہ نظا ہر قسم کھانے والا)، خورد رفتہ ۲۱، گدازگی ۳۹، سنگلی ۸۸، باغ و بہار ۱۵۹ (سودا و مصحفی)، موثر ۸۷ و ۱۶۰ و ۱۹۳ (مؤثر)، خطہ ۲۳۲ (خطر)، نقش کا لجر ۱۷، (عربی میں کا نقش فی الحجر۔ سودا، نثار مظفر، ”تجھ پر یہ قتل ہو جو مر نقش کا لجر“ سودا و مختص، رذالوں ۱۷، (الماذ یا زہر) امید توقع ۱۸۴، چشم توقع ۲۴۴ (اوباش شاگرد مصحفی کے یہاں ”چشم امید“ ملتا ہو۔

تذکرہ ہندی) (۴) فارسی کی تقلید میں فعل وغیرہ کی صفت اس طرح لاتے ہیں کہ حروف ربط وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی؛ تخی نہ بولا ۴۹، گرم مت مل ۷۰، ہستی بے رنگ وسیع ہو ۴۴۔ یہ ہدہ آغاز نہ کر ۵۶، ہر سری گزر ۱۷۶ (۵) فارسی حروفِ جار و ربط وغیرہ کا استعمال اتنی بے اعتدالی کے ساتھ نہیں جتنا سودا کے یہاں ہو؛ بہ دل ۵، ہر سر جنگ ۳۳، در جواب ۳۹، تا منتہا صبح ۴۸، زبس ۵۱، برائے قاصد ۵۲، برائے شغل ۵۰، بر تقدیر، بہ انداز چراغ، با فراغ ۸۸، از بس کہ ہر تا بہ قدم ۱۰۰، بہ سانِ مضمون، بہ از قصیدہ ۱۱۴۹، در پے آزار، بہ جوش و خروش ۷۰، جیب سے لے تا بہ دامن ۷۴، تا بہ سحر ۱۸۵، بلیں عنوان ۲۰۸، تا کے تا بہ کے، بہر تعظیم ۲۱۱، تا بہ چوکھٹ ۲۳۳، پیش از اُس کے ۲۵۱ (۶) فارسی کی تقلید میں علامتِ اضافت (کی، کا) کو حذف کر دیتے ہیں، یا از، را وغیرہ کا روزمرہ اُردو کے خلاف لفظی ترجمہ کرتے ہیں؛ اگر اوج آرزو ہو ۲۰۴، ۱۳۱ (۷) فارسی مصداق اپنی اصلی شکل میں کہیں نہیں ملتے، اضافہ یا کے ساتھ جیسے گردن زدنی اور آمدنی ۱۶۰ البتہ پائے جاتے ہیں (۸) الف نذر صرف لفظ ساقی اور شاہ ریا شہ) کے ساتھ ملتا ہو ۳۳، ۲۴۲، ۲۴۸، ۲۵۸، ۲۶۸، ۲۷۸، ۲۸۸، ۲۹۸، ۳۰۸، ۳۱۸، ۳۲۸، ۳۳۸، ۳۴۸، ۳۵۸، ۳۶۸، ۳۷۸، ۳۸۸، ۳۹۸، ۴۰۸، ۴۱۸، ۴۲۸، ۴۳۸، ۴۴۸، ۴۵۸، ۴۶۸، ۴۷۸، ۴۸۸، ۴۹۸، ۵۰۸، ۵۱۸، ۵۲۸، ۵۳۸، ۵۴۸، ۵۵۸، ۵۶۸، ۵۷۸، ۵۸۸، ۵۹۸، ۶۰۸، ۶۱۸، ۶۲۸، ۶۳۸، ۶۴۸، ۶۵۸، ۶۶۸، ۶۷۸، ۶۸۸، ۶۹۸، ۷۰۸، ۷۱۸، ۷۲۸، ۷۳۸، ۷۴۸، ۷۵۸، ۷۶۸، ۷۷۸، ۷۸۸، ۷۹۸، ۸۰۸، ۸۱۸، ۸۲۸، ۸۳۸، ۸۴۸، ۸۵۸، ۸۶۸، ۸۷۸، ۸۸۸، ۸۹۸، ۹۰۸، ۹۱۸، ۹۲۸، ۹۳۸، ۹۴۸، ۹۵۸، ۹۶۸، ۹۷۸، ۹۸۸، ۹۹۸، ۱۰۰۸، ۱۰۱۸، ۱۰۲۸، ۱۰۳۸، ۱۰۴۸، ۱۰۵۸، ۱۰۶۸، ۱۰۷۸، ۱۰۸۸، ۱۰۹۸، ۱۱۰۸، ۱۱۱۸، ۱۱۲۸، ۱۱۳۸، ۱۱۴۸، ۱۱۵۸، ۱۱۶۸، ۱۱۷۸، ۱۱۸۸، ۱۱۹۸، ۱۲۰۸، ۱۲۱۸، ۱۲۲۸، ۱۲۳۸، ۱۲۴۸، ۱۲۵۸، ۱۲۶۸، ۱۲۷۸، ۱۲۸۸، ۱۲۹۸، ۱۳۰۸، ۱۳۱۸، ۱۳۲۸، ۱۳۳۸، ۱۳۴۸، ۱۳۵۸، ۱۳۶۸، ۱۳۷۸، ۱۳۸۸، ۱۳۹۸، ۱۴۰۸، ۱۴۱۸، ۱۴۲۸، ۱۴۳۸، ۱۴۴۸، ۱۴۵۸، ۱۴۶۸، ۱۴۷۸، ۱۴۸۸، ۱۴۹۸، ۱۵۰۸، ۱۵۱۸، ۱۵۲۸، ۱۵۳۸، ۱۵۴۸، ۱۵۵۸، ۱۵۶۸، ۱۵۷۸، ۱۵۸۸، ۱۵۹۸، ۱۶۰۸، ۱۶۱۸، ۱۶۲۸، ۱۶۳۸، ۱۶۴۸، ۱۶۵۸، ۱۶۶۸، ۱۶۷۸، ۱۶۸۸، ۱۶۹۸، ۱۷۰۸، ۱۷۱۸، ۱۷۲۸، ۱۷۳۸، ۱۷۴۸، ۱۷۵۸، ۱۷۶۸، ۱۷۷۸، ۱۷۸۸، ۱۷۹۸، ۱۸۰۸، ۱۸۱۸، ۱۸۲۸، ۱۸۳۸، ۱۸۴۸، ۱۸۵۸، ۱۸۶۸، ۱۸۷۸، ۱۸۸۸، ۱۸۹۸، ۱۹۰۸، ۱۹۱۸، ۱۹۲۸، ۱۹۳۸، ۱۹۴۸، ۱۹۵۸، ۱۹۶۸، ۱۹۷۸، ۱۹۸۸، ۱۹۹۸، ۲۰۰۸، ۲۰۱۸، ۲۰۲۸، ۲۰۳۸، ۲۰۴۸، ۲۰۵۸، ۲۰۶۸، ۲۰۷۸، ۲۰۸۸، ۲۰۹۸، ۲۱۰۸، ۲۱۱۸، ۲۱۲۸، ۲۱۳۸، ۲۱۴۸، ۲۱۵۸، ۲۱۶۸، ۲۱۷۸، ۲۱۸۸، ۲۱۹۸، ۲۲۰۸، ۲۲۱۸، ۲۲۲۸، ۲۲۳۸، ۲۲۴۸، ۲۲۵۸، ۲۲۶۸، ۲۲۷۸، ۲۲۸۸، ۲۲۹۸، ۲۳۰۸، ۲۳۱۸، ۲۳۲۸، ۲۳۳۸، ۲۳۴۸، ۲۳۵۸، ۲۳۶۸، ۲۳۷۸، ۲۳۸۸، ۲۳۹۸، ۲۴۰۸، ۲۴۱۸، ۲۴۲۸، ۲۴۳۸، ۲۴۴۸، ۲۴۵۸، ۲۴۶۸، ۲۴۷۸، ۲۴۸۸، ۲۴۹۸، ۲۵۰۸، ۲۵۱۸، ۲۵۲۸، ۲۵۳۸، ۲۵۴۸، ۲۵۵۸، ۲۵۶۸، ۲۵۷۸، ۲۵۸۸، ۲۵۹۸، ۲۶۰۸، ۲۶۱۸، ۲۶۲۸، ۲۶۳۸، ۲۶۴۸، ۲۶۵۸، ۲۶۶۸، ۲۶۷۸، ۲۶۸۸، ۲۶۹۸، ۲۷۰۸، ۲۷۱۸، ۲۷۲۸، ۲۷۳۸، ۲۷۴۸، ۲۷۵۸، ۲۷۶۸، ۲۷۷۸، ۲۷۸۸، ۲۷۹۸، ۲۸۰۸، ۲۸۱۸، ۲۸۲۸، ۲۸۳۸، ۲۸۴۸، ۲۸۵۸، ۲۸۶۸، ۲۸۷۸، ۲۸۸۸، ۲۸۹۸، ۲۹۰۸، ۲۹۱۸، ۲۹۲۸، ۲۹۳۸، ۲۹۴۸، ۲۹۵۸، ۲۹۶۸، ۲۹۷۸، ۲۹۸۸، ۲۹۹۸، ۳۰۰۸، ۳۰۱۸، ۳۰۲۸، ۳۰۳۸، ۳۰۴۸، ۳۰۵۸، ۳۰۶۸، ۳۰۷۸، ۳۰۸۸، ۳۰۹۸، ۳۱۰۸، ۳۱۱۸، ۳۱۲۸، ۳۱۳۸، ۳۱۴۸، ۳۱۵۸، ۳۱۶۸، ۳۱۷۸، ۳۱۸۸، ۳۱۹۸، ۳۲۰۸، ۳۲۱۸، ۳۲۲۸، ۳۲۳۸، ۳۲۴۸، ۳۲۵۸، ۳۲۶۸، ۳۲۷۸، ۳۲۸۸، ۳۲۹۸، ۳۳۰۸، ۳۳۱۸، ۳۳۲۸، ۳۳۳۸، ۳۳۴۸، ۳۳۵۸، ۳۳۶۸، ۳۳۷۸، ۳۳۸۸، ۳۳۹۸، ۳۴۰۸، ۳۴۱۸، ۳۴۲۸، ۳۴۳۸، ۳۴۴۸، ۳۴۵۸، ۳۴۶۸، ۳۴۷۸، ۳۴۸۸، ۳۴۹۸، ۳۵۰۸، ۳۵۱۸، ۳۵۲۸، ۳۵۳۸، ۳۵۴۸، ۳۵۵۸، ۳۵۶۸، ۳۵۷۸، ۳۵۸۸، ۳۵۹۸، ۳۶۰۸، ۳۶۱۸، ۳۶۲۸، ۳۶۳۸، ۳۶۴۸، ۳۶۵۸، ۳۶۶۸، ۳۶۷۸، ۳۶۸۸، ۳۶۹۸، ۳۷۰۸، ۳۷۱۸، ۳۷۲۸، ۳۷۳۸، ۳۷۴۸، ۳۷۵۸، ۳۷۶۸، ۳۷۷۸، ۳۷۸۸، ۳۷۹۸، ۳۸۰۸، ۳۸۱۸، ۳۸۲۸، ۳۸۳۸، ۳۸۴۸، ۳۸۵۸، ۳۸۶۸، ۳۸۷۸، ۳۸۸۸، ۳۸۹۸، ۳۹۰۸، ۳۹۱۸، ۳۹۲۸، ۳۹۳۸، ۳۹۴۸، ۳۹۵۸، ۳۹۶۸، ۳۹۷۸، ۳۹۸۸، ۳۹۹۸، ۴۰۰۸، ۴۰۱۸، ۴۰۲۸، ۴۰۳۸، ۴۰۴۸، ۴۰۵۸، ۴۰۶۸، ۴۰۷۸، ۴۰۸۸، ۴۰۹۸، ۴۱۰۸، ۴۱۱۸، ۴۱۲۸، ۴۱۳۸، ۴۱۴۸، ۴۱۵۸، ۴۱۶۸، ۴۱۷۸، ۴۱۸۸، ۴۱۹۸، ۴۲۰۸، ۴۲۱۸، ۴۲۲۸، ۴۲۳۸، ۴۲۴۸، ۴۲۵۸، ۴۲۶۸، ۴۲۷۸، ۴۲۸۸، ۴۲۹۸، ۴۳۰۸، ۴۳۱۸، ۴۳۲۸، ۴۳۳۸، ۴۳۴۸، ۴۳۵۸، ۴۳۶۸، ۴۳۷۸، ۴۳۸۸، ۴۳۹۸، ۴۴۰۸، ۴۴۱۸، ۴۴۲۸، ۴۴۳۸، ۴۴۴۸، ۴۴۵۸، ۴۴۶۸، ۴۴۷۸، ۴۴۸۸، ۴۴۹۸، ۴۵۰۸، ۴۵۱۸، ۴۵۲۸، ۴۵۳۸، ۴۵۴۸، ۴۵۵۸، ۴۵۶۸، ۴۵۷۸، ۴۵۸۸، ۴۵۹۸، ۴۶۰۸، ۴۶۱۸، ۴۶۲۸، ۴۶۳۸، ۴۶۴۸، ۴۶۵۸، ۴۶۶۸، ۴۶۷۸، ۴۶۸۸، ۴۶۹۸، ۴۷۰۸، ۴۷۱۸، ۴۷۲۸، ۴۷۳۸، ۴۷۴۸، ۴۷۵۸، ۴۷۶۸، ۴۷۷۸، ۴۷۸۸، ۴۷۹۸، ۴۸۰۸، ۴۸۱۸، ۴۸۲۸، ۴۸۳۸، ۴۸۴۸، ۴۸۵۸، ۴۸۶۸، ۴۸۷۸، ۴۸۸۸، ۴۸۹۸، ۴۹۰۸، ۴۹۱۸، ۴۹۲۸، ۴۹۳۸، ۴۹۴۸، ۴۹۵۸، ۴۹۶۸، ۴۹۷۸، ۴۹۸۸، ۴۹۹۸، ۵۰۰۸، ۵۰۱۸، ۵۰۲۸، ۵۰۳۸، ۵۰۴۸، ۵۰۵۸، ۵۰۶۸، ۵۰۷۸، ۵۰۸۸، ۵۰۹۸، ۵۱۰۸، ۵۱۱۸، ۵۱۲۸، ۵۱۳۸، ۵۱۴۸، ۵۱۵۸، ۵۱۶۸، ۵۱۷۸، ۵۱۸۸، ۵۱۹۸، ۵۲۰۸، ۵۲۱۸، ۵۲۲۸، ۵۲۳۸، ۵۲۴۸، ۵۲۵۸، ۵۲۶۸، ۵۲۷۸، ۵۲۸۸، ۵۲۹۸، ۵۳۰۸، ۵۳۱۸، ۵۳۲۸، ۵۳۳۸، ۵۳۴۸، ۵۳۵۸، ۵۳۶۸، ۵۳۷۸، ۵۳۸۸، ۵۳۹۸، ۵۴۰۸، ۵۴۱۸، ۵۴۲۸، ۵۴۳۸، ۵۴۴۸، ۵۴۵۸، ۵۴۶۸، ۵۴۷۸، ۵۴۸۸، ۵۴۹۸، ۵۵۰۸، ۵۵۱۸، ۵۵۲۸، ۵۵۳۸، ۵۵۴۸، ۵۵۵۸، ۵۵۶۸، ۵۵۷۸، ۵۵۸۸، ۵۵۹۸، ۵۶۰۸، ۵۶۱۸، ۵۶۲۸، ۵۶۳۸، ۵۶۴۸، ۵۶۵۸، ۵۶۶۸، ۵۶۷۸، ۵۶۸۸، ۵۶۹۸، ۵۷۰۸، ۵۷۱۸، ۵۷۲۸، ۵۷۳۸، ۵۷۴۸، ۵۷۵۸، ۵۷۶۸، ۵۷۷۸، ۵۷۸۸، ۵۷۹۸، ۵۸۰۸، ۵۸۱۸، ۵۸۲۸، ۵۸۳۸، ۵۸۴۸، ۵۸۵۸، ۵۸۶۸، ۵۸۷۸، ۵۸۸۸، ۵۸۹۸، ۵۹۰۸، ۵۹۱۸، ۵۹۲۸، ۵۹۳۸، ۵۹۴۸، ۵۹۵۸، ۵۹۶۸، ۵۹۷۸، ۵۹۸۸، ۵۹۹۸، ۶۰۰۸، ۶۰۱۸، ۶۰۲۸، ۶۰۳۸، ۶۰۴۸، ۶۰۵۸، ۶۰۶۸، ۶۰۷۸، ۶۰۸۸، ۶۰۹۸، ۶۱۰۸، ۶۱۱۸، ۶۱۲۸، ۶۱۳۸، ۶۱۴۸، ۶۱۵۸، ۶۱۶۸، ۶۱۷۸، ۶۱۸۸، ۶۱۹۸، ۶۲۰۸، ۶۲۱۸، ۶۲۲۸، ۶۲۳۸، ۶۲۴۸، ۶۲۵۸، ۶۲۶۸، ۶۲۷۸، ۶۲۸۸، ۶۲۹۸، ۶۳۰۸، ۶۳۱۸، ۶۳۲۸، ۶۳۳۸، ۶۳۴۸، ۶۳۵۸، ۶۳۶۸، ۶۳۷۸، ۶۳۸۸، ۶۳۹۸، ۶۴۰۸، ۶۴۱۸، ۶۴۲۸، ۶۴۳۸، ۶۴۴۸، ۶۴۵۸، ۶۴۶۸، ۶۴۷۸، ۶۴۸۸، ۶۴۹۸، ۶۵۰۸، ۶۵۱۸، ۶۵۲۸، ۶۵۳۸، ۶۵۴۸، ۶۵۵۸، ۶۵۶۸، ۶۵۷۸، ۶۵۸۸، ۶۵۹۸، ۶۶۰۸، ۶۶۱۸، ۶۶۲۸، ۶۶۳۸، ۶۶۴۸، ۶۶۵۸، ۶۶۶۸، ۶۶۷۸، ۶۶۸۸، ۶۶۹۸، ۶۷۰۸، ۶۷۱۸، ۶۷۲۸، ۶۷۳۸، ۶۷۴۸، ۶۷۵۸، ۶۷۶۸، ۶۷۷۸، ۶۷۸۸، ۶۷۹۸، ۶۸۰۸، ۶۸۱۸، ۶۸۲۸، ۶۸۳۸، ۶۸۴۸، ۶۸۵۸، ۶۸۶۸، ۶۸۷۸، ۶۸۸۸، ۶۸۹۸، ۶۹۰۸، ۶۹۱۸، ۶۹۲۸، ۶۹۳۸، ۶۹۴۸، ۶۹۵۸، ۶۹۶۸، ۶۹۷۸، ۶۹۸۸، ۶۹۹۸، ۷۰۰۸، ۷۰۱۸، ۷۰۲۸، ۷۰۳۸، ۷۰۴۸، ۷۰۵۸، ۷۰۶۸، ۷۰۷۸، ۷۰۸۸، ۷۰۹۸، ۷۱۰۸، ۷۱۱۸، ۷۱۲۸، ۷۱۳۸، ۷۱۴۸، ۷۱۵۸، ۷۱۶۸، ۷۱۷۸، ۷۱۸۸، ۷۱۹۸، ۷۲۰۸، ۷۲۱۸، ۷۲۲۸، ۷۲۳۸، ۷۲۴۸، ۷۲۵۸، ۷۲۶۸، ۷۲۷۸، ۷۲۸۸، ۷۲۹۸، ۷۳۰۸، ۷۳۱۸، ۷۳۲۸، ۷۳۳۸، ۷۳۴۸، ۷۳۵۸، ۷۳۶۸، ۷۳۷۸، ۷۳۸۸، ۷۳۹۸، ۷۴۰۸، ۷۴۱۸، ۷۴۲۸، ۷۴۳۸، ۷۴۴۸، ۷۴۵۸، ۷۴۶۸، ۷۴۷۸، ۷۴۸۸، ۷۴۹۸، ۷۵۰۸، ۷۵۱۸، ۷۵۲۸، ۷۵۳۸، ۷۵۴۸، ۷۵۵۸، ۷۵۶۸، ۷۵۷۸، ۷۵۸۸، ۷۵۹۸، ۷۶۰۸، ۷۶۱۸، ۷۶۲۸، ۷۶۳۸، ۷۶۴۸، ۷۶۵۸، ۷۶۶۸، ۷۶۷۸، ۷۶۸۸، ۷۶۹۸، ۷۷۰۸، ۷۷۱۸، ۷۷۲۸، ۷۷۳۸، ۷۷۴۸، ۷۷۵۸، ۷۷۶۸، ۷۷۷۸، ۷۷۸۸، ۷۷۹۸، ۷۸۰۸، ۷۸۱۸، ۷۸۲۸، ۷۸۳۸، ۷۸۴۸، ۷۸۵۸، ۷۸۶۸، ۷۸۷۸، ۷۸۸۸، ۷۸۹۸، ۷۹۰۸، ۷۹۱۸، ۷۹۲۸، ۷۹۳۸، ۷۹۴۸، ۷۹۵۸، ۷۹۶۸، ۷۹۷۸، ۷۹۸۸، ۷۹۹۸، ۸۰۰۸، ۸۰۱۸، ۸۰۲۸، ۸۰۳۸، ۸۰۴۸، ۸۰۵۸، ۸۰۶۸، ۸۰۷۸، ۸۰۸۸، ۸۰۹۸، ۸۱۰۸، ۸۱۱۸، ۸۱۲۸، ۸۱۳۸، ۸۱۴۸، ۸۱۵۸، ۸۱۶۸، ۸۱۷۸، ۸۱۸۸، ۸۱۹۸، ۸۲۰۸، ۸۲۱۸، ۸۲۲۸، ۸۲۳۸، ۸۲۴۸، ۸۲۵۸، ۸۲۶۸، ۸۲۷۸، ۸۲۸۸، ۸۲۹۸، ۸۳۰۸، ۸۳۱۸، ۸۳۲۸، ۸۳۳۸، ۸۳۴۸، ۸۳۵۸، ۸۳۶۸، ۸۳۷۸، ۸۳۸۸، ۸۳۹۸، ۸۴۰۸، ۸۴۱۸، ۸۴۲۸، ۸۴۳۸، ۸۴۴۸، ۸۴۵۸، ۸۴۶۸، ۸۴۷۸، ۸۴۸۸، ۸۴۹۸، ۸۵۰۸، ۸۵۱۸، ۸۵۲۸، ۸۵۳۸، ۸۵۴۸، ۸۵۵۸، ۸۵۶۸، ۸۵۷۸، ۸۵۸۸، ۸۵۹۸، ۸۶۰۸، ۸۶۱۸، ۸۶۲۸، ۸۶۳۸، ۸۶۴۸، ۸۶۵۸، ۸۶۶۸، ۸۶۷۸، ۸۶۸۸، ۸۶۹۸، ۸۷۰۸، ۸۷۱۸، ۸۷۲۸، ۸۷۳۸، ۸۷۴۸، ۸۷۵۸، ۸۷۶۸، ۸۷۷۸، ۸۷۸۸، ۸۷۹۸، ۸۸۰۸، ۸۸۱۸، ۸۸۲۸، ۸۸۳۸، ۸۸۴۸، ۸۸۵۸، ۸۸۶۸، ۸۸۷۸، ۸۸۸۸، ۸۸۹۸، ۸۹۰۸، ۸۹۱۸، ۸۹۲۸، ۸۹۳۸، ۸۹۴۸، ۸۹۵۸، ۸۹۶۸، ۸۹۷۸، ۸۹۸۸، ۸۹۹۸، ۹۰۰۸، ۹۰۱۸، ۹۰۲۸، ۹۰۳۸، ۹۰۴۸، ۹۰۵۸، ۹۰۶۸، ۹۰۷۸، ۹۰۸۸، ۹۰۹۸، ۹۱۰۸، ۹۱۱۸، ۹۱۲۸، ۹۱۳۸، ۹۱۴۸، ۹۱۵۸، ۹۱۶۸، ۹۱۷۸، ۹۱۸۸، ۹۱۹۸، ۹۲۰۸، ۹۲۱۸، ۹۲۲۸، ۹۲۳۸، ۹۲۴۸، ۹۲۵۸، ۹۲۶۸، ۹۲۷۸، ۹۲۸۸، ۹۲۹۸، ۹۳۰۸، ۹۳۱۸، ۹۳۲۸، ۹۳۳۸، ۹۳۴۸، ۹۳۵۸، ۹۳۶۸، ۹۳۷۸، ۹۳۸۸، ۹۳۹۸، ۹۴۰۸، ۹۴۱۸، ۹۴۲۸، ۹۴۳۸، ۹۴۴۸، ۹۴۵۸، ۹۴۶۸، ۹۴۷۸، ۹۴۸۸، ۹۴۹۸، ۹۵۰۸، ۹۵۱۸، ۹۵۲۸، ۹۵۳۸، ۹۵۴۸، ۹۵۵۸، ۹۵۶۸، ۹۵۷۸، ۹۵۸۸، ۹۵۹۸، ۹۶۰۸، ۹۶۱۸، ۹۶۲۸، ۹۶۳۸، ۹۶۴۸، ۹۶۵۸، ۹۶۶۸، ۹۶۷۸، ۹۶۸۸، ۹۶۹۸، ۹۷۰۸، ۹۷۱۸، ۹۷۲۸، ۹۷۳۸، ۹۷۴۸، ۹۷۵۸، ۹۷۶۸، ۹۷۷۸، ۹۷۸۸، ۹۷۹۸، ۹۸۰۸، ۹۸۱۸، ۹۸۲۸، ۹۸۳۸، ۹۸۴۸، ۹۸۵۸، ۹۸۶۸، ۹۸۷۸، ۹۸۸۸، ۹۸۹۸، ۹۹۰۸، ۹۹۱۸، ۹۹۲۸، ۹۹۳۸، ۹۹۴۸، ۹۹۵۸، ۹۹۶۸، ۹۹۷۸، ۹۹۸۸، ۹۹۹۸، ۱۰۰۰۸، ۱۰۰۱۸، ۱۰۰۲۸، ۱۰۰۳۸، ۱۰۰۴۸، ۱۰۰۵۸، ۱۰۰۶۸، ۱۰۰۷۸، ۱۰۰۸۸، ۱۰۰۹۸، ۱۰۱۰۸، ۱۰۱۱۸، ۱۰۱۲۸، ۱۰۱۳۸، ۱۰۱۴۸، ۱۰۱۵۸، ۱۰۱۶۸، ۱۰۱۷۸، ۱۰۱۸۸، ۱۰۱۹۸، ۱۰۲۰۸، ۱۰۲۱۸، ۱۰۲۲۸، ۱۰۲۳۸، ۱۰۲۴۸، ۱۰۲۵۸، ۱۰۲۶۸، ۱۰۲۷۸، ۱۰۲۸۸، ۱۰۲۹۸، ۱۰۳۰۸، ۱۰۳۱۸، ۱۰۳۲۸، ۱۰۳۳۸، ۱۰۳۴۸، ۱۰۳۵۸، ۱۰۳۶۸، ۱۰۳۷۸، ۱۰۳۸۸، ۱۰۳۹۸، ۱۰۴۰۸، ۱۰۴۱۸، ۱۰۴۲۸، ۱۰۴۳۸، ۱۰۴۴۸، ۱۰۴۵۸، ۱۰۴۶۸، ۱۰۴۷۸، ۱۰۴۸۸، ۱۰۴۹۸، ۱۰۵۰۸، ۱۰۵۱۸، ۱۰۵۲۸، ۱۰۵۳۸، ۱۰۵۴۸، ۱۰۵۵۸، ۱۰۵۶۸، ۱۰۵۷۸، ۱۰۵۸۸، ۱۰۵۹۸، ۱۰۶۰۸، ۱۰۶۱۸، ۱۰۶۲۸، ۱۰۶۳۸، ۱۰۶۴۸، ۱۰۶۵۸، ۱۰۶۶۸، ۱۰۶۷۸، ۱۰۶۸۸، ۱۰۶۹۸، ۱۰۷۰۸، ۱۰۷۱۸، ۱۰۷۲۸، ۱۰۷۳۸، ۱۰۷۴۸، ۱۰۷۵۸، ۱۰۷۶۸، ۱۰۷۷۸، ۱۰۷۸۸، ۱۰۷۹۸، ۱۰۸۰۸، ۱۰۸۱۸، ۱۰۸۲۸، ۱۰۸۳۸، ۱۰۸۴۸، ۱۰۸۵۸، ۱۰۸۶۸، ۱۰۸۷۸، ۱۰۸۸۸، ۱۰۸۹۸، ۱۰۹۰۸، ۱۰۹۱۸، ۱۰۹۲۸، ۱۰۹۳۸، ۱۰۹۴۸، ۱۰۹۵۸، ۱۰۹۶۸، ۱۰۹۷۸، ۱۰۹۸۸، ۱۰۹۹۸، ۱۱۰۰۸، ۱۱۰۱۸، ۱۱۰۲۸، ۱۱۰۳۸، ۱۱۰۴۸، ۱۱۰۵۸، ۱۱۰۶۸، ۱۱۰۷۸، ۱۱۰۸۸، ۱۱۰۹۸، ۱۱۱۰۸، ۱۱۱۱۸، ۱۱۱۲۸، ۱۱۱۳۸، ۱۱۱۴۸، ۱۱۱۵۸، ۱۱۱۶۸، ۱۱۱۷۸، ۱۱۱۸۸، ۱۱۱۹۸، ۱۱۲۰۸، ۱۱۲۱۸، ۱۱۲۲۸، ۱۱۲۳۸، ۱۱۲۴۸، ۱۱۲۵۸، ۱۱۲۶۸، ۱۱۲۷۸، ۱۱۲۸۸، ۱۱۲۹۸، ۱۱۳۰۸، ۱۱۳۱۸، ۱۱۳۲۸، ۱۱۳۳۸، ۱۱۳۴۸، ۱۱۳۵۸، ۱۱۳۶۸، ۱۱۳۷۸، ۱۱۳۸۸، ۱۱۳۹۸، ۱۱۴۰۸، ۱۱۴۱۸، ۱۱۴۲۸، ۱۱۴۳۸، ۱۱۴۴۸، ۱۱۴۵۸، ۱۱۴۶۸، ۱۱۴۷۸، ۱۱۴۸۸، ۱۱۴۹۸، ۱۱۵۰۸، ۱۱۵۱۸، ۱۱۵۲۸، ۱۱۵۳۸، ۱۱۵۴۸، ۱۱۵۵۸، ۱۱۵۶۸، ۱۱۵۷۸، ۱۱۵۸۸، ۱۱۵۹۸، ۱۱۶۰۸، ۱۱۶۱۸، ۱۱۶۲۸، ۱۱۶۳۸، ۱۱۶۴۸، ۱۱۶۵۸، ۱۱۶۶۸، ۱۱۶۷۸، ۱۱۶۸۸، ۱۱۶۹۸، ۱۱۷۰۸، ۱۱۷۱۸، ۱۱۷۲۸، ۱۱۷۳۸، ۱۱۷۴۸، ۱۱۷۵۸، ۱۱۷۶۸، ۱۱۷۷۸، ۱۱۷۸۸، ۱۱۷۹۸، ۱۱۸۰۸، ۱۱۸۱

(۱۱) عربی فارسی الفاظ سے مصادر: بخشنا، بخشنا، شرماتا، گزونا، درگزونا، بدلنا، خریدنا، مژکنا، آزمانا، فرمانا، رنگنا، فرمانا ۱۵۷ (۱۲) فارسی محاوروں اور روزمرہوں کا ترجمہ: کوس بن الملک مارنا ۳۲، برہم کھانا ۵، چنگ میں لانا ۷، رہ چنگ آوردن جو بہ دست آوردن کا ہم معنی ہوا جنبش میں لانا ۱۳۶، بر سر چگ آنا ۳، رخت سفر باندھنا ۲۰۵، بہ سر آنا ۱۰۱ (۱۳) فارسی عربی کے دو لفظوں کو جو ہم معنی یا قریب المعنی ہیں، یا ایک ہی مادے سے نکلے ہیں، ایک ساتھ استعمال کرتے ہیں بغیر اس کے کہ معنی میں کچھ اضافہ ہو: تن بدن ۳۷، بدن ہندستانی لفظ بھی ہے، طول و طویل ۱۹۲، منت آرزو ۲۲۰، نیست نابود، حس و حواس ۱۰۸، (۱۴) فارسی اور ہندستانی الفاظ کو بھی اس طرح استعمال کرتے ہیں: بوباس ۱۰۸، درد و کھ ۱۶۱، خاک بھس ۵۵ (۱۵) واو عطف: جلوں کو ملاتا ہے: ۲۴، ۲۵، ۲۶، ٹھٹ ہندستانی لفظوں کو ہندستانی اور فارسی لفظوں سے ملاتا ہے: ۲۴، ۲۵، ۲۶، عطف کی صورت میں بھی ہاسے محقق کو تے سے بدل دیتے ہیں: آب و دانے ۲۴، فارسی اور ہندستانی لفظوں کو حرف عطف کے بغیر ملا دیتے ہیں: بوباس درد و کھ، تن من ۲۵، آمد رفت ۱۹، نیست نابود ۱۳، دل جگر ۲۰۲، منت آرزو، روزمرے کے خلاف وادعطف: طول و طویل، دم و ہوش ۲۶۱، ۲۰۵ و ضمیر رجان نے دم و ہوش اور میر نے دم اور ہوش لکھا ہے۔ گیا رو بہ رواں کے آئینہ کیوں کبے ہوشی اس کا دم اور ہوش ہے) حالت عطف میں جہاں چاہیے اعلان نہیں کرتے اور جہاں نہیں چاہیے کرتے ہیں: شیریں و فرہاد ۳۷، محبوبوں و فرہاد ۲۱۳، بے سرو سامان ۱۶، در و دربان ۱۱۰، (۱۶) یاے زائد:

انکساری ۲۲۴، یادگاری ۱۱۴، ۲۱۱، تراکیب کی وہ ندرت جو غالب و مومن کے یہاں ہر
جوش کے یہاں نہیں پائی جاتی، تاہم بعض تراکیب قابل توجہ ہیں، لفظ ایام چرخ فتنہ
سرا انجام، اقلیم آرزو، پاسے سچی کاہل ۱۳۳، وضع لا ابالی ۲۰۴، (۱۸) بعض تراکیب قطعاً
غلط ہیں اور بعض کی صحت مشتبہ: خواہش بے درد سری ۱۶۴، درد سہر عشق ۱۴۸،
خوشی دل ۳۰، سرور دنیا ۲۰۸، تاثیر ریز ۱۶۹، (فارسی میں غیر مسوع "ہیں ہمارے شعر پر
تاثیر ریز" سودا مثنوی، غرغری ۱۴۸، منکر پاک ۱۸۴، سرسائی ۲۳۰، (۱۹) اضافت:
ہندستانی الفاظ کے ساتھ: مثل جگور ۶۵، پیراہن مثل ۲۰۵، ایسے الفاظ کے ساتھ
جن میں اہل ہند نے تصرف کیا ہے: خطہ آسمان، مضاف الیہ کا اعلان بہر گستان ۱۶۶
حالت اضافت میں مختلف ہ کاسے سے بدلتا: سینہ پُر کینے ۲۱۴، ہی پر تشدد خوشی دل ۱۳۳
مرکبات اصنافی میں مضاف الیہ پری کا اضافہ گردش ایامی ۲۳۰، بارش نیسانی ۱۴۱،
فصل: بجدی ۲۰۹ مضاف الیہ کے بعد فعل اور حرکت نفی: اس کے بعد مضاف کی
تکرار کے بغیر مضاف الیہ: "نے خواہش عیش ہی نہ عشرت دل میں" ۲۲۶، دو لفظوں کے
درمیان ہندستانی حرکت عطف اور ہو جب بھی یہ دونوں مل کر مضاف بن سکتے ہیں: نام اور
نشان قلعہ ۲۳۲، اب یہ جائز نہیں، جہاں میں یا کی، کا وغیرہ جاسیے وہاں بھی اضافت
سے کام لیتے ہیں: "ہیں دولت ہجوری منہ زرد و سپید آنکھیں" ۸۱، دست انداز چراغ ۴۴،
پس و پیش امتحان ۱۰۰۔

ذیل میں فارسی اور عربی مفردات و مرکبات اٹھا کر دیے گئے ہیں: بخل (درخت)

خوش فدیایاں، یارب جانی، سجدہ ہزار عالم، پڑے نمکِ حاشیہ (سودا)، میر وقائم :
 پڑے قرارِ ہوس سوختن ہنوز قائم، شگود اور غنچ (مختلف المعنی)، خسروجن چہرہ ۱۱
 (اصطلاح)، قلاش، خواب سنگیں، براق، جگر ۱۱ حاشیہ (پیارا)، ندی (دشمن)، شیریں کار
 قرار (قرار)، پیاسے، فن (عیاری) حسن عالم گیر، کاہمیدگی، دل خواہ ۱۲، چشم تر بے اضافت،
 تنہا ہم نشیں، بد بلا، کہاں ابرو، خطِ آزادی، عشقِ خرد دشمن، دستِ قدرت، طرف
 (طرف داری)، چشمِ غول گریہ، اگر بیانِ تعلق، مستجاب، دلو، لعل لب (بے اضافت)،
 بے طرح، بہارِ دوست، بہ جد ۲۲، تکرار (جھگڑا) عقل کامل، گنہ گاری ۵۴، (سودا) :
 ”شہیدِ رسمِ ملکِ عشقِ ہوں سودا کہ لیتے ہیں جہاں جرمِ نگہ پر نقد جانِ دل گنہ گاری“
 عثمان دمیط (سمندر)، استیں طلب، ہر گردیدہ ناستنا (صحیح الما)، آسا، انتہا، علی الدوام،
 پر بند، خطِ شاعری، گلابی، ۵۰، زر خرید، بے نظر، پامال حیرت، کمر بند، سر بند، آہِ سحر گاہی،
 بدحظ، حسنِ صندلی، بادشاہی، قناعت پیشہ، خاتہ خدا (بے اضافت) زہدِ ریا،
 کاروبارِ دنیوی، انتشارِ عمر، دار و مدار ۶۴ (کر کے دار و مدار اور اخلاص) حسن، مامن
 بے جگر، فی الحقیقت، ہم پیکر، ادنیٰ تصرف، صدر نشیں، اولیٰ، غرضہ نشہ جنگ ۴،
 فرق (سر)، شرقِ چراغ؟ داغِ بر بالائے داغ، اوستاد (صحیح) انگشت اشارت، بینی،
 شوق ۱۱، مسلم (سالم)، درِ بخت، زہرِ عز و شرف، رد آور ۸۹، دست کشادہ و دہل،
 (بہ قسم یا صبح) بادشا، سامعی، خدمتِ شریف ۹۹، مانا، یہ سان مستمون، نخلتِ دہ،
 ابا سے زماں، سرشتہ ۱۰۳، انفصال ۱۰۸ (فیصلِ اقرطادک ولبیاء عقوبت، دل شدگان

قصہ وار ۱۱۶، خوش فہمی، آزرده جاں، آب داری، گداز عشق (گداختہ عشق)، حکمت ۱۲۱،
 نارخصومت، دور و دور، خانہ پرداز، کوز لپشت، جگر تخت لخت، وضع کرخت ۱۲۰، رنگیں
 لباس، میر سامان ازل، بے صرفہ، بود و نابد، عمر جلدرد، یار شاطر، فی رنگس، خامس،
 سادس، عذر رنگ ۱۵۰، مہوس، رنگت، مجربے کرانہ، عمر جادوانہ، مزیدار ۱۵۲، شیر بیشہ
 خشکی طاح، بد قماش، گلاب پاش، جزاک اللہ، آہنیں دل، چوب دار، سالوسی، محقق،
 مغربی، جنوبی، جلی، ہندی (تلوار کی چار قسمیں) خرچ، گدا بیشہ، ناشی قضا، حیلہ اور حوالہ،
 کلچر اخراں، ذات احد، عدیل، سبیل ۱۶۳، نشست (دقیبوں کی) فلائی ۱۶۵ (فارسی بے قید و شرط)
 سودا، سوز، قائم، مصحفی :-

”یہ تیرا حال کیا ہوا ہے فلائی نہ تو نے قدر حسن اپنے کی جانی“ (نہوی سودا)

زشتی، دیدہ وری، آب آشک ۱۶۹، حاشیہ، طوفان بہ جوش، کاہن، ممد و معاون، متروک و کھجور
 مردود، بہدوں، ذکر آتہ، حجر ۱۸۵، بلد، کجکول، مقابلت ۱۹۲، شہ نشین، دور ہیں،
 بے تماشا، وحدت سر، طرح دار (رفانباہ)، حاضر، بالفرض، خراب آباد، حسود،
 انگشت دہل، باد بیامی ۲۰۳، رزاق، واجب التقریر ۲۰۶، خوش تقریر، مستور، مظہر و
 منصور، دریافت (تحقیق) چشم پوشی، ہر کدام (چمن یہ بھول رہا) کہ کام موسم کا، سودا،
 دار ہاں ۲۱۱، سودا، خوش مقال، حسن تیاری، دست اور پتہ دونوں سے صحیح، حسن بازی،
 منطقی، صوت و صدا، پاس انفاس، یک ذات، مازبونی، خر و کشمیدہ، علی الاطلاق،
 بلاشبہ و شک، خط بیراری، آخ، استفادہ، زندگی راعشق ست، بے طمع، بے غرضی،

فرضی، کریم، چاشت ۲۲۸، مباح، ادبِ حقانی، شجرت، عرصہ ۲۳۲، قدرِ قلب، چسبیدہ، نچیل (دوخل) رنگ محل ۵، بیت الحلا، زقوم ربے تشدید، اثرِ دانشان، بعضے، جعفری، ۹، تنقیدِ ناکید، افیم و افیمی ۵، سفرہ ۲۳۶، شعر و شاعری، خوان الواس، گل بیج، سبوعِ سیار، (سیارہ ہونا چاہیے) دو اکرِ اکلمِ کلام، علمِ لدنی، آثار، نندشوار، ناتواں ہیں، تلونِ طبعی، استقلال ۲۳۴، اہمال، دال، حُل، دودل، قال و مقال، متلاشی، ذرا، حرکات و سکنات، کل، بروج اور سیاروں کے نام، فی الحال، احلال، مستولی، اوتاد، ابدال، حکما، علما، فضلا، ضربت، یدِ الہی، اشکال، گوش مال ۲۴۹، دکان ملنے والا، سبزِ کنیل (کنہ) مدرک، خطابیہ، سخن رس، کجملک ۲۵۱، محدب، مقعر، ہوش نبوش، لباس فاخرہ، خُشن ۲۵۳، صحیح پیکرش، عیب (توا بھی ممکن ہے)، مشفق من، سہوا، سہم گیس، احسن، عظیم، خلا، ملا، کوون، مضمّن ۲۵۴، دعویٰ میں نہیں آیا، جنابِ کرامتِ آب، قبلہ من، سرسوزن، بالغ، زلہ خوار، صحنک، رو سپید، غرض ضمیمہ، زنگولہ، حسرت کدہ، دریچہ، معنی ہیکانہ، مختار کار قابلِ دیدار (جو دیکھ سکے) قلم تراش، تودہ طوفان - گاہے چنیں گاہے چناں، جتے ۲۵۹، نایاب ۲۳۵ (ناپید) ٹھٹھ ہندوستانی مفردات و مرکبات: بول چال میں جو ٹھٹھ ہندوستانی الفاظ ہیں ان کے علاوہ جو شش کے پہاں ایسے الفاظ کا کوئی بڑا ذخیرہ نہیں: اپنے آپ ۱۳، نرا، بیج، اچھیا ۱۹، چکنا چور، بنا بنایا، اکیسلی، لکھا و لکھا (تقدیر)، گاہک، ویسے ہی، م، جوں کے توں، نٹ کھٹ، باؤلا، چنگ، گھڑی گھڑی، جھڑی، سا ۵۹، سلیمان سا ہوا، جہان مور اس طرح کم استعمال ہوتا ہے، پنکھڑی، ڈھیری، اٹھا، چاند، درلور، کاسا ۱۶،

انگ، جب بھنگ ہے۔ (غالباً یہ مرگب ہے جس کا دوسرا جز بھنگ معلوم ہوتا ہو۔
معنی کا پتا نہیں۔ سودا کے اس شعر میں ممکن ہو کہ یہی ہو:

نہ دے دل آتشیں رخسار پر سودا تو اب کیونکر
دو شعلہ دیکھ کر میں ہو گیا جنت بنگ آتش کا

ڈھولک، مول، ہوں ہوں ۱۱۱، جب نہ تب، لپکا ۱۰۴، اپنا کیا ۱۰۸، مسیں، کلیجا ۱۱۲،
مار مار، دیک راک، نگر، پہلے ہی پہل، مجھو لے، سادون، گور ۱۶، شور پور، بے کلی،
(و یا کل سے ہو یا بے کل + ی؟)، کھڑا، گھات، کٹمن، ہشت، ۱۴۵،

لٹ پٹی، جھک، بھس ۱۱۵، ہم جیسے ۱۱۵، بالا، برجی، بھالا، تو، ٹھور نہ ٹھکانا ۱۶،
چٹکی، پتھراؤ، پھیٹا، سج، ہم سے ۱۶، گھر کے بھیدی ۱۸۱، بہتایت ۱۸۳ و ۱۸۳ بہتات،
پکا پھوڑا، اوچر ۱۹۲، جھومکا (جھکا)، اکتا ہٹ، لپٹ، بھر عمر، ہونٹوں کی دھڑکی،

چوکھٹ، کوڑ، منڈیر، چھتر، گھاس، آس پاس، دیاسلانی، بتی ۲۳۲، کوٹھری، است،
کھنڈھر ۲۳۵ (آج کل کھنڈر بہ وزن قمر دیا ہے لطافت طبع مرشد آباد سے ایک اور شکل
کا پتا ملتا ہے) ہار، کیٹلون، جھاڑ، پلے پلے، پلا، پلا، پچکاری، ڈھال، اسیر، ایک،

تار، زان، باؤرا (باؤلا)، کٹنی، اڈمنی، راج پاتر، بھانڈا، بھگتی، دھلندی، بھڑوا، کوتوالی ۳۳۳،
پکھال، اگیا پیتاں، کنگال، اوچی، سج، ندھڑک، حسن کی ناک، بھچک، لنڈ منڈ،

اچلا ہٹ، کٹن ۲۵۵ حاشیہ - ہٹیا، ابے ۲۶۰ - ان مولوں ۱۵۷، بستی ۲۰۵، نوڈی ۲۳۸

محاورات، روزمرے، مصادر: فارسی محاوروں کے ترجمے بھی اسی عنوان کے
تحت جمع کر دیے گئے ہیں۔ محاورے میں تصرف کا اختیار نہیں، لیکن زائد سابق میں

ریلے میں بہنا ۱۸۶، طوفان مچانا، ہاتھ جھارنا، اکھڑیاں لڑانا ۱۹۶، باتیں بنانا، سنگنا،
 جی چھپانا ۱۲۰، برا جانا، دھرتا، دل کو ٹٹولنا ۲۰۰، اٹھتے بیٹھتے ۲۸، بھولنا ۲۱۱، زبان کو
 سنبھالنا، ٹھہرانا ۲۱۲، نظر گرنا ۲۱۵، ترنا، نور کے بجائے اڑنا ۲۲۳ کرنا، دمجے کرنا، ہو گنا ۵،
 یا مجھ سے لے لے ۹، مسند بچانا، چھڑنا، خیال پلاؤ پکا نا ۲۳۶، اب خیالی، مصحفی نے
 خیال لکھا ہی، چٹنا، جھیکنا، نشا گھولنا، بہکنا ۲۳۷، لاگا ۲۳۸، صرف ایک جگہ،
 پہرنا (سودا) گت ناچنا، ہولی کھینا، نام سے کانپنا، کھینچ مگانا، کجنگل مٹانا، بڑا کنا ۲۵۵،
 خیر منگوانا، اچھڑنا، بوجھ لانا، آنا، سامنے ۲، آہنگ، امنہ پر ۲۰، سوانیرے پر آنا،
 برسر حساب پانچ دتا، خواب ۲۷، برسر جنگ، درمیان ۳۵ و ۲۰، دہن میں آب بھرا
 خوش، زبان پر، آٹے ۵۹، سان پر، مزاج کسی بات پر ۶، مزاج کسی طرف،
 بتنگ ۹۳، ترنگ ۱۰۳، حرف ۱۳۶، مجھے کو، ۱۴، رہ رہی آتی ہو ۱۵۵، (رہ رہ کر
 یہی دھیان آتا ہو۔ شاد و عظیم آبادی نے بھی آنا کو اس طرح استعمال کیا ہے) خاطر میں ۱۸۶،
 پانی تاکر، چھاتی بھر، تقریب ۲۱۱، عرق، اپنا سامنے لیے پھر ۲۲، جلوے پر بیان میں،
 بر نہ ۲۶، منہ میں پانی بھر۔ اکھٹا نا: دل ۹۰، فیض ۶۷، جھکولے ۱۲۵، منت ۲۰،
 باندھنا یا بندھنا: گرہ ۲۳، کر کھینچ کر ۲۵، تار ۱۶۸، سامان: نیت ۱۸۳، نظر ۲۰،
 گانٹھ، باندھنا ۲۲۵، دھیان ۲۱۹، عہد، مضمون، دھن بند ۲۶، بسا، جی ۱۱۳، پھولوں ۲۰۵،
 بادل، کا جل، بولنا: بے ربط ۲، جھڑک ۱۷۱، رات کا ۲۱۰۔ بھرتا: کسی کے آگے پانی ۱۹۶،
 کان ۱۷۱، دم سرد، بیٹھنا: پھول پھول ۱۱۶، بیٹھنا ۳۹، ۱۲۸، پردے ۱۹۱،

اٹھتے بیٹھے ۲۱۱، سنبھل کر ۲۱۸، پھس کر اٹھ کر بیٹھنا ۲۵۱، ۲۵۵ پانا: اشتہار ۷، بار ۴، ۱۱،
 النیام ۷، ۸، شہ ۲۳۳ پڑنا: شور ۸، زوال میں، پھیکا ۲۳، پاتال سے باہر ۲، ۷،
 شدریں، فکر میں ۱۱۶، دروس میں، مچین، پھسولے ۲۲، ۲۳، بار دے، غار ۸،
 شبے میں ۲۲۳، پاؤں بھنک کان میں، آن ۲۵۲ پڑنا: سبق ۳۱، تو نے کی طرح کلمہ ۲۲،
 پکڑنا: رنگ ۸، قرار ۱۱، پھینکنا: نگاہ ۳۵، کلمہ برسر ہوا ۱۲۳ پھرتا: پڑا ۲، آنکھوں میں ۳،
 بالا بالا، کان پر جو نہ ۵۸، نزدیک ۸۸، ہوا ۱۱۶، سر ۲۲، گھیرے ۱۲۷، جتر ۳۱،
 ٹوٹنا: کسی سے دل ۱۸، تار ۳۵، نشہ، غرور، عالم رجوم کرنا، تار ۶، نیند جانا،
 جی سے اتر، ہو ۱۳، رہ ۱۲، آ ۱۲، ۱۵، ۱۵، گزر ۱۵، ۲۵، ۲۵، ڈوب، ۴، ادا ہو ۵،
 (مر جانا)، ہو ۶۹، (مر جانا)، ۷۲، ۲۱۱ (فاسیت)، گولے، ڈھل ۹، رل، انسوی،
 آنکھیں ۱۲، وجد میں آ ۱۲۹، ٹل ۱۲۴، گھر بیٹھ، زلفوں کا جمع ہو ۵، ۱، قلعی ادھر ۱۸،
 بنر، یاد پڑ، نغزش میں آ ۲۰۰، کام آخر ہو ۲۱۰، بات کہنے کو رہ ۲۳۲، پلک لگ ۲۳۸،
 سبقت لے، کٹ ۲۵۹ چلنا: کچھ نہیں چلتا ۵۵، لگ ۵۵، اترے چلتے ۹۵،
 زیاں ۱۹۶، سنا چڑھنا: نظروں پر ۵۹، آنکھ پر ۹۶، چھوٹنا: چھوٹے ۱۳، ہاتھ ۱۹۶،
 فوراً ضمیمہ چھوڑنا: گرد نہ باقی ۸۹، بٹلا ۹۳، دنبال نہ ۲۲۵، دینا، تاپ ۲، پیش کش،
 اڑا ۲۶، ہوا لگنے نہ ۵۰، زنجیر ۶۲، امان، ربط ۲، تعلیم، تکلیف آ ۵۰، دھونی در پر ۹، ترغیب،
 سنکار ۱۱۱، بات مار، جی بار، داد، بھور کر ۱۲۶، زیب ۱۳۷، جان ۱۲۲، بولاں ۶۸،
 فہر ۱۸۶، رخصت ۱۹۴، اڑا خرچ کر دینا، حساب، راہ ۲۲، فشار ۲۳۹، تار (تال)

سامنا چھوڑ، ۲۴، دستک، دکھائی، راہیگاں ۲۶۱، دکھانا دکھلانا: مزد ۵، طبع ۵، رنگ، بازار، ۱۰، رو سے محکم ۲۴۸ دیکھنا: اپنے گریبان میں سر ڈال کر ۳، بھرنظر ۱۳، آنکھ بھر ۲۲، منہ ۵۸، ۱۱۹، اپنی طرف ۱۶۱، دامن ۱۹۳، قدم چشم کم سے ۲۸، ڈالنا: ہاتھ ۲۲، دھوم ۹۵، شور ۱۲۲، عاشیہ رکھنا: دور دور کا خیال، نوک زبان، فخر ۶، کھیت ۲۳، چشم ۵۱ (امید) چاشنی (ذوق): کان ۵۸ و ۶۳، کسی کے آگے نکلنا، تھکی، تیغ سنگ پر، چشم ۱۵۰ (بصیرت)، سر رشتہ نگاہ کو نگاہ، راہ، گواہ، چاہ ۵۹، خدا پر نگاہ، انگشت دخل ۲۰۳، بینک ناک پر ۲۴۸، عکس ۲۵۲، رمنا: دست و گریباں ۱۹، دل کو ستار ۵۶، نازاں ۶۶، نٹ ۹۱، پرے، اٹھا ۱۱۲، ستا، کس ملک میں رہتے ہیں، نگہ (محفوظ)، چشم دوختہ ۱۴۱، حرکتیں یا صحبتیں ۶۸، عاشیہ: با سے اعتراض میں، اپنے جس حال میں ہر خوش رہ، دیک ۲۴۸، کسی کے نام کی سمن کرنا: مذکور، نگہ ۸، زنجیر، سر کو قدم، نگہ داشت ۱۱۱، یار ۱۵، قرار، طوفان، کسی کی طرف کان نقش دل ۲۸، مددگاری، دید ۳۵، دکر لیں گے دید کوئی گلستان دوسرا ۱۰۹، گلزار کو جوہر و شاں وید کر چیلے، گھونٹ ۳۸، صید، دریا کوڑے میں، تکرار دھجکڑا، شننا، دھجیاں، نظربین ۵۱، آشننا، ساز، باز، نماز، بے ادائی، سودا، درد سر، نظر نہ، نظر انداز، ذلیل، سیر ۶۲، اک عمر کیا سیر مرقع کو جہاں کے ۱۴، سیر ملک تم منوی کا دفتر سادس کرو، ہلنیاں، تماشا، دیکھنا، ربط ۴، مت کشی، تصدیق، سازش، (ساز)، طرف (طرف داری)، ۱۰، شادی و غم ہم، نیاز، گداز، نندگی، دفع خمار

قدم رنچ، غو ۱۰۵، صحبت گرم، گدائی، ادا ۱۱۸ (عطا)، رد و بدل (بحث)، انشا ۱۲۲،
 کتاب تہ، صدقے کیے تھے ۱۲۶، ہجوم ۱۳۱، مقررہ ۱۳۱ (جنتا)، مصرع ۱۴۷،
 پھیرے، دس میں بیٹھ کر اپنا فخر ۱۴۸، فرش، پہلوچی، ازلیست، تعبیر، دل کر کے
 ۱۴۹، اک، شرح و بیاں، آشتی، نقل مکان ۱۵۰، خاطر پر گرانی ۱۵۲، سیدھا، اظہار ۱۵۹،
 کرے ۱۹۴، رہائے، دیوانہ بن، دخل (اعتراض)، بیغیام، انعام، سرا انجام،
 میہمانی، کیش، مردار ۲۰۳، ٹکڑے ۲۰۶، دل خالی، قسمت میں کسی امر سے سخن،
 خطرہ، جوش و خروش ۲۳۶، طول، بوس و کنار ۲۳۹، نقل، قسمت ۲۴۳، دست پانچم،
 خیال ۲۴۴، بیخاں، ارشاد، کرامت ۲۵۲ (عطا)، معاینہ، کلول، ناز و ادا، کھینچنا،
 شر، نظار، رخ، منت ۱۱، صورت، اک ان ۵۴، آزار، سرا، الف ۱۱، چلے
 ۱۳۲، ہاتھ ۴۴، کہنا: ہفت و ہشت ۱۴۵، حزن ۱۴۴، پکارے ہوئے ۲۶۲، کھانا:
 تازیانہ، تاب ۲، گل ۹۱، بل ۱۳۲، ہوا ضمیمہ لانا: فریادیں ۱۴، منہ پر ۵۸،
 زیر پا، خاطر میں ۱۳۱، زبان پر ۲۰۱، کہنا دل میں نہ ۲۶۶، لگانا: منہ ۱۸، ایشیہ منہ سے
 ۳۶ - لگنا: بری لگنے ۱۴، ۲۲ و ۲۵ و ۲۵۹، تاک ۸۳، بیوہ ۱۲۲، منہ ۱۶۴،
 زبان تالو سے نہ، ۱۵۵ حاشیہ، آنکھ ۱۶۸، خوش ۱۸۱، جی نہ، چپکی ۲۱۰، جی، پلک سے
 پلک نہ ۲۲۲، اپنا منہ دیکھنے ۲۶۵، لینا: باج ۱۰، دم ۲۸، قدم، سلام، پیشہ ۳۸،
 منہ پر نقاب ۵۵، سراغ ۵۵، وام، مرا کیا لے ۱۰۲، لڑا ۱۸۵ (مقابلہ) ہول ۱۹۰، باگ کو
 نیسے ۲۰۶، راہ، خبر، آسن ۲۵۵، مارنا: دم نہ ۲، دے، سر دے دے ۲۸، بان،

جوش ۴۵، موج، چشمک ۸۵، لاف، دم نہ ۹۸، دھار مار کر رونا، دامن ۱۳۶، لاس،
 پشت پا، مارنا ۳۵ و ۳۶، قتل کرنا، بغیر کو، علامت مفعولی، بولیاں ۱۴۸، ٹھٹھے،
 غوطہ، پگھلا، لگنا: پانی نہ ۱، پناہ ۱۲۹، داد ۱۴۳، رخصت ۱۹۷، مناجات ۲۰۶،
 ماننا، لوہا ۴، برام ۳، کلنا، کسی کے ہونٹ ۱۶، دست ناسف ۹۹، بلنا: بار ۱۴۴،
 گلے گلے نہ ۱۰۰، بنا ۱۰۱، (مشابہ ہوتا) نکالنا: خفگیاں ۳۵، آنکھیں ۱۰۶، نام ۱۰۲،
 ہونا: نہ اُدھر کا نہ اُدھر کا، یاد معلوم، دیوانہ کسی کا، نجلت سے آب، یاروں کا یار ۱۰۱،
 ہوا، جان کا جلا، شاد شاد، کسی سے صاف نہ، بیڑا، بار، جلد ہو اے مرگ ۲۹،
 شادی مرگ، سرخ و سفید ۵، آب بند، ہزار پر بھاری، بہا پر، کس کا جگر ہو،
 تیر ترازو، مد نظر سے باہر، پانچوں انگلیاں برابر نہیں، کرسی نشیں نہ ۶۶، گلے میں قبا ۶۸،
 زمیں سرسبز، طبع ۵، بغیر کی، دست انداز ۷۷، رہ اضافت، باغ باغ، آلفٹ ۸۰،
 (آلفٹ صحیح)، داغ ۸۸، دل بچھا ہوا ۹۹، حاشیہ، چشم ۹۹، اندھیرا، راہ، دست و
 گریباں ۱۰۰، ہوا اس نہ، کان نہ، جان نہ، بہ ۱۱۱، ہمارا ہی کلیجہ ہو، اپنے
 حال میں مست، میں کس شمار میں ہوں، آنکھوں سے معذور، زیر و بر، نمود، قصہ مختصر
 کسی برداشت، چار چشم، ۱۳۱، (غالباً) پائے تراب، تشریح ۱۳۴، بغیر کا یا کی، اچھکنا،
 بت خانے سے ہو ۱۳۵، (بت خانے سے گزرتے ہوئے) مساوات ۱۴۳، بہبود،
 پیالہ ۱۵، بالا ۱۶۱، اک طرح کا زمانہ ہی، ہنوز روزِ اوّل ہی، نجلت سے پانی پانی ۱۰۱،
 دھجیاں، سچ درست، نیند حرام، ترکی تمام، رام رام، دھوم دھام عمل میں ۱۷۷،

صحبت برآرد نہ ، نہ خبر کہ نہ عطر کو ۔ اطلاق (مدت ہوئی کہ پہنچی نہیں کچھ خیر عطر " سجاد " دو بھر ۱۹)
 پیش رفت ، روزی ، رکاب میں ، نوبت ، ہم شراب ، بر سر حساب ، خاطر میں نہ ،
 آن کھڑے ۲۱۹ ، کان کھڑے ، نام پر ٹکڑے ۲۱۴ ، کسی امر میں گفتگو میں کیا بلا ہوں ،
 ۲۲۶ ، استفادہ ، مد نظر ۲۳۲ ، کسی امر پر مزاج ۲۳۸ ، حامل ، پکارا سوار جس کی ناک
 ۲۳۸ ، سواد روشن ، تحلیل ، سنمکھ ۲۵۹ ، صرف نہ کسی بات پر کان ، انا ساز ،
 ذوق : اگر کوئی شعر ایسا ہو کہ شوق کا تعین نہیں ہو سکتا تو مرتب نے زمانہ قدیم کی
 رعایت ملحوظ رکھی ہو ، ذوق جلوه گاہ ، درد داغ ، تاب کمر ۲ ، وقرآہنگ " ارادہ " ، سرچنگ ،
 ننگ ، پاس ، مزار ، نیش ، شعار ، حصول ، باج ، پنبہ ، گلزار ، خنجر ، اطلاق ، سیر ۱۶ ،
 مزرع ۱۰۴ ، ۱۰۵ ، گزر ، چشم ۱۸ ، وحاشیہ دسودا ، ضیا ، حسن ، ہدایت وغیرہ
 " مجھے بھی حسن سوجھنا ہی غرض ڈبوئے گایہ چشم غم آپ کا ")
 مرہم ، شکر خند ، قند ۲۳ ، قتل ، شبنون ، طغیان ، تفاوت ، نیشاں ، سوزن ۲۶ ، بھاپ
 خواب ، انگلیں ۲۸ ، مشت پر دلفظ مشت مضاف الیہ کا تالیف سمجھا جاتا ہو ، لیکن حسام الدین
 حیدر نامی کا شعر ہو :

" اس کی گلی میں آمد و رفت صبا نے آہ

نامی ، بہ باودی مری مشت غبار حیف "

پل ، سلوک ، وصف ۳۱ ، قلم ، تعویذ ، استخوان ۳۲ ، اقلیم شاید ہی کسی اور ذرا استعمال کیا ہو خجالی ، پیکان ۳۵ ،
 گلستان ، چلن ، تلاش ۳۵ ، بان ، جاں ۳۶ (صرف ۲ جگہ قدیم کلام میں) قوت ۴۵ ،

آذوقہ، آب گہرا، سرسبز، زتار، اورنگ، ۵، طلا، مقدم، قدم رکھنے کی جگہ،
صدف، ۶، انتظار، دہوی درتذکرہ حسن:

صدف مشتاق ہیں دیبا میں لے بیباں گوہر کے یہ میرے چشم تر پھینکیں ہیں بھر بھر خان گوہر کے،
پونہ ۶، کسی اور شاعر کے یہاں ذہنیں بلا۔ جدید ہندی میں ذوت دونوں طرح
دیکھا گیا، مختلف، خلط، مزاج، اختلاط، صفا ۳، اگر شعر صحیح نقل ہوا ہو
تو سودا نے بھی ذکر کیا ہے:

جو روزِ زم مقابل تری کمان کے ہو صفاے شست تر اس کو دیکھ دھلا
اعزاز، فراغ، الف، ۸، خوان، سنبل ۹۳، آب جو ۹۵، کشت ۹۸ و ۱۲۵، شم، نم،
عرض حال ۱۰۳، خارزار، نظیر، نقد جاب ۱۱۲، دید ۱۲۰، بیوند، گلشن ۱۲۶،
از حسام، شکوہ ۱۵۰، معاش ۱۵۴، برس، لاف، اختراع ۱۸۰، کشت،
القیام، آستان، خدنگ ۱۹۵، تطف، بھل بل ۲۰۵، رخت، گرداب ۲۱۸،
چتر ۲۳۱، مھٹاٹ ۲۳۶، مزاج، گزار، کس ۲۴۲، سرطان، دنبال،
حفظ، دُلڈل، قامت ۲۵۰، سودا، استغنا، گلخن، خمیر، قلب، مہیت ۲۵۹،
نشر، جرس، ۲۶۰ - آرے وبلے ۹۳

ث: سفر، حاشیہ، سرگزشت، دستار، نگہ داشت، دست رس ۱۴، سیل جنس، باب
۲۶، ملا ۳۳، "غیر کبھی تو مرے ہوتے ملا لکھا" حسن آب ۳۹، رمونی کی، لیکن آب گوہر
۱۵۱ ذ۔ آتش کے یہاں بھی غالباً (ذ) طرز، مژگاں، صفا ۴۸، مژہ، ایذا، مردنگ، دیا جا

نقاب ۵، طوطی، گرد، فرد چہرے کی، سیر، کمان، مٹت خاک، نہر، احتیاط، تاک ۸۳ (حاصل مصدر)، تریاک (انیون)، عرض، بھنگ، سنبل ۸۸، نرد، ریحان ۹۳، فغان، فکر، خلق، بلبل ۱۲۶، پرچم ۱۳۰، آپ تیغ، قطع محبت، بہبود ۱۴۳، کلمہ، سرنوشت، سرشت، ابرو ۱۴۴، چوگان ۱۵۱، مسند، صیقل، اگیو ۱۵۹، چین، کرو، باؤ، رام رام، پورش، چہل، چشم، ر د صرف ایک جگہ، چال، مثال ۱۸۲، بھال، محراب، التماس ۱۸۸، سانس، پیش رفت، کاکل ۲۰۴، سیکل، برسات، بلا، چھل بل ۲۰۸، شہرک ۲۱۱، رناسخ (ذ) کارو، عندلیب، راہ، گزیران، دھن، شرح، اوقات، کاشت ۲۲۸، خندق، تفصیل، نقل، پکار، پھہار، عینک، فانوس، دستک، اسپک، (چھوٹا خیمہ) بھنگ، سمرن، جلن، چوب -

ذ: خاروخ، روزہ نماز ۱۲، تخت و تاج دلو ۲، نالہ و فریاد، پیچ و تاب، جس و خاشاک، دیوار دور، سیر و سفر ۲۸، دست و تیغ و داماں، شمع و گل ۵۶، ترق اور برق ۷۸، شادی و غم ۹۴، آہ و نالہ ۱۳۰، نام و ننگ ۱۵۰، رنگ و بو ۱۷۱، سنگ و خشت ۲۲۸، قد و قامت ۲۳۸، بخر و دیاں، تیر و کمان ۲۴۵، پہلے پہل یہ اس نے تیر و کمان لی ہے، حسن، لحم و غم، بالش و توشک ۲۵۱، زاد و وطن ۲۵۵، دل و جاں، ش: چرب و نرمی ۶، بود و باش ۱۲۰، ”وہ دن گئے کہ گلشن تھا بود و باش اپنا“ حسن، عجز و انکساری ۲۲۲،

جمع: (۱) جمع الخلف قاعدہ عربی: حوادث ۱۳۲، قواعدات (رسالۃ قافیہ) (۲) عربی جمع کو واحد قرار دے کر فعل وغیرہ واحد لاتے ہیں: اسباب ۱۱۳، آثار ۲۴۳، حواس ۲۳۲، احوال ۲۳۴، اوقات ۲۵۲، نقطہ ۱۴۰، دیوان حسن کا نقطہ انتخاب ہو، دیار کی بیت ابرو خال نہیں ہو یہ نقطہ (کذا) آفریں، ہر صد آفریں صاحب انتخاب کو "سودا" افلاک ۲۵، اگر جمع دوسرے واسطہ کے ساتھ ہو جب بھی فعل وغیرہ و: لطف و اشتقاق ۶۳، لطف و اشتقاق و کرم ۱۵۱ (۳) حواس ۱۴۸ اور اسباب ۲۰۲ جمع بھی (۴) عربی جمع کو و قرار دے کر قاعدہ اردو و فارسی کے مطابق جمع: عشاق ۸۴، آیاموں ۱۸۳، ملائکاں ۲۲۴، رسائل ۱۰ اور حروف ہا در سالہ قافیہ (۴) سال ہاک ۱۸۱، عزیز دل ہا ۲۵۵ (۵) اہل کے ساتھ جو مرکبات اضافی بنتے ہیں انھیں ایک کے لیے استعمال کرتے ہیں اور ایک سے زیادہ کے لیے بھی، فعل وغیرہ واحد یا جمع حسب ضرورت لاتے ہیں: ۵۴ ۵۵ ۳۳ ۲۹ ۱۵۹ (۶) مرکبات بالائی فارسی جمع: اہل دلاں ۲۳، اہل کاراں ۲۲۲ بارہویں اور تیرہویں صدی کے ہندستانی فارسی داں اسے جائز سمجھتے ہیں، شورش اور انشا کے یہاں متالیں ملتی ہیں (۷) مرکبات اضافی میں مضاف الیہ پُر و ن لگا کر جمع: اہل دلوں ۸۷، طفل سرشکوں ۱۸۱ (۸) عطف و اضافت نہ ہو جب بھی عربی فارسی اسما کی جمع ان لگا کر بناتے ہیں: گل رجاں ۱۸، وارستگان ۲۸، خرباں ۱۱۳ (۹) مرکبات اضافی میں اگر مضاف و ذہ ہو تو فعل جمع بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے تو دیکھے نہیں نقش قدم سے بے نصیب" ۴۰، ۳۶ ۳۷ (۱۰) صورت بالائیں

ذکی جگہ ث ہو جب بھی بعض مصرعوں سے فعل ج کا استعمال ثابت ہو۔
 ”رؤیں ہیں مرے حال پہ تصویر نہائی“ ۲۰۷، ۱۴۵، ۲۵۱/۳ (۱۱) اگر اسمائے ث ایسے
 الفاظ کے ساتھ ہوں جن سے تعداد کا پتا چلتا ہو، لیکن دراصل تعداد کا تعین مقصود
 نہ ہو تو اسم کی جمع ضروری نہیں سمجھتے: ”ترے ملنے کی سو سو فکرے مغرور کر دیکھی“ ۲۱۴،
 ”لاکھوں شمع“ فعل جمع ۶۶، صد تکلیف ۱۲۲، صد آفریں ۱۲۳، اس صورت میں فعل وغیرہ
 و اور ج دونوں استعمال کرتے ہیں (۱۲) صورت بالا میں اسمائے ذہوں تو فعل وغیرہ واحد
 جب تک کہ دھڑ پہ سر تھا لاکھوں ہی در دسر تھا ۱۷۷، اس طرح کا شور دیوانوں کے
 مدفن میں رہا ۲۵۲، ۲۴۵، ۲۴۶، ۱۳) اسمائے ث و ذکی تعداد متعین ہونے پر بھی جمع نہیں بنتا:
 ”قلیم حسن میں تو دو شام اک سحر ہو“ ۱۶۱، ”روشن رہیں یہ تیری چشم سیاہ دونوں“ ۱۲۸،
 پہلے مصرع میں فعل میں ”سحر“ کی رعایت ہو سکتی ہو، دوسرے میں باوجود اس کے کہ
 اسم کی جمع نہیں بنائی فعل جمع استعمال کیا ہو۔ دس سر ۱۲۵، سلم فاعلہ ہر بعض صورتوں میں
 اسم ذکی جمع نہیں بنتی، لیکن فعل وغیرہ جمع ہی استعمال ہوتے ہیں، ایک مصرع سے
 یہ شرط کہ اس میں کتابت کی غلطی نہ ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ جوشش ان صورتوں میں اسم ث
 کی جمع بھی بنانا ضروری نہیں سمجھتے۔ اس کی مثالیں اور شاعروں کے یہاں بھی ملتی ہیں:
 ”رگ نمایاں ہیں ہمارے تن پر سطر کی طرح“ ۸۴، ۹۱ اور ۱۵۱/۱ میں بلبل کو و اور فعل کو جمع
 استعمال کیا ہو۔ یہ لفظ عموماً ان کی زبان پر شہر ۱۵۱، دو اسم ث ذوی العقول،
 لیکن فعل و: ”جن کی خاطر میں نہ کھٹی حور و پری“ ۱۹۴۔ کمال سودا نے کیا کہ ”مافی و ہزار“

(۱۵) $\frac{۲۲}{۲۴}$ $\frac{۲۳}{۲۸}$ $(\frac{۲۵}{۲۸})$ $\frac{۱۱}{۲۴}$ $\frac{۱۰۹}{۲۱}$ $\frac{۱۶۵}{۳۰}$ $\frac{۱۸۳}{۲۲}$ $\frac{۱۹۵}{۹}$ $\frac{۲۵۱}{۲۴}$ $\frac{۲۵۹}{۱۹}$ $\frac{۲۶۱}{۲۵}$ $\frac{۲۶۲}{۲۷}$ $\frac{۲۶۵}{۹}$
 کے: $(\frac{۳۶}{۱۲})$ $\frac{۲۲}{۲۵}$ $\frac{۲۹}{۲۱}$ $\frac{۶۶}{۲۵}$ $\frac{۱۰۸}{۱۲}$ $\frac{۱۱۱}{۱۲}$ $\frac{۱۱۲}{۴}$ $(\frac{۱۲۴}{۳۲})$ $\frac{۱۸۰}{۲۹}$ $\frac{۱۸۵}{۲۸}$ $\frac{۱۹۳}{۱}$

۱۹۹ $\frac{۲۱۱}{۲۱}$ $\frac{۲۲۲}{۲۲}$ $(\frac{۲۲۵}{۲۲})$ میں: $\frac{۸}{۲۲}$ $\frac{۹}{۲۱}$ $\frac{۲۰}{۲۱}$ $\frac{۲۱}{۲۱}$ $\frac{۲۸}{۲۱}$ $\frac{۵۵}{۳۰}$ $\frac{۶۲}{۱۲}$
 $\frac{۴}{۹}$ $\frac{۸۴}{۹}$ $(\frac{۸۸}{۱۲})$ $\frac{۹۹}{۳۳}$ $\frac{۱۰۳}{۱۲}$ $\frac{۱۰۴}{۱۳}$ $\frac{۱۰۶}{۲}$ $\frac{۱۱۳}{۵}$ $\frac{۱۱۸}{۸}$ $\frac{۱۱۹}{۳۰}$ $\frac{۱۲۱}{۱۶}$ $\frac{۱۲۲}{۲}$
 $\frac{۱۲۴}{۱۳}$ $\frac{۱۲۸}{۳۰}$ $(\frac{۱۵۱}{۲۰})$ $(\frac{۱۵۱}{۲۲})$ $\frac{۱۵۹}{۹}$ $\frac{۱۶۴}{۳۳}$ $\frac{۱۶۸}{۲۲}$ $\frac{۱۸۵}{۲۲}$ $(\frac{۱۹۳}{۱۰})$ $\frac{۱۹۴}{۲۳}$ $\frac{۱۹۶}{۲۰}$ $\frac{۱۹۷}{۳}$
 $\frac{۲۰۵}{۳۲}$ $\frac{۲۱۳}{۱۰}$ $\frac{۲۱۸}{۱۵}$ $\frac{۲۲۰}{۱۶}$ $\frac{۲۲۸}{۱۱}$ $\frac{۲۲۹}{۲۰}$ $\frac{۲۳۲}{۲۰}$ $\frac{۲۳۴}{۲۵}$ $\frac{۲۴۴}{۱۲}$ $\frac{۲۴۸}{۲۳}$ $\frac{۲۵۱}{۳۰}$
 کے بیچ $\frac{۲۵}{۳۲}$ کے ساتھ: $\frac{۱۵۱}{۱۵}$ $\frac{۲۳۶}{۲۳}$ $\frac{۲۳۸}{۲۳}$ $\frac{۲۴۰}{۲۳}$ $\frac{۲۴۱}{۲۳}$ $\frac{۲۴۲}{۲۳}$ $\frac{۲۴۳}{۲۳}$ $\frac{۲۴۴}{۲۳}$ $\frac{۲۴۵}{۲۳}$

افعال اور مصادر: (۱) پوچھے ہوئے ۱۲، سمجھوں ہوں ۱۸، ملیں ہیں ۶۹، کچے تھی ۲۱۲، کرے تھا ۱۰۹، (۲) آوے جاوے، ہوئے وغیرہ ن میں ہیں، لیکن چونکہ جوشش کے زمانے میں وا کی جگہ ہمزہ بھی استعمال ہوتا تھا، (اشعار کلیم کی تضمین جو دیوان در دیں ہو ملاحظہ ہو) دیوان مطبوعہ میں ایسے مقامات پر صرف ہمزہ لکھا گیا ہے۔ (۳) زبان حال کے خلاف جوشش 'کے' یا 'کر' کو حذف بھی کر دیتے ہیں اور بڑھا بھی دیتے ہیں: بکار دیکھا ۲۱، بھر نظر ۱۳، کہلا کر کے ۲۵، اٹھا کر کے ۱۲، پڑھ سناؤں ۶، جاکھو ۸، جھڑک بولنا ۱۴، فعل کے آخر میں ایک سی کے بعد دوسری آتی ہو، تو ایک کو کبھی حذف کر دیتے ہیں: بیٹھے ۱۳۲، لیجے ۱۷، بدلے ۲۰۲، (۵) 'نے' جوشش کے یہاں حذف ہو جاتا ہو، لیکن زائد کبھی نہیں ہوتا: آخر اسی کی نالہ شب گیر کی طرف ۸۰، ۶۸، ۱۹۹ (۶) چٹیاں رتیں جعفری کے ساتھ ۲۳۶

اس قسم کی صرف یہی ایک مثال ملتی ہے، اور یہ بھی اُس کلام میں ہے جو غالباً ابتدائی ہے
 (۷)، لیوے ۳۹، دیوے ۶ ہے، لیکن جیوے، پیوے، کہوے رکھوے نہیں۔
 (۸) لگائیں ہیں ۲۳۲، آج کل لگائی ہیں، چاہے، لیکن نسیم لکھنوی کے یہاں یہ
 مصرع ملتا ہے: ”عیسیٰ کی تھیں اُس نے آنکھیں دیکھیں“ قافیہ دیریں (۹) فعل کے بعد
 آج کل جہاں ہی کا استعمال مرتج ہر، جوشش اسے حذف کر دیتے ہیں: آنکھ مندنے
 (۲۰) دیکھتے ۹/۲۵، کہتے ۳، (۱۰) اسی طرح بعض موقع پر ہوتے کو حذف کر دیتے ہیں
 سانس لیتے ۱۶/۱۹، باگ کو لیے ۲۰، (۱۱) مصدر کی تانیث: لینی ۲/۲۲ (۱۲) مل جانے
 کھل جانے ۲۱۹ (۱۳) کیمپو ۳۳، سوئیو ۳۶ (۱۴) رونے لگ گئے ۱۳، بری لگنے کی ۴۱
 (۱۵) ”اے ترک چشم اب تو ترکش کمر سے کھولو“ (۱۶) ہم تو رہ جائیں گے جاتے ہی تجھے کیا کرنا
 ضمیمہ (۱۷) ”دل کر کے جس کو کرتے ہیں تعبیر سنگ“ ۱۷، (۱۸) جلتی ہی جلتی ۱۱ (۹)
 نہ ملے گا انسان سے اے خضر تو نے ۱۹، ”انجام محبت کا کیا جانیے کیا ہوگا“ ۱۰
 ”یہ وہ آزار نہیں جس کی دوا کیجیے گا“ ۱۹ ”پیری میں بھلا دھوٹے پہ کیا بخت جواں کو“ ۱۳۹
 ”لاکھ تدبیر کرو پر دو ہوا ہی چاہے“ ۵، (۲۰) روتے روتے ہوئے بلبل گئی دھل برسر گل ۹۱
 یا تو ہوتے، نہ ہونا چاہیے یا روتے، کی تکرار غلط ہے (۲۱) صدقے کیے تھے ۱۲/۲۶
 (۲۲) ہو، کی جگہ ہے گا، (۲۳) مصرع ہاے ذیل: ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۵۳، ۱۸۶
 متروکات: ذیل میں ایسے مفردات و مرکبات کی فہرست دی جاتی جن کے متعلق یہ
 خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ متروک ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ مرتب کے نزدیک بھی وہ

متروک ہوں۔ متروکات اور عنوانوں کے تحت بھی ملیں گے: ولیکن، جوں، ۱۱ پر
 گرا، تب، ٹلک، زور، ۲۴، تلک، تجھ بن، ائے، کسو، پہ، ہر ایک، تندو، ۶ (وہ تندو)،
 تنک، سو، کھو، جلتی ہی جلتی، ۱۰، ولے، نیٹ، ۱۲، جنھوں (جن)، اس کے حضور،
 (سامنے)، لیک، اپنے تئیں (کو)، اس مرتبہ، ۱۱۶، (اتنا)، طرف (اس کو سب طرف سے)
 فراغ رہا، (حسن) وے، ۱۸، انھوں، ۲۰، (اُن)، رنت، یہ، ۲۴، (اس قدر)، اوہیں،
 تجھ بغیر، ایدھر، ۲۶، اودھر، وہ یا، ۲۷، گوے، ۲۸، (گو)، مت، ابھیر، ۲۹، انداز، ۳۶
 (کلام قدیم میں صرف ایک جگہ)، 'صدائے پائے (صدائے پا) کا ہے کو، ۳۹، کتا، ۴۲،
 کی دولت، ۴۳، اُن (اُس)، بیچ (میں)، لوہو، ۴۶، جوں کے توں، ۴۷، کب تئیں
 (کب تک)، خورشید، ۴۸، (اُس محذوف) جیدھر، ۵۳، جوں توں کی خاطر، ۶۲،
 پہنچ (۶۵)، تجھ حسن، ۷۰، وگرا، میاں، زری بیٹھ، ۷۳، کس، ۷۸، حد ضعیف، ۷۹،
 اتنے پر، ۸۰، تاملہ، ۸۱، سدا، بہت، ۸۲، پرے، ۹۶، چشم نم، ۹۸،
 بن تیرے، سنا چاہیے، ۱۰۰، بھی، ۱۰۵، بولا چاہیے، ۱۰۷، بن کہے، ۱۰۷، بھاویں،
 کس کئے، ۱۱۳، اُس بنا گوش، ۱۱۶، اس کی بنا گوش، (شترگر بہ، ۱۲۳) (فرمائیے اور
 رہتے ہو)، جان، ۱۲۴، (اے یا مری کے بغیر، سبزے سواد کے سوا)، اکٹھے، ۱۲۶،
 (بے تشدید)، جن، ۱۲۹، (جس)، اتنے لیے، ۱۵۳، تجھ پاس، ۱۶۰، تجھے، ۱۸۴، تلے،
 جانی، ۱۸۷، پہرے، ۲۰۵، تجھ بغیر، نہیں، ۲۱۴، (نہ)، یار بن، ہر کہیں، ۲۲۳، کیوں کے اُس:
 ۲۲۶، (چھاتی رُختے ہر کھلتے وس کی گانٹھ" سجاد)، اوپر، ۲۳۳، جاگہ، سبھوں، ۲۳۶،

اُن کے ۲۳۶، رنڈی (بمعنی عورت)، نشہ ۲۳۷ (الما' نشا' +) بلاگے دھرت ایک جگہ لے شاہ ناگدا ۲۴۰، تجھ ذات، آخرش ۲۴۳، جنبش دم اس کی میں ۲۵۱ "اس کی جنبش دم میں" اس قسم کی تعقید مصحفی تک کے یہاں عام ہے، لیکن جوشش کے یہاں دو ایک جگہ سے زیادہ نہیں ملتی، نین ۲۵۲ و ۳۹، سوائے اس کے، خوشی ضمیمہ (خوش)۔ اُس ہی، اُن ہی، اوہ ہی، ہم ہی، تم ہی، یہ ہی، بالانترام اسی، انھیں وہی، ہمیں، تمھیں، یہی لکھے گئے ہیں، تقطیع میں اگر اس طرح نہ آسکے تو اور بات ہے۔ جوشش کے یہاں بعض مصادر جن میں اب تشدید بہتر معلوم ہوتی ہے باتشدید اور بے تشدید دونوں طرح ملتے ہیں۔ سارے (کل) ۱۹۸، بارے ۲۳۷

جوشش کی شاعری

علی ابراہیم خاں اور لطف کی رائے میں جوشش درد کے پیرو ہیں، لیکن ان کے کلام کے مطالعے سے یہ پتا چلتا ہے کہ جس شاعر کا انھوں نے سب سے زیادہ متبع کیا ہے وہ سودا ہے۔ جوشش معنی بے تشدید شاعر ہیں اور سودا کی طرح ان کی غزلوں میں حالی مضامین کے پہلو بہ پہلو خیالی مضامین ملتے ہیں۔ مبالغہ، جن تعلیل اور تمثیل وغیرہ انھیں بہت مرغوب ہیں۔ متاخرین شعراے فارسی کی تقلید میں تشابہہ واستعارات

لے جوشش "تلاش لفظ معنی" ص ۳۵، "معنی بیگانہ" ضمیمہ، "ح" کلامش شاعرانہ، شورش مضامین تو آئیں "لطف" "معنی بیگانہ سے پر شدت آشنا" ان سب سے یہی مراد ہے۔

کے استعمال میں کبھی کبھی بے اعتدالی کرتے ہیں۔ ان کی طباعی اور تلاش کا تو قائل ہونا پڑتا ہے۔ لیکن تشبیہ و استعارہ کی جو اصلی غرض ہے وہ پوری نہیں ہونے پاتی۔ لفظوں کے ذمینیات ہونے سے بھی مضمون پیدا کرتے ہیں۔ اکثر اس کی وقعت ادبی شعبہ بازی سے زیادہ نہیں ہوتی :

اگر یہ دیدہ غم نم رہے گا	اگر یوں رہے گی حیرت عشق
ہماری ہر طرف برہم رہے گا	برنگِ شبنم آکر قطرۂ اشک
چشمِ ترکس لیے حباب آیا؟	لطفتِ بحرِ عدم میں ہر ورقہ
شمع کے سر پہ رہے طرہ زراخِ شب	وزد چالاکِ نسیمِ سحری ہر کیونکر
شبک ہو گیا دل پر وہ بادام کی صورت	مرو نے تیری ایسی یار اس کے ساتھ کاوش کی
طرہ طرہ ہر خجلتِ دو زنجیرِ موج	اُس کے بحرِ جن میں ابرو ہر جوں شمشیرِ موج
ہم نے تو دیکھے نہیں نقشِ قدم سے بے نصیب	آبِ چل سکتے نہیں اوغیر کے ہیں رہ نما
اُس کے گہوارے میں کس طرح سے سوئے خورشید	مطشِ پیر فلک سے وہ نہیں لے جوش
ہوا اس واسطے آبِ گہر بند	پڑی اس پر زبس گردِ دیتی
گریہ نہیں تو شعلے سے کیوں ہر شرِ بلند	ہر بے زبان اہلِ زباں سے ہر سرِ بلند
کیا تعجب ہے اگر ہوئے نہ زیبِ خوانِ مور	ہر تن کا ہیدہ رشکِ سایہِ مژگانِ مور
کیا رہے خانہ کماں میں تیر	راست رو بھاگتے ہیں کج رو سے
تو کیوں آتش سے ملتے ہی شرابِ نابِ ہواش	اگر باطن میں ہم رنگی نہ ہو روشن ضمیروں کو

جیسے قندیل مشبک میں چمکتا ہو جہراغ
 دود آہ دلی بلبلی کا ہر پل بر سر گل
 گرے واں بشیر دیکھے جہاں پتے ہرے شبنم
 دُرتا ہو راہ زن سے یہ وہ کارواں نہیں
 جھمکیں ہیں رشتی میں جوں قطر ہلے باراں
 دیکھتا ہوں صورت دست و گریباں غنچے کو
 ورق گل پہ لکھے آیت قرآنی گو
 یہ عقدہ کھل گیا ہر دیک کے سر پوش سے مجھ کو
 آیا ہر ترے دانستوں کے نیس جان کے موتی
 نہ دیکھے تیغ عدو کش تری رخ زنگار
 تیغ زنجیر میں ہی جو ہر سے
 آنکھ سے اک دم جا ہوتا نہیں

اس دل صد چاک میں یوں جلوہ گر ہوا اس کا دارغ
 بحرِ خوں ہو چمنستان میں ہر تختہ گل
 جو ہوئے صاف طینت کیوں نہ چاہے سبز نگوں کو
 جوشش رواں ہر اشک ان آنکھوں سے رات دن
 آنسو کا ہی یہ عالم اس شمعِ رو کے آگے
 کب رہے گا دامن گل میں زر گل بلبلو
 عارضِ یار پہ یوں خط ہر کہ جیسے کوئی
 نہیں روتا ہر جوتا ہر باطن میں گریاں ہر
 غواص ہی یہ خالِ سیہ چشمہ لب پر
 تمام عالم اگر زنگبار ہو جائے
 اہل جو ہر نہیں فراغ نصیب
 جوں نظر اس کا جال بے مثال

۱۶۱ خط کی تشبیہیں اشعار ذیل میں بھی دیکھی جائیں: ۱۶۱ ۱۶۰ ۱۵۹ ۱۵۸ ۱۵۷ ۱۵۶ ۱۵۵ ۱۵۴ ۱۵۳ ۱۵۲ ۱۵۱ ۱۵۰ ۱۴۹ ۱۴۸ ۱۴۷ ۱۴۶ ۱۴۵ ۱۴۴ ۱۴۳ ۱۴۲ ۱۴۱ ۱۴۰ ۱۳۹ ۱۳۸ ۱۳۷ ۱۳۶ ۱۳۵ ۱۳۴ ۱۳۳ ۱۳۲ ۱۳۱ ۱۳۰ ۱۲۹ ۱۲۸ ۱۲۷ ۱۲۶ ۱۲۵ ۱۲۴ ۱۲۳ ۱۲۲ ۱۲۱ ۱۲۰ ۱۱۹ ۱۱۸ ۱۱۷ ۱۱۶ ۱۱۵ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

۱۶۱ اور ۱۶۰ بھی خال کی تشبیہ میں ہیں۔ ولی کا شعر ملاحظہ ہو:

”ترے لب میں بہ رنگِ حوض کوثرِ محشرِ خوبی
 یو خالِ غمیرِ تس پر بلال آسا کھڑا دستا“
 ۱۶۱ شعر

سرکشوں سے نہ رکھ اُمید تو توجہ جوشش
 سراپا معنی باریک ہر زلف درازاں کی
 اہلِ رُف کو چین نہیں ہر جہان میں
 مقلد اہل معنی کا نہ ہوئے صاحب معنی
 تانہ تو زور کرے ہاتھ میں آتے ہی بہ خوف
 تاب کھائے ہر کمریاد کی یوں وقت خرام
 سر بلند ہی نہیں کچھ خوب زمانیں کہ دیکھ
 کب قدم بوس کو خاں سر دیوار آئے
 بجا ہر اہل معنی یہ مطول مختصر ہوئے
 دیکھو قلم کو ہر سفر انگشت کے تلے
 صنوبر اہل دل ہر پُر آئے کون اہل دل جلنے
 قطرہ خوں رگ یا قوت سے جاتا ہر ٹپک
 شاخ گل باغ میں جس طرح سے جائے ہر ٹپک
 ماہِ نوفر پہ گردوں کے ہر مانند کجک

معرفت کے کما شعار بہ کثرت ہیں، اور یہ تقلید درد کا اثر ہے۔ ان اشعار سے اسلامی تصوف
 کے اعمال و نظریات سے کچھ نہ کچھ واقفیت کا تو پتا چلتا ہے، لیکن ان میں وہ سرمستی
 اور بے خودی نہیں، جو صوفیانہ اشعار کو ان لوگوں کے لیے بھی دلکش بنا دیتی ہے
 جو تصوف سے چنداں س نہیں رکھتے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ وحدت الوجود کا مسئلہ
 یہ ”مطول“ کو کرے ہو مختصر زلف دراز او سودا۔ ۱۵ و ۱۶ سودا کے اشعار ذیل :

ساز و دستِ حنا بستہ کی ایسی حرکات
 شاخ میں گل کی پون پہنے سے جوں آئے لچک
 شوکت و شان کہوں کیا میں ترے ہاتھی کی
 چرخ پر جوں میرا ہوا تھے بیوں اُس کے کجک
 ۱۵ ۲۱۹، ۲۲۴، ۱۱۵، غزل ۲۸۹ ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴

ان کے یہاں مطلقاً نہیں پایا جاتا۔ جوشش نے واقف اسرار مجید اور خدا کے
سوا کل امور سے بے تعلق ۳۲ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کا مذاق درویشانہ ”مسلم
(ص ۲۳۲ مثنوی ۱، ۲۱۶)، لیکن ان کی آخری منزل غالباً وہ تھی جس کی طرف ان اشعار میں
اشارہ ہے:

”نہ آئینہ ہوں نے شکل گوہر ولیکن میں پرستار صفا ہوں“
”صاف ہوتا ہی نہیں رنگ تعلق ہیہات دل کے آئینے کو ہر چند جلا دیتے ہیں“
اخلاق کی طرف یہ تصوف کی راہ سے آئے ہیں، اس لیے ان کی اخلاقی تعلیم
وہی ہے جو صوفیہ کی ہے، یعنی تسلیم و رضا، فقر و فنا، صبر و توکل وغیرہ۔ جبر و اختیار کا مضمون
ایک دو جگہ سے زیادہ نہیں ملتا، گو ”تقدیر“ کا مضمون زیادہ باندھا ہوا ہے، جو دراصل اس سے
مختلف نہیں۔ غیرت اور ہمت کے مضامین بھی پائے جاتے ہیں، لیکن اس سپاہی زاد
کے یہاں جو غالباً خود بھی سپاہی^۱ رہ چکا ہے شجاعت اور سر فروشی کے مضامین
مفقود ہیں۔ حق محکم^۲ ادا کرنے کا مضمون کئی جگہ عاشقانہ انداز میں نظم کیا ہے۔
اور یہ عجب نہیں کہ خاندانی روایات کا اثر ہو۔ خالص فلسفہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ عام
زندگی پر نقد و نظر، اور عملی زندگی کے متعلق ہدایات بھی کہیں کہیں ملتی ہیں۔
کیا فکر تو کرتا ہے اس فکر سے کیا ہوگا ہوئے گا وہی جو کچھ قیمت میں لکھا ہوگا

نہ قصائد اور غزل کے بعض اشعار سے فنون جنگ سے کچھ واقفیت کا پتا چلتا ہے لہ ۳۳، ۳۴

۱۶۔ ۱۷۔ ۱۹۔ (ان نبیوں سے کہیں کہ کام نہیں اتنے بھی تو نیک حرام نہیں) (د)

بندے کہلاتے ہیں راضی بہ رضا ہیں جوشش
 کشاد کا رُاس سے چشم مت رکھ
 غیرت یہ مقتضی ہے کہ اے غنچہ باغ میں
 اوروں کی عیب جوئی اپنا ہنر نہیں ہو
 جہان خواب تماشا جہان کا سب خواب
 کہتے ہیں فاعل مختار ہو بندہ لیکن
 یاں برے اور بھلے ایک سے ہیں نظروں میں
 جب تک اس میں غم دنیا ہے یہ دل شاد نہ ہو
 گر آرزو ہو دل میں اتنی ہی آرزو ہو
 فرہاد یہ بے فائدہ خارا شکنی ہو
 محققوں سے یہ نکتہ مجھے ہوا معلوم
 کیا فائدہ جو شکوہ ایام کیجیے
 جوشش کوئی ہزار کرے یاں مخالفت
 اگر اوج آرزو ہو مشق وضع لا ابالی کر
 مر گئے جوشش اسی دریافت میں

ہوگی جو اُس کی رضا وہ ہی کیا کیجیے گا
 جو کوئی باتیں کرے آنکھوں کو کر بند
 مرجھا ہی جا بہ منتِ بادِ سحر نہ کر
 اپنے ہی عیب جو ہیں یہ ہر ہنر ہمارا
 خیال خوب کیا تو خیال اپنا ہوں
 خوب دیکھا تو یہ مجبور ہو مختار نہیں
 جو برا چاہتے ہیں ان کا بھلا چاہتے ہیں
 چند جس گھر میں ہو وہ گھر کبھی آباد نہ ہو
 تاراج بے نیازی اقلیم آرزو ہو
 گھر کیجے کسی دل میں یہی کوہ کنی ہو
 خلاف طبع جو ہوئے وہی جہنم ہو
 راضی رضا پہ رہیے اور آرام کیجیے
 اپنی طرف سے تو نہ کسی سے بگاڑیے
 بگوئے کو کیا ہو سرکش اتنا خاک اڑانے نے
 کیا کہیں ہو کون سی شہ زنگی

مجھ سے جوشش تو کچھ سبب مت پوچھ ق واں سے آنے کے یاں سے جانے کے
 چپ ہی رہ جا یہ کھیل ہیں پیارے اُس کی قدرت کے کا رخانے کے
 تصوف سے قطع نظر کے مذہبی عقائد کا انہا ر غزل میں انھوں نے ایک
 ادھم ہی جگہ کیا ہے ۴۴، رباعیوں اور نصیدوں سے ان کے عقائد وہی معلوم ہوتے ہیں
 جو ان کے عہد میں رائج العقیدہ مسلمانوں کے تھے۔ بعض اشعار جو حالات کے ذیل میں نقل
 ہو چکے ہیں تشبیح پر مشعر ہیں، لیکن شعر ذیل سے تسنن ترشح ہو اہل تشیع رویت باری کے قائل ہیں۔
 ”نہیں معقد جو ترے دید کا دوانا ہوں میں اُس کی فہمید کا“

کلام سے پتا چلتا ہے کہ اگر کم ابتدا سے شباب میں رند مشرب ضرور تھیں، نورتن
 نامی رقاصہ کی شان میں مثنوی لکھی ہے، اور ہولی کی تصویر تو سرسرا سرنہ انداز میں گھنٹی ہو۔
 رباعی شمار ۲۰ سے کسی زمانے میں شغل شراب کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ عمر کے ساتھ معلوم

۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴

ملکی مضامین اور ہندوانہ تلمیحیں اس قدر کم ہیں کہ نہ ہونے کے برابر ہیں نظر کا تو ذکر ہی کیا ہو، سودا اور انشا بھی اس معاملے میں ان سے بہت آگے ہیں۔ لے دے کر جو کچھ ملتا ہو (قطعہ ہولی کے علاوہ) یہ اشعار اور مصرع ہیں :

بہجوم گر یہ میں یوں آہ سوزاں دل سے نکلے ہر
کوی جس طرح سے گاتا ہو دیپک راگ پانی میں
ساوَن کی رات تجھ بن کر رہے ہر اس طرح سے
”اُس کو ہر عزم سفر بارش شگون اچھا نہیں“ ۱۳
اڑتی ہوئی دیکھوں ہوں تری چنگ ہوا پڑے ۵
”گو دُنے اور اچھلنے لگے اگیا بیتال“ ۲۶
”بارے تب اس سے رام رام ہوئی ۱۹۸
”دانتوں میں مٹی برابر اچھوں میں کاہل بے“ ۲۰۵
”بجو با ورا صد ۲۳، پیرا ہن ملل صد ۲۰۵“

سودا کی طرح جوش کی غزلوں میں بھی تنوع مضامین پایا جاتا ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہو کر عشقِ اشعار کی وہ کثرت نہیں ہو سکتی جو ان غزل گوؤں کے یہاں، جو جن کے نزدیک غزل صرف عشقیہ مضامین کے لیے مخصوص ہے۔ جوش کی غزلوں میں معشوق حقیقی اور معشوق مجازی دونوں سے خطاب ہے۔ منتخب اشعار میں تتبع دود کا اثر نمایاں ہے۔ اور ان میں درد کی کمی نہیں،

”جوش کا دعویٰ ہے کہ: ”سو نیکلام جوشش برق ہو بختن ہے“ ص ۷۷ ”جوشش تر کلام بھی کیا درد ناک ہے“ لگتی ہے جو دل کو ترے سخن کے بیچ“ علی ابراہیم کا قول بھی ملاحظہ ہو۔ دیوان میں براہمن بچے، فرنگی بچے، کاٹی بچے سے دو چار جگہ مذکور ہو جاتی ہے لیکن، کلام کا بیشتر حصہ ایسا ہے جس میں جنس کی تفصیل نہیں ضمیر میں البتہ ذکر استعمال کی ہیں۔

لیکن کلام کے بیشتر حصے کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جوشش کو معنی بندی کا شوق ہے، اور دوسری یہ کہ منتخب اشعار سے قطع نظر کر کے ترنم میں وہ گہرائی نہیں جو کلام میں دروپیدا ہونے کے لیے ضروری ہے۔ ان کا لہجہ عموماً سنجیدہ ہے، بوس و کنار کے مضامین باندھے بھی ہیں تو ان میں زیادہ عریانی نہیں۔ آداب عشق کی رعایت عموماً ملحوظ رکھی ہے، محض چند اشعار ایسے ہیں جن میں ان سے انحراف کیا ہے۔ طنز آمیز مضامین کم ہیں معشوق کے ظلم کا شکوہ ہے لیکن غزل میں واسوخت کا رنگ پیدا ہونے نہیں دیا، معشوق کے رنگ روپ، بناؤ سنگار، شوخی و شمرات، ناز و ادا، عشوہ و کثر شمر کا بیان زیادہ نہیں اس کے لیے مصورانہ چابک دستی کی ضرورت ہے اور یہ جوشش کا نمایاں وصف نہیں:

کیا بہارِ حسن پر موقوف میرا عشق ہے	جب تلک جیتا ہوں میں ہوں اوتیرا عشق ہے
کیا شعلی ہوئی لے عشق ترے آنے سے	نور کے اڑتے ہیں بجے مرے کاشانے سے
راغب نہ ہو طبیعت کو حور و روبرو ہو	ابنی یہ آرزو ہے دنیا ہوا اور تو ہو
ہزار پیار کرے گا ہزار چاہے گا	مری طرح نہ کوئی تجھ کو یار چاہے گا
بچن میں یار بن رہنے کو تو کیا ہے یا کیجے	ولیکن جی نہیں لگتا ہمارا اس کو کیا کیجے
چشم پر آب ہو لب خشک دماغ آشفہ	زور عالم ہے غرض دل کی گرفتاری کا

۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۰ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۰

عاشق کی فرومایگی کے مضامین بھی بہت کم ہیں ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۱۴

آہ رکتی نہیں اور اشک بہا جاتا ہو
 لذتِ وصل تصور میں اٹھا رہتے ہیں
 رہتا ہوں اُس کے سایہِ یتیمِ نگاہ میں
 جو کچھ دن ہم نے دیکھے ہیں ترے ہاتھوں زائیں
 اگر چاہیں نہ بولیں اُس سے ہم یہ ہونہیں ہو سکتا
 مرے دم میں کہ جب تک دم ہے گا
 کہاں تک یہ غرورِ حسن ظالم
 ووزمانہ کیا ہوا جو مرے گریے میں اثر تھا
 ہر ایک خوابِ بیا باں رکھے ہو نوکِ زباں
 اسے رخصتِ بہار یہ حسرت ہی رہ گئی
 حال دیوانوں سے اپنا کم نہیں
 خوب اس جینے نے ہم کو خوش کیا
 کہو میری طرف سے اے قاصد
 کسی دشمن کو بھی نہ روزی ہو
 روٹھ بیٹھا ہر مجھ سے وہ جوشش
 آرزو ہی میں تیرے ملنے کی

چپ تو رہے پہ کوئی ہم سے رہا جاتا ہو
 گو کہ ظاہر میں سدا اُس سے جدا رہتے ہیں
 کرتا ہوں زندگی میں اہل کی پناہ میں
 فلک ایسے کسی کے کب بُرے ایام ہوتے ہیں
 وگر کچھ بولتے ہیں تو ابھی بدنام ہوتے ہیں
 یہی رونا یہی ماتم رہے گا
 ہمیشہ کیا یہی عالم رہے گا
 یہی چشمِ خوں فشاں تھی یہی دل ہی جگر تھا
 یہ ماجرا ہو ہمارے ہر سہنہ پائی کا
 دل کھول کر جن میں کبھی ہم نہ رو لیے
 تم نے جو دیکھا تھا سوا ب ہم نہیں
 اپنے مرنے کا ہمیں کچھ غم نہیں
 اُس کی محفل میں تو اگر گزرے
 دن جو کچھ تیرے دوست پر گزرے
 کوئی جا کر اُسے یہ سمجھائے
 آہ کیا یہ غیب مر جائے

ق جو اُس کے پاس جوشش لے گیا دل
 اٹھا بھی تحفگی رکھتا ہر کیا دل
 غیر کا شکوہ کیا تھا تو نے کیوں مانا بُرا
 اتنا نمک بھی تیرے نمک دان میں نہیں
 سو بار اُس ملک دل بے تاب لے گیا
 غریبوں پر اتنی بھی نا مہربانی
 جوشش گل کی نہ آرامگاہ بلبل ہو
 چمن میں شور پڑا کس کے مسکرانے کا
 دیکھنا مجھ کو اور چھپ جانا

ایسی باتوں کا مرے دل میں تو ارمان نہیں
 شرارت سے بتاں غیروں کے تئیں سنکار دیتے ہیں
 ہماری بات کو ان غیرا ناسحق مار دیتے ہیں
 دانتوں میں سستی برا بے آنکھوں میں کا جل بے
 قمری وفاختہ ہی کے سائے میں واں چلے
 کیا خوب تم عیادت بیمار کر چلے

نصیبوں کی کہاں تک سبکے خوبی
 تو وہ منہ پھیر کر جھنجھلا کے بولا
 جوشش اُس بے رحم سے اتنا ثواب پوچھے کوئی
 ہو جائے حرف شکوہ لب زخم دل سے دور
 اک بار دیکھنے نہ دیا اُس کو بھر نظر
 نہ آنا، نہ خطا نے کبھی کچھ زبانی
 بے جاے خار تمام اس میں غنچہ و گل ہو
 نہ پھولتے ہیں شگوفے نہ غنچے کھلتے ہیں
 اس ادا کا ہوں تیری دیوانہ

اسے بتاں کرتے ہو کیوں بوس دکن آس میں
 ہمیں خود کچھ تو وہ کہتے نہیں مائے مروت کے
 وہ آپ آرزوہ ہوتا ہو گلہ آمیز باتوں سے
 کیوں نہ دیوانہ ہوں جوشش دیکھ اُسے جس شوخ کے
 جس سرزمین پر کہ وہ سرو رواں چلے
 آئے دو چار باتیں دل آزار کر چلے

تھے گئی دل کو اُس کی محبوی یہ بھی اپنے نصیب کی خوبی

سودا کی طرح جوشش بھی اکثر اصنافِ سخن پر قادر ہیں۔ قصائد میں یہ اپنے مشہور معاصروں سے بہت پیچھے نہیں۔ ان کی تنویروں میں روانی پائی جاتی ہے، لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ کوئی طویل قصہ لکھتے تو کس حد تک کامیاب ہوتے۔ زور بیاں اور بختگی بندش ان کے یہاں بدرجہ اوسط موجود ہے۔ بہ کثرت غزلیں اور قصیدے (خصوصاً قصیدہ کا فیہ) اس کے ثبوت میں پیش کیے جاسکتے ہیں۔ فدوی یا ہدایت کی طرح انھیں مثل و محاورہ بند شاعر نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن صفای زباں اور صحت محاورہ کی بہ کثرت مثالیں دیوان میں ملتی ہیں :

لگا دے بے تامل منہ سے ابلیذ کہ مرتے ہیں نشاتیرے یہ مستوں کا اے بیرغیاں ٹوٹا
پھر گئی ہے ہوا اے مرقانہ شیشے بنتے ہیں جام روتے ہیں

یہ اشعار ذیل بھی ملاحظہ ہوں : $\frac{1}{15}, \frac{2}{15}, \frac{3}{15}, \frac{4}{15}, \frac{5}{15}, \frac{6}{15}, \frac{7}{15}, \frac{8}{15}, \frac{9}{15}, \frac{10}{15}, \frac{11}{15}, \frac{12}{15}, \frac{13}{15}, \frac{14}{15}, \frac{15}{15}, \frac{16}{15}, \frac{17}{15}, \frac{18}{15}, \frac{19}{15}, \frac{20}{15}, \frac{21}{15}, \frac{22}{15}, \frac{23}{15}, \frac{24}{15}, \frac{25}{15}, \frac{26}{15}, \frac{27}{15}, \frac{28}{15}, \frac{29}{15}, \frac{30}{15}, \frac{31}{15}, \frac{32}{15}, \frac{33}{15}, \frac{34}{15}, \frac{35}{15}, \frac{36}{15}, \frac{37}{15}, \frac{38}{15}, \frac{39}{15}, \frac{40}{15}, \frac{41}{15}, \frac{42}{15}, \frac{43}{15}, \frac{44}{15}, \frac{45}{15}, \frac{46}{15}, \frac{47}{15}, \frac{48}{15}, \frac{49}{15}, \frac{50}{15}, \frac{51}{15}, \frac{52}{15}, \frac{53}{15}, \frac{54}{15}, \frac{55}{15}, \frac{56}{15}, \frac{57}{15}, \frac{58}{15}, \frac{59}{15}, \frac{60}{15}, \frac{61}{15}, \frac{62}{15}, \frac{63}{15}, \frac{64}{15}, \frac{65}{15}, \frac{66}{15}, \frac{67}{15}, \frac{68}{15}, \frac{69}{15}, \frac{70}{15}, \frac{71}{15}, \frac{72}{15}, \frac{73}{15}, \frac{74}{15}, \frac{75}{15}, \frac{76}{15}, \frac{77}{15}, \frac{78}{15}, \frac{79}{15}, \frac{80}{15}, \frac{81}{15}, \frac{82}{15}, \frac{83}{15}, \frac{84}{15}, \frac{85}{15}, \frac{86}{15}, \frac{87}{15}, \frac{88}{15}, \frac{89}{15}, \frac{90}{15}, \frac{91}{15}, \frac{92}{15}, \frac{93}{15}, \frac{94}{15}, \frac{95}{15}, \frac{96}{15}, \frac{97}{15}, \frac{98}{15}, \frac{99}{15}, \frac{100}{15}$

بولتی ہر رات بولے صبح ہنستی ہر ہنستے اپنی تو ہم موت بے دل دار ہنستے بولتے
گھیرے یوں رہتا ہر عرش دل کو ہر شب دودا آہ آسمان پر جس طرح سے رات کو بادل بے
کیوں نہ دیوانہ ہوں جوش دیکھ اُسے جس شمع کے دانتوں میں مستی برابرے آنکھوں میں کا حل بے
سودا کی غزلوں میں ہزل کے اشعار بہ کثرت ملتے ہیں، ان کی غزلیں اس سے
بالکل خالی ہیں۔ دو مختصر ثنویاں ہزل میں ہیں لیکن ان میں پرانی حکایتوں کو نظم کر دیا ہے۔
ذیل کے اشعار ان کی ظرفیت کا نمونہ ہیں۔ ایسے اشعار کی تعداد بہت کم ہے:

شیخ آزاد نہ ہو دیکھ کے مسجد میں ہیں سہو سے آگئے تھے ہم اسے مرقانہ جان
بے گنہ کہتا بھرے ہر آپ کو شیخ نسل حضرت آدم نہیں، (دو ۱۲۲)
شیخ وزاہد کی نصیحت جوش نے بھی کی ہے (۱۲۲، ۹۹، ۲۵۹) لیکن ایک آدھ شعر سے قطع نظر
کہ ان کے اشعار میں ابتذال پیدا نہیں ہونے پایا۔ نگارسی کی ہجو اشخاص کی نہیں محض ایک مقام
کی ہجو۔ تعلی کے شعر کہے ہیں (۱۱، ۱۲) لیکن کسی دوسرے شاعر پر جوٹ نہیں کی۔

ان کے عہد میں بہار و بنگالہ میں جو انقلابات رونما ہوئے ان کی طرف ان کے کلام میں کوئی
اشارہ نہیں۔ زمانے کی شکایت کی ہے، زندگی سے بیزاری کا مضمون بھی نظم کیا ہے، لیکن
ایسے مضامین کم و بیش ہر شاعر کے یہاں ملتے ہیں۔

جوش اپنے کلام سے ایک سلیم الطبع اعتدال پسند آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ فلسفیانہ
بانخ النظری بھی ہوتی تو ان کے کلام میں ایک خاص رنگ پیدا ہو جاتا اس کے بغیر ان کی اعتدال پسندی
ان کی شاعری کے لیے چنداں مفید ثابت نہیں ہوئی۔ ان کا تخیل مصورتانہ نہیں، مغفیانہ ہے۔

اور مشاہدہ عالم کا انھیں اتنا شوق نہیں، جتنا مطالعہ باطن کا ہو۔

جوشش کی شخصیت کے متعلق اس رائے سے اتفاق کیا جائے یا اختلاف رائے قائم کرنے میں امور ذیل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہو: (۱) شعر اسے اردو واردات فنی اور معتقدات ذاتی کو سہمی اور تقلیدی مضامین کے ساتھ اس طرح مخلوط کر دیتے ہیں کہ اکثر دونوں میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (۲) وہ مضامین جن کی فومداری قبول کرنے کے لیے شعرا آمادہ نہیں ہوتے، اکثر ان کے اصلی میلانات کو ظاہر کرتے ہیں۔ (۳) کلام کی تدوین زمانے کے لحاظ سے نہیں ہوتی اس لیے اس کا پتا چلنا مشکل ہو جاتا ہے کہ شخصیت کا نشو و نما کس طرح ہوا، (۴) جوشش کے حالات زندگی سے ہیں بہت کم واقفیت ہو، اس لیے کلام کی بنا پر جو رائے قائم کی جائے اُس کے جانچنے کے لیے ہمارے پاس کوئی معیار نہیں۔

غیر مقبول بحر میں صرف دو غزلیں ہیں۔ بحر مہر سر شمن مطوی بنجور میں "پار جو ہو بے وفا، الخ، ص ۱۶۵۔ بحر ہرج سہد س سالم میں "اگر منظور تجھ" الخ ص ۲۱۵۔ مہر مگر بحر میں کم غزلیں ہیں۔ بحر متقارب شانزدہ رکعتی مقبوض انظم میں صرف ایک غزل ہے: "تھاری صورت" الخ ص ۲۱۴۔ بحر متدارک مقطوع شانزدہ رکعتی صرف ایک غزل: "بھیٹے ہی جی گر" الخ ص ۲۵۴۔ میر کی محبوب بحر میں جو چھند سے لی گئی ہو ایک غزل نہیں، اور یہی حال بحر کمال کا ہے۔ ردیف و قافیہ: (۱) داد مہول و معروف شور و لوز ص ۱۰، یا بے مہول و معروف سیر و تقدیر ص ۱۳۳ (۲) آوردہ اور نثر مردہ ص ۱۵۳، دل شدوں، حاسدوں، امدوں، ص ۱۸۱، توانا، شانہ ص ۳۲۔ یہ قوافی اب بھی جائز ہیں (۳) جوشش نے رسالہ قافیہ میں

قریب المنخرج حروف کا قافیہ معیوب قرار دیا ہے، لیکن اثر اور گھر کا قافیہ بھڑ
 ص ۱۸۰ وحاشیہ استعمال کیا ہے، سودا نے تھوڑی اور گوری کا قافیہ ایک مطلع میں
 روا رکھا ہے، لیکن محمد تقی، مرثیہ گو پر ایسے قوافی کے لیے اعتراض بھی کیا ہے
 (۴) ہاتھ ساتھ ساتھ قافیہ گات اور رات کے ساتھ ص ۲۱۹ و ۲۲۰ جوش کے زمانے میں
 ہاتھ ساتھ، ہاسے مخلوط کے بغیر بھی لکھتے تھے (۵) دکھلائیے، اور بینائی ص ۷۷ اس پر
 وہی اعتراض وارد ہوتا ہے جو سودا کے اس مطلع پر ہے:

عاشق تو نامراد ہیں پر اس قدر کہ ہم دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہم
 (۶) خن ۲۵۳ قافیہ بدن و فن - ناگن ضا قافیہ رلیکن - یہ گمان ہو سکتا ہے کہ خن
 جوش کی زبان پر بہ فتح ش اور ناگن بہ کسر گ تھا - بہا میں ناگن بولتے ہیں - (دہ)
 ردیف میں دو جگہ ہاسے معروف و مجہول کا فرق ملحوظ نہیں رکھا ہے اور سی ص ۱۱۰
 ص ۱۵۰ (۸) لکھا اور لکھ آ، ردیف ص ۳۱ (۹) الف بہ کسر لام والفت بہ فتح لام ردیف
 مصرع ص ۱۱۰ قطعہ ہولی ص ۲۳۹ میں متعدد اشعار کی ردیفیں بے کار معلوم ہوئی ہیں
 اور یہی حال مصرع ص ۱۴۲ کی ردیف 'سنگ' کا ہے (۱۱) متعدد غزلیں ایسی کہی ہیں
 جن میں صرف قافیہ ہیں، ردیف نہیں ص ۱۵۲ و ص ۱۵۳ وغیرہ ص ۱۱۱، ایک غزل ص ۲۹
 'جہاں میں بادۂ عشرت پایا پیانہ پیا سلوک بخت نے ہم سے کیا کیا نہ کیا'
 میں یہ التزام کیا ہے کہ ردیف سے پہلے قافیہ دو بار آتا ہے اور اس کے بعد ایک بار
 تین غزلوں میں 'کی ہے ترے دیوانوں' الخ ص ۶۲، 'کیوں نہ ہوں ہم نفساں' الخ ص ۷۷،

اور آئے سو سو طرح“ الخ ص ۹۵ میں قافیہ ایک بار ردیف سے پہلے اور ایک بار ردیف کے بعد آتا ہے۔

پچاس سے کم زمینیں نہیں جو سودا سے لی ہیں۔ درود کی زمینوں میں بھی دس بارہ غزلیں ہیں۔ اور چار پانچ غزلیں میر کی زمینوں میں بھی مل جائیں گی۔ سودا کی تقلید میں مشکل زمینیں بھی اختیار کی ہیں۔ اور ان میں ناکامیاب نہیں رہے غزل ہائے ذیل ملاحظہ ہوں: غزل ۱۰۶ و ۱۰۷ ص ۱۰۸، ۱۲۲ ص ۱۲۳، ۱۷۰ ص ۱۷۱، ۱۸۶ ص ۱۸۷، ۱۹۰ ص ۱۹۱۔ خود جوشش کی نکالی ہوئی زمینوں میں شگفتگی کم ہے؛ لیکن شاید ہی کوئی زمین ایسی ہو جس کے ردیف و توانی رکیک اور غیر شاعرانہ ہوں۔

حروف علت جوشش کے یہاں بھی دبتے اور گرتے ہیں۔ ”اے بل لہف دیکھ اس سادہ رو کا“ ص ۵۵۔ سودا نے ”اے“ کے اس طرح استعمال کیے جانے پر اعتراض کیا ہے، لیکن اس کے شاگرد راقم اور میر جن کے یہاں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ محمد عابد، دل عروض الہندی میں اسے جائز سمجھتے ہیں۔ انھیں ۱۱، تیس ۲۱، کر س ۲۳، سوا ۲۴ گئے ۲۹ جالینوس ۲۳، کوئی ۳۵، ابرو ۳۵، اعضا ۳۶، ہوئی ۴۰، میاں ۴۶، ہوئے ۴۶، اور ۴۶، گئی ۴۹، پیالہ ۴۹، اوپر ۵۳، ۵۳ کے گرجانے کی مثالیں بہت پائی جاتی ہیں: آپ ہی ۹، نہیں ۱۹۵، خاک ہی ۲۲، ہر مصرع ہیں ضمیمہ۔ ہا کا اظہار نہیں ہوتا: جاگہ ۲۳۲ ”نہ ٹی جاگہ ہم کو رہنے کو“ بادشہ ۲۵۶۔ اک، امر، ترا، مری، تری، مرے، ترے، دوانا، بگنا، دو کو مرتب نے

مستقل لغات قرار دیا ہے۔ وہ اے کے متعلق یہ التزام کیا گیا تھا کہ اگر وہ تقطیع میں نہ آئے تو نوؤ لکھا جائے، لیکن کاتب نے اسے قائم نہ رکھا۔

جوشش نے مخفی ہ کو الف کی طرح بھی استعمال کیا ہے: سادہ رو ۱۰، جام مزید ۱۳۸، پاؤں، فارغ کی جگہ فعل کے وزن پر ۱۲۳، اور پیاری فعل کی جگہ فعلوں کے وزن پر بھی کیا: ملتا ہر صنائع میں مراعات النظم جوشش کو بہت پسند ہے، ان کا ایک شعر ہے۔

وہی شعر مسلم ہے اے جوشش جو اک کو دوسرے مصرع سے دے ربط

اس سے غالباً یہ مطلب ہے کہ لفظی حیثیت سے ایک مصرع کی دوسرے مصرع میں رعایت کی جائے۔ ان کا ایک شعر تھا۔

دیکھ کر رنگ صنم تیری جفا کاری کا کوہ کن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

پہلے مصرع میں کوہ کن کی رعایت نہ تھی۔ انھوں نے اس کو اس طرح بدل دیا، دیکھے تیشہ جو بھی الخ (مصرع ۳۳ کے متعلق حاشیہ ۳ بھی ملاحظہ ہو) اس کے علاوہ ایہام، طباق، اشتقاق، محجیس وغیرہ کی بھی مثالیں ملتی ہیں: اشعار ۲، ۱۰۹، ۱۰۹، ۱۲۰،

۱۵۰، ۱۶۸

اس وقت تک یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ فکر جوشش کن کن حد و کے اندر کام کرتی ہے۔ اس سے یہ اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ جوشش کا کوئی خاص طرز نہیں، لیکن ان کے کلام میں معائب بھی ہیں یہاں پر محض چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا تھا اور مثالیں حاشیہ حصہ ۲ ملیں گی۔ یہ مثالیں ایسی اور اتنی نہیں کہ جوشش اپنے معاصروں کے سامنے سرنگوں نظر آئیں:

تعلیق ۶۹، دعویٰ کا ثبوت نہ دینا ۱۶۱، (سودا کا شعر حاشیہ ۱)۔ بعض مقالات پر ضروری الفاظ کا ترک ۲۲۰ نامناسب یا غلط الفاظ کا استعمال ۶۹

حاشی

صنفوں کا شمار نشان — کے اوپر ہے، اشعار یا مصرعوں کا شمار اس کے نیچے یا اس کے بعد ہے۔ حصہ اول، دوم و سوم میں اشعار کے شمار دیے گئے ہیں۔ باقی حصوں میں مصرعوں کے۔ قوسین کے اندر اشعار کے شمار ہیں کسی شعر کا شمار اگر قوسین کے اندر پایا جائے تو اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ شعر یا تو کسی شعر کا جس کا حوالہ دیا گیا ہے، ہم معنی یا قریب المعنی ہے یا اس کے سمجھنے میں اس سے مدد ملتی ہے۔

حصہ ۱: جوشش نے اساتذہ کے کلام سے استفادہ کیا ہے۔ ان کے بہت سے شعر اساتذہ کے اشعار سے ماخوذ معلوم ہوتے ہیں، انھوں نے لفظی یا معنوی حیثیت سے کبھی کبھی شعر کا مرتبہ بڑھا بھی دیا ہے، جیسا کہ مثالوں سے ثابت ہوگا۔ جوشش کو نشانہ ملا بنانے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ شاہگلشن کے مشورے پر دوسرے شاعروں نے کسی حد تک عمل کیا ہے

لا علاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارگی ۲۲۲ کیجیے کیا میر صاحب بندگی بے چادگی۔ میر

- سودا کسی کی مرگ پہلے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز $\frac{۷۱۶}{۱۱۶}$ بہت سارے دیکھے اُن پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں،
- سودا چہرہ ہر روش ہر ایک سنبھل مشک فام دو $\frac{۱۸۱}{۹۱}$ حسن بتاں کے دور میں ہر سحر ایک شام دو
- سودا کرفج شتابی مجھے جیتا کہ یہ صید $\frac{۲۰۴}{۱۰۲}$ ہاتھوں ہی میں تیرے کہیں مروار نہ ہوئے
- ولی آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہو اُس کو $\frac{۱۵۶}{۷۸}$ کرتی ہو نگہ جس تن نازک پہ گرائی
- سودا نطق کہتا ہو مرا آج یہ ہر ناطق سے $\frac{۱۶}{۱۶}$ آن کر مونٹ ابھی طوطی کے ل جاؤں گا
- " اک خلق کی نظروں میں سبک ہو گیا لیکن $\frac{۲۲}{۱۱}$ کرتا ہوں میں اب تک تری خاطر پہ گرائی
- درد کیا ہوا مر گئے آرام ہو دشوار ہنوز $\frac{۶۶}{۳۳}$ جی میں تڑپے ہو مری حسرت دیدار ہنوز
- قائم مجھ سا جہاں میں کوئی آشفۃ تر نہیں $\frac{۷۰}{۳۵}$ ہریوں تو زلفت یا رکھی پر اس قدر نہیں
- سودا حیف اس گلشن میں عاشق سے کوئی راضی نہیں $\frac{۷۰}{۳۵}$ گل سدا ببل سے ناغوش مجھے تو نت بے داغ
- " ہوئے نہ ملک عشق سے کم رسم داغ دل $\frac{۸۹}{۴۴}$ روشن رہے ہمیشہ الہی جسم داغ دل
- " ہو شرط درد یوں کہ بہ جز حکم عند لیب $\frac{۹۱}{۴۵}$ کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے دل
- جوں چنار اس جانہ پھولیں ہیں نہ پھل لاتے ہیں ہم $\frac{۹۲}{۴۶}$
- ضمنا جب مراد اپنی کو پہنچیں ہیں تو جل جالتے ہیں ہم
- سودا کیا ہی وحشت زدہ مضمون تھے جنھوں کو سودا $\frac{۱۰۷}{۵۳}$ تو نے ہر مصرع موزون میں زنجیر کیا
- " ہر چند سعی ہی میں رہا ناخن ہلال $\frac{۱۰۸}{۵۴}$ کھلتی ہو پر سپہر کی کوئی کہیں گرہ
- " گردوں سے کاہتہ کھلے کیوں کے ہر محال " ہرگز نہیں ہر عقدہ کش ناخن ہلال
- درد مدت کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق $\frac{۱۲۶}{۶۳}$ تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا

سوا چمن ہر کس کی گرفتار زلف و کا کل کا ۲۲۷ کہ اس قدر ہو پریشان حال سنبل کا
 ” گو بر کرے اس آن میں رستم کا گاد سر ۲۲۹ بیت الخلاکو یاد کرے سام بار بار
 ” قامت ایسا ہو کہ ہنگام خرام اس کے اگر ۲۵۰ آگے آجائے قیامت تو یہ بولے کہ مرکب
 ” قول بران کے نہ ہوتی تری ہمت جو دلیں ۲۵۲ پوچھتا میں حکماء سے ہر خلا کیوں کے محال
 ” سودا شراب عشق کو کہتے تھے ہم نہ پی ۲۶۳ آخر مزہ نہ پایا اب اس کے خمار کا
 ناجی دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم ۲۶۴ لب صدف کے تر نہیں ہر چند ہر گوہر ہی آب
 میر نے ہم صحبت کی جگہ خرد تجویز کیا ہے، لیکن جوشش کا پُروردہ دونوں سے بہتر ہے۔
 حصہ ۲: طوالت کے در سے محض اکثر اشاروں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ۲۶۵ دروغ کے سوا
 نہ میرا کوئی طالب ہے نہ مطلوب ۲۶۶ چہرہ (نہ) نظر کھینچنا، اور شاید نگہ داشت بھی
 اہل دفتر کی اصطلاحیں ہیں۔ اہل دفتر ملازمین شاہی کے تقرر کے وقت نام کے ساتھ
 اور ضروری باتیں بھی لکھ لیا کرتے تھے، یہ چہرہ ہے۔ نظر کھینچنا اور نظری کرنا ایک ہے۔
 نسیم لکھنوی نے اس معنی میں ”نظر کرنا“ بھی استعمال کیا ہے۔ ”بینائی کے چہرے پر نظر کی۔“
 یہ دفتر سے نام خارج کرنا ہے۔ نگہ داشت کے معنی یہاں پر حفاظت تو ہو نہیں سکتے،
 عجب نہیں کہ معاینہ کا غذات مراد ہو، اس صورت میں شعر بامطلب ہو جاتا ہے،
 لیکن ”گو“ اور ”وئے“ کا کوئی محل نہیں ۲۶۷ معشوق کی زرخشی کا مضمون جوشش نے
 کہیں اور نظم نہیں کیا ۲۶۸ وصال بزرگان دین ہی کے لیے ٹھیک ہے، گو دوسرے
 شاعروں نے بھی اپنی موت کے لیے استعمال کیا ہے ۲۶۹ ”مست کے بعد خوار“

لانے سے اضافہ معنی نہیں ہوتا لہٰذا قول وقرار وعدہ پیاں مرادف الفاظ ہیں، ایک لفظ کافی تھا، لیکن اردو میں اکثر شعرا مرادف الفاظ کو اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ کبھی کبھی اس سے کلام میں زور پیدا ہو جاتا ہے، لیکن اکثر بے کار، ۲۶ میرے نزدیک پرکاش کوہ کے برابر ہے، یا یہ کہ اگر عشق نے کاہیدہ نہ کر دیا ہوتا تو میں کوہ کو پرکاش کے برابر بھی نہ سمجھتا۔ ۲۷ حباب کو دم بھر کی زندگی بھی ناگوار ہے، عدم کے لطف کو یاد کر کے روتا ہے۔ ۲۸ دل گیر رنگیں وغیرہ کے یہاں بھی ملتا ہے ۲۹ ن میں نے کر خط تقدیر مشتبہ ہے۔ بہ ظاہر معنی یہ ہیں کہ فرنگی زادے نے خط تقدیر پر مصرع ثانی کی عبارت لکھ دی، جو یہ ہے اگر تم خدا کی بندگی کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنی بندگی سے آزاد کرتا ہوں۔ اس میں قباحت یہ ہے کہ خط آزادی بندے کا، یہ فقرہ بندے کی زبان سے معلوم ہوتا ہے، مالک یا دعوائے خدائی کرنے والے کی زبان سے اچھا نہیں ہے۔ ۳۰ لیکن ’لکھے‘ یعنی تقدیر کا کیا علاج! ۳۱ جادو کرنے اور بان مارنے کا اجتماع محال نظر ہے۔ ۳۲ قسمی ہونا یہ ظاہر کسی بات کی قسم کھانا ہے۔ عارض قرآن ہے۔ اور اس پر خط آنا گویا تلوار کو قرآن کے درمیان رکھ دینا ہے اور یہ معاہدہ صلح کی ایک صورت تھی، جس کے بعد کشت و خون حرام تھا (خط آنے کے بعد ظلم سے ہاتھ اٹھانا شعرا کا باہال مضمون ہے) (۳۳)۔ شاعر کہتا ہے کہ اس کے بعد بھی مشوق نے قتل کر ڈالنے میں دریغ نہ کیا۔ ۳۴ جن کا ہر وقت خیال رہتا ہے وہ جسمانی آنکھوں کے سامنے آجائے۔ ۳۵ پشت دست اپنی خوشی سے

ہتیلی کی حنا کا رنگ نہیں دکھائی۔ وہ اسے کیا کرے کہ 'صفا' کے باعث ادھر کا رنگ ادھر نظر آتا ہے ۴۴۔ ہتیلی پر پشت دست رکھنا سمجھتے ہیں کہ کوئی طریقہ ہوگا ۴۵ صبح کا چاک گریباں مراد ہے ۴۶۔ بحرِ حق کے لیے موج ٹھیک ہے، لیکن اسے شمشیر کی کیا ضرورت ہے؟ ۴۷۔ جو کام اہل معنی سے ہوتا ہے اہل صورت سے نہیں انجام پاسکتا۔ موج کا کام موج کی تصویر نہیں کر سکتی۔ ۴۸۔ خطاب بہ خورشید ۴۹۔ پامال میں سر بند کی رعایت ہے ۵۰۔ موتی کے لیے 'یتی' افزائشِ قدر اور انسان کے لیے کس مہر سی کا باعث ہوتی ہے پہلی صورت میں اُسے گرد، قرار دینا ٹھیک نہیں۔ موتی کی آب بھی پانی نہیں جس میں روائی کا نہ پایا جانا تو چیمہ کا محتاج ہو، لیکن شاعر نے 'یتی' اور 'آب' کے ذمہ عین ہونے سے مضمون پیدا کیا ہے اور آب گوہر میں روائی نہ ہونے کا سبب یہ بتایا ہے کہ اس میں 'یتی' کی گرد جمع ہو گئی ہے ۵۱۔ معشوق گل ہے اور گل گلے نہیں ملتا۔ یہ جو ایسا نظر آ رہا ہے محض نظر بندی ہے ۵۲۔ یہ بھی امتیاز کر، زبان حال کے خلاف ہے ۵۳۔ اس شعر میں رعبِ حسن کی اتنی تعریف نہیں جتنی رستم کی بزدلی کی مذمت ہے ۵۴۔ بے زور محل نظر ہے۔ ۵۵۔ خاکستر میں لطف اٹھانے کا مادہ نہیں لیکن رندی و مستی وہ چیز ہے کہ صرف اُس کے تذکرے سے بھی رنج و غم باقی نہیں رہتا۔ اگر اس کا ذکر خاکستر کے گوش زد ہو تو وہ بھی جل بھٹن کر خاک ہو جانے کی مصیبت بھول جائے اور باوجود اس کے کہ اس میں لطف اٹھانے کا مادہ نہیں، اس کی نظر میں گلخن بزمِ نا و نوش بن جائے ۵۶۔ داغ پر طاؤس کی نیرنگی کا باعث اسے

قرار دیا ہے کہ وہ ہم آغوش خاکستر ہے، اور خاکستر میں آگ کی حرارت کو فرض کر لیا ہے۔ اور آگ کے وجود کے لیے سوز دل کو۔ شاید مطلب یہ ہے کہ طاؤس کے نقش و نگار کا اصلی سبب اس کا سوز دل ہے۔ ۹۱۔ انتشار۔ پریشانی۔ باعث انتشار کو انتشار کہا ہے، عمر کی جگہ زندگی بہتر ہوتا ہے۔ ہزار چنگاری پر چنگاری ہو مگر خاکستر کا وجود باقی رہتا ہے۔ آگ خاکستر کو جلا کر فنا نہیں کر سکتی۔ مثالیہ شعر ہے ۹۲۔ یہ مضطر اپنی طرف اشارہ ہے، ہجوم بے قراری سے آخر، سیلاب آتش دیدہ کے مانند ہو گیا۔ (پارا آگ پر رکھنے سے اڑ جاتا ہے) ۹۳۔ صنیع الہی؟ ۹۴۔ سر سے درد سر پر اعتراض ہو سکتا ہے، لیکن یہاں درد سر سے پریشانی مراد ہے۔ ۹۵۔ (۹۶) اس شعر میں خاکستر کے نیچے آگ بھی دکھائی ہے۔ ۹۷۔ گرفتاری دل، محل نظر ہے، ۹۸۔ شرق چراغ، ناسموع ۹۹۔ ترک عادت کی تکلیف کا بیان مقصود ہے، ۱۰۰۔ اہل دل کے دلوں پر تو قابو پا چکا، پھر بابے کو ہاتھ سے کیوں نہیں رکھ دیتا؟ ۱۰۱۔ تیرا دل دراصل پتھر تو نہیں، لیکن سختی میں پتھر سے زیادہ ہے۔ ۱۰۲۔ محکشی خارج از بحث ہے، ساغر شیشے کے لیے پتھر کا کام کرتا ہے، ۱۰۳۔ دوسرے مصرع میں 'و' بے کار ہے، ۱۰۴۔ دوسرے مصرع میں 'تے' بے کار ہے، ۱۰۵۔ پھر گردش افلاک کے ماروں کو کون مول لے تعقید۔ ۱۰۶۔ عشق اور موت دونوں شکاری ہیں۔ ایک نے دوسرے سے بچا لیا، لیکن شکار کو اس سے کیا فائدہ؟ شاہیں کے چنگل میں اذیت اٹھانی موت سے زیادہ جاں گزا ہے۔ ۱۰۷۔ بے برگ و بے نوا کی تکرار بے مزہ ہے، ۱۰۸۔ نرگس دوسروں کی نظروں میں

کم ہو، تو معشوق بھلا کب اسے خاطر میں لاتا ہو؟ شعر میں کوئی بات نہیں نکلتی ۱۰۱
 (۳۳) ۱۰۳ (۱۵۷) ۱۰۳ شعر صاف نہیں، یہ ظاہر مطلب یہ ہو کہ آفتاب اور
 بامتاب کو جو زوال ہوتا ہو تو اس کا باعث ان کا کمال ہو، اور ہر کمالے رازوالے،
 لیکن مجھ میں کوئی کمال نہیں۔ میرے زوال کا کیا باعث ہو؟ ۱۰۴ زوال: باعث زوال
 ۱۰۹ 'ہوا' کے دونوں معنی شاعر کے ذہن میں ہیں ۱۰۵ دوسرے مصرع سے معنی میں
 کوئی اضافہ نہیں ہوتا ۱۰۶ حسینوں کا ایک دوسرے کو پیار کرنا زیادہ تر اس لیے
 ہوتا ہو کہ عشاق کی آتش شوق بھڑکائی جائے۔ شاعر اس نکتے سے واقف ہو
 ۱۰۷ عقوبت کے فرشتے اگر معشوق کے خون سے بھاگتے ہیں تو یہ معشوق کی کوئی
 تعریف نہیں ۱۰۸ ۱۰۹ قلندرانہ مشرب اختیار کر لینے کی طرف اشارہ ہو ۱۱۰
 صورت: جسم پانی = آب شمشیر ۱۱۱ 'نظر کر' اور 'دیکھ' میں سے ایک بے کار 'نظر کر'
 سے اگر غور کر کے مراد لی جائے تو اس کا محل نہیں ۱۱۲ 'ہر قصہ مختصر'
 یہی پیام ہو، دوسرا مصرع قاصد سے خط نہ لکھنے کی معذرت ہو ۱۱۳ مصرع ۱۰:
 ابھی کیا ہوا ہو؟ آگے چل کر تیرا گریبان بھی چاک ہوگا ۱۱۴ شاخ پر گل اور غنچے اس طرح
 نظر آتے ہیں کہ گویا غنچہ گل سے آمادہ پیکار ہو اس سے یہ مضمون پیدا کیا ہو کہ زر گل کے لیے لڑائی ہو۔
 نوشگفتہ پھولوں کے دامن میں جو زر نظر آتا ہو یہ وہ ہو جو سوکھے ہوئے پھولوں سے چھینا
 گیا ہو ۱۱۵ گل کی ہنسی معشوق کی ہنسی کو نہیں پاتی اس پر تل ہو، غنچہ خوش ہو کہ دہن سے مشابہ ہو۔
 ۱۱۶ دکھا: دکھا کر ۱۱۷ زاہد الخ۔ پست شعر ہو۔ عام طور پر شعرا یہ باندھتے ہیں

کہ میکدے کا وجود خانقاہ کی ویرانی کا باعث ہوتا ہے۔ میر علی محمد شاد کے ایک شاگرد کا مطلع ہے:-

”آباد ہوگی مسجد زاهد تری کہاں سے موحانے کھل گئے ہیں پہلے ہی کچھ اذان سے“

۱۲۱ وہ سے مراد معشوق - ورنہ فعل جمع نہیں آسکتا ۱۲۲ لفظ مناسب یہاں ٹھیک نہیں ۱۲۳ منہ کٹنا محاورہ نہیں یا تو کاتب کی غلطی ہے یا ’منہ‘ رو بہ رو کی رعایت سے لائے ہیں ۱۲۴ چورنگ تلوار کو دیکھتے ہی کٹ گیا ۱۲۵ میرے نزدیک ’کر کی جگہ گزرا اور جو‘ کی جگہ تو بہتر ہے ۱۲۶ خدا کا وجود مخلوق میں بھی ہے۔ اس لیے وہ بھی عاشقوں کی نظر میں معبود ہے ۱۲۷ مجرد برکار معلوم نہیں تو کچھ مضائقہ نہیں؛ خدا کو جس نے ’محیط‘ سمجھ لیا اُس نے گویا عالم کا احاطہ کر لیا۔ ۱۲۸ مطلب صاف نہیں، لیکن اس کا احتمال کم ہے کہ کاتب نے غلطی کی ہو۔ ۱۲۹ جناب خیال فرماتے ہیں: ”مصرعہ اکا سنگ چٹکی کی صفت اور مصرعہ ۲ کا سنگ تیر کے متعلق ہے۔ مفہوم یہ ظاہر ہے کہ تیری چٹکی ایسی مضبوط ہے کہ جو تیر تو نے لگایا وہ دل کے پار ہو کر سنگ ہو گیا۔ سنگ ہونا اگلے زمانے میں کوئی محاذ ہو گا۔“ لیکن سودا کی ایک بیت ششوی گریا میں ہے:

”پانی کو بلبلیں پھریں بھٹکی طغ غنچوں کو لگ گئی چٹکی“

اس کے متعلق جناب خیال کی رائے ہے کہ چٹکی نہیں چپکی ہو گا۔ بہر حال اس کا امکان ہے کہ چٹکی لگنا کوئی قدیم محاورہ ہو۔ مصرعہ ۲ میں سنگ بے ضرورت بھی

ہو سکتا ہے ۱۶۹ کو وہ قتل سے خطاب، پہاڑ جو بے جان ہو بولنے لگا، آپ کیوں
 نہیں بولتے؟ ۱۷۰ ہمارے اعمال برسے ہیں اس کا ڈر ہے ۱۷۱ اخم رخی غیر مسموع
 ۱۷۲ ملنا بہ معنی مشابہ ہونا۔ میں رقیبوں کی طرح جانور تو نہیں، چکوروں میں مدحیں کی
 رعایت ہے ۱۷۳ "زلیست سے صحبت برآر" ۱۷۴ پامال حیرت (۱۷۵) چشم معشوق یا
 چشم آئینہ کیوں پامال حیرت نہ ہو جب معشوق کا عکس آئینے کی آنکھ کی پتلی بن رہا ہو۔
 مصرع میں 'اس' سے تمثال کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے 'پامال' کا ترجمہ ۱۷۶
 'منکر پاک' صاف انکار کرنے والا۔ شیشے کی خوں ریزی 'شیشے کا توڑ ڈالنا' یا 'مخواری'
 مطلب یہ کہ معشوق شیشہ توڑ کر اس کا ثبوت دینا چاہتا ہے کہ وہ شرب نہیں پیتا، یا
 یہ کہ شرب خواری سے اسے انکار محض ہے۔ ۱۷۷ (۱۷۸) ۱۷۹ لہذا اور راہ برہم مٹی ہیں
 ۱۸۰ (۱۸۱) ۱۸۲ اتبع کو جو ہر دار کہا ہے تیغ کا جو ہر دار ہوتا مسلم ہے، شاعر کہتا ہے کہ یہ محض اس وجہ
 سے ہے کہ اس کا قبضہ ظلمانی ہے ۱۸۳ زلف کو بہ اعتبار درازی اور مطول اور بہ اعتبار
 جسامت (یعنی باریکی) مختصر قرار دے کر یہاں رکھا ہے۔ کہتا ہے کہ اس زلف و راز کا
 باریک ہونا بجا ہے۔ مختصر مختصر المعانی اور مطول علم معانی میں کتابیں ہیں۔ دوسری پہلی کا
 خلاصہ ہے ۱۸۴ 'کوئی' محل نظر ۱۸۵ جب اس کا فرکیش کے مشرب یعنی کفر کو اپنا مذہب
 بنایا ۱۸۶ ارباب زمانہ کی شکایت ہے اگر کوئی کچھ کھلاتا پلاتا ہو تو اس بددلی کے
 ساتھ کہ گویا اپنا خون دل اور نحت جگر پیش کر رہا ہے۔ ۱۸۷ فکر غزل کا انصرام محل نظر ۱۸۸
 (۱۸۹) ۱۹۰ طایع برگشتہ مخی طیب ۱۹۱ (۱۹۲) ایک تو ہاتھ ویسے ہی نارسا ہیں، ڈر یہ ہے کہ

اگر زلف کھل گئی تو باندھ بھی نہ دیے جائیں ممکن ہو کر رکھے کی جگہ رکھتے ہو ۲۱۰ رات کا سناٹا ہو یا خندہ صبح اگر معشوق نہیں تو اپنی موت ہو ۲۱۱ بیٹھتے ہی وہاں سے اٹھ جاتے ۲۱۱ اگر توغیروں کو میرے سامنے قتل نہ کرنا تو ہم تیرے پاس سے نہ اٹھتے۔ یہ ظاہر غیروں کی قسمت پر رشک اور اپنی محرومی کا اظہار ہو ۲۱۲ ”مجھ کو“ کا لفظ اچھا نہیں معشوق شرم کے باعث رقیب کی گستاخی پر تنبیہ نہیں کرتا۔ اس جنم پوشی سے عاشق کی بے عزتی ہوتی ہو ۲۱۵ ”نظر سے“ ہونا چاہیے ۲۲۰ جب گھر سے باہر نکلتا ہو تو اس بات کی کیا شرم کہ کوئی منہ دیکھ لے گا بعض ضروری الفاظ حذف ہو گئے ہیں ۲۱۵ ہزار دن ہر عضو کی جدا جدا تصویریں لاکھوں ٹکڑوں پر بنائیں کہ اس مشق میں جو جو ٹکڑے معشوق کے عضو کے مائل ہوں گے ان کو منتخب کر کے پوری تصویر بنالوں گا۔ لیکن کوئی ٹکڑا کسی عضو کے مائل نہ ہو سکا۔ ٹکڑے سے مراد پارہ کاغذ ہو جس پر تصویر کھینچی ۲۲۲ یعنی ابھی تک مرتبہ فنا کو نہیں پہنچے۔ ابھی تک وجود ہی کے قائل ہیں ۲۳۰ ”سرسامی“ غیر سموع ہو جبہ سائی کی جگہ استعمال ہوا ہو جب بھی اس کا محل نہیں ۲۳۹ ”بیجو“ کی رعایت سے باؤرا کہا، اور پھر دوسرے مصرع میں بھی اسی وجہ سے تال کو تال کہا ۲۴۳ رنگباریں ’رنگ بار‘ کا ایہام ہو۔ رنگی سیاہ ہوتا ہو اور رنگ کا رنگ سیاہ۔ تلوم رنگ سے کند ہو جاتی ہو مطلب یہ کہ اگر تمام عالم سیاہ ہو جائے جب بھی تیری تلوار پر رنگ کا اثر نہ آئے اور وہ عدو کشی کے لیے تیار رہے۔ ۲۴۵ قال و مقال یعنی بات چیت ۲۴۲ کسی چیز کا مساوی تقسیم کرنا کوئی معجزہ نہیں۔ ریاضی کا

کوئی مسئلہ اگر شاعر کے ذہن میں ہو تو اور بات ہو ۲۵۵ (۲۴۴) جہاں باز قابل غور ہو یہاں پر تیزی، چالاک کی معنی میں متعل ہوا ہے۔ حصہ ۳: پہلے ط کے الفاظ ہیں، اس کے بعد نحو کے اختلافات، لیکن بعض مقامات پر ط کے الفاظ درج نہیں کیے گئے۔ ط کے دیکھنے سے بہ آسانی ان الفاظ پتا چل جائے گا۔ ان کی تصحیح میں قیاس سے یا تذکروں سے مدد لی ہو اگر مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر زیر بحث کسی تذکرے میں ہے، اور حواشی میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس میں الفاظ ط سے مختلف ہیں، تو یہ سمجھنا چاہیے کہ تذکرے میں یہ شعر ط کے مطابق ہے۔ ط اور ن میں بہت اختلاف نقطوں کے نہ دینے یا گ پر دومرکز نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں طوالت کے دُرسے، یہ زیادہ تر نظر انداز کیے گئے ہیں۔ جزا: پچھلے تیشہ جو کجی نش: دیکھ کر رنگ صنم ختم: دیکھ کر رنگ ختم x شیفہ ۱۵ کے غیروں: قیوں شیخ ۱۹ ترے غالباً اصلاح: مرے ش دوسری صورت میں تفتہ جگر کی صفت ہے۔ ۲۰ سکتا ش۔ آج کن سقر تذکیر ہے ۲۹ گر خم: گوشت ۳۰ سودائے محبت ہے سودا تو کھوسر سے خ ۳۰ ہے: تو شمع ۳ نہیں لے: ہی نہیں خ ۴ سے: میں شمع ۲۹ مجھ پرمت کھیں تیغ ناز و ادم ۳۳ دیکھیں لے جو شمش خ شیفہ و اصلاح: دیکھ سکتے ہیں نش ۱۴ ہے عالم: یک عالم خ ۱۵ کسی x س-ش میں شعر ۱۱ شعر ۱۲ کے بعد ہے ۲۴ جو: تمنا ش ۲۵ دکھا دوں خ ۱۶ خو + خ: جون - ۳۰ حد بے نمک اصلاح: پُر بے نمک ن ۱۶ بے شیخ سے ن ۱۷ دینا اصلاح لپنا خ ۳۴ تر پے ہے آگ پر کوئی خ ۱۶ متن مطابق خ و شیفہ و اصلاح:

نہ پھولتا ہی شگوفہ نہ غنچہ کھلتا ہی نشہم ۸ میں : مومن ۲۴م پیارے : ہر کرش ۳۱ کوئی :
 کون ۳۲ کو : کی ش ۵ غیروں ہی پہ نشخ : غیروں پر خ ۶ نہ کبھو : نہ کبھی پٹنہ رخ جو بھی رخ
 ۲۴ تجھے آج : کبھی تجھ کو خ ۱۱ ننگہ : نظرش و کیا : کیوں شخ - ن میں شعر ۱۰ کے بعد
 ۴ شعروں کی غزل ہی جو ص ۲۵ پر درج ہو ۲۶ گناہ ش ۱۲ اپنا نشخ : اتنا فح پٹنہ
 ۱ - گناہ : تصور شفت ۱۳ - انھیں کو بس اصلاح : انھوں ہی کون ۱۸ تھا : میں ش ۱۲
 لے گئی : بہ گئے ش ۳۱ ہوا ہی اس قدر خ ۱۵ ہوئے دل چاک چاک - غالباً اصلاح :
 ہوئے ہیں چاک دل ن : ہیں دل بھی چاک چاک ش ۴ اک غالباً اصلاح شیفہ : کیا
 نشخ ۱۸ جبر مغش : 'ہاے' یہ لفظ جبر کو کاٹ کر بنا دیا گیا ہو - غالباً اصلاح ۲۲ میں نے
 کیا تیرا قیاس : میں تیرا کیا ن : میں تیرا کہنا ش ۱۱ جان کو اصلاح : جان تو ن
 ۱۵ رشک چمن اصلاح : باغ و بہار ن -

جز ۲ - ۱/۶ اگر بے اصلاح و شیفہ : رونے نچ ۲۱ و ۲۲ وہ کیا ہوا زمانہ رونے میں جو
 اثر تھا ، یہ چشم غوں فشاں تھی یہ دل ہی جگر تھا x : رخ مش من ۲۰ پارہ دل - غالباً
 اصلاح : بخت دل ن - بخت دل کئے ہونا چاہیے ۱۵ با چشم اصلاح : یہ چشم ن
 ۸ اکب تھا غالباً اصلاح : تنھانے ن ۱۱ ہی تو غالباً اصلاح : جگر ن ۲۲ ط
 اصلاح : بہت اپنے حسن پر ن ۲۱ کون نشخ : کوئی خ ۱۴ میں نشخ : کے خ ۲۸
 دیکھا : پایا x شیفہ ۲۹ ہر حرم : ہو چشم خ ۲۲ بھی نشخ : ہی خ ۳۳ من اصلاح :
 تری دولت لے عشق ن ۲۳ اعتماد : اعتبار ش ۲۴ غم زدہ اصلاح ۲۵

تمن اصلاح: کوہ و بیا باں ن ۲۱۲ بھی: میں ش ۷۷ رہے: ہوئے ش ۸۸ نہر ہی:
 آہ نہر ش ۲۰ سا: کا م ۲۱۲ کل غالباً اصلاح: ہرن ۳۲ اپنی ہی عیب جوی ہر
 یہ ہنر خ ۲۱۲ ش ۲۱۲ من ۲۱۲ بجز آواز کے بدخ: بخ مثل تمن ۳۰ پہلو میں خ ۲۵ کھول
 کھول تھے: کھول کر خ ۲۱۲ ہر قیاس: تھے ن ۲۸ قبضہ: تیغ ن ۸ ترک کی:
 ترکے ن ۲۱۲ ہوں تیری: تیری ہوں خ ۱۲ اپر: میں ش ۲۷ تمن غالباً اصلاح:
 اب ذکر ہمارا ہی ہو یا شور تمہارا؟ ن

جز ۳۳ اس: کیا خ ۷۷ دل میں نے دیا غالباً اصلاح: میں دل نہ دیا نسخہ
 رہیں ش ۱۲۔ اسی طرح سے سو بار خفا شیفہ ۳۱ شکوے ہیں خ ۳۷ زخم: چشم خ
 ۲۱۲ ہو: بحر ۲۱۲ گریہ تھے مشرقیہ: بالان پٹنہ ۲۵ نہ: یہ س ۲۶ اور یہ ش ۳۲
 تو اب بوجھے کوئی غالباً اصلاح: تو کوئی پوچھے بھی ن: کوئی پوچھے بھی ش: کوئی
 بوجھے بھی ش ۲۱۲ وو: دن ۳۱ مراد دل چہ سائی سے کب لے ناہریاں ٹوٹا
 خ ۲۱۲ مجھ ش ۱۱۱۱ تن م ۲۱۲ سدا: شب ۲۱۲ مرے: ترے ن ۱۵ صحبت شب کو:
 رات کی باتیں ش ۲۱۲ خدنگ: شکار ش ۲۱۲ تو اضافہ ۲۱۲ خدا دشمن کے دشمن کو
 نہ دیوے ش ۲۱۲ کا۔ اضافہ ۷ صرف سپہرہ اور گلزار پڑھا جاتا ہے اضافہ ۲۱۲ نہ کہے
 کون کہے قیاس: الہی کون کہے ن: نہ کبھی کوئی کہے؟ ۳۲ مری ترے ش ۲۱۲
 بے قراری کی سی کیفیت کہاں آرام نہیں ن: نہیں کی جگہ میں ہونا چاہیے ورنہ
 'سی' کی جگہ ہو اور کہاں کی جگہ یہاں' ۲۱۲ ڈوب: پیرم ۲۲ خوں کے یوں دکھے ہو

× شش ۲۴ ہوش ۳ خون دل پر اکٹفا کی ہر جھون نے غنچہ دارش ۴ کے نہیں پابند گوہر
ش ۱۰ ہاتھ میں ہر مکتوں کے ش ۲۵ کم ہی نش : کچھ نہیں رخ ۲۶ دل ہمارا جی مرا
کہ شخ : دل مرا کہ م

جزم ۲۹ رخسار یار کے ش ۵ ہمارے تو رونے آخر × ش ۶ سرخ : چاک ×
رخ پٹنہ ۷ چاہوں : جاؤں ش ۱۵ کی : کا × ۲۳ ہر : وہ ش ۱۶ ہر : ہرن ۳۲ ہوتے :
اولیٰ ن : اٹھتے ؟ لیکن اس میں فارسیست ہر ۲۲ زرا دیر : خریدہ ن : حاشیہ ن جو
دیرہ ۳۳ ہوں یہ بھی : ہوئی بھی ن ۲۶ رک : رہ ش ۲۷ خوف : ضعف ش ۳۰ مار :
یارش ۳۵ جیتے بچا ہر کوئی م ۱۱ جم ش : ہم ن : ۱۸ ٹوٹا × ش ۱۶ ہر جوئے
حصیر : کوئی حقیر ن ۱۳ ہی : بھی ۱۸ ہوں اضافہ ۲۰ ہوں ن ۱۲ تن قیاس :
ہوں سانی یا خدان

جز ۵ : ۶۵ پڑ قیاس : مڑن ۱۶ ہی ن میں قلم زد ہر ۲۱ پر اس کی : پر اس کو
شخ ۲۲ لای : آیان ۳۳ قبا اضافہ ۱۱ نہ ہوں میں سیکے ش ۱۵ ایک نہیں :
کوئی نہ رہا شتم ۱۶ دل لیکن : میرا دل م ۱۶ ہم : یک ش ۲۲ ہر تو سائے ۲۲ ہر
راستی کہ دامن رخ ۳ رہہ رو راہ اضافہ : ن میں صرف رہا نے عشوہ نے گوشہ و
نے ناز و نے اداس ۹ : امیدیاں مراد یہاں آرزو یہاں ش ۲۲ ہر ریحاں : یہ بجاں
ن : کی ہر اپنے بھی : کیا اپنے ہی ن ۱۶ جواک کو دوسرے : جواک دن ۱۶ سوز عشق
درد داغ دگذا رخ ۲۱ پڑا ہوں نزع میں پر اب ایک بوتے کی ش ۲۵ تری :

مرے ش ۷۷ ہفتاب وار عشق میں ش ۲۷ ہے۔ اضافہ ۹۹ تری: مرے خ ۲۷
 نائل نہ ہوں بنا ہ م ۲۷ طرح اضافہ

جز ۶: ۲۷ میں اضافہ ۹۷ لے ش میں نہیں ہے ۲۱ ابھی کر بیٹھے؟ ابھی کر بیٹھے
 تھے ن ۱۱ چھپا یا ش ۹۷ رُل گئے پاؤں ہی تلے م

جز ۷: ۹۷ شادی سے غم ہے: شادی سے ہرن ۹۹ خ پٹنے میں محفل اور مجلس
 دونوں ہے ۲۹ بھی اضافہ ۲۹ پر تو اک عالم خراب ہے ش: بر تو جہاں اک خراب ہے

م ۱۱۷ میں: ہوں ش ۱۲ کی: کاش ۲۵ کا: کی ۲۵ م ۱۱۷ وہ: یہ ش ۱۱۷ ڈرتا ہو رہی
 زخموں سے خ ۱۲ ہے ش ہیں ت ۱۱۷ کھوش ۵ مجھ کو ہی خ ۲۷ کون اس زلف پر شیا
 میں گرفتار ش ۱۱۷ گرہ اضافہ ۲۵ ہی اضافہ ۲۷ دل و دیں دیا ہم رکھام ۳۱

اک عالم ہے گریاں ش ۱۹ جو پوچھا تو کہنے لگام ۱۹ سے: پر ش ۱۱۷ سرگزشت: خیریت
 ش ۱۰ کون کوئی ن ۱۲ اب اضافہ ۳۲ لیا: یہاں ن ۱۱ 'خود اور وہ' اضافہ ۱۱۲
 ہیں اضافہ ۱۷ سرگشتہ: کشتہ ن ۲۲ اک ہی: ہم ہیں کہ ش ۳۲ آزار: آرام

۲۷ غالباً آلام -

جز ۸: ۱۱۷ کو: کا خ ۱۵ ہم کوش ۱۷ ابھی: یہ ش ۲۱ نے کیا: سے ہوا ش ۲۹

گاہ گریاں ہیں گئے نالہ ش ۳۳ ہی اضافہ ۱۱۷ کبھی اضافہ ۱۱۷ سے اضافہ
 ۳۲ کو اضافہ ۱۱۷ نام اضافہ ۲۰ کہ خ مشرقیہ: جو ش پٹنے ۳۲ ہو: ہم ۱۱۷ کی نیاز
 کے منارم ۸: ٹک ش ۹ ہجوم عاشقاں دیکھوں ہوں اپنے یار کے اوپرقت ۲۱

دل پُرخوں سو مینا داغ ہے سو جام لے زاہدش ۱۱۹ ن میں یہی کو کاٹ اس کے
 بدے لیے لکھا ہے ۲۲ چلاش ۱۱۹ چواتے: چلاتے ن بہار میں عوام کی زباں ہے ۱۲۱
 زور: ن میں یہ لفظ کرم خوردہ ما صرف زر پڑھا جاتا ہے ۱۲ کو اضافہ ۱۴ بیر: تیرن ۱۲۲
 سان: ساخ پٹنہ ۱۵ یہ تمنا ہے کہ قرب نشخ: دل میں ہے اب قرب میں حسن ف ۲۳ مجھ کو:
 دل میں ۱۲۴ سمجھنا بخش ۱۹ کوئی: کون

جز ۴: ۱۱۹ ہے: ہونخ ۱۰ چور: چند + شخ ۱۳۳ دم: بدم ن ۱۲۱ تو اڑنے ہی لگے
 نامہ بر مرا بال کبوتر ہو م ۱۳۲ قوی ہیں قیاس: ن قوی ہے۔ قیاس غیر ضروری تھا۔
 ۹ ہوش ۲ توکل: جلوہ گاہ بن ۱۳۳ گونج: جوش ۱۰، ۱۱ ش میں نہیں ۱۲۱ تو اضافہ
 ۱۳۴ جھلکانے کو تو پاس بھام ۳۱ حیرانی: احوال م ۳۱ آتا ہے م ۱۳۸ نکلا جو ہے تو
 نیچے دل اپناش ۱۳۴ روش دلوں کے درپے ایذا اگر نہیں ش ۱۳۱ ناداں: نا فہم
 ش ۱۳۲ نے اضافہ ۲ تری: سیری ن ۱۳۳ شوق: ذوق ش ۱۸ اہم نرم دیکھا ہے
 ش ۲۲ مارا ہے آج اُن نے ش

جز ۱۰: ۱۲۵ اٹل: مل ن ۶-آباش ۱۳ تو انائی تو کرتی ہے جدا شتم: تو انائی جدا
 کرتی ہے اب حسن فح: تو انائی تو کر بیٹھی جدا ش شیفہ و اصلاح ۲۴ دیگ کے
 دیکھ کے ن ۱۲۴ نیٹ کج فہم ہیں جو تجھ کو کہتے ہیں شخ ۲، نظر آتی نہیں اب
 زبست اپنی عشق میں اس کے ش ۱۲۸ مصرع اول مصرع ثانی شیفہ ۱۲۹
 بارگہ: یار کے ن ۱۵۱ بے درد: ظالم ش ۱۲ ترے: دل ش: بیت ن ۴ اکودہ ٹٹ

گوہار مست ۳۲ جس جن کی جگہ غلطی سے درج ہو گیا ۱۵۱ کیا نش: حاشیہ اُن پر بطور نسخہ آیا درج ہے۔ ۳ عشق اور بوالہوسی میں ہر تغایر کی سہم ربط کس طرح سے ہوش ۸ آیا مجھے ہر فرد آتا ہے ہر اک فرد ۱۰ گوکہ آجائے ہے: گوکہ آجاؤں میں م: گوکہ آجاؤں بھی شیخ پٹنہ: گوکہ آجائے بھی خ مشرقیہ ۱۱ دید: دیدار ن: ۱۲ ہنوز ۱۵ یہاں: میں ہیں ن ۱۶ نہ کھلے: بلی ن ۲۴ گوئے شمشیر ۲۳ ن میں سہل اچھی طرح پڑھا نہیں جاتا: طے ش ۱۵ عاشق: ناشق کو ۱۵ ش ۱۵ خود بہ خود: دم بہ دم خ و اصلاح م نت: تب ن ۱۲ کیا ہے اب زندگی اندیشہ ۲۲ بھاتا: پھبتا۔ شیخ ش میں پھلتا پھبتا کی خرابی ہے ۲۲ میرے ش ۱۵۶ کر: نکر ن ۲۸ سوز دل کاش ۱۵۶ ابرمڑگاں سے اپنے ش ۳۱ آپ ہی: اب ہی ن ۱۵۸ میاں ن مجھے شمع شیفہ و اصلاح ۱۴ بے طرح حال مرا مجھ کو شیخ ۱۵ بروجر ن ۱۵۹ اہل: ایک ن ۹ ہیں یہ یہ: ہے یہ پھر ن ۲۰ خبر: خیر ن ۳۰ گھر کیجیے کسی شیخ گھر کیجیے کس شیخ ۱۵۹ آج ایش ن ۱۱ نہ کوئی دوست ہے نہ کوئی مراش: نہ کوئی دوست ہے نہ کوئی مرا خ جز ۱: ۱۱۱ میری توان۔ اس صورت میں ہے کو حذف کرنا ادب میری گو میری پر لفظ ضروری ۳: احدش: واحد خ مشرقیہ: خدا خ پٹنہ ۱۵۹ شیخ: شیخ ۲۰ ش ۳۰ حزم: جوہ ن ۱۶۲ الجھتے: تجھے ن ۳۱ مک یا ک ن ۱۲۶ نرگس اضافہ ۱۶۴ بھی: ہی ش ۱۵ اسے ہر ن ۱۶۸ دل: پھول ن ۱۵ ہٹون: نور ن ۱۶۹ نفاں ہے: نفاں و ش ۲۴ گس سے یال: کسے کہاں ن ۲۴

یہ نیم جان پرش ۱۲، انگلیں ہر اضافہ از ۹ دل: حال ن ۱۲، شب ش میں نہیں
 ۱۵ تم نش و گلشن ہند رخ مشرقیہ: تھے: رخ خچ پٹنہ ۹، ہم تو: ظالم ش ۱۵، ہجر کے:
 کثرت ش ۱۲، تو: سوش ۳۲ ہر۔ اضافہ: نہ ش ۱۲، گئے: کبھی ش ۲۹ کہیں: بھی ش
 ۳۰ حرکتیں: صحبتیں اش: ۱۲، ہم دو انے ہیں خج: ہم دیوانہ ش ۳۲ کیا اضافہ
 ۳۲ حد: حد: لیکن جد کہ وغیرہ ن میں کہیں اور نہیں ملتا ۲۵ پائے اعتراض ہی:
 پائے اعتراض ن ۱۲ کہ تو ہم بزم ہر در نہ ش ۳۱ دوا یہی: دوا پتے ن ۱۲، دکنار
 ن ۱۲ کو: کی ن ۱۲، ہی: میں ش ۱۲ کوئی کہتا ہی دوا تا ش ۲۸ ہر اضافہ ۱۹
 اک نگاہ: ایک بار ش ۱۲ نہ ٹک اضافہ: بعد میں معلوم ہوا کہ ش بس دہر کہی ہر
 ۱۹، ۲۲، ۲۳ مجھے: تم وقت ۱۹ اور کہتی ہر ن ۶: یہ: نہ ن ۳۳ جانتا تھا میں انھیں
 ش ۳۳ مجھے: ہمیں ش ۱۲ روز وصال ش

جز ۱۳: ۱۲ کوئی: کوئی ن ۱۲ ہوئے گا: دل کان ۱۲، ہم بھی اضافہ ۱۹
 دل گرفتہ ہم سے جوش ۱۶ ہر ش میں نہیں ۲۸ یار: میاں ش ۳۰ کھوش ۲۲ رنگ
 ش ۱۱۔ اغیار اضافہ ۳۰ کھوش ۲۱، مکرہ ش ۲۱ ت ۲۱ جلوہ کناں خ پٹنہ ۲۶ نیز:
 نہ مر ن ۲۸ جو: کہ ش ۲۱ انصاف + س

جز ۱۴: ۲۹ میں رکھتے ہر اور ہیں نہیں ۸ سے اضافہ ۱۰ افضل امجدی ش ن
 ۲۶ صدف ش ۲۱ سب یار: بسیار ن ۱۳ بولتی ہر قیاس: بولتی ۲۱، یہ اضافہ
 ۶: یہ: نہ ن اس کا محل نہیں۔ یہ یہ معنی "اس قدر ہر اس کی جگہ تو" بھی ممکن ہر مطلب

یہ کہ میری وحشت خانہ زنجیر میں جھپ گئی ورنہ کوئی مجنوں کا نام نہ لیتا۔ ۲۱۲ مجھ:
 تجھن ۲۳ متن قیاس: کیا بدگماں بتاں ہیں انخ نش ۲۱۹ یہ جان ہر ن شعر، کے اوپر
 لفظ قطعہ ن میں درج ہر اس کے بعد کا شعر قلم زد ہو، یہ شعر ضمیمے میں ہر ۱۳ بھی:
 ہی ش ۲۲ نہ: یہ ن ۲۱۹ جز: جر ن ۲۴ جلی: جلی ن ۲۲۱ ماخوذ از ش ۲۲۲ ماخوذ از
 ۲۳ شب (کذا) اشک کے قطرے نظر آتے ہیں شر سے م ۲۲۳ ابتدائی
 الفاظ کے سواش سے ماخوذ ۲۲۲ کیا: نہیں ش

جز ۱۵ ۲۲۵ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۴ تیری: مری س، ۲۴ میں اضافہ ۲۲۱ وس نخ
 مشرقیہ: اس خ ۲۲۴ دل کی یہ حقیقت ہر کہ ش ۱۳ وش میں نہیں ۲۲۹ دیوان
 حافظ کا جو مطبوعہ نسخہ پیش نظر ہر اس میں نسخوں کے اختلافات دیے ہیں، لیکن
 راحت عین نہیں ۲۲۲ کا اضافہ ۲۳۵ اتنا: اسنان ۲۴ پر ہر: بڑھے ن ۲۴
 بس اضافہ ۲۶ شیر ہی بوتلیں ہیں بجائے شغال ن ط میں بولتے ہر، لیکن جوشش نے
 غالباً بولیں لکھا تھا ۲۲۲ بھلیتوں ن ۲۴۰ لفظ وفات اضافہ۔

جز ۱۶: ۲۲۱ لفظ قطعہ، اضافہ مشتاق کا نام بعض نے محمد علی خاں لکھا ہر، لیکن
 غالباً محمد علی خاں صحیح ہر ۲۲۳ کلام: کلام ۲۲۲ کفارہ: نکارن ۲۲۵ ن دم کی جگہ دم۔
 دم کرنا بہ ظاہر ہانپنے کے معنی میں استعمال ہوا ہر، لیکن غیر مسموع لگے ہونا چاہیے اور نہیں
 تو دئے کے بدلے دی آخری صورت میں اُس نے مخدوف ہوگا ۲۲ کا: کی ن
 ۲۳ مثال: مش ن ۲۵ یہ ہو: نہ ہون ۲۹ کیوں نہ پھر: کیوں نہیں ۲۲۶ یا ہو:

ہوں ۱۸۔ اگیا بیتال: اکبارتے مال ن ۲۴ ہیں اضافہ $\frac{۲۴}{۱۵}$ ید اللہی کی: ید اللہی کے
ن $\frac{۲۴}{۱۵}$ مرتکب ن $\frac{۲۵}{۱۳}$ صحن: نمن ن $\frac{۲۵}{۱۳}$ بڑا: بڑان -

جز ۱۴: $\frac{۲۵}{۱۳}$ ن میں اس غزل کا صرف یہی شعر چوکی غزل کے ساتھ ہر اور وہ
بھی قلم زد۔ عاشق کو کب جلوہ معشوق کی طاقت شخت ۲ مہتاب: خورشید ن ۸
واضافہ ۱۲ مرا: مرے ن $\frac{۲۵}{۱۳}$ اک: وہش ۲۵ ن میں 'کا' اور 'کو' دونوں $\frac{۲۵}{۱۳}$ اس غزل
کے مقابل غالباً شوق نے حاشیہ پر لفظ 'خارج' لکھا ہے ۱۸ غرض: ابرکی ن $\frac{۲۵}{۱۳}$ جستجو
اضافہ ۵ ن میں صرف 'بدتر' باقی ارزش ۶ جلوہش $\frac{۲۵}{۱۳}$ بے مایہ پیمانہ ن ۵ تیرے:
میرے ن: ۲۹ خط اضافہ ۳۰ نہیں اضافہ $\frac{۲۵}{۱۳}$ کس طرح سے اوصاف ہو خلافت
جہاں کا خ بے رنگ نشیخ: بی رنگ x رخ ۵ راہ: کامت (گام) ۱۱ جسم: رنگش ۱۱ شعلہ:
لالہ ۱۹ پیناش ۱۹ سمجھ کے: سمجھ دے رخ ۲۰ برا: بڑا رخ $\frac{۲۵}{۱۳}$ دل: تپش

حصہ ۴: اس میں ایسے مصرع بھی ہیں جو بہ ظاہر صحیح ہیں، لیکن بعد کے مصرعوں سے
مربوط نہیں: $\frac{۲۵}{۱۱}$ $\frac{۲۵}{۱۱}$ $\frac{۳۵}{۱۱}$ $\frac{۵۶}{۵}$ $\frac{۵۶}{۵}$ $\frac{۵۶}{۵}$ $\frac{۹۹}{۱۲}$ $\frac{۱۳۵}{۲۵}$ $\frac{۱۴۵}{۱۵}$ معشوق کی سخن نا فہمی کا گلہ قیہوں
نہیں ہو سکتا $\frac{۱۴۵}{۱۵}$ خم رخ $\frac{۲۵}{۱۵}$ $\frac{۲۳۳}{۲۵}$ $\frac{۲۳۰}{۱۱}$ سب پر شمار $\frac{۲۳۰}{۱۱}$ بہ ظاہر مفہوم یہ ہے کہ
گیاہ خشک سر سبز و شاداب ہو گئی، لیکن الفاظ صحیح نہیں معلوم ہوتے $\frac{۲۵۲}{۳۳}$ $\frac{۲۵۲}{۳۳}$
میر 'زن' ہو سکتا ہے، لیکن غیر مسموع $\frac{۲۵۶}{۱۳}$ $\frac{۲۵۴}{۱۸}$ $\frac{۲۵۸}{۱۹}$ $\frac{۲۵۸}{۲۹}$ $\frac{۲۵۹}{۲۲}$ $\frac{۲۵۹}{۲۱}$ $\frac{۲۶۰}{۲۱}$
حصہ ۲۵: $\frac{۲۵}{۱۱}$ تو: کو $\frac{۹}{۱۱}$ ہم: تم۔ لیکن پہلی شکل میں بھی بہ تکلف یہ معنی نکلتے ہیں
کہ کتنا ہی سستا، میں اس شکایت کا موقع نہ دوں گا کہ مجھ سے تختل نہ ہو سکا

۱۵ کے ناکہ؟ ۶۹ ایسا نہ: اے شانہ ۳۹ نہ: یہ ۳۵ دیکھا: دکھلا ۲۵ دکھائی دے بت خانہ
 ۲۹ مہ و منہ؟ ۲۹ بیش حسن: بیش خیر؟ (خدمت کار) ۵۹ ایوان؟ ن میں اس طرح
 لکھا ہو کہ یا تو نعمت کو نعمت کو تعجب پڑھیے یا ایوان کی جگہ ایوان ۵۹ تری: مری ۱۲
 ۹۵ ۱۳۹ ۶۲ ستایا۔ اس صورت میں تو نے محذوف: ستانا ۶۲ یہ: پر ۹ بھرا: بجھا
 ۱۱ اپنے: اس نے ۱۲ آثار: آثار؟ ۲۹ کون میں یعنی ہستی میں؟ ۱۱ ن میں
 دل کی حرارت لیکن حرارت خیرات سے کوئی مطلب نہیں نکلتا۔ 'خیراب' ہو تو یہ مطلب
 نکل سکتا ہو کہ جب اپنی بہبود کی امید اٹھا دی تو اہل نظر کا محسوس ٹھہرا ۱۵
 کہیں کبھی + ۱۱ کوئی اک لاگ ہو جس سے لگے ہو نہ یہی ہو: بھی یہ ہو؟ ۱۱ آتا؟ ۱۲
 مائل: قائل؟ ۱۱ ماریں گی قیاس: باریں کے بن خواہیں گی + چمن میں وہ شور
 ڈال سکتی ہو منہ تو دیکھو پہاڑ اپنا "سودا نہم انہرط: ن تیر: لیکن تند تر اور تند و تیز
 بھی ممکن ہو ۱۱ لکھوں: لگوں ۱۲ بھلا: ابھی؟ ۱۲ اپنے: اتنی ۱۳ مرے:
 مرا؟ ۱۲ نہ: یہ ۱۳ لگا لوں: دکا لوں ۱۲ یہ: ہم؟ ۱۴ سوز: شور ۱۵
 باتوں سے قیاس: باتوں سے: تالو سے صحیح ہو ۱۶ تاب: آپ ۱۶ لکھتے: لگتے
 ۱۱ گریں ۱۵ آئی نہیں کہ تم کرامت یہ ہو کہ زبان پر آنے سے پہلے ہی مدعا
 سمجھ لیا جائے ۱۹ ہو: ہوں ۲۲ نہیں: یوں ۲۱ مرے ۲۲ جل تو گئے
 ۲۲ ہو زندگی دو روزہ؟ ۲۲ مجھے: مجھ سے؟ ۲۲ نہ: یہ ۲۳ یہ معجزہ ہو
 زمرہ کا نخل لعل دے بار؟ ۲۲ ناداں: دانا۔ آسمان اہل دانش کا دشمن ہو نہ کہ

دیوانی خالصہ و تن بہ روایت خانی خاں و غلام حسین: صرف دیوانی خالصہ بہ روایت کامو
 ص ۲۱ و ص ۲۲ لیٹر کلکٹرنے مرتب سرحد و ناٹھ سرکار نے بھی اس کتاب کے بعض ابواب لکھے ہیں۔
 گردھر دیابہادر وغیرہ کے متعلق صحیح سنین ان ابواب میں ملیں گے۔ گردھر وغیرہ کے خطوط
 کے مطالعہ سے سرکار نے یہ رائے بھی قائم کی ہے کہ یہ لوگ مالوہ میں خود اپنی حکومت کی بنیاد
 ڈالنا چاہتے تھے۔ گردھر کے بعد مالوہ کی عنان حکومت اس کے بیٹے اور اس کے بعد
 دیا بہادر (پسر حیدر) بہ قول سرکار کے ہاتھ میں آئی۔

ص ۱۲۱ اس جس کا الما کلیات سودا میں اوس ہر ذہن اس ہر تاج و درخاوری کا سودا
 ص ۱۵۱ و ۱۵۲ عربی، فارسی ہندوستانی: معتقد نگہداشت ۹ صفحہ ۹۲ سطر ۹ کی تصحیح سطور ذیل کی
 روشنی میں کی جائے۔ نگہداشت کا لفظ آئین اکبری میں چہرہ کے ضمن میں آیا ہے۔ نگہداشت
 ملازموں کے فائدے کے لیے ہونی تھی کہ متصدی انھیں بے سبب تنگ نہ کریں۔ سودا کے
 ایک قصیدے میں جو احمد علی خاں، بخشی امدیاں کی مدح میں ہے، ادھر میں فوجی اصطلاحیں بہت
 استعمال کی ہیں، یہ لفظ بھی آیا ہے۔ شعر ذیل کے بعد کے شعر کلیات میں دیکھے جائیں:
 چہرہ لکھا کے سرخ نگہداشت اب کرو
 تعداد پوچھتے ہو تو بے حد و بے شمار

ہم پیالہ، ہم نوالہ، قسم حیا، ۱۱، ہر جز اپنے جیسی جیسی، سیاسی، دروشتائی، قصہ پارینہ، ہر کس و ناکس
 ۳۳، پیرنا بالغ، ذی حیات ۹۲، کا سے ۹۸، زرتار، ایک سے ۹۴، سوز گلو، یہ کیا معنی ۱۱۱،
 سرپا ۱۱۱، جلوہ فروش، انتظار کش، بھلا بہتر ۱۱۱، اگر جیتے رہے ہم سے سمجھیں گے بھلا بہتر (دل)
 اک دن نہ اک دن، بہتر، الب دلچہ ۱۱۲ و ۱۱۳، پیہر، مینا، بلشت ۱۱۴ (بلاشت)، سویرے

آورده، یارباش، ترووا، تلاش ۱۵۱۶، (ہر روز راعت)، فرصت، وقت، آخر الامر، ہی ۱۵۱۹،
 انگ، سنگ، رنگ، ڈھنگ (ہر چار جواہر کے لیے)، گل، یز، ناموری، اپنایا ۱۶۲، پورش ۱۶۴،
 (ہر وزن شورش استعمال کیا ہی)، جیب ۱۶۴، ۱۹۲، نفر، ضخامت، سکی، (بہ ضم یا) آئینہ، خاطر،
 قدم بوس ۱۸۶، بے قیاس، شکوہ مند ۱۹۹، ٹانگے ۲۱۶، ممک، مباد، وحشت، سرشت، آں کا
 نچلے ۲۳۶، حبلہ، زوار، سینچے، ظہور نور، سبوع ستیادہ ۲۴۲، (قاری اردو میں جائز) تہی کیسہ،
 چراگاہ ۲۴۴، نستی، کزک، صحن ۲۵۱، (برکا) مردک، چاں باز ۲۵۵، کچ، حج ۲۵۹،
 کمیت ۸، سادگی ۵ (جولابن) آپ سا ۲۶، فہید ۳۴، اوس ۳۶، سی ۳۶، بے تکلفی ۵،
 کہا، بے ملے ۴، دم ساز ۴، چقماق ۸۶، بندہ درگاہ ۹۶، پس ۱۲۱، کوئی ۱۲۱، مستانے
 ۱۳۴، گوشوارہ ۱۳۶، جمعیت خاطر، از سر نو، آرمیدہ ۱۴۹، دیدہ ۲۵۰ (آنکھ)، امصار و غیرہ۔
 ص ۵۳: کسی پر کمر باندھنا ۱۶، نظر لگنا ۲۱، غیرت دلانا ۲، بنا بنایا ۲۱، دل کھول کھول روٹنا
 ۳۰، کھینچنا ۳۱ (دل کھینچنا بھی ہی)، لکھ بھینچنا ۳۴، نظر میں کھٹکنا ۳۵، پلا پھوڑنا ۵۴،
 جان پر کھیلنا ۵۸، کمان جرمھانا، کمر کھولنا ۶۶، گرتے نہ سنبھالا ۵۶۔ گوش دل سے
 سننا ۸، مرثنا، لیٹنا، ہونٹ چاٹنا، دل جیلنا ۸۶، اٹھ چلنا ۸۸، زلفوں کا بندھا،
 شبنم کرنا ۹۶، چوکتا، آنکھیں ملانا، مولیٰ پرونا، جی ٹکنا ۱۰۶، گھیرنا ۱۰۹، فرشتوں کے پر چلنا ۱۱۴،
 چلنا ۱۱۶ جی اچھا نام ہی سنتے ہیں، ہنکھیں جھپکی ہیں ۱۴، مزہ لوٹنا، کشتی الٹ رہی ہی، خاک چھاننا،
 گنونا، ہستے بولتے ۲۱۰، پہنچنا ۲۱۲، کراہنا، افیم کھانا، گھٹنا ۲۲۲، جیتے جی اٹھانا ۵۶
 ہاتھ ۱۲، حرف کو ۲۴۸، بیٹھنا ۴۴، تلے دھرے ۵۶، گوریں پاؤں لٹکائے ہوئے ۱۱۵،
 حرف کا ۱۲، روٹھ ۲۰، پڑنا ۵۵، عکس ۶، بھول ۱۴، بالا ۹۵، دل میں گرہ ۱۳۴، ڈھنگ
 ۲۱۶، جانا لے ۱۲، قہم ۳۹، سرتے گزرتے ۱۶۶، آنکھیں مند ۲۰۹، گردن کو بھول ۲۳۸،

عزلیات

جودل کہ جلوہ گاہ ہوا اُس کے نور کا ہے | مشتاق وہ نہیں ہے محبتی طور کا
 آئینہ خیال میں ہے یا جلوہ گر | طالب پری کا ہوں نہ طلب کا جو کا
 زہن را عکس غیرتہ ہو اس میں جلوہ گر | یہ دل تو آئینہ ہے کسی کے حقو کا
 اہل شعور اُس کو سمجھتے ہیں بے شعور | جس کے تئیں گھمنڈ ہو اپنے شعور کا
 ابھی کہیں شباب تغافل کساں تلک | احوال ہے تنگ دلِ ناصبور کا
 نئے موسمِ خزاں ہے نہ گلشن میں باغ باں | اے عندلیب کیا ہے سبب تیر و شو کا
 تو ڈھونڈتا ہے جس کو دوشہ رگ سے ہرگز | جو شش خیال دل میں نہ رکھہ دور دو کا
 میں منتظر دید تیرے در سے نہ سر کا | ہے چشم کا حلقہ مری حلقہ ترے در کا
 تو لے تو چلا نامہ مرے سوز جگر سے | اللہ نگہاں ہے کبوتر ترے پر کا
 آویزہ لعل اور بنا گوش کو دبکھو | ہے ہر کے پنجے میں گریبان سحر کا
 غربت میں ہوئے جاے گہرا فشر شاہاں | آرام وطن سے نہیں کم رنج سفر کا
 عالم کا ہوا راہ مناسیح و لیکن | جوں سنگِ نشاں ہے نہ ادھر کا نہ ادھر کا
 یہ دونوں ہی ہو گئے ہدفِ ناکِ غمزہ | جودل کا ارادہ ہے وہی عزمِ جگر کا

دے تاب تری زلفت مری رشتہ جاں کو
 حسرت میں قدم یوں کی چشم نگراں ہے
 بے تاب کرے دل کو مرے تاب کمر کا
 ہر نقش قدم یار ترے راہ گزر کا
 ہستی کی بنا ہی تو بہا دیجیے خوش
 اب کے یہ ارادہ ہے مرے دیدہ تر کا
 دیکھے تیشہ جو کبھی تیری جفاکاری کا
 ۳ کوہ کن ہونو نہ دم مارے وفاداری کا
 چشم پر آب ہے لب خشک دماغ آشفہ
 اور عالم ہے غرض دل کی گرفتاری کا
 جاں فدا کر کے بھی شرمندہ ہوں بس تیری
 دل سلامت رہے اور درد غم عشق تباں
 مسکراتے مجھے دیکھ کے غیروں کے حضو
 اُس نے جب مول لیا دل کو مری اسے بخش
 ۴ کچھ اور ہی عالم ہے ترے تفتہ جگر کا
 جی میر میں گلزار کی تن کج نفس میں
 کافی ہے یہ رونا ہی مرا ہجر میں اُس کے
 ہیں دیر و حرم میں تو بھرے شیخ و برہن
 سرگشت نہ جو پھرنا ہی پڑا دشت میں خوش
 گر کوئی کٹا لے سر بھی ترے دیوانے کا
 ۵ مست رکھ یادیں اُس چشم کی تار و زرجا
 میرے دل کو بھی نہ ہوئے ہوں بوسہ اگر

حسن اور عشق کا نذر نہ ہوئے بیک
 بکوں نہ مضطر ہوں اسے دیکھ کے دیکھو تو ہی
 ہاتھ اٹھاتا نہیں اے یار جو بچھانے سے
 دل تری زلف سے الجھا ہوا گر شانے کا
 گو کہ مر جائے ترے عشق میں جوشش لیکن — شکوہ عورو جفا منہ پہ نہیں لانے کا

نہیں معتقد جو ترے دید کا ۲/۱ میں دیوانہ ہوں اس کی فہمید کا
 تعلق کسی سے نہیں عین حق یہ عالم ہوا اپنی تجھ کا
 خیال دو عالم ہوا دل سے دو یہاں و فراق جاہم جمشید کا
 ہم آغوش وہ مجھ سے ہو یا نہ ہو دو انا ہوں میں دید وادید کا
 یہاں نامرادی ہے عین مراد نہ ہو بار و رنخل امتد کا
 یہ کہے میں لیلے کے مجنوں نہ ہو ارم میں ہے گویا شجر برب کا
 ترا شعر جوشش تجھے ہے پسند — تو محتاج ہے کس کی تائید کا
 دیکھ کر حسن گل عذاروں کا ۲/۲ خسانہ ویراں ہوا ہزاروں کا
 آبِ نخلت سے ہو گیا سب دیکھ منہ تیرے بے قراروں کا
 شعاع طور ایک شعلہ تھا اس محبت ہی کے شراروں کا
 تیغ ابرو سے کر اشارہ قتل ہوں میں کشتہ ترے اشاروں کا
 دیکھیں گر اس کی چشم برفن کو ہوش اڑ جائے ہوشیاروں کا
 اس کی آنکھوں کو دیکھیں جوشش — منہ تو دیکھو شراب خواروں کا

اُس کو فرزانہ کہیں جو ہو دانا عشق کا ۷ ہے خدائی سے نرالا کا خانہ عشق کا
 جی رہے یا جائے اے ناصح جو ہونا ہو سوجھ
 یہ سر شوریدہ ہے اور آستانہ عشق کا
 پہلے دعویٰ عشق کا تھا پیش کش پھر سردیا
 کس طرح جلتا بھلا خاں درخس حرص و ہوا
 کوہ کن نے آخر آخر لوہا مانا عشق کا
 گر ہمارا دل نہ ہونا آشیانہ عشق کا
 مجھ ہی پر موقوف تھا تیغ آزار عشق کا
 کھائے جب شبِ بدیز بہت تازیانہ عشق کا
 دیکھ لے اپنے گریباں میں بھی تک سر ڈال کر — مجھ سے کیا پوچھے ہر ای جو شش ٹھکانا عشق کا
 پہلو میں مرے دل ہے طلبگار کسی کا ۹ وارستہ ہے عالم سے گرفتار کسی کا
 ہر چہ پٹکتے رہو سر دیہ و حرم میں
 لے شیخ و برہمن نہ ہو وہ یار کسی کا
 جزدرد و غم اس دہر میں مذاکر نہیں ہیں
 مطلوب کسی کو نہ طلب گار کسی کا
 ہرگز نہ ہو عشق کے بازار میں جوشش — غیر از غم و اندوہ خریدار کسی کا
 دل پھر اہم سے یارِ جانی کا ۱۰ کیا رُہا لطف زندگانی کا
 جس جگہ بیٹھے اٹھ نہیں سکتے
 زورِ عالم ہے ناتوانی کا
 آپ ہوتے ہیں کیوں خفا ہم پر
 کون خواہاں ہے مہربانی کا
 دیکھتا ہی نہیں کسی کی طرف
 کیا غم در اُس کو ہو جانی کا
 آہ مت پوچھو سرگرمیت مری
 سنا مشکل ہے اس کمائی کا
 مور کے گھر نلک تو لے جوشش — شوہے اپنی ناتوانی کا

حال اب تنگ ہے زمانے کا ۱۱ رنگ بے رنگ ہے زمانے کا
 نہیں کوتاہ اس کا دست طلب یہ گدا تنگ ہے زمانے کا
 ایک دم چین سے نہ کوئی رہے یہی آہنگ ہے زمانے کا
 سرکشوں کا رہا نہ نام و نشان زور سر جنگ ہے زمانے کا
 اے جفا کار دہریس تجھ بن کون ہم سنگ ہے زمانے کا
 جھوٹ میں نے کما تری ہاتھوں تافہ تنگ ہے زمانے کا
 چل نکل جلدیاں سے اے پوشش ڈھنگ بے ڈھنگ ہے زمانے کا
 اے بسبل لطف دیکھ اس سادہ رو کا ۱۲ نہ کر مسد کو رگل کر رنگ دبو کا
 نہ الفت نے مروت جی کے خواہاں بتوں سے کچھ نہیں چلت کسو کا
 غلط کہتا نہیں میں تجھ سے جوشش ق یہ ہے مسد کو ریسرے روٹر کا
 برہمن نے گلے سے تو رٹا زمار مصالے آگ میں زراہنے پھو کا
 زمیں پر پریشخ نے دے ماری دستار زرا دیکھا جو منہ اس خوب رو کا
 مزہ دکھاؤں تجھے یتری بے وفا کی کا چلا اگر نہ ہوئے مجھے پاس آشنائی کا
 و فور اشک نے افسوس آستان سے تڑکا مشاد یا ہے نشان میری جہہ مانی کا
 اسیر زلف رہا جب تلک یہ طائر دل خیال جی میں نہ گزرا کسبھی الٹی کا
 وہی بہ دل نہیں مٹا کسی کی آہ و فغاں گلہ نہ کیجیو نالے کی نارسانی کا
 کر آشنائی تو پائے ہی دل سے دیوانے جوتیرے جی میں ارادہ ہو آشنائی کا

ہر ایک خارِ مِیاباں رکھے ہو نوکِ بَناں
 خیالِ یار میں رہتا ہوں محوئے جوشِش — نہ فکرِ وصل ہے مجھ کو نہ غمِ جدائی کا
 گلہ کرے جو کوئی اُس کی بے دفائی کا ۱۲
 نہیں سپہر کے آئینے میں یہ جلوہ مہر
 عجب نہیں کہ مزارِ اُس کا سنبھلتا ہو
 نہ ہی نہ تجھ میں زری چرب و زری گفتا
 اسی کا آئینہ بجدہ ہزارِ عالم ہے
 تری کشش نے لیا کھینچ دل کو بے جوشِش
 یہ سمجھے دیکھ کے ہم سوزِ شمع و پرِ آ
 ہوا ہے کا کل مشکیں پہ جیسے اُس کا گزیر
 اسیرِ دامِ خط و زلف ہو گیا ہے دل
 رکھے ہے انسرِ شاہی پہ خرابے جوشِش — ہمارے سر پہ یہ کا سہ جو ہے گردائی کا
 جیسا کہ دل پہ زخم ہے اُس کے خدنگ کا ۱۵
 ہنس ہنس کے تند خوئے مجھے دیوے ہو گایا
 چھتر کا کبھی نمک نہ دلِ ذراعِ دارِ پر
 دیوانوں کے بدن پہ عجب کچھ بار ہے
 لے شیخِ بی تو دیکھ تنگ تو شرابِ عشق

یہ مجسما ہے ہماری برہنہ پائی کا
 یہ چاہیے کہ نہ لے نامِ آشنائی کا
 پرِ طے عکس ترے پنجہ رحمتی کا
 جو کوئی مارا ہو زلفوں کی کج ادائی کا
 یہ طور کس نے سکھایا تجھے دکھائی کا
 غرض وہی ہے سزا دارِ خود نمائی کا
 دگر نہ مجھ کو بھر دسا نہ تھار سائی کا
 شبِ وصال سے ہر ترے دنِ جدائی کا
 نسیمِ باغ کا شیوہ ہے مشکِ سائی کا
 بغیرِ جان دیے ذکرِ کیا رہائی کا
 ہمارے سر پہ یہ کا سہ جو ہے گردائی کا
 گلشن میں ایک گل نہیں اس آبِ رنگ کا ۱۶
 کس نے سکھایا اسے یہ طورِ جنگ کا
 حدیے نمک ہے حسنِ بتانِ فرنگ کا
 خداں بہ رنگ گل ہے ہر اکِ خمِ رنگ کا
 عالمِ جدا ہے اُس کے نشے کی ترنگ کا

اُس شعلہ رو کے وصل کی شب یاد آگئی — دیکھ جنطراب شمع پہ جوشش تیزنگ کا
 دل میں ہر چند ہے خیال اُس کا ^{۱۶} نظر آتا ہیں جمال اُس کا
 وہ جو ہفتی بے خودی سوہے موجود — مجھ سے کم نہیں وصال اُس کا
 ہو چکا ہے جسکے پسند شدہ — دل کو مانگے ہے خط وصال اُس کا
 شیخ اگر سائے ہوسنتوں کے — نظر آجائے سب کمال اُس کا
 ہم پڑے اک زوال — میں جوشش — دیکھ کر حسن بے زوال اُس کا
 اُٹھائے طیب جائے آرام ہو چکا ^{۱۷} — مڑتا ہوں کوئی دم کو مرا کام ہو چکا
 اب بھی کہیں اٹھائے گا چہرے سے دامن — معسورہ نوشکا سے یہ دامن ہو چکا
 دینا تھا اُس کو دل سولیا اُس نے نامبر — اب میرے اُس کے نامہ و پیغام ہو چکا
 اب مجھ سے ہو سکے ہے کوئی ترک عاشقی — رسوا ہوا جہان میں بدنام ہو چکا
 آغزار ہی میں اس کے مرا جی بھل گیا — معلوم کا عشق کا انجام ہو چکا
 جوشش عیش ہے منت سانی زدگا — معسور زندگی کا مری بام ہو چکا
 ظالم نہیں علاج کہیں اس گزند کا ^{۱۸} — دل پر لگا ہے نوشش ترے نوش خند کا
 گو ہوئے اس سے کنگرہ عرش تک گزیر — بہتر ہے کاٹنا ہی ہوس کی گند کا
 مان نہ شمع سوز محبت کے ہاتھ سے — جلنا ہی ہے شعاع مرے بند بند کا
 بجھتا سا ہی جو طیب کہ ہو در آشنا — وہ ہی کہ علاج دل دزدند کا
 دل آتش فراق سے بھاگے نہ کس طرح — ٹھہرے ہے آگ میں کوئی دانہ پسند کا

کوئی کسی کے شعر کو مستان نہیں یہاں — جو شمش یہ شور ہے تری فکر بلند کا
 ہماری آہ کے صدمے نہیں اٹھانے کا ۱۹ — یہ چرخ بام کہن ہے کسی زمانے کا
 یہاں تو خواب ہوئی اسیر باغِ برکت سے کسے خیال ہے یزید کی گلی سے جانے کا
 نہ پھولتے ہیں شگوفے نہ نعتیں گھلتے ہیں جسم میں شور پڑا کس کے ٹکڑے کا
 نہ چھیڑ سونے دے قاتل کو تیرے تلے حصولِ کچھ نہیں اس نعت کے ٹکڑے کا
 یہ راستے میں نہ چھوڑے گا گنجِ روی اپنی کیفیتِ چرخ ہے مستانِ تازیانے کا
 یہ طفلِ اشک نہ چھوڑے گا دامنِ خوشن — خیال کچھ یہ گز نہ دل لگانے کا
 سر اُس کی تیغ سے جب تک جدا نہ ہوگا کسی طرح سے حق اس کا ادا نہ ہوگا
 تمھاری زلف جو آشفتمندی پہ نازاں ہے صبا سے حال ہمارا سنا نہ ہوگا
 بغیرِ زناخِ شمشیر یا عقِ دُور ہزار کیجیے تدبیر دانہ ہوئے گا
 کبھی کسی سے ہوا ہوتا ہم سخنِ مہنس کر یہ اتفاق تو بیادِ ہوانہ ہوئے گا
 کل اُس نے تیغ کے غیروں میں کی مگر مجھ پر یہ بتر کس کے جگر میں لگانا ہوئے گا
 اگر یہی ہیں جفا کاریاں تری ظالم کوئی کسی سے کبھی آشنا نہ ہوئے گا
 دلِ دبیر ہی پہ آفت نہیں فقطِ جوش — جو ہے ترا یہی رونا تو کیا نہ ہوئے گا
 جیتے ہی ہونٹ کی تدبیر کر سکے گا ۲۰ — وہ ہی سرِ یم دل کی تعمیر کر سکے گا
 غافل ہے زلفِ تیری کیوں ہم سے کوئی اس سودا یوں کو تیرے زنجیر کر سکے گا
 لے جنگ جو کسے ہم منصفِ بدیں جاں میں ثابت کوئی بھی میری تقصیر کر سکے گا

زور آوری طالع گو ہو پر اُس کے دل میں
 کب مالہ نصیفان ناما شب کر سکے گا
 نامہ جو تو لکھے ہے اُس بے وفا کو بخشش
 احوال سوز دل کا تحریر کر سکے گا
 غیروں ہی یہ تو ستم کرے گا ۲۲
 ہم پر نہ کب بھوکرم کرے گا
 ہم سا ہی دو ہو گا سادگی میں
 با در جو تری قسم کرے گا
 گزربے گا وہی تری گلی سے
 اس تیغ دزد دم کا تیر و زخمی — آرام نہ ایک دم کرے گا
 ہم یہ سونظم دستم جو رو جفا کیجیے گا ۲۳
 عشق میں اپنی مجھے موت نظر آتی ہے
 یہ وہ آزار نہیں جس کی دوا نیچے گا
 دوا ہوئے نبیؐ و گل صبح نماز ہوئی
 چشم محسوس کو ٹٹک اب بھی ڈال کیجیے گا
 ہنرے کہلاتے ہیں راضی بہ رضا ہیں بخشش — ہوگی جو اُس کی رضا وہ ہی کیا کیجیے گا
 مدعی کی ہے جو کچھ چال سو کیا چھوڑے گا ۲۴
 کچھ نہ کچھ پھر بھی تجھے یا رکھا چھوڑے گا
 جی رہے یا نہ رہے یا رہے یہ دیوانہ
 شیخ مت جائیو اُس زند قدح خوار کے پاس
 اپنی چھاتی سے تجھے آج لگا چھوڑے گا
 در نہ تجھ کو بھی کوئی گھونٹ پلا چھوڑے گا
 مت کرو منہ نہ مانے گا بطیب ناداں
 آپ ہی گھبرا کے ہماری وودا چھوڑے گا
 جب نلک جی نہ نکل جائے مرا گھبرا کر
 دام سے مجھ کو نہ صیت ادرا چھوڑے گا
 باز آتا جو نہیں کوچے سے اُس کے یل
 کالیاں ہی مجھے اک روز کھلا چھوڑے گا
 گز رہی غم ہے یہی درد و الم ہے بخشش — شعلہ آہ مرے دل کو جلا چھوڑے گا

مہر بانی سے مرے پاس اگر آئے گا ۱۵ قتل کرنے ہی کا سامان دو کر آئے گا
 لے لیا دل کو مرے ایک نگہ میں جس نے یا اہلی کہیں وہ پھر بھی نظر آئے گا
 اس نے تو باج لیافت نہ زوراں تجھ سے اور کون ایسا ہے جو اس سے بڑا آئے گا
 اُس کے کہنے پہ نہ جا غصے میں ہر اے بخش — گو کہ کہتا ہے نہ آؤں گا مگر آئے گا
 کیا فکر تو کرتا ہے اس فکر سے کیا ہوگا ۱۶ ہوئے گا وہی جو کچھ قسمت میں لکھا ہوگا
 شمشیر تری کیتا ہے عقدہ کشائی میں یہ عقدہ دل دیکھیں کس طرح سے وا ہوگا
 ہم جلوں کی باتیں بھی کچھ جلتی ہی جلتی ہیں کیا خاک دو دیکھے گا دل جس کا کچھا ہوگا
 جس طرح کے ہم روا ہیں عشق کے وادی میں اس طرح تو یمنوں بھی رسوا نہ ہوا ہوگا
 آغاز تو ہے یہ کچھ جو ضلوع میں رسوا ہوں انجم محبت کا کیا جانے کیا ہوگا
 یا و آیا ہے اک مطلع پڑھتا ہوں میں اے بخش ان قابلوں میں ایسا مطلع نہ سنا ہوگا
 جس نے تری آنکھوں کو ٹانگ دیکھ لیا ہوگا ۱۷ وہ مر ہی گیا ہوگا ہرگز نہ جیا ہوگا
 گردوں تری بخشش کی کیا بات ہو پر ہم کو جب تو نے دیا ہوگا آزار دیا ہوگا
 مت منہ کر داس کو گر قتل و دزدانی ہے ایسا ہی گستاخ اس کا کچھ ہم نے کیا ہوگا
 پُر زہ ہی نظر آیا ہوگا مرے ہاتھوں سے اس جیب کو لے نا صبح جب تو نے سیا ہوگا
 کیا شیخ دیہن نے کیا گستاخ مسلمان نے تیرے خیم ابرو کو سجہ رہی کیا ہوگا
 کیا خاک دو دیکھے گا اس عشق کی مستی کو خوناب جسگر بخشش میں نے نہ پیا ہوگا
 مرے جب تک کہ دم میں دم رہے گا ۱۸ یہی رونا یہی ماتم رہے گا

کہاں تک یہ دردِ حسنِ ظالم ہمیشہ کیا یہی عالم رہے گا
 یہی سوزِ شمعِ داغوں کی تو کیوں کر سلامت چنبہ مرہم رہے گا
 جدا جب تک ہولے بے درد کھڑے یہی درد اور دل باہم رہے گا
 اگر یہ ہیں رہے گی حیرتِ عشق اگر یہ دیدہ نم نم رہے گا
 بہ رنگِ شبنم آ کر قسطِ ہُ عشق — ہماری ہر مژدہ پر جم رہے گا
 اس طرت تو نہ تجھے زور نہ زبر کھینچے گا ۲۹ جہز بہ عشق ہی کھینچے گا اگر کھینچے گا
 وہ طلب گا رہے دل کا مجھے بوسے کی طلب حسن اور عشق کا جھکڑے پشیر کھینچے گا
 خسر و حسن نے گوئی ہے نگہِ دامت لے یک قلم چسپے پہ عاشق کے لفظ کھینچے گا
 ہم سے قلاشوں سے ملنے سے تجھے کیا حاصل تو لے گا اُنھیں سے جن سے کہہ رہے کھینچے گا
 یارِ طنباجو ہو منظور تو ملے ورنہ آب و دانہ مرا کیا جانے کدھر کھینچے گا
 قدر آرام و وطن ہوگی اسی کو معلوم جو کوئی میسر ہی طرح رنجِ سفر کھینچے گا
 حسرت و صل میں مر جائے گا لیکن جوشن — منتِ غیر نہ یہ خاک سر کھینچے گا
 تیرے دیدار سے محروم اگر جاؤں گا نہ یاں تلک روؤں گائے یاد کہ مر جاؤں گا
 کوچہ یار سے رزنا میں اگر جاؤں گا ایک عالم کو ر لاؤں گا جادھر جاؤں گا
 نا صحو عشق سے کیوں اتنا ڈرتا ہوں مجھے میں ڈرانے سے عمارت کوئی ڈر جاؤں گا
 اس قدر زنا نے نہ کر لے دلِ ناداں مجھ پر — اُس جفا جو کے ابھی جی سے اُتر جاؤں گا
 پنہاں تھا حسن یار نمودار ہو گیا آتے ہی خط کے سبز یہ گلزار ہو گیا

اپنا تو کچھ گناہ نہ آیا ظہور میں
 ہوتی نہیں کسی کی دعا مجھ کو سود مند
 اس وقت دیکھتا ہوں ٹیپ بیچ ذاتیں
 عاشق ہوں مجھ کو مارے کوئی یا برا کہے
 آیا جو یا د حلقہ زلف بتاں مجھے
 سر گر مظلوم دیکھ کر اس خود پسند کو
 عکس رو سے اس کے گھر آئینہ خانہ ہو گیا
 یاں تک سجدے کیے ہم نعرہ در پر کہ دست
 زلف کا اس کی تصویر رہ گزرا عشق میں
 ہم نوالہ ہم پیار ہم سخن ہم بزم تھے
 مرنے والا ہی تھا یہ بیمار اس کی چشم کا
 ہاتھ تاتل کا مرے خوں سے نگار بن گیا
 خوبی قسمت کہ صبح وصل جب پہنچی قیبر
 غیر مبتابی نہیں اس کو کسی سے دوستی
 بھول ہی جائے گا یہ روزہ نماز سے شیخ جی
 شعر جو بڑھتا نہیں تو ہر کسی کے روبرو
 جب عشق میرا شہرہ آفاق ہو گیا ۳۴ اک عالم اس کے حسن کا مشتاق ہو گیا

کیا بات ہو گئی کہ دو دہیز ہوا ہو گیا
 یارب مجھے یہ کون سا آزار ہو گیا
 زلفوں میں تیسری کون گرفتار ہو گیا
 سب کچھ مرے مزاج پہ ہموار ہو گیا
 ہر داغ دل کا مانفہ تاتا مار ہو گیا
 جوشش یہ دل بھی دریے آزار ہو گیا
 ۳۲ ہر طرف دیکھ اپنی صورت کو دوانا ہو گیا
 دشمن اپنے سر کا تیسرا آستانہ ہو گیا
 تو سن ہمت کا اپنے تازیانہ ہو گیا
 اس کا یکا افسوس اک وہ بھی زما ہو گیا
 اک مرض بھی موت کا جوشش بہانہ ہو گیا
 ۳۳ ایک تو رنگین تھا ہی اور رنگیں ہو گیا
 مانع دیدارِ جاناں خواب سنگیں ہو گیا
 کار گر جس دل میں تیرا جھمکے ہو گیا
 جب تمہارے سامنے وہ آفت دیں ہو گیا
 ان دنوں جوشش مگر مشتاق تھیں ہو گیا
 ۳۴ اک عالم اس کے حسن کا مشتاق ہو گیا

کس سے ہوئی ہے دوستی ایسی کرانوں
 یاں تک رہے جدا کہ ہمارے مذاق میں
 کیا ہو گیا کہ اتنے ہی خط کے دونوں
 مرنے سے کام کیا ہے جہاں آئی بے خودی
 جوشش انہیں کو بس نظر آیا جمال حق — دل کا جنھوں کے آئینہ براق ہو گیا
 وہ کمال ابرو دراجب ہیں برابر ہو گیا $\frac{۳۵}{۵}$ چھوٹے تیس رنگہ دل میں ترازو ہو گیا
 پاس میرے آگے جب بیٹھا زیب اس کے حضور
 درددل تو تھا ہی اس پر درد پہلہ ہو گیا
 دیکھتا ہوں آج ہے ہر موج کا دل سقراط
 سر در عمت کون سا اگر لب جو ہو گیا
 جی اگر چاہے تو مل مجھ سے نہیں نجات ہے
 کیا بر ا ایسا کہا تھا جو خفا تو ہو گیا
 رفتہ رفتہ بندگی میں لف کا فکیش کی — تھا تو یہ جوشش مسلمان ایک ہند ہو گیا
 آیا ترا خیال خور و خوابے گیا $\frac{۳۶}{۶}$ دل سے ہمارے عشق کا اسباب گیا
 وہ ماہ بھر کے جام مے ناب لے گیا
 اک دم میں آفتاب کو ہتھکے گیا
 ہم روئے لگ گئے خیم ابرو کو یاد کر
 سجدے کا شوق جب سوئے محراب لے گیا
 شوق نظر رہ میں سبر دیوار یا ترک
 آنکھوں کو میری اشک کا سیلاب لے گیا
 اک بار دیکھنے نہ دیا اس کو بھسے نظر
 سو بار اس ملک دل بیتاب لے گیا
 جب روئے معذرت میں تو سیلاب اشک کا — جوشش غبارِ خاطر اجباب لے گیا
 کس وقت خشک دیدہ نم ناک ہو گیا $\frac{۳۷}{۷}$ کب گر دغم سے دامن دل پاک ہو گیا

جوں شانہ دست رس نہ ہوئی رلفت یار
 صبر افگنی تو تہرے اُس شہ سوار کی
 اے شیخ ہم نہ کہتے تھے تجھ سے شراب پی
 پوشش نہ پوچھ مجھ سے کچھ اس خاک راں کی تپا
 ہر چہ سو جگہ سے یہ دل چاک ہو گیا
 جو آگیا سو بستہ فتہ اک ہو گیا
 آخر تو سوکھ سوکھ کے مسواک ہو گیا
 آیا جو کوئی یاں سو تہ خاک ہو گیا

میں ہی نہ کچھ دیکھ اُدھر رہ گیا
 تیغ نگہ نے نہ کیا کچھ قصور
 دیدہ و دل لے گئی سیل بزرگ
 قتل کو آیا یہ مری بے کسی
 اٹھ گئے پوشش سبھی اس بزم سے
 بھول پڑا ایک جو ادھ را گیا
 بھول گیا پائے نیس عشق میں
 یار نے منہ پھیر لیا جس گھڑی
 روز ہی ملتا ہے ستم گارے
 دیکھنے پائے نہ گئے بھر نظر
 اشک کے ہم راہ دل تک پہ گیا
 وہ جو آرزو ہے مجھ سے اس قدر
 یا تیرے ظلم میں وہ لطف ہے
 جس کی پڑی اُس پہ نظر رہ گیا
 دماغ کی دل زدک سپر رہ گیا
 جفت کہ سینے میں جگر رہ گیا
 دیکھ کے وہ ترک سپر رہ گیا
 تو ہی نہ را خاک بہ سر رہ گیا
 آج تو مدت پہ نظر آ گیا
 خوب ہی آیا میں جدھر آ گیا
 سامنے یہ خاک بہ سر آ گیا
 دل کو مرے زور ہنس آ گیا
 ہو چکی شب وقت سب آ گیا
 ایک یہ دماغ جدائی رہ گیا
 کوئی بدگو کچھ تو اس سے کہہ گیا
 جو نہ تھا سہنے کے قابل رہ گیا

جوں کتاں لاکھوں ہو دل چاک چاک — جس طرف جوشش دو رشک سے گیا
 اُس کا خدنگ دل سے جگر سے گزر گیا ۱۱ اک تیر تھا کہ صاف جگر سے گزر گیا
 نالہ ہمارے دل کا صدا جس کی طرح مشہور تو ہوا پہ اثر سے گزر گیا
 دامن و آستیں سے میں رو کوں کہاں تک اب ضبط اشک دیدہ تر سے گزر گیا
 جوشش رد طلب میں دل گرم رد مرا — ایسا گیا کہ اپنی نظر سے گزر گیا
 رخسار پر ترے خط شب رنگ آگیا ۱۲ آئینے میں صفائے رہی رنگ آگیا
 چلتی جو دیکھی تیغ ناکہ اُس کی ہر طرف بے اختیار مرنے کا آہنگ آگیا
 یارب وصال یارب ہوا بیا وصال ہو — دست غم فراق سے میں تنگ آگیا
 تجھ سے ظالم کو اپنا یا کر کیا ۱۳ ہم نے کیا جبر اختیار کیا
 مثل سیاب بے قرار رہے ایک جا ہم نے کب قرار کیا
 آنکھیں پتھر آگیں اسے شکیل دل یاں ملک تیرا انتظا کیا
 تو جو کہتا ہے جلد آؤں گا میں نے کیا تیرا اعتبار کیا
 جیب تو کیا ہے نا صحو ہم نے چاک سینے کو بچھہ دار کیا
 نظر آئے قیاس سے باہر دل کے زخموں کو جب شمار کیا
 آتش عشق نے بہ رنگ سپندہ دانہ دل کو بے قرار کیا
 تو دفا سے نہ در گزر جوشش — اس نے گویا اختیار کیا
 صبح کی طرح جو کل چاک گویاں کیا ۱۴ داغ نے ہر درخشاں کو پشیمان کیا

سوختہ جانوں پہ کیا عشق نے احسان کیا
جس لوہ عالم میں جب بے مہر درخشان کیا
فوج عسکرہ نے کمر باندھی ہو کس پر سچ کہ
کوہ و صحرا و بیابان کو ڈبو یا ایک لحنت
اور کیا پاس مرے سے جو کردں تجھ پہ نثار
کا و شش ما جن نعم سے گل و بلبل پیغفا
میں ہوا نحو مساشے جمال رخ دوست
جس لوہ گردل میں ہوا جب مرد و نہنگ چن
سراٹھا سکتے نہیں بارِ فجالت سے ہم
زمزم ساز ہی اعبار ملے محلو ظاہر
تو نے جو ترک شیوہ جو ردِ عفا کیا ۴۵
کس نے کہا ہے تم سے جو بطن ہوئے ہونم
غیروں سے تجھ کو رات رہیں گرم پوشیاں
دیکھا نہ تجھ کو اک نعلیٰ فرسکِ مانتاب
کل پھول پھول بیٹھے تھے گل سارے باغ میں
قابل اسی کے تھا کہ ہو سو کوٹے سنگِ دل
جو شش غزل سرائی سے تھا ذوقِ جنِ نون —

شمع کی طرح جلا بے سرو سامان کیا
تو نے ہر ذرے کو جوں لعل بخشان کیا
گھر تو ہر گسر و سلمان کا ویران کیا
پچشم تر تو نے تو اس مرتبہ طوفان کیا
دین و ایمان و دل و جاں کو تو قربان کیا
اس نے سینے کو مرے رشکِ گلستان کیا
مشل آئینہ مجھے عشق نے حیران کیا
میں نے گھر بیٹھے ہوئے سیرِ گلستان کیا
اپنے فعلوں نے ہمیں سخت پشیمان کیا
طرف جو شش کے نہ اُس گل نے کمی کان کیا
کیا آئی تیرے جی میںستم گر یہ کیا کیا ۴۶
کس کے حقیر رہم نے تھا را اکلہ کیا
میں شمع دار سے تیرے جلا کیا
کو پے میں تیرے صبحِ ملک میں پھر کیا
مر جھا گئے جو بندِ رقتا تو نے واکیا
توڑا جو تو نے شیشہ دل کو بھلا کیا
طولی کا ہونٹ نطق ہمارا طای کیا

دے کے دل بچپانے سے جوتا ہے کیا ^{۴۶} ہونی بھٹی سو ہو چسکی روتا ہے کیا
 گاشن دنیا ہے مزارع یا س کا دانہ اُمید یاں روتا ہے کیا
 چبھتی ہوگی پس کھڑی لے نازیں سیج پر پھولوں کی تو سوتا ہے کیا
 شج جانے کی نہیں بوسے ریا خرقہ سا بوس کو دھوتا ہے کیا
 اس قدر راتوں کو لے جوشش نہ ^{۴۷} نیند لوگوں کی بحث کھوتا ہے کیا
 شہرت نہ بھٹی جب تیری کوئی اور کدھر تھا ^{۴۸} میرا سر سودا زدہ تھا اور ترا دھتا
 سرگشتہ ترے واسطے یہ خاک بہ سرتھا یہ کہہ دل گم گشتہ کہاں تھا تو کدھر تھا
 کس لطف و کرم سے متوجہ وہ ادھر تھا جب آہ میں تاثر تھی نالے میں اثر تھا
 پڑتے ہی نظر یا ترے تر مرہ پر سینے میں جو دیکھا تو نہ دل تھا نہ جگر تھا
 روتے تھے جو کل یاد کر اس کے لب نہ نذاں — جوشش مرے داماں میں بھر اعلیٰ دگر تھا
 وہ زمانہ کیا ہوا جو مرے گریے میں اُٹھا ^{۴۹} یہی چشم خوں نشاں تھی یہی دل ہی مگر تھا
 نہ نلوں کبھی میں اس سے نہ دکھاؤں غیبت مجھے آشنا نہ کرنا یہی مدعا اگر تھا
 قسم یہ ہے مجھ کو ہمیں جن دنوں تھی نفرت بہ جز اپنے اس گلی میں کسی اور کا گر تھا
 نہ گریے تھے پارہ دل نہ بہا تھا ادا کیج رہے لعل بے بہا تھا نہ یہ دانہ گہر تھا
 رہ عشق میں تو جوشش قدم طلب کے رکھتے — یہی آہ راہ پر تھی یہی اشک ہم سفر تھا
 جب دل بردل دار تھا خوش چشم خوش نیا تھا ^{۵۰} یاروں ہی کا وہ یار تھا ایسا سے سزا تھا
 جس روز تیری یاد تھی بے تابانی دفریا تھی یہ بے نصیبی شا دھتی میں زلیت سے سزا تھا

دے دن بھی کیا لے جان تھے تم برابر احسان
 جب تک کھڑے لے یا رہتے ہم طالبِ دیدار
 آپس میں کل یہ گل زحان مل کر کے بیٹھے تھو جہاں
 یا دینا گوشِ صنم جب تھی ہیں روتے تھے ہم
 مارنا تلوار لے خونِ خوار کب در کار تھا نہ
 لغزشِ پانچس برداروں کی میرے کچھ خلق
 بواہوس تو ٹل گیا تیور ہی بدلے دیکھ کر
 سبزہ خط کو مست دیا تو نے کیوں لے ڈنکا
 تھا پرستاروں میں لٹ و خط کے جب تک مل مرا
 ہجر کی راتوں کا جو شش حال مجھ سے کچھ نہ بچھ
 قیس پھرتا جو رہا دشت میں دیوانہ تھا ۵
 اتنا اظہارِ ستم آج بحث کرتے ہو
 آہ اس سنگِ حوادث سے مرے پہلو میں
 ناحق ایسا نہ ہوا خونِ دلوں کا پامال
 مدعی سمجھوں ہوں جن جن کو میں اب تیرے لیے
 ان دنوں عشق سے دل ٹوٹ گیا ہے درنہ
 کیا ہوئے آہ وہ ایام کہ ہم اے ساتی
 ہم بزمِ ہم ہر آن تھے دشمنِ ذلیل و خوار تھا
 با چشمِ تر خونِ بار تھے کوچہ ترا گلزار تھا
 یہ عاشق بے دل وہاں آنکھوں میں کی نہ کھتا
 دامن میں اپنے ایک قلمِ چشش دیشہوار تھا
 جو ترا میر نگہ تھا دل سے میرے پار تھا
 بوسچھے ہے یکس کی چشمِ مست کا بیسوار تھا
 یار کی تیغِ نگہ کا تو یہ پہلا وار تھا
 زخمِ دل بہر تو بجای مرہمِ زنگار تھا
 درپے تسبیح کب تھا طالبِ زمار تھا
 خواب میں تھے میرے طالع اور میں بیدار تھا
 اُس کو لیسے اسی کے دروازہ پہرجانا تھا
 روزِ ازل ہی تجھیں ہم نے تو بچا تھا
 چور وہ شیشہ دل ہے جو پری خانہ تھا
 اُس کی زلفوں کو بہ آہستگی سلجھانا تھا
 دوست اپنے ہی تھے سب کیا کوئی بیگانہ تھا
 مے الفت ہی سے لبِ ریزہ یہ پیسا نہ تھا
 مست دے خوار تھے آباد یہ مے خانہ تھا

مرنے ہی مرتے بچا جو وہ تری دوری سے — یار جوشش کی عبادت کو بچھٹا تھا
 اگر جنت ہی کچھ ہے تو کوس یار بہتر تھا ۵۲ ترے سایے سے طوبی سایہ دیوار بہتر تھا
 اجل ہر وقت اپنے دست و گریباں بچھ رہتی ہے
 ادا جہاں تباہ کی جنبش ابر و تماشا ہے
 ترجم کی نگاہوں نے تو ہم کو ذبح کر ڈالا
 قریب مرگ پہنچا یا ہم آغوشی کی حسرت نے
 بلکہ غمزہ مرہ رب قتل کے حربے تھے ان میں سے
 لب ہر زخم سے قاتل صدا نکلتے ہی یہ مردم
 بہ رنگ شمع جوشش رونق برم فنا تھے
 ٹرے یاں سخن بیشہ فرادہ لکھتا تھا ۵۳ سدا ایسے آب تیشہ فرادہ لکھتا تھا
 گرایا تو نے آب تیشہ اس کے نخل قامت کو
 لگا تھا قصر شیریں ہاتھ جب پڑنے کے دل
 عجب صورت کا تھا گوہر حمل بے نتوں جوشش — کہ ہر سنگ اس کا پاس تیشہ فرادہ لکھتا تھا
 وہ نا آشنا نکلا جو آشنا تھا ۵۴ اچھٹا ہے یہ کیا ہوا اور کیا تھا
 دل گم شدہ کا بچھ کیوں نہ عم ہو
 وہ اپنا ہی تو تھا بھلا یا برا تھا
 اسی واسطے مجھ کو پسند آیا تھا
 یہی سوچ کر اب جیواں پیپ تھا

طلسمِ جہاں جا عبرت ہے جوشش قیاسِ جہیں تخت و تاج و لوا تھا
 انھوں کا یہ احوال ہے آنکھ منہ سے — جو دیکھا تو اک دم میں سب کچھ ہلوتا
 شب کسے آنا ادھ منظر تھا ۵۵ خسانہ دل جلوہ گاہ نور تھا
 بھٹی ملاقات اُس کے تیروں کی ملائم ساغرِ دل حوں سے جب معمور تھا
 تیری مرضی گر نہ ہوتی بے وفا روکتا دربان کیا مقدر تھا
 مہر کل منہ پر نہ اُس کے آسنا حسن پر اپنے بہت مغرور تھا
 اتنی دل داری مری بھٹی کیا ضرور جہان ہی لینا اگر منظور تھا
 سامنے ہوتے اسی تیرے نگدل شیشہ دل میرا چکنا چور تھا
 اپنے جوشش کی عیادت بھی نہ کی — یہ مردت سے تمھاری دودھ تھا

جا کے دیکھا میں ارم میں تو وہ کیا تھا کہ نہ تھا ۵۶ ایک کوچ کا ترے یار مزہ تھا کہ نہ تھا
 خونِ عشاق سے آسودہ کیا کیوں تونے یار ہاتھوں میں ترے رنگِ خاتھا کہ نہ تھا
 کل تیری بزم میں حاضر تھے بھی اے ظالم لیکن ایک یہ ہی گنہ گار تھا کہ نہ تھا
 ہو کے جوشش تو گرفتار مزہ کچھ پایا — ہم نے تجھ سے جو کہ تھا سوا تھا کہ نہ تھا
 جن دنوں سینہ ہمارا جلوہ گاہ نور تھا ۵۷ یہ تجلی خیز دل خجستہ وہ صد طور تھا
 کیوں نہ شاکی ہو نیازِ عشقِ نابرجہ سے لے کے دل کو پھیر دینا کون سا دستور تھا
 بھٹی میسر جا چسپی جیت تک اُس نے نوٹس بنے خودی کی سے میرا جامِ دل معمور تھا
 مجھ پر جو گزرا تم سے سننے میں کیا آیا نہیں شہرہ آفاق تھا یہ ماجرا مشہور تھا

لگ گئی کس کی نظر یاد و صحبت کیا ہوئی
 رات اس کی بزم میں لے جگر پر اسے طلیب
 غیر کو تلواریوں دی تو نے اپنے ہاتھ سے —
 قتل جو شش کا اگر ظالم مجھے منظور تھا
 کیا ہوئے وہ دن کہ ملک ل خراب ہوا تھا ۵۸
 دردتھا غم تھا الم تھا تارہ نہ فریاد تھا
 قسموں سے قہر شیریں ہاتھ خسرو کے لگا
 جن دنوں منظور تھا اس بے وفا کو تھا
 جوشن خود رفتہ سے احوال شک کچھ نہ پوچھا —
 اپنی تیس بھولا تھا وہ لیکن اسے تو یاد تھا
 یاں مدنی اپنا کسے لے یا رہ دیکھا ۵۹
 ہے کون جسے تیرا طالب گار نہ دیکھا
 سو توں کو جگا یا مرے نالے نے عدم میں
 ظالم ترے پیر دل ہی کے پیکاں نظر آئے
 اک عمر ہوئی بیختے اس دل کو دیکھ
 بس کی بھی آنکھوں میں ہوا فاجہیں ہیں
 کل بزم میں سب پر نگہ طفت دکو مٹتی
 جرجیشم تباں نے کدہ دہریں جوشن —
 ہم نے تو کسی مسیت کو شیار نہ دیکھا
 ہر جیم حساب دار کو دیکھا ۶۰
 ہستی کو نہ پایدار دیکھا
 جوں شیشہ ساعت اس بیاں میں
 دہ مست غرور تو نہ بولا
 دد دل کو نہ بے غبار دیکھا
 سو بار اُسے گو پکار دیکھا

مضطر نہیں جس میں فقط دل اس جی کو بھی بے تسوار دیکھا
 ہوں شمع حرم کشت دل میں رخت جلوہ رو سے یار دیکھا
 ہم مر بھی گئے پہ تو نہ آیا بس ہم نے ترا تسوار دیکھا
 ہر آن ہے غرقِ جسم معنی — پوشش کا عجب شعار دیکھا
 یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھا ۱۰ میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھا
 لے کے نہرا نقد جاں و نہ ہوا ہزار زر تو لفظ سہرا گیا زد بھی کر دیکھا
 یار یہ کیا ناز ہے کون سا انداز جان ہی ہے چھوڑنا تک بھی دیکھا
 چھوٹیں گے پوشش سبھی بوجہ نہ لگا کوئی — سنجے کا جس گھڑی یاں سے سفر دیکھا
 تری زلف کا عقبہ جیسا ہوا ۱۱ سے سر سے اک فننہ برپا ہوا
 لگایا جی بھی اس کی زلفوں کو ہاتھ لگا کہنے کیسا تجھ کو سودا ہوا
 طلب کرتے ہوسہ دد دل لے گیا عجب طرح کا یہ تمسا شا ہوا
 نہ ترپے نہ سکے نہ مہلے سکے تری تیغ ابرو کا مارا ہوا
 فرے جو ہر تیغ کا کیا قصور نصیبیوں میں جو کچھ لکھا تھا ہوا
 و نہ تا مہرباں مہرباں ہو گیا اچھاپے یہ کیسا تھا اور کیا ہوا
 سناں حشر سے ڈراتا ہی کیا یہ نیسہ تو ہے دیکھا پھار ہوا
 بس لے نیشہ نعم نہ کر کاوشیں یہ دل کیا ہوا سنگ تھا را ہوا
 یہ دولت تری عشق پوشش تیس — نہ تھا جو گوارا گوارا ہوا

غش آگیا دوسا نے میرے جہاں ہوا ۶۳۔ مجھ کو دصال یار میسر کساں ہوا
 بے طاقت اس قدر بہ دل نا توں ہوا حریف توں بھی اس کی زباں پر گراں ہوا
 جی تک بھی دے چکائیں اسے بہر حق اس لیکن نہ صاف مجھ سے مرا بگملاں ہوا
 سر پر کھڑے کیسے ہوئے تیغ کھنساں جسلا میری جان کا یہ آسماں ہوا
 لطف و کرم پہ اس کے مجھے کیسے اعتماد نگہ مہر باں بھی رہ بت نا مہر باں ہوا
 سن کر خبر ہماری اسیری کی بارغ میں سنتے ہیں شادشا د دل بارغ باں ہوا
 اے چشم دیکھتا ہوں پریشان بی طغی شک تاراج کس کے ہاتھ سے یہ کارواں ہوا
 بسل کے اشک سرخ سے گلشن میں بارغ باں رشک بہار خار و خس آسشیاں ہوا
 کیوں کر نہ دل کو کھیت رکھیں ابرو دروہ بچتا ہے جو مقابل تیر دکماں ہوا
 جوشش کیں خموش بھی ہو بس کہاں تلک تو تو غزل سرا نہ ہوا قصہ خواں ہوا
 جبرت دل سے ہیں اس واسطے خورند ہوا ۶۴۔ مثل آئینہ ترے آگے نظر بند ہوا
 ڈھونڈتے ڈھونڈتے تیر پہ چو پایا بھی ائے تم گلہ کیا کریں گے وہ ہی گلہ مند ہوا
 تلخ کام آہ یہ ناکام نہ ہوتا مہر گز تلخ کامی کا سبب میرا شکر خند ہوا
 تھک گئے ہاتھ دعا مانگتے کب تک یار آج دروازہ اجابت کا مگر بند ہوا
 سن کر اس لب کی حلاوت کا خیال خوش — مصری پھیسکی پڑی مرنہ بہت مرنہ ہوا
 جسے اس شعلہ رو سے یار ہوا ۶۵۔ دل مرا صورتِ شہر ار ہوا
 جس گھڑی ہم سے وہ دوچار ہوا دل سے تیر نگاہ پار ہوا

کیوں سبک ہوں حیشیم عالم میں تیسری خاطر پر جب میں بار ہوا
 یاد میں آتھیں عذراؤں کی دل مرا رشک شعلہ نرا ہوا
 دی پیپے گلانی ساقی نے آج مستوں کا بیڑا پار ہوا
 تیرے ہی واسطے خانہ خراب — اتنا جوش ڈلیس دھوا ہوا

کب ترے غمزدے دیوانے کا مسکن نہ رہا ۶۶ کس گھسٹری نہانہ نہ بخیر میں شیون نہ رہا
 ہر عمر باد صبا دامن گل جھاڑے ہے ایک دن میں اٹھ میں اپنے ترا دہن نہ رہا
 دل افسردہ غمٹ سینہ پر دلعیں ہے دل جو پتھر مردہ ہوا قسا گل کشن نہ رہا
 ساری خلوت کو دوانا کیا جھکے تھے نہرت زنجیر ہوا دہر میں آہن نہ رہا
 شکر صد شکر کہ اب کاوش مرگاہ تری چاک اس سے کا منت کش سوزن نہ رہا
 دل جلانے کا متا شاہین کھاتا جھ کو جیت صد جیت مری سینے میں وزن نہ رہا
 دل ہی اک ہم جن جانی تھا ہمارا جوش — دوستی اس سے ہونی اب کوئی دشمن نہ رہا
 دامن بلو پھنچنے لے پشیمان ہی رہا ۶۷ آنکھوں سے میرے اشک کا طغیان ہی رہا
 مرنے کو یوں تو مر گئے پر اپنے ہاتھ سے تو نے کیا نہ قتل بیڑمان ہی رہا
 میں سوز دل کے ہاتھ سے نرم جہاں میں مانسہ شمع بے سرو سامان ہی رہا
 آمانہ پار مر گئے ہم انتظار میں قول و قرار دے دیمان ہی رہا
 اس گلشن جہان میں جوشیش تمام عمر — مے خوار دے پرست و عزل خوان ہی رہا
 تیر مرزاں کا مرے دل میں کھٹکتا ہی رہا ۶۸ جب تلمک جلیت رہا میں ہٹکتا ہی رہا

جستجو میں تیر ہی کل اے ہر وشن ماہ تمام
 جب تملک وہ شہ سوار اترانہ جو لاکھ ہمای
 شام سے تہنج گھیلوں میں بھٹکتا ہی رہا
 صید دل فتراک میں اس کی ٹنگٹائی رہا
 روئے آزادی نہ دیکھا میں نے جوشن تابہ مرگ — زلفِ محبوباں سے دل میرا اٹکتا ہی رہا
 اے جنوں نے گل رہنے سر و گلشن میں اے ۶۹ طوقِ فسری کی طرح سے اپنی گردن میں رہا
 شلِ گل دستِ جنوں کے فیض سے اس باغ میں
 میری آہِ گرم کی دہشت سے دونوں گل گئے
 تم نے جس فن سے لیا تھا میرے دل کو اوی بیا
 شور تھا صیدِ افگنی کا جس کی آواز شبِ حرم
 حلقہ زلفِ بتاں میں ہو گیا جیسے اسیر
 دوست کہلا کر کے دشمنِ جان کا ہو جو کوئی
 حشر تک جوشن کسی کے حسنِ عالم گیر سے — سو طرح کا شور دو لو انوں کے مدفن میں رہا
 سوزِ دروں نے کیا ایل و جہاں جلادیا نچ
 دل سے جگر سے سینے سے اے شمع تجھ بغیر
 تو نے کیا سرشکِ خجل اس کے ردِ برد
 جب پہنچی کان تک مرے اے نے تری صلا
 نیرے بوں کی گرمی شہرت نے لعل لب
 اے اشکِ داہ یہ دل وحشی کہاں رہے
 ہر استخوان کو شمع لگن ساں جلادیا
 شعلے لگے نکلنے کو جب یاں جلادیا
 نے آتیں نہ جیب نہ دامن جلادیا
 نامے نے میرے دو ہیں نیتان جلادیا
 پھونکا یمن کو اور بدخشاں جلادیا
 تم نے ڈبلو یا کوہِ سیاں جلادیا

جو شمش کل اس کی بزم میں قطر دل نہ لکے — مجھ کو بہ رنگِ سرِ چہرِ غنِ حلاوت
 زلفوں سے لے کے دل بھی اٹھی چشم کو دیا ۱۲ — جس نے جگر میں سوزن مرگاں چھو دیا
 اک تیرنی چشم تر نہ ہوئی دُشنگ ل — جس نے ہمارا حال سنا اُس نے رو دیا
 راضی رہے رضا پہ نہ شاکی ہوئے کبھی — ہم نے کیا قبول ہمیں اُس نے جو دیا
 سیل نہ شکرِ چشم نے تیرے خیال میں — حرفِ دہنی کو دل کے سینے سے دھو دیا
 جعفرِ وصال یار لگی باجھ تیب برسے — جب نقبِ جاں کو راہِ بخت میں کھو دیا
 جو شمش تمام عالم آب آئے ہے نظر — ردے زمین دیدہ نزنے ڈلو دیا
 دل کی تپش نے ان دنوں سونا بھلا دیا ۱۳ — ایرھر لگی ٹٹک آنکھ ادا و دھس جگا دیا
 بے یارِ جامِ مے مرے مست سے لگاؤ — ساتی نے زہر ہی کا پیساہ پلا دیا
 لے زلف یارِ سج سے کہ صحبت کا آواز — بھجھ کو بھی تو نے آپ سا آخر بتا دیا
 ظلم و ستم کے نام سے تجھ کو تو ننگ تھا — یہ ظلم یہ ستم تجھے کس نے سکھا دیا
 لے چہرِ رخ کچھ فقور تو تجھ سے ہوا نہیں — کیوں تو نے تجھ کو خاک میں لے کر ملا دیا
 لے نام بھی کوئی تو نہ یاد آئیں ہم سے — لے یار تو نے اب ہمیں ایسا بھلا دیا
 ساتی کسی ہی میں نہ رہی تاجِ کُشی — تیری نگاہِ مست نے ایسا چھکا دیا
 جو شمش میں کب ہو کسی بدگست دہد — جو کچھ کہہا کسی نے سنا اور اڑا دیا
 گر لب پہ مرے نالہ جاں کا نہ ہوتا ۱۴ — اس درد سے ہرگز کوئی آگاہ نہ ہوتا
 تا حشر نہ خاک کس آرام سے ہے — گر یہ دل مضطرب مرے ہم راہ نہ ہوتا

کمر قتی نہ کرم مجھ پہ جو کاہیدگی عشق نزدیک مرے کوہ پر گاہ نہ ہو جا
 چننا کیوں ہاتھ سے دل ہم بھی نہ دیتے۔ اے جان جہاں تجھ سا جودل خواہ نہ تو
 بوسے کا اگر تجھ سے طلب گار نہ تو ظالم یہ گنہ گار گنہ گار نہ تو
 ہوتا نہ اگر تشنہ خون دل عاشق وائیز کا اُس کے لبِ سوفا نہ تو
 بچتے نہ کبھی اے غنیمت نہائی فرقت گر مونس و غنیمت خوار دل زار نہ تو
 جوشش اُسے انجیا جو غیرت نہ دلائے۔ وہ یار مری شکل سے بس نہ اثر نہ تو

یام پر پی گئے وہ مشہاب آیا ۵ سوانیزت پر آفتاب آیا
 لطیف کمرِ حیدم میں ہے دین چشمِ نرگس لیے حجاب آیا
 پی کے گئے بے حجاب کیا ہوگا سوسن کا اُسے حجاب آیا
 جو تم بے حساب کرتا تھا آج وہ برصِ حسا ب آیا
 تاب کھایا جہاں کرنے تری مشنہ جاں میں بیچ و تاب آیا
 خواب میں جس کے آیا تو اوشوخ پھر نہ آنکھوں میں اُس کی خواب آیا
 ڈرتے ابو مرثہ کے بے جوشش معذرت کو تری سما ب آیا

ایسا دل ہاتھ تیرے آئے گا کم لیتا جا تجھ کو بیستا ہوں میں بے دام و درم لیتا جا
 دل ایمان و دل و جان جو تو مانگے تھا دیتے جاتے ہیں اب ایک ایک کو تم لیتا جا
 تجھ سو اور کو دیکھا ہو اگر ایک نظر جیسی جیسی تجھے یعنی ہو قسم لیتا جا
 یہ کہا صانع قدرت نے بس اگر مجھ کو نامہ و آہ و فغاں دردِ عالم لیتا جا

سا کلبِ راہِ رفت اتنی مشتباہی کیا ہے کل متقاموں میں ٹھہرنا ہوا دم لیتا جا
 سب ہی حاضر ہیں ہی گوئے ہی میدان ہے اتھاں عاشقوں کا اپنے صنم لیتا جا
 سرکش جھوڑ دے اس راہِ گزیر میں خوش خاک رہ ہو کے تو ہر اک قدم لیتا جا
 بے تاب نے ترے کیا رہے کو ٹھہر بنایا ۶۶ سر دے دے مارنے کو دیوار و در بنایا
 دندانِ دل کو تیرے عاشق ہوا بنا کر سنگِ وحدت میں جس نے لعلِ و گہر بنایا
 ہے خوب و زشت صورت آنکھوں میں آن لکھ گیا آئینہ ساں جنھوں کو صاحبِ نظر بنایا
 چالاک تھا اسی کو ہم نامہ سر بناتے فسوسِ مرغِ دل کو بے باں پر بنایا
 پابندِ و امِ دنیا با بہ زہم نہ رکھتے دایرہ سنگاں کی خالہ سر پہر بنایا
 تاب کر کے بے تاب اس کو بخش اللہ نے اُسے کیا نازک کر بنایا

جب سے ہے امن جیس پس پیدا ۶۷ مہرِ مہرِ دم اور کیس پیدا
 غیر کا نام نقشِ دل من کر نام کرنا نہیں نہیں پیدا
 دردِ اُصحتا نہیں ہے بہوت یہ ہوا تحفہ ہنم شیں پیدا
 جن دنوں اشک بارِ حقیر لکھیں نہ زماں غف نہ تھی ہیں پیدا
 ہے وہ بے جرم مخزنِ مجھ سے ہر تو کیا کرے کہیں پیدا
 اس کی گفتار سے بلند شکر لبِ شیریں سے انگیں پیدا

کہتا ہے ایک عالمِ افضا کر ہمارا ۶۸ سنا نہیں کسی کی بے دار گراما
 اوروں کی غیب جوئی اپنا ہنر نہیں ۶۹ اپنی ہی عیب جو ہیں یہ ہنر ہمارا

سرگشتہ اس جہاں میں چین گرد باہر ہم
 جاتی ہے کب نفس میں سر سے ہونے گلشن
 تھک کر جہاں کہ رہ گئے ہے وہ ہی گھر ہوا
 بر باد تانا ہوئے یہ مشیت پر ہوا
 گم ہو تری گلی میں ظالم گزر ہمارا
 کہ ہے کو پھیر ہو گا آنا دھڑ ہمارا
 نظر روں سے اس کو اک دم چونکہ دید ہم
 ہر چند خوب صورت یاں نت نیابنا نہ
 دریائے حسن میں تانا ہوئے ہاک عالم
 جام جہاں نسا اگر اس کو کہوں بجا ہے
 ملک بقا کی شاہی قیمت سے نہیں
 نے دیر کے ہوں قابل نے لائق حرم ہوں
 جہاں میں بادۂ عشرت پیا پیا نہ پیا
 نگاہِ لطیف سے دیکھا ہی عنایت سے
 عبث خفا ہے مرادل ربا عث ہٹول
 خدام کھے مرتے نارِ سرشک کو قائم
 نہ چھوڑ نزع جس جو شش کو جلد ہوئے مرگ
 ہوا ریگ برداں کی طرح جس جاگہ گزرا پنا
 لگا دی دل میں آگ آواہ سوزاں کیا کیا تو نے
 تھک کر جہاں کہ رہ گئے ہے وہ ہی گھر ہوا
 بر باد تانا ہوئے یہ مشیت پر ہوا
 گم ہو تری گلی میں ظالم گزر ہمارا
 کہ ہے کو پھیر ہو گا آنا دھڑ ہمارا
 نظر روں سے اس کو اک دم چونکہ دید ہم
 ہر چند خوب صورت یاں نت نیابنا نہ
 دریائے حسن میں تانا ہوئے ہاک عالم
 جام جہاں نسا اگر اس کو کہوں بجا ہے
 ملک بقا کی شاہی قیمت سے نہیں
 نے دیر کے ہوں قابل نے لائق حرم ہوں
 جہاں میں بادۂ عشرت پیا پیا نہ پیا
 نگاہِ لطیف سے دیکھا ہی عنایت سے
 عبث خفا ہے مرادل ربا عث ہٹول
 خدام کھے مرتے نارِ سرشک کو قائم
 نہ چھوڑ نزع جس جو شش کو جلد ہوئے مرگ
 ہوا ریگ برداں کی طرح جس جاگہ گزرا پنا
 لگا دی دل میں آگ آواہ سوزاں کیا کیا تو نے

شبِ نازت ای بے تابی دل ہے درد پہلو ہے
 نہ بیس کی خبر جب تک تیری تلوارِ عالم
 کس ابرو مرا اب بھی زدیگا داداے جوش
 اٹکھیلیوں سے چنے کا کچھ کو مزہ ملا
 اپنی خوشی دل سے ہوے آپ شادی کر
 کس منہ سے آشنائی کاوں نام دہریں
 دو بادشاہ حسن ہے اوریں گدائے عشق
 ظالم کرے ہے کوئی تغافل بیان تک
 بے نود ہو آئینے کی طرح دیکھ رویار
 جوشن جلا جلا ہی اُسے کہتے یاں سنا
 تعلقات جہاں سے خبر نہیں رکھتا
 بتوں کے دل میں جگہ کی ہے مارنے نے
 خفا ہوں جان سے دل کھول کھول نہ دلو
 نہ نصیب کہ دل دار سے ہم اس دل کو
 دل دجگر کو تو پوچھے کون لے جوش
 گزر اید صبر جو کبھی میرے سہا کرنا
 مجھ کو جس طرح کیا خلق میں رسوا ہوئے

نظر آتا نہیں ہم کو بچستا تا سحرِ اپن
 طیبوں کی دوست جسا چکا یہ دردِ ملہر اپن
 نہ سازنا دک بیداد کرتا ہوں بگم اپن
 سچے مٹری بلا سے خاک میں گونی ملا
 ایسی ہی گرم جو شتی سے وہ بہر ملا
 جو آشنا ملا سو یہاں بے وفا ملا
 ملنے کی کون طرح مگر دے خدا ملا
 ہم خاک میں بھی مل گئے پرتو نہ آ ملا
 لے خود دنا خود دی میں کسی کو خدا ملا
 جس بس سے رذرِ عید کو یہ دل جلا ملا
 ہزار شکر کہ میں دردِ سہ نہیں کھتا
 ہزار حیف یہ تاملہ اثر نہیں کھتا
 تری گلی میں کسی کا میں ڈر نہیں کھتا
 ہزار کہتے ہیں رکھنے کو پر نہیں کھتا
 حضور اُس کے میں اپنی خبر نہیں کھتا
 کشتہ تیغ تنف فل کو بھی جسا کرنا
 سامنے اُس کے بھی لے اشکِ ربو کرنا

دل میں اس عاشقِ نعم گیس کے کئی عقد ہیں — یار تو ہند قبا اپنے زرا داکرنا
 مانعِ گم یہ مستانہ نہ ہواے — مجھ کو منظور ہے تر دامن تقویٰ کمرنا
 دھو ڈالے اشک ہو کسی نذیب کا لکھا — لیکن نہ مرٹ سکے جو ہونقہ یہ کا لکھا
 کاغذ کو چاک سر کو قلم کے کیا قلم — جب ہم نے وصف کچھ تری شمشیر کا لکھا
 زخمِ جگر کے پانی سے تصویرِ تب بکھی — جب قلم بنائے کہ برتہ کا لکھا
 آنکھوں کی سے سیا ہی مرثہ کا قلم بنا — دور کے حال اس دل دل گیس کا لکھا
 کھایا نہ تیرا تیر نہ فستاک بندھا — تھا یو ہیں کیا کریں ترے پنجب کا لکھا
 اس کو لکھا نہ جانوگر کچھ شعور ہے — نسخہ جہاں کہیں کہ ہو اکبر کا لکھا
 شاید پڑے ہے وہ سہنِ عشق انیوں — اب کے جو خط لکھا بڑی توب کا لکھا
 اُس سے کہو صحیفہ دل ہاتھ میں رکھے — تنوید ہے یہ صاحبِ تاشیر کا لکھا
 یہی کچھ تھا ہمارے صفحہ نقد پر لکھا — کہ نامہ اُس نے لکھا بھی تو چوب تیر کا لکھا
 یہ حلقہ زلف کا اُس کے نہیں رکھنا پڑ — کسی نے حاشیہ قرآن کی قلم کا لکھا
 دوانا آرزوے آستان بوسی میں تر ہے — صبا جا اُس کے در کے حلقہ زنجیر تر لکھا
 نہنگِ کھر خوں خواری و برقِ خرمن جاں ہے — بجائے قبضہ ہے اُس ترک کی شمشیر لکھا
 خطِ آزادی بندے کا قلم بندے خدا کے ہو — فرنگی زادے نے لے کر خط نقد پر لکھا
 اب اُس مفتی نیچے آہ فتویٰ قتل کا میرے — خفا ہو کر کے ماق مجھ سے بنے نصیر لکھا
 کیا رسوائے عشقِ خرد دشمن بنے خوش — یہ دیوانہ کوئی تھا قابلِ شمشیر لکھا

تنہا نہ عشق میں یہ دل ناتواں جلا ۷۶ مانسہ نخل شمع ہر اک استخواس جلا
 نے دل رہا نہ چشم رہی نہ جگر رہا ۷۷ اے اشک تیرے ہاتھ سے کیا کیسا جلا
 بلبل نہ باغ باں سے ہو بطن کو باغ میں تیری ہی آہ سے یہ ترا آشیاں جلا
 کس طرح سرگوشٹ جدا فی بیباں کرو دی آہ شعلہ بار نے میری زباں جلا
 بیل سرشک : آہ ٹمر بار سے مری — جو شش زمین بہ گئی اور آسمان جلا

اس ادا کا ہوں تری دیوانہ ۷۸ دیکھنا مجھ کو اور چھپ جانا
 یوں نہ صد چاک ہوئے دل میرا ہاتھ ڈالے ہے زلف پر شانہ
 شعلہ رو تجھ پر کیوں ہوں تھک شمع پر جل مرے ہے پروانہ
 ہوں وہ دیوانہ نامہ صوحس کو ننگ ہے چاک جیب سلوانا
 یار غیروں سے اس قدر کا ربط اور عاشق کو دیکھ شرفا
 آج ہے جاں بہ لب ترا جوشش جی میں آئے ترے تو آ جانا

تیری مرثیہ کے سامنے کہوں کو ہے یارا ۷۹ بخت نہیں اس تیغ سیہ تاب کا مارا
 عالم میں بھی قضاۂ یار بہتہ کو بھوکے مذکور مختار ہی ہے یا ذکر ہمارا
 شعلے نے ترے حسن کے یہ آگ لگا دی افسیم دل آباد تھا سو جل گیا سارا
 ہے کام مرا چاشنی مرگ سے محفوظ کافر ہوں جو تجھ بن ہو مجھے زیست گوارا
 کیا کام ہے اس تیرے دکن تیغ و دمن کا کافی ہے مرے قتل کو بس ایک اشارہ
 کوں لمن الملک بھی مارتے تھے کل دیکھ آج نہ جم ہے نہ سکندر نہ دارا

درویش ہوں جو شش کوئی گنبا مجھ سے خفا ہو — یاں ہر کس دنا کس کی مساوی ہے مدارا
 اس دل صاف سے رہتا ہے عبت یا رخفا ۹۱ آئینے سے کہیں ہونے ہیں طرح دا رخفا
 اے طبیبو نہ معالج ہو نہ تدبیر کرو زندگی سے ہے بہت دل بیمار خفا
 آہ دل میں نے دیا اُس کو گنہ گار ہوا دیکھ صورت مری ہوتا ہی دوا خفا
 کیوں نہ محفوظ رہے تخت جگر سے ٹرکاں گل کی صحبت سے بھی ہوتا ہی کہیں خفا
 چھوڑوں کس واسطے میں اُس کی گلی کا رہنا یا تو خوش ہے بلا سے ہوئے ایسا خفا
 اُس کی بخشش کا عبت خون تجھے ہے بخشش — ہو چکا ہے وہ اسی طرح کئی با رخفا

سا نے اُس کے رو نہیں سکتا ۹۲ چپ رہوں یہ بھی ہو نہیں سکتا

سنگ آہن گداز ہوتے ہیں اُس کا دل نرم ہو نہیں سکتا

آگ سے طفل اشک ڈرتا ہے دل کے داغوں کو دھو نہیں سکتا

جس طرح سو گئے مرے طالع اُس طرح کوئی سو نہیں سکتا

مثل فرہاد عشق میں جو شش — جان کوئی مفت کھو نہیں سکتا

کوئی اس غم کہے میں اپنی غم خواری نہیں کرتا ۹۳ دیا ہے ایک کو دل وہ بھی دل داری نہیں کرتا

نشان مرگ ہے مومے سینہ بے پیرنا بالغ عبت بیٹھا ہے تو چلنے کی تیاری نہیں کرتا

ہمیں منظور توجہ سعی راہ عشق میں لیکن ہمارا خنجر طالع مدد گاری نہیں کرتا

عبث شکوہ ہے چشم تر سے میری جیب داماں کو یہ زخمیوں چکاں کس روز گل کاری نہیں کرتا

... .. جب ان نے کہ بوسہ دیئے لیکن ادا ہرگز کوئی حق نمک خواری میں کرتا

دل آزار اُس کو کہنا کفر ہے کیشِ محبت میں دو دل داری کا مالک دل آزاری نہیں کرتا
طرف پر غیر کی جب اُس نے باندھی ہو کر جوشِ — بلات گھر کوئی میری طرف داری نہیں کرتا

ان دنوں وہ ادھر نہیں آتا ۹۴
اُس کی وعدہ صلیباں دیکھو
گھر بہ گھر تو پڑا پھرے ہو تو
فاصلہ اُس بے وفا سے یوں کہنا
کس لیے جوشِ اتنی ناکہ کشی —
اپنا جینا نظر نہیں آتا
آنے کہتا ہے پر نہیں آتا
آہ کیوں میسر گھر نہیں آتا
لکھ تو کچھ بھیج گھر نہیں آتا
کچھ اثر تو نظر نہیں آتا

اگر منظور ہوئے عشقِ دل کو پاک کر دینا ۹۵
جنوں فیہد معنی میں تجھے گردِ ستِ تہِ رو
تجلی یزیری یارب برقِ عقل و ہوش ہو لیکن
یہ مشتِ استخوان باقی ہوا بے چشمِ نوحِ گریہ
اگر جوشِ نرۂ ماہوترے در درِ محبت سے —
ناصحوں کی بات کا مانے نہ دیو ا نہ بُرا ۹۶
بر سرِ جنگ آئے تم اور ردِ کرم سے چلے
گلشنِ الفت میں یارب بھیجے دل کا مرے
گھر داس کی رات دن پھرتا ہو کیوں اے محتجب
جوشِ اُس بے رحم سے اتنا ثواب پوچھے کوئی —
تو اسبابِ تعلق کو جلا کر خاک کر دینا
گریبانِ تعلق بے تامل چاک کر دینا
مجھے تو دشمناسِ شہاءِ ادراک کر دینا
اسے بھی بحرِ غم کا توحش و خاشاک کر دینا
ابھی خشک مہس کا دیہۂ نمِ ناک کر دینا
پر نصیحت ہر گھڑی کی اور سمجھنا بُرا
اُس طرح آنا بھلا تھا اس طرح جانا بُرا
سوکھ جانا خوب تھا لیکن یہ کھلنا بُرا
گھر نرے نزدیک کھڑا ہے یہ مے خانہ بُرا
غیر کا شکوہ کیا تھا تو نے کیوں مانا بُرا

دیکھیے روزِ جزا ہوئے ہو کیا حال اپنا ۹۴ زلف آسا ہے سیہ نامہ اعمال اپنا
 نالہ و آہ دفنِ سوزِ شہرِ دلِ داغِ جگر — جی میں ہے سونپوں جوشِ شکر کو جینِ جالِ پنا
 پہلو میں جب سے بیٹھا ہے پیکانِ دوسرا ۹۵ خوش ہوں کہ گھر میں آیا ہے ہمان دوسرا
 ہر طرف پھیسکتے ہو جو کا فر نگاہ کو مار دگے آج کوئی مسلمان دوسرا
 اک جیبِ نغاسو دستِ جزوِ عجیاں ہوا لاؤں کہاں سے اب میں گریبان دوسرا
 غربتِ زردوں کی نالہ رکھنا نہ باغِ باں کر لیں گے دید کوئی گلستانِ دوسرا
 آپس میں ہم دو مل کے نکالیں گے خلیاں آئے ہمارے اُس کے زرد میان دوسرا
 بہنے لگا ہے ان دنوں ناسورِ زخمِ دل پیدا ہوئے دیدہ گرہِ بیاں دوسرا
 سبیل کو رشکِ زلف کو خواہاں کی ہو حسد — جوشِ شکر سا کوئی نہ ہو گا پریشان دوسرا
 جب سے ہوا ہے مجھ سے دو گلِ بیرہنِ مجھا ۹۶ کھٹکے بے گلِ نظر میں جدا اوچن جدا
 شیشے سے دل کے سنگِ حوادثِ گراں بکے بازارِ عشق کا نظر آیا چلن جدا
 کوئی کسی کو پوچھے ہے کب راہِ عشق میں رہ رہ جدا خراب ہے اور راہِ زن جدا
 محرابِ امر وادار یہ زنا زلفِ دیکھ سر پیٹا ہے شیخِ جدا برہمن جدا
 دریائے حسنِ دشمنِ دل تھا ہی عشق میں گلاہک ہوا ہے جان کا چاہ و دقن جدا
 رہتا ہے تجھ کو معنی و الفاظ کا تماش — جوشِ شکر ترالو سے ہے طورِ سخن جدا
 یہ دل کب سرزنش سے عشق کی لے مہرِ بٹا نیا .. یہاں تک سر کر کیا کہ سنگِ آئینا ٹوٹا
 یہاں تک کھائے ہیں سنگِ حوادثِ دستِ گدس لگا دل کلپنے پہلو میں کوئی تارا جہاں ٹوٹا

جہاں لغزش ہوئی ہاتھوں کو داں تیر کیا ٹوٹا
 اُدھر پھٹ گئی زبیں صدیے سے اُدھر سہاٹا
 نہ تیرک سیمتوں کا اے پیر مغاں ٹوٹا
 ولیکن دیکھ کر تجھ کو غمِ درِ آسمان ٹوٹا
 تماشا دیکھنے کو میرے اک عالم بیان ٹوٹا
 اُس چشم پر فسون نے مجھ کو ندان مارا
 تاتل نے سیفِ قراں رکھ دیاں مارا
 نس پر بکا بکا کر صبح نے جان مارا
 مطرب پسر نے سب کو لے کے جان مارا
 تو نے نہ اپنے ہاتھوں لے بد گمان مارا
 کس ترکِ سنگ دل نے ایسا جوان مارا
 اُٹھ جائے دیکھتے ہی اُسے ہوشِ نقش پا
 صدرِ حُرّتِ آرزو لبِ خاموشِ نقش پا
 بادِ نہیں تو دیکھ لے تو دوشِ نقش پا
 پیچھے صدائے پائے نہ تاگوںِ نقش پا
 دیکھا نہ جزعِ رہمِ آغوشِ نقش پا
 پہا آہِ مت سویمو سونا ہے خطرِ آخر شب

ہوئی ہے چشمِ بیمار اُس کی تیرا لگن ڈپ ہے
 ہجومِ ابرِ غم میں اُس کے رعدِ ناوجب کو دکھا
 لگائے نے تاتل منہ سے اب نشیہ کہ مرنے ہیں
 جفاکاری کا اُس کی شورِ تھا عالم ہیں اے ظالم
 کیا شہیرِ مجھ کو عشق نے جس وقت ہے خوشش
 جساد کیا لنگے نے پلکوں نے بان مارا
 عارض سے خط نکلتے قسمی ہوا تھا ہم سے
 اک تو مجھے نعمِ دلِ عشقِ بتاں میں تھا ہی
 سر پیٹے ہیں اپنا کیا شیخ کیا بہرین
 مرنے کا نعم نہیں کچھ افسوس ہے تو یہ ہے
 مقتل میں دیکھ مجھ کو کہتی ہے خلقِ خوشش
 مجھ سافتادہ ہو جو ہم آغوشِ نقش پا
 رکھتا ہے رہ گزریں تری یارِ زریلب
 افتادگاں جہاں میں سب دوش ہیں سہا
 سنتے نہیں ہیں خاکِ نشیں حُرّتِ ہرزہ گرد
 خوشش لے ود خاکِ نشیں سے جو خاک ہو
 ہے یہی زمزمہ مرغِ سحرِ آخرِ شب

دزد چالاک نسیم سحری ہے کیوں کر
 ز بگلبن نہیں گل برگ ٹرے وقت سحر
 تخت پر یوں ہی لاد کیکھائے مرنے کرتے
 رات آدھی ابھی باقی ہے سبھی بول اٹھے
 دل کش باغ ہے تسلیم فنا کا رستہ
 مہر میں مہر نہیں گل میں نہیں بوے وفا
 اُس کے انشاں کا یہ عالم ہے سحر کو نہ پر
 بے تاب ہی رہتا ہوں تیری یاد میں سہر
 جلتے ہیں سدا اول میں یوں داغ جلر کے
 جاتی کبھی میرا در کبھی دو خواب میں آتا
 کو جہیں ترے روئے دل کھول کے ظالم
 جوشش غزل تازہ کہے کیوں نہ ہو ہر روز
 نہ کام بلغ سے ہے نہ بار سے مطلب
 دل و جگر نہ مرا ہوئے رزق مار و مور
 مرا غبار رہا دیوے لوح ہستی سے
 حصول پسند کہ رسوائے عشق کو نامع
 غلی میں اُس کی رہے خاک خون ہی تین مشر

شمع کے سر پہ رہے طرہ زرا خرب
 چشم بیل سے گرے تخت جلر خرب
 ہوئے کوپے میں ترے جس کا زرا خرب
 دیکھ بالوں کو ترے تا بہ کمر آخرب
 لطف لکھتا ہے میاں سیر و سفر آخرب
 اوس کیوں آتی ہے بادیدہ تر آخرب
 جوں ستارے کئی آتے ہیں نظر آخرب
 گزرے ہے مری نالہ و فریاد میں شرب
 جوں شمع جلے خفا نہ آباد میں شرب
 صحبت تھی عجب شیریں و فراد میں شرب
 آتا ہے یہی اس دل ناشاد میں شرب
 رہتا ہو جو مضمون کے ایجا دیں شرب
 رکھوں ہوں اپنے دل داغ داسے مطلب
 یہی ہے مجھ کو خط و زلف یار سے مطلب
 یہی ہے اس مژدہ اشکبار سے مطلب
 نہ کام ننگ سے کچھ ہے نہ عاکر مطلب
 شہید عشق کو ہے یک مزار سے مطلب

رخت خشک ہوں بس باغ دہریں جوش — غرض نہ برگ سے مجھ کو نہ بار سے مطلب
 بیجے رہی کا پینٹہ شیشہ شیشہ ہے شراب — کیجیے اک گھونٹ شیشہ شیشہ شیشہ شراب
 شیشہ خالی نہ دیکھا سا قیاً کچھ غم نہیں — تاک کے ریشہ بہ ریشہ شیشہ شیشہ شراب
 جلوہ ستارہ سے شیشوں کے ہر اک شیشے — غور سے ٹک دیکھ تیشہ شیشہ شیشہ شراب
 اُس نکار افکن کی چشم مست سے آئے کسو — ہو گیا خاندیشہ شیشہ شیشہ شراب
 مصرعہ روٹ جوش مست دیدوار کیا — دشت دشت بیشہ بیشہ شیشہ شیشہ شراب
 میں آب مست ہوں کب دیکھا ہوں سوسنا آئے — دماغ کو مرے برہم کس سے بوسے شراب
 عبث چھپاتے ہو تم مجھ سے صحبتِ شب کو — تمہارے منہ سے تو آتی ہے کج جو شراب
 دل پرستہ و خون جگر سے ہوں محفوظ — نہ ہے کباب کی خواہش نہ آرزوے شراب
 نشہ نہ ہوئے اگر غم کو منہ لگا دیوں — ہمارے آگے تو کیا چیز ہے بوسے شراب
 شکست جام و سبو ہوا اگر مجھے منظور — تو شیخ سر سے مرے مار بوسے شراب
 رکھے ہے عالم مستی میں اور کیفیت — ملک اس کے منہ سے سننے کوئی گنگو شراب
 جو اکل چشم کا ہے جو عذوٹ لے جوش — کرے نہ ساقی ددراں سے آرزوے شراب
 جواں کا جلوہ ہو جو آفتاب در تہ آب — نہ آئے مردم آبی کو خواب در تہ آب
 پیے شراب لب جو کبھی جو وہ خوش چشم — عجب نہیں کہ ہو ماہی کباب در تہ آب
 سبک رواں کو نہیں ہیں بحر دنیا میں — ہمیشہ ریگ کو ہے اضطراب در تہ آب
 و نور اشک نے میرے ڈبویا آنکھوں کو — نہ دیکھا ہوئے تو دیکھو جاب در تہ آب

وطن میں آبرو پسید کرے ہے اہل صفا
 سرشکب چشم سے ڈرے ہے کہ صیغہ دل
 غریب بحر ہوس کب کل سکے جو شمش
 خفا ہوا اُس نے لکھا مجھ کو پھر جواب کتاب
 ترے سخن کو سن لے شیخ کیوں نہ غافل ہوں
 غم زمانہ سے آیا ہوں تنگ لے ساقی
 دکانہ مانگوں کبھی میں جناب اقدس سے
 ترقی چاہیومت اشک چشم میں رہ کر
 یہ سرنبا زہے لے تیغ یا روبرو نہ کر
 بصلہ ہی دیوے گی بکوشش و کمت سبل
 ختم جائے دیکھ کر تجھے جو چہن میں آب
 اُس لعل لب کے منہ پہ جو آجائے مک کہیں
 حاصل ہوئی نہ عشق میں اُس کے گدازگی
 مارا اٹھا گرم کا تیسرے جو دفن ہو
 بہ بے کے سائے اعضا میں ڈالے ہیں آب
 جو کچھ کہ تیرے دانتوں میں ہو لعل لب جہر
 یہ زلف دغال ہے ہرن و دلو باغ حسن

ملے ہے موتی کے دانے کو آب و تر آب
 خراب ہوئے نہ مثل کتاب در آب
 نہ اچھلے بیٹھے جو مست شراب در آب
 ۱۹ کہ خط لکھا نہ کر لے بے ادب شتاب
 ہوئے سرد سے آتا ہے سبے خواب کتاب
 لگا دے مٹنے سے مرے بیشہ شراب کتاب
 الہی ہو یہ دعا میری مستجاب کتاب
 کہ جو شش سیل سے ہوئے گھر خراب کتاب
 میں چاہتا ہوں کہ ہو جا کلب کتاب
 کہ لایا ہے یہ غزل کہہ کے درجہ کتاب
 ۲۱ حسرت سرد و گل کے بھراؤ دہن کتاب
 نے رنگ ہی رہے نہ عین میں میں آب
 آئی ہے دل کی آگ ہی ہو کر نہن میں آب
 تر بر نہ میں کا جذبہ جو اُس کے کفن میں آب
 یہ آگ ہے بھری ہین داغ کہن میں آب
 کا ہے کو اس طرح کی ہے دہن میں آب
 گل رو ہے جیت تک تری چاہ نہن میں آب

جوشش تو کیا ہے یاں صدف دل میں خلل کے — دیوے ہے آگ جس کے ہود و سخن میں آب
 عیش سے بہرہ ہیں اور دردِ غم سے نصیب ۱۱۰ خلق ہوتے ہیں جہاں میں کوئی بچہ بے نصیب
 آپ چل سکتے ہین اور غیر کے ہیں رہ نہ سکتے ہم نے تو دیکھے نہیں نقشِ قدم بے نصیب
 شیخ جو بیری طرح ہے اپنے دل سے بے خبر — گو حرم میں ہو یہ ہے طوینِ حرم بے نصیب
 کہتے کہتے مفت تھکتی ہے زبانِ عنذیب ۱۱۱ کان دھڑکنے نہیں گل داستانِ عنذیب
 باغِ باں یہ مردہ نوے مبارک ہونگے آتشِ گل نے جلایا آشیانِ عنذیب
 دردِ ناک آواز نہ اس کی کیوں ہو مانند نے سوزِ مستعمور ہے ہر استخوانِ عنذیب
 جو گل تو اک طرف لے باغِ باں اس فصلیں لے چکا سوار تو بھی امتحانِ عنذیب
 ہر گھڑی رہتے ہیں اس کے دیدہ ترخونِ فشاں — کہوں نہ ہو گلزارِ جوششِ کانِ عنذیب
 اپنی بصارت کہاں اور کہاں رہو دوست ۱۱۲ ہو نہ اگر تو نسیا خاکِ رہ کوے درخت
 شیخ مجھے کام کیا مسجد و محراب سے بحمدِ گہ عاشقاں ہو خیمِ بڑے دوست
 ناصح ناداں نہ پوچھ مجھ سے ہر ماجرا — چشم ہے بیری طن دل ہی مرا سو دوست
 اس کے اسیروں کا ہو کیوں نہ موطِ دماغ نافہ تاتا رہو حلقہ کیسوے دوست
 شبِ نہ دل سے مرے کیوں ہے ایسے آہ — تند ہے مثل شرابِ جوشش اگر خیمے دوست
 ملے کو تو ملیں گے مجھے یوں ہزار دوست ۱۱۳ لیکن نہ اٹھائے گا کوئی مجھ سایار دوست
 صبرِ حرم کو شوق ہے اُس کے خدنگ کا جب سے دوشہ سوار ہوا شکارِ دوست
 نفرت کریں گے تمہ سے ترے دوست دُعا بھی بے طرح دیکھتا ہوں میں تیرے شکارِ دوست

رکھتا ہے تیرے چہرہ کی رنگ پر نظر۔ ۱۱۵ نہ ہوزا ہر تیرے ہنسنے کی صورت
 شراب شوق سے سر سبز نورِ ناک کی صورت ۱۱۶ تو سر میں سنگ ہی رہتا نہ ہنوناک کی صورت
 اگر رکھتی نہ رنہ خاکساری سب کی آنکھوں میں ۱۱۷ اگر کھینچے مصوٰر اس دلِ عمرِ ناک کی صورت
 قلم رونے لگے کاغذ گریباں چاک کر ڈالے ۱۱۸ اگر دیکھے کبھی مجھ سے گریباں چاک کی صورت
 خفا ہو چنہ زورِ شدید سے صبح قیامت بھی ۱۱۹ گئے خارِ مرہ بہنے خس و خاشاک کی صورت
 بس اب موقوف کروں ناکہ سب اشک میں جوش ۱۲۰ کس کا دل خوش نہ ہوا برگِ جنا کی صورت
 کن نے دیکھی نہ تھا کت پائی صورت ۱۲۱ اب بُری لگنے لگی مجھ کو درد کی صورت
 زلفِ گانی پہ تجھے فتح مبارک اے مرگ ۱۲۲ کب خوش آتی ہے مجھے آبِ بقا کی صورت
 کامیاب اُس لبِ جاں بخش سے ہوں میں خضر ۱۲۳ سگ کو نہ یاد میں لاتی ہو گدا کی صورت
 کیوں نہ دربانِ ترے شور کر میں کچھ مجھے ۱۲۴ ہے تیرا تیرے نگہ تیرے رضا کی صورت
 جس کے سینے پہ لگاؤ نے نہ مانگا پانی ۱۲۵ کی ہے پیدا مرے چہرے کی صورت
 عشق میں سیم تلوں کے نہ رہی زر کی ہوں ۱۲۶ ہو گئی اور ہی کچھ ناز و ادا کی صورت
 اُس کے چہرے پہ ہوا سبزہ خطِ جبِ پیدا ۱۲۷ نظر آجائے ابھی تجھ کو خدا کی صورت
 راہ پائے نہ اُمدل میں خودی ای جوشش ۱۲۸ رہی زہرِ فلک پھر کون سی آرام کی صورت
 نہ شکلِ شیشہ آتی ای نظر نے جام کی صورت ۱۲۹ دلوں کو صید کرتا ہو دکھا آدم کی صورت
 چھپاتے ہیں سبھی صیاد اور میرا نو خط ۱۳۰ مشتاک ہو گیا دل پر دہِ بادام کی صورت
 مرہ نے تیری ایسی یار اس کے ساتھ کاؤں

اُسے نامہ لکھا ہم نے تو مرغِ کوسو پلا۔ کہ تا دیکھے کہ تو نہ بھی نہ اس کے بام کی صورت
 مے جان تلک اپنی پرستارِ محبت ۱۱۶ لائے نہ زباں پر کھنچی اسرارِ محبت
 کیا خاک کوئی ہوئے خریدارِ محبت دیوے ہے جلا گری بازارِ محبت
 مانگے ہے دعا رنت یہی بیمارِ محبت آزارِ خدا دیوے تو آزارِ محبت
 کیوں کر نہ کنارہ کروں میں آہ و فغاں منظور نہیں ہے مجھے اظہارِ محبت
 مُنکر جو بہ جد ہی مجھے دیکھا تو یہ بولا انکار سے پایا گیا افسارِ محبت
 کب اس کو کوئی گناشن و گلاز لگے ہے یہ سینہ پر دائع ہے گلزارِ محبت
 کیا سلطنت دین ہوئی کیا شاہی دنیا طالب نہیں دونوں کا طلب گارِ محبت
 قدران کی تو آنکھوں میں جو مینا نظر دیکھی ہیں شکر کے قطرہ در شہوارِ محبت
 منہ زرد ہے لب خشک ہیں اور انگوٹیں سو ظاہر ہے مرے چہرے سے آثارِ محبت
 جو قیدی ہو وہ چھوٹے گا اک دن ہے رگا تار گرفتار گرفتارِ محبت
 اک گل نہ چنے گا و دیکھی باغِ وفا پہلو میں چھا جس کے نہ ہوتا محبت
 جو کیسے سزاؤں کی سزا وار ہے بکے ہے تو یہ گنہ گار گنہ گارِ محبت
 جو آنکھوں میں پھرتا ہے پھر آنکھوں کا رُک آسان خدا کر دے یہ دشوارِ محبت
 رکھتے ہیں دہانوں پہ سدا ہنس خوشی دے لوگ جنہیں آتی ہو گفتارِ محبت
 دل در دوغمِ عشق سے جوشش ہو مہقا صیقل گر آئینہ ہے ز نگارِ محبت
 نہ ہوتے ہم خسریا محبت ۱۱۷ نہ ہوتا گرم بازارِ محبت

نہ ہو دشمن کو بھی اور دوست دارو
 بڑا ہوتا ہے آزارِ محبت
 دل دیوانہ دست اندازت ہو
 بہت دشوار ہے کارِ محبت
 عیث تذبذب کرتے ہو طبع
 نہیں جیسے کامیاب محبت
 ترشح سے ترے اسے ابرو نکال
 ہوا سر سبز گلزارِ محبت
 ہو ایک کام اب دیر و حرم سے —
 ہوا جوشش پرستنا محبت
 کہتے ہیں دل کو اہل دلاں جاے معرفت ۱۱۹
 کیوں کر کیا ہو کوزے میں دریا معرفت
 قسمت میں عقل ہوئے تو ہوئے عقل کاملہ
 سودا خدا جو دیوے تو سودا معرفت
 اے شیخ آئے دہم بشریت میں کس طرح
 جو کوئی ہوئے آہوے صحرایِ معرفت
 مجھ کو نہیں مجازِ حقیقت کا امتیاز
 رکھتا ہوں میں تو نشہ صہبایِ معرفت
 دیکھوں کبھی نہ روئے دہلی آجوں کی طرح —
 دیوے خدا جو دیدہ بیرنگ معرفت
 مجھے دل ہی کے آستانے کی دولت ۱۲۰
 لگی ہاتھ سارے زمانے کی دولت
 گرہ باندھی غیجوں نے طرزِ بستم
 چمن میں ترے مسکرانے کی دولت
 ہوئے ہم بھی مشہور دیوانہ پن میں
 ترے ہاتھ کے سنگ کھانے کی دولت
 نہ تھا دام ہستی سے کچھ کام ہم کو —
 پھنسے آکر اس آبِ دہانے کی دولت
 مطلق نہیں احوال کے انظار کی طاقت ۱۲۱
 کیا طاقت ہوئی اس دل بیمار کی طاقت
 دوں پروریِ حشر سمجھ اس کو دگر نہ
 ہم پہلو سے گل ہو یہ نہ تھی خاکِ طاقت
 غیرت نہیں آتی کہ تیرے سامنے ظالم
 بخیں ترے عاشق سے یہ اغیار کی طاقت

کیا تاب جو کوئی دیکھے تیرا دے درخشا
 کرتا ہے کوئی بھی اُٹے آزاد نفس سے
 بھرا آنکھ تری چشم بہ مست کو دے تیکھے
 کیا بجیسے کیا سمجھے تکرار کسی سے
 جوشش نہ کہے کون کہے حال ہمارا — کس کو ہے ترے سامنے گنہگار کی طاقت
 رکھنا ز سے نہ آنکھ پہ لے جو ریشٹ دست ۱۲۲ خار مرہ سے ہوئے گی یہ بخور ریشٹ دست
 ٹمک مار دیکھ گل پہ لے مغرور ریشٹ دست
 رنگِ حنا گنک کا دکھاتا نہ وہ کبھی
 سر ریشٹ پا پہ رکھنے تو دیتا زری مجھے
 پوچھے ہے اسک گرم کو تیری فراق میں
 غیروں کے آگے ہر ساجت تری یہ
 اس نازاں ادا میں تو سودا ہے جان کا
 کس طرح جاؤں باغ میں بخش کہہ کلی —
 ٹمک اُرم آنکھوں سے ناپھج رہی جاری رت ۱۲۳
 زخمی تیغِ تعافل کا خدِ حافظہ
 دلِ بیمار کا میرے ہوا احوال تباہ
 ایک دم بھی مرے پہلو سے نہ سر کے ظالم
 ہاں کس کو ہے جو ریشٹ کے دیدار کی طاقت
 صبا نہ ہوئے جسے رفتار کی طاقت
 ہم نے تو نہ دیکھی کسی نے خوار کی طاقت
 نہ بحث کی قدرت ہے نہ تکرار کی طاقت
 کس کو ہے ترے سامنے گنہگار کی طاقت
 ۱۲۲ خار مرہ سے ہوئے گی یہ بخور ریشٹ دست
 ہوتی ہے سو جگہ سے ابھی جو ریشٹ دست
 لیکن تری صفا سے ہے مجبور ریشٹ دست
 گر مارنا ہی تھا تجھے منظور ریشٹ دست
 ہے آبلوں سے خوشہ انگو ریشٹ دست
 رکھتا ہوں روئے دست پہ مجبور ریشٹ دست
 نے مار ریشٹ پانہ بایں زور ریشٹ دست
 دکھلا کے کہتی ہے مجھے "رہ دور" ریشٹ دست
 آہ انگاروں پہ لٹا کیے ہم ساری رات ۱۲۵
 ہاتھ ملنے میں سمجھی کج کہے بھاری رات
 یاد آئی جو تری چشم کی بیماری رات
 خوب کی دردِ دل نے مری عم خوار کی رات

بھولے سے ایک نظر اُس کو کہیں دیکھا تھا —
 تم تو رہتے ہو مرے در پہ آزارِ عبث ۱۲۴
 دم بہ دم باندھے پھر کرتے ہوں گارِ عبث
 لے مسکاے زماں کب تو کرم کرتا ہے
 بت نے سجدے کیے اس ترک کو بت کا ہے
 سبیلِ خوں اس کو بٹھرنے کوئی دے ہے جراح
 یارِ کا قی ہے مجھ اک نگہ تیر تری
 پر وہ چشم سے لے اشکِ نکل کر باہر
 کل ہی کی بات ہو جوشش نے پلا چھوڑی —
 غیردں کو دکھ دیکھ تری انجمن کے بیچ ۱۲۵
 مطلق نہیں رہی گل و طبل میں دوستی
 اس زلف پر شکن کو نہ اسے شانہ جھاڑیو
 آزاد کی نصیب نہ اس کو ہوئی کبھی
 موقوف نہ کیسے ہی یہ ہی کیا بیان کر دے
 جس طرح شمع جلتی ہے فانوس میں مدام
 جب دیکھتے ہیں نخرِ خوں خوار کی طوت
 جوشش ترا کلام بھی کیا دردِ ناک ہے —
 جو نہ گزرا نہ ہوا نوح کے طوفان کے بیچ ۱۲۶
 نکلتی ہے چوٹِ دل کو تری ہر سخن کے بیچ
 دیکھ تو آج مرے اشک کے طغیان کے بیچ

نے دو کبے میں ہے اے شیخ نہ سے خانیں
 شوخیل ہے گلستان میں اوزخندہ گل
 لہر ہو جاری ہے سدا آبلہ پاسے مری
 خواب میں بھی نہیں جمعیتِ خاطر اس کو
 آہ اس اشک کے سیلاب میں بہتے بہتے
 مصرعِ ابرودے خواب کے مقابلِ جوش — ایک مصرع بھی نہ دیکھا تری دیوان کیج
 اُس کے بحرِ حُسن میں ابرودے جوں شمشیر موج ۱۲۴
 رہِ روانِ عشق کی مانع نہیں حرصِ دہوا
 اہلِ صورت سے نہ ہو کر صاحبِ کاکام
 بے قراءت کی ہو کیفیتِ میانِ آرا نہیں
 موجِ زن ہو کر لبِ دریا مرا سیلابِ اشک
 بحرِ بے پایاں بے تابانی میں کرتی سشنا
 ہم کمنارِ آرام سے ہوتے نہ دیکھا ایک دم
 مضطرب کیوں کہ نہ ہر دم بحرِ ہستی میں ہے
 میرِ دریائے کھلی جو شمشیرِ نال کی گرہ — ہو گئے فرسودہ ماتحتِ ناخنِ تدبیرِ موج
 اُس زلفِ گرہِ غیر کو فلک دیکھے اگر موج ۱۲۵
 اس رنگ کے ڈورِ تری آنکھوں میں ہیں جسے
 سامعِ غنچِ قیل ہے سے گلِ رنگ کی ہر موج

دیکھا کسی عادتِ گر آرام کو در نہ
 اے سر دل ب جو پہ قدم بوس کو تیرے
 جس دن سے گیا اشک کے ہمراہ دل مضطرب
 آئے میں جو کچھ ہے تری عکس کا جلوہ
 عثمان نہ ہم چشم ہو آسو کا ہمارے
 اس طرح ترے عشق میں ہو یہ دل مضطرب
 جوشش دل بے تاب کو لینے نہ دکھانا —
 عاشق کی دل پسند ہو کیوں کر قمر کی طرح ۱۲۹
 اے رشک آفتاب مشتتاب آکد داغ دل
 نور شید جس طرح سے شفق میں نمود ہو
 مثلِ حریم دل ہے نہ کعبہ نہ بت کبرہ
 باغ جہاں میں ہوں پہ کسی کام کانیں
 سرگوشی ہنساں کا نہ دم مار صاف دل
 طکرا یا سرگو بھر میں جوشش یہاں تلمک —
 کچھ کہی جاتی نہیں مژگان دل بر کی طرح ۱۳۰
 عشق نے مجھ کو جلا کر خاک کر ڈالا تو کیا
 اُس کے دھڑکائیں بر گردیدہ جب یاد آئے

جاتی ہے چلی مضطرب الحال کو ہر موج
 ہوں نہ حباب آتے ہی بادیدہ تر موج
 دوڑا ہوں اسی طرف میں دیکھوں ہوں ہر موج
 پانی میں کہاں مارے ہو یوں عکس قمر موج
 ہر موج میں اس بھر کی مارے ہو گہر موج
 جس طرح سے دریا میں ہو بے خوف و خطر موج
 اس بھر سے باندھے گی ابھی رخت سفر موج
 رکھتا نہیں چپک و دمری سیم بر کی طرح
 اب ستیں طلب ہے چراغ سحر کی طرح
 ویسے ہی طور دل میں ہو داغ جگہ کی طرح
 ملک دیکھے جو غور سے اہل نظر کی طرح
 ہوں قابلِ تہِ شمس بے مٹر کی طرح
 سوراخ ہو جگر میں نہ تپک گہر کی طرح
 کچھ اور ہو گئی مے دیوار و در کی طرح
 ڈوب جاتی ہو رگ جاں میں نوشتہ کی طرح
 داغ دل کے جوں کے توں دے کے ہیں فکر کی طرح
 پھر گئے میرے گئے پر آہِ خنجر کی طرح

اٹنے کا سہیدہ ہوئے ان نخطوں کے عشق میں
 خونِ دل یا قوتِ آسا جس کسی کا قوت ہے
 جب آ یا ہے نظر وہ شہسوارِ جو خوش بچھے
 نہ بطنی کہیں ساقی سے ہوں براے قتح ۱۱۱
 عزتِ یز کیوں نہ رکھے چشمِ یارِ دل کو سر
 مشابہ اس دل گردن زدہ کے ساقی
 رکھے ہے گردنِ چشمِ ستاں سے بظریہ دل
 جو کچھ رکھے ہے تری چشمِ مست کیفیت
 لگا یو لپے گوں سے دمک مجھ کر اسے
 کسی کی مجھ سے یہاں التجا نہ ہو بخشش
 گو دھجیاں کر اپنا اگر یہاں اڑے صبح ۱۱۲
 اُس مہرِ شمس کا دیدِ میسرِ انھیں کو ہے
 روئے ہو گئے کب تیں تم رات کم رہی
 جلتا رہا میں شمعِ صفتِ بہم یار میں
 مانند شمعِ اہل دلاں اس جہان میں
 خونِ دل اور کھنتِ جگرِ ٹھہری ہے غذا
 خورشیدِ رو کے فیضِ تصور سے عشق میں
 رگِ منیاں ہیں ہمارے خونِ سپھر کی طرح
 آبِ دوا نہ کا نہیں محتاجِ گوہر کی طرح
 آگ میں بتنا ہے جی میرا سمندر کی طرح
 غسل میں ہے دل پر خونِ مرا بجائے قتح
 رام ہاتھ میں سوتوں ہی کے سے جئے قتح
 ہوئی ہے سے کدہ ہر میں بسنے قتح
 نہ آئندے صراحی نہ آئندے قتح
 نظرِ پٹری نہ کسی میں مجھے سوائے قتح
 مجھے یہ ڈر ہے کہیں مست ہو جائے قتح
 جو التجا بھی کروں میں تو التجا قتح
 پر میرے جیبِ چاک کی خوبی نہ پائے صبح
 پیدا ہوئی ہے دل میں جنھوں کے صفائے صبح
 دھڑکے ہے دل ہمارا کہیں ہو نہ جائے صبح
 لے اب تدا سے صبح سے ناستہائے صبح
 دیتے ہیں اپنی جان تلک رونماے صبح
 آؤ وہ ہے روشِ ام کا بیہ آئندے صبح
 شامِ شبِ فراق ہے آنکھوں میں جا صبح

شہر مندہ مہر ماہ سے رخسار یار سے — کس طرح متعل نہ ہو پوشش صفائے صبح
 کرے ہے جیب کو جیسا چشم گریاں سرخ ۱۳۲ شفق سے ہو نہ سکے صبح کا گریباں سرخ
 ہنس تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا سفید ہو گئیں آنکھیں ہوا گریباں سرخ
 کدھر گئیں وہ تری خوں فشانیاں چشم نہ آستین ہے رنگیں نہ جیٹ ولان سرخ
 پہنچتی کب ہے تری انگلیوں کی خوبی کو ہزار ہوئے ہے لے یار شلح جہاں سرخ
 غلط ہے یہ ترے مقتول کا ہو چہرہ زرد علی الدوام ہے رنگ رخ شہید با سرخ
 جس گھر سے میرے صاف اس قدر نکلی کہ ایک کا بھی لہیے ہوا نہ پیکان سرخ
 میں وہ شہید ہوں پوشش کر میرے قاتل کا — ہوا نہ خوں سے سرے دست تین ڈان سرخ
 دوشیزاں لب نہ ہوئے گا کبھو تلخ ۱۳۳ نہیں ہونے کی اس کی گفتگو تلخ
 ہم ایسی دوستی سے باز آئے نہ ہو ہر بات میں لے تند خو تلخ
 محبت کو ہے کم ظہری سے فقہا بگڑ جائے ہے مگر ہو کہہ دو تلخ
 نہایت میں خجل ہوتا ہوں ظالم نہ بولا کر کسی کے رد برد تلخ
 تصدق ہوں میں اس کی گفتگو کے — نہ بولا اپنے پوشش سے کبھو تلخ
 مہ کو سوچتے خورشید سے دھوئی خورشید ۱۳۴ بیش حسن اس کا کسی طرح نہ ہوئے خورشید
 مہر اگر دیکھے تجھے آنکھوں میں اس کی ادا ہویتاں خط شغاعی سے چھوئے خورشید
 شام دیکھے نہ اگر اس نے تاباں کی جھلک لو ہو کے آنسو دس ہر صبح نہ روئے خورشید
 دست برد فکلی سے جو نہ ہوئے غافل اپنی دستار مہر شام نہ کھوئے خورشید

کشتی مے کو ہوا ملے نہ دے ابرمطیر
 دور میں تیرے پھرے کیوں نہ دو بالا بالا
 مطمئن دور فلک سے دو نہیں اور جوشش — اُس کے گہوارے میں کس طرح سے کسو کشید
 جو میری یہ شرہ اشک بار ہے موجود ۱۳۱
 کسی کا دل نہیں جو شمع سوز سے خالی
 نجس کیا مجھے اس بے کسی نے ساقی سے
 فلک نے باغ جہاں میں کسے نہ دی ایذا
 تپ فراق کی ایندھن دھواؤں میں
 ہیں ہی چشم بصیرت نہیں کہ ہم دیکھیں
 کرے ہوا سے زمانہ نخی لغت جوشش — اُڑا دے اس کو یہ مشتِ عبا ہے موجود
 نقد و فاسے تو ہیں اے یارِ کر خرید ۱۳۲
 جب سے ہوا ہے یار ہمارا وفا طلب
 کیا جانتے ہیں بے نظراں قدر و درِ دل
 آنسو مرے گہر ہیں پر لے اسخین یا
 سودا کروں ہوں یار تری اک نگاہ پر
 بکوں کر یکس نہ دین اور ایمان جانِ دل
 جوششِ عبت ہے مشکوہ جو رجفائے یار — تو نے کیا ہے آپ سے یہ دردِ مر خرید

بیری اس زورِ قریب کو ڈبوئے شیبہ
 آبرو اپنی ترے سامنے کھوئے شیبہ
 اُس کے گہوارے میں کس طرح سے کسو کشید
 تو جس مکان میں چاہوں بہا ہے موجود ۱۳۱
 جسگر میں سنگ کے بھی سونٹا ہے موجود
 گلابی ہاتھ سے رکھتے خسارتِ موجود
 بغل میں غنچہ و گل کے بھی خارِ موجود
 مری بغل میں دلِ دلغ دار ہے موجود
 دگر نہ سب میں وو پر در و گار ہے موجود
 اُڑا دے اس کو یہ مشتِ عبا ہے موجود
 کہلا میں تیرے ہندوں میں اہم بھی جزو ہے ۱۳۲
 جنسِ وفا کی ہونے لگی گھر بہ گھر خرید
 اس جنس کو تو کرتے ہیں اہل نظر خرید
 تیرے بغیر کون کرے یہ گہم خرید
 منظور ہو تجھے مرے دل کی اگر خرید
 کرتا ہے ان ہی چیزوں کو وہ بیشتر خرید
 تو نے کیا ہے آپ سے یہ دردِ مر خرید

ہے مرے دل کا داغ سرخ و سفید ۱۳۸
 انفتابِ زمانہ گر جا ہے
 جوں سحر کا چراغ سرخ و سفید
 میں یہ نوبتِ دل او قطرہ ہک
 نکلے بیضے سے داغ سرخ و سفید
 دیکھ کر مجھ کو غصے سے جوں لہر
 شل گل لے باغ سرخ و سفید
 نہ ہو اسے بد داغ سرخ و سفید
 شیخ جی بزمِ بادہ میں پوشش
 پنی کے ہوں گے ایباغ سرخ و سفید

قبا کا اپنی تو کھولے اگر بند ۱۳۹
 گئے غم سے تنہا کواؤں کے
 اچھی ہو جاتے ہیں باغوں کے در بند
 کیسا نظروں ہی میں سب کو نظر بند
 گل و لالہ ہوئے پامالِ حیات
 پٹری اس پر زبس گردِ ستیمی
 ہوا اس واسطے آبِ گہر بند
 نہیں اڑ سکتا مثلِ مرغ پر بند
 جدا ہوں گے ترے لے لے شکر بند
 نہ ہو گا تجھ سا کوئی ٹٹ کھٹ نظر بند
 رسائی ہو جو دستِ نارسا کو
 کشادِ کار اس سے چشمِ مت رکھ
 ہر بے زبانِ اہلِ زباں سے بے مر بند ۱۴۰
 جس لطف سے دوزیے پڑھتا ہوشام
 جو کوئی بانیں کرے آنکھوں کو گر بند
 گر یہ نہیں تو شعلے سے کیوں ہو شربند
 وہ جانست ہے سایہ بالِ ہما کو پست
 ہوتے نہ دیکھا مہر کو وقتِ سحر بند
 لے بے شعور ہوتی ہے جس کی نظر بند

افتادگی کے رتبے سے رکھتے نہیں خبر
 خوشگرفتادگی سے ہومانند نعتش پا
 یہ پست ہمتاں جو بناتے ہیں گھر بلند
 رکھتا ہے راہ عشق میں ہمت اگر بلند
 جوشش یہاں تو بے ہنری بخبری ہو مہر — کیا خاک ہوئے رتبہ اہل ہنر بلند
 ہم ہی کرتے نہیں زلفوں کو تری یا پسند ۱۳۱
 سبزه خط رہے اس چہرہ گل رنگ کے دور
 زخم دل کو نہیں یہ مرسم نگار پسند
 جاؤں کہے کو جس کس طرح سے اے دعا
 آگیا مجھ کو تو اب خانہ نما پسند
 گو کہ سوزنگ گاستان میں کھلا کبیا
 نہ کریں گل کو ترے طالب دیدار پسند
 جو کوئی درد سے شک چاشنی رکھنا ہوگا — اسی کو آئیں گے جوشش مرے اشعار پسند
 بارب کہیں جلد آئے قاصد ۱۳۲
 بے تاب ہے دل برائے قاصد
 پھر نہ نہیں اس غلی سے شاید
 کچھ اور ہے معائے قاصد
 جوشش ہی کی طرح باؤلا ہو — گر سائے اس کے جلے قاصد
 لکھا خط اُسے لے قلم اور کاغذ ۱۳۳
 نہ رکھ دیدہ تر پہ مکتوب اس کا
 جلع عشق سوزاں سے ہم اور کاغذ
 خدا سے بھی ڈر لکھ نہ احوال کا
 مخالف ہیں آپس میں نم اور کاغذ
 لکھا صفحہ دل پہ مکتوب تجھ کو
 دوانے یہ سوز رقص اور کاغذ
 مرے دل کو اے چشم بزم کا اس کے
 نہ بھقا تیرے لائق صنم اور کاغذ
 زرا در تیرے جو ختم جاسیں آنسو
 خوش آتا ہے حسن رقص اور کاغذ
 رہے ہاتھ میں کوئی دم اور کاغذ

جو کچھ صغیر دل میں اپنے ہے جوشش
 رکھے ہے یہ خوبی تو کم اور کاغذ
 بے درد طبیب مت دوا کر ۱۳۳
 گر عقل ہے کچھ تو مثلِ فرہ
 ہے دل میں یہ سوزِ دل سے پھول
 بس کر یہ خیالِ آفسرینی
 جوشش جو لقاے حق ہو درکار —
 اہل جہاں کے ملنے سے ہم استرا کر ۱۳۴
 صورتِ امی کی ہے تجلی ہر ایک میں
 سمجھو جسے کریں ہیں وہ ہر سو جلوہ گر
 گو آسمان پر بھی اُڑا تو کیا ہوا
 کل ایک پل بھی تو نہ تھا اُس کے روبرو
 جوشش ہو جب تک کہ حقیقت چمکے کو راہ —
 لائی ہے تجھ تک اہل لے یا کھینچ کر ۱۳۵
 ہاتھوں کو میرے خوف نے بے کار کر دیا
 یہ کیا غضب ہے دستِ بد قبضہ ہو گیا
 کھائے ہے بیچ و تابِ کمر بستہ کی طرح
 جی چاہتا ہے دشتِ دیباہاں کی سیر کر

کہے ہے یہ خوبی تو کم اور کاغذ
 ملکِ درو سے دل کو آشنا کر
 مت کام بگاڑو بسا کر
 کیوں خاک کیا مجھے جلا کر
 اُس کے ہی خیال میں رہا کر
 اپنے تئیں پہلے تو فنا کر
 بیٹھے ہیں گوشہ گیر ہوا سن لستنا کر
 دیکھے جو کوئی چشمِ حقیقت کو باز کر
 جسدِ مہر ترا مزاج ہوا و دھڑکا کر
 میں کوں ہوں کہاں ہوں بھی امتیاز کر
 اے آشک کیا ملے تجھے افشاے راز کر
 تب تک برائے شغل تو سیرِ حجاز کر
 تو فرک گیا ہے کس لئے توار کھینچ کر
 کیوں کر ہٹاؤں دامنِ دل وار کھینچ کر
 جی یوں ہی چاہتا ہے تو اک بار کھینچ کر
 باندھے ہے ٹک کر جو مرا بار کھینچ کر
 دشتِ بہاں سے لے ہی چلا کر بار کھینچ کر

ہر زاد نام عشق نہ یوں گے کا چہر کوئی
 رستم کا سوکھا جائے لہو خور نہ سے اگر
 دی عشق نے کر کش مرے قیدِ نیمبہ کو
 جوششِ عبث ہو عشق پر امیدِ زندگی —
 اہل ہمت شاد ہوتے ہیں گدا کو دیکھ کر ^{۱۳۸}
 خون دل سے سیربونِ نفرت کی ہوس کی شیم
 وہ کسی کے ساتھ نے پتیا ہی ہوگا اس گھری
 بے ادائی ہم سے بوجا نوس سے مت کر سینگے یا
 آبِ جواں پر نہ بھول و غصہ بلب تہ ہیں —
 منتِ تائیرلے آہِ سحر گاہی نہ کر ^{۱۳۹}
 نو گرفتاری پر میری کر نظرے اشکِ شام
 منزلِ ادل ہی میں رہ جاؤ گی ٹھک کر کہیں
 گاہ گاہے کچھ بھی جایا کر کہ ہو راحتِ صیب
 ملتجی آکر فیضوں کے ہوئے ہیں بادشاہ —
 بار بار اُس کی طرف دیکھانہ کر ^{۱۴۰}
 مانہ ہوئے تاجِ سرداغِ جنوں
 آہِ غیر اُس کی بغل میں بٹھ کر

تصورِ میری بھیج نہ بازار کھینچ کر
 تو سامنے ہو خنجرِ خونخوار کھینچ کر
 یوں سے جوں کمانِ حسد بد کھینچ کر
 جیت کوئی بچا ہے یہ آزار کھینچ کر
 تو خفا ہوتا ہے کیوں اس بے نو کو دیکھ کر
 جس طرح بیمار بد خد ہو دوا کو دیکھ کر
 اس پیٹے رونا ہوں میں ابرو ہوا کو دیکھ کر
 ہو گئے گلب کے ادا اُس کی ادا کو دیکھ کر
 مر ہی جائے گا تو اس آبِ بقا کو دیکھ کر
 پر جو تجھ سے ہو سکے اس میں تو کو تابی کر
 یک بہ یک اُس کی لگی میں تجھ کو رسوا ہی کر
 رہ روانِ عشق کی ایسے عقل ہم را ہی نہ کر
 آتشِ دن رات دن پہلو میں سلگا ہی کر
 فقر سے خوش ہوا کوششِ خواہشِ شاہی کر
 ناحق اپنی جہان کا سودا نہ کر
 سلطنت کا عشق کی دعویٰ نہ کر
 یوں کہے مجھ کو کہ یاں آیا نہ کر

اپنا دشمن ہوا اگر کچھ ہے شعور
آج ہی تو جل کے اُس کو دیکھئے
جب تک جو شش پے کشت جو —

آہ و فغاں سے اپنی زباں آشنانہ کر ۱۵۰
کیوں اس جلے جلے سے کرم ہے مخالفت
رہنے دے کرے یار میں تا پامال ہو
کہوں اپنے تیس ذلیل تو کرتا ہوا طلیب
اک روز مار ڈالے گا جو شش و زند خو —

اے چرخ بے کسو پہ ہماری نظر نہ کر ۱۵۱
اُس حسن صنمدلی کی ثنا اور تیرا منہ
غیرت یہ منتفی ہو کہ اے پیچھے باغ میں
بہو بچا دے اُس گلی میں اگر تجھ سے ہو سکو
جو شش کسی کی کون سنے ہے جہان میں —

فصل گل آئی ہے تو اب قفس باز نہ کر ۱۵۲
کھول کر بند قفسا پیچھے و گل کو لے گل
ہیزم تر کو کبھی آگ میں جلتے دیکھا
میں تو ہوں اہل نیاز اور ہو تو مایہ ناز

غیر سے تو دشمنی پسدا نہ کر
انتظار دعدہ فدا نہ کر
آسمانے چرخ کا سودا نہ کر
عاشق اگر ہے شکوہ بخور و بھانا نہ کر
اے شمع بزم یار میں ہر شرب جلا نہ کر
بر باد مشقت خاک کو میری صبا نہ کر
میں تو مریض عشق ہوں میری دوا نہ کر
اے بے شعور اس سے ہمت لگ چلا نہ کر
جو کچھ کہ تجھ سے ہو سکے تو درگزر نہ کر
دیوانہ کیوں ہوا ہے تو یہ درد نہ کر
مرحبا ہی جا پہ منت بادِ سخن نہ کر
اس خاک کو نسیمِ سحر در بہ در نہ کر
چلتا ہے چل یہاں سے کسی کو خبر نہ کر
لیک صبا دخیال پر پر واز نہ کر
عندِ دیباہ چین میں نظر انداز نہ کر
اے دل افسردہ عبثِ سنور سے تو سنا نہ کر
کہوں کس طرح کہ نازاے برت طناز نہ کر

پایمالی ہی مری عین سرفرازی ہے مجھ کو اوروں کی طرح سے تو سرفراز نہ کر
 نادم مرگ یہ انجام نہ ہو گا جوشش — قصہ در دوالم بیہودہ آغاز نہ کر
 سدا فریں ہے یا زلفا نل شمار پر ۱۵۳ بھجانہ شمع دگل بھی ہمارے مزار پر
 تیرے ہی ڈر سے کچھ نہیں کہتا رقیب کے در نہ میں ایک بھاری ہوں پیگا ہزار پر
 آتی ہے خوشی مگر جھٹھے ظالم صدا آو چھڑکے تونمک جو دل داغ دار پر
 پر خوں بہ رنگ ساغر لالہ ہے ان دنوں داغ جگر ہمارا ہے کیسا ہی بجا پر
 کیا ہے عجب جواس رخ حیرت نسا کو کچھ تھم جائے اشک اس مرثہ اشک بار پر
 محظوظ کوئے یار میں رہتی ہے ہر حسہ کرتی ہے کب صبا کرم اس خاکسار پر
 جوشش نہ آئی ہاتھ کبھی تا دم دفات — دل اپنا لوٹا ہی رہا زلف یار پر
 ہم تو مرتے ہیں اس گدائی پر ۱۵۴ تھو کے کب میں بادشاہی پر
 وصل میں بھی یہی خسرو بنی تھی منحصر کیا ہے اس جُدائی پر
 یار دیو یں ہی گے دغا اختیار بھوں مست اُن کی آشنائی پر
 تو نے اک وعدہ بھی دفا نہ کیا آنسو تیری بے دفائی پر
 دیکھ زلف رسا کور و ناہوں اپنے ہاتھوں کی نارسائی پر
 کوئی کہے اُس آفت دس سے شیخ نازاں ہے پارسائی پر
 بے نظیر اس کو دست کہ ای جوشش — بات کھل جائے گی خدائی پر
 ہٹھا جائے اگر دودِ دل تنگ ہو اپر ۱۵۵ ہوئے نہ سفید ابر سیہ رنگ ہو اپر

بے تابی دل تنگ بجھے کرتی ہے جس دم
 ہر راہ کے ہم راہ دلِ سخت کے ٹکڑے
 ہیں تیکہ بانجی تری پر دانہ میں گویا
 نستہ اک تنگ تیری رسائی ہو معلوم
 ہوتا کبھی دل میں جو گزر حرص و ہوا کا
 کیا ہم سے رقیب اڑتے ہیں چورنگ گڑا کا
 رقصِ فلک ناچے ہو سنا ہوا ہے خوشن —
 گر ملک متوجہ ہو وہ مے نوشِ نلکے ۱۵۶
 کیوں کر نہ ہو ہر دانہ شر و خرمین ل کا
 حیران ہوں لبِ بام نقاب ان نے لی منہ پر
 گر ایک نظر اس بتِ رقص کو دیکھے
 ہم دم مٹتی مری چشم سو میں نہ یرزین ہوں
 اک دم میں دکھائے خم گردوں کو تماشاً —
 کیا کیا ستم نہ تو نے کیے میری جان پر ۱۵۷
 رنگیں نہ ہو جو خون دل داغ دار سے
 یہ تیرا آہِ سنگ سے گزرا تو کیا ہوا
 میں وہ سیاہ بخت ہوں امکان نہیں

اڑتی ہوئی دیکھوں ہوں تری چنگ ہوا پر
 مستانہ چلے جاتے ہیں جوں سنگ ہوا پر
 مرغِ خانِ خوش آہنگ ہم آہنگ ہوا پر
 میں خاکِ نشیں اور ترا شبِ رنگ ہوا پر
 اڑتا نہ سلیمان کا اور رنگ ہوا پر
 تو نے تو بہت کاٹے ہیں چورنگ ہوا پر
 یہ وعدہ ہو بھتی ہے مردِ رنگ ہوا پر
 ہو جائیں فرشتے سمجھی بے ہوش فلک پر
 ہے آہ مری برق سے ہم دوشِ فلک پر
 یا ماہ ہوا ابر میں روپوشِ فلک پر
 زہرہ کو ہو قص اپنا فراموشِ فلک پر
 کس طرح نہ ہوا برس یہ پوشِ فلک پر
 جوشش جو ہو مجھ سا کوئی مے نوشِ فلک پر
 آیا نہ خوفِ شکوہ کبھی اس نہ بان پر
 تلوار سے تری نہ جھڑے پھول سان پر
 جب کا رگر نہیں دل ناہم زبان پر
 سایہ فگن ہوا ہو مری استخوان پر

کہتا ہوں سرگزشت میں رو رہے ہر شمع
 نالے نے میسے سنگ دلوں کو رلا دیا
 اُس ترک تنہا سے طلب مگار بوسہ ہوں — اے جوشش آج کھیلا ہوں میں اپنی جان پر
 زلف اُس کی جو کھل پڑی منہ پر ۱۵۸
 شام تھی صبح کی گھڑی منہ پر
 ہم نے منہ پر نگاہ کی اُس کے
 اُن نے تلوار ہی جڑی منہ پر
 گلہ آیسے حرف اُس کے خصل
 کون لائے گھڑی گھڑی منہ پر
 یہ سلسلہ یہ اشک کے قطرات
 یا کہ موتی کی ہے لڑھی منہ پر
 اب مرثا گاہ حرلیط طوفاں ہے
 آنہ برسات کی جھڑی منہ پر
 بات چھوٹی ہو یا بڑی منہ پر
 شرط انداز ہے اگر آئے
 ہاتھ پھیرے ہے ہر گھڑی منہ پر — ان دنوں یار بے طرح جوشش
 نہ ڈر قاصد گر اگر اشک بے تاثیر کاغذ پر ۱۵۹
 ہمیشہ شعلہ زن ہے اُس تصویر کاغذ پر
 وہ جب خط کو لگا تھا پھاڑنے قاصد یہ کیا تھا
 کرے تقصیر لکھنے والا ہو تعزیر کاغذ پر
 غلط ہوتا نہیں رکھ دیکھیے کسی کاغذ پر
 اٹھائے فیض کامل سے وہی جو کوئی قابل ہو
 کروں کس طرح سوز دل کو میں تحریر کاغذ پر
 قلم بنے لگے ہے آگ لگ اٹھتی ہو کاغذ میں
 لگا دے در چمک لکھ کر مری تقصیر کاغذ پر
 گنہ گاروں میں ہوں کڑی ہی کڑے کر مجھ لیکن
 لکھی ہے سورہ و اشعش کی تفسیر کاغذ پر
 سوادِ خط نہیں سیمیں بدن رضا پر تیرے
 جس گرس کا ہی جو اس کو پڑھو یا دیکھو جو جوشش — لکھا بھی حال دل کا ہم نے بر تقدیر کاغذ پر

ہے تن کا ہسیدہ رشک سا لیرِ شانِ موحیۃ کیا تعجب ہے اگر ہوئے نہ زیبِ خوان موحیۃ
 ناتوانوں کو توانائی نہ ہو یارب نصیب بال و پر ہوتا ہے آخر کو وبالِ جان موحیۃ
 زلف کے ہوسانے کیوں کہ خطرِ نساہِ یار مارے دعوئے ہم چسپی نہیں شایان موحیۃ
 کیا سر و سامان سے مطلب ہے سر و سامان کو جو بے سر و سامان ہے اے دل سر و سامان موحیۃ
 ہے قناعتِ پیشہ محتاج کس و ناکس نہیں دیکھ ہر خرم ہے خوانِ نعمتِ الوان موحیۃ
 بے دردِ دریاں نہیں ہیں خاکسارانِ جہاں مور کا گھر ہے حقیقت میں در و دربان موحیۃ
 خاکساری موجبِ افزونی ہمت ہے یاں دیکھ بے جوششِ سیماں سا ہوا بہان موحیۃ
 رخ یہ چاہے تھا کہ دل کو کرے تسخیرِ بزدلۃ زلف نے ڈال ہی دی پاؤں میں نجیرِ بزدلۃ
 نطق کرتی ہے ترے سامنے طوطی اس طرح جس طرح صاحبِ لکنت کرے تقریرِ بزدلۃ
 یہ طلبِ کارِ جفا اس سے خفا تھا لیکن لگ گئی آج گلے سے تری شمشیرِ بزدلۃ
 توڑنا پتھر بھی ہے منظور جو یہ دل شکنانِ خسانہ دل کو مرے کرتے ہیں تمسیرِ بزدلۃ
 دیکھتا کیا ہے کھڑا کھینچ کر سے تلوار لالی ہے سامنے تیرے مجھے تقدیرِ بزدلۃ
 بے کسی پھر نہ کبھی آئیو آؤے ہرگز کی معاف آج تو ان نے تری تعمیرِ بزدلۃ
 ملکِ دل جس کا نام آباد نظر آتا ہے لوٹ لیتا ہے تو احسن جہاں گیرِ بزدلۃ
 اُس کی نظرِ دل پہ چڑھے صیدِ دلوں کس طرح جو کوئی صیبِ حرم کو کرے پنجیرِ بزدلۃ
 اُس کے دل میں تو اثر کچھ نہیں کرتی جوشش — آہ کو اپنی کہیں صاحبِ تاثیرِ بزدلۃ
 شیخِ حنی تم نہ کہو خوفِ درجہ سے ہنسنہ ۱۶۲ خسانہ دل تو ہے اس قانہ خدا سے بہتر

یار کے ہونٹوں کی تعریف نہ کچھ مجھ سے بچھ
طعت زن کفر پر ہونا ہے عبتِ اوزا ہد
ہو نہ اس بھر میں بابت تو مانندِ جباب
دل سودا زردہ عشق کی خاطر جوشش —
پیدا ہوا ہے دل میں نئے سرے در پھر ۱۶۳
کیا ہو گیا ہے دیدہ و دل کو جو ان دنوں
کے دن کی زندگی ہے قناعت کر اختیار
دیوانے چھوڑ اس کی گلی کو کدھر چلا
مت پایمال کر مرے مشتِ غبار کو
سرکارِ عشق میں اسی ظالم کے ہاتھ سے
جوشش کی گفتگو چاہئے ہو تجھے —
خینے کو دیکھ دل نہ لے احسانِ روزگار ۱۶۴
دل ہے سودا غدا غدا جگہ ہے سوچا کچھ
اے زلفِ یار تجھ سے بھی آشفتمہ تر ہوں
دیکھا تو ایک گل میں بھی بوسے دنا نہیں
مل سبے خرد ہو جو بزرگی کی ہے ہوس —
کیوں حیا سے تو نکلتا نہیں گھر سے باہر ۱۶۵
اے خضر ہیں یہ تیرے آبِ بقا سے بہتر
بت پرستی ہے تیری زہدِ ریاسے بہتر
دل اٹھانا ہے یہاں جھڑپ ہوسے بہتر
کون زنجیر سے اس زلفِ دونا سے بہتر
کیوں کر نہ ہوئے آہ مرا رنگ زرد پھر
ہے وہ ہی اشکِ گرم وہی آہِ سر پھر
دنیائے حبیبی میں نہ اسے ہرزہ گرم پھر
بجنوں کی طرح نہ ہو صحرانورد پھر
دامنِ ترانہ چھوڑے گی ظالم یہ گرم پھر
پینچی ہے صناد کو مرے چہرے کی فرد پھر
میں پڑھ سناؤں کوئی غزل کوئی فرد پھر
کھانا ہے خونِ دل جو ہو مہمانِ روزگار
کیا کیا بیان کیجیے احسانِ روزگار
مجھ سے نہ کوئی ہوگا پریشانِ روزگار
کی ہمنے خوب سیرِ گلستانِ روزگار
جوشش نہ ہو تو مثلِ بزرگانِ روزگار
دید خودِ شید ہے نقدِ درِ بصرتِ باہر

نقشِ دل جب سے ہوا نام نہ مٹا لیں
سیکڑوں تیر ترازد ہیں ترے غم کے
اشکِ چشم آگے ترے شک ہوا جانا
آہ بے تابِی دل سوزِ جگر کے ہاتھوں
ہر طرف تیرا ہی جلوہ ہو نفس میں صبا
ایمنِ عشق کا منت قصد کرے طائرِ دل
عجب جو اہل ہمنہ ہوئے یہ امکان نہیں
گننے میں آئیں جو دو چارہوں کے کی طرح
یکوں نہ آنکھوں میں جگہ اُس کی ہو جو مردِ چشم
مل گئے خاک میں یاں فافلے لاکھوں شش

گھر میں رہتا ہوں ولیکن میں ہوں گھڑے باہر
ایک دوہوں تو نکالوں میں جگر سے باہر
ہاں یہ لڑکا ہے نکلتا نہیں دڑ سے باہر
قطرہ اشک نکلے ہیں شر سے باہر
سخت حیران ہوں میں نکلوں کدھر سے باہر
شعلے نکلے ہیں وہاں شاخِ شجر سے باہر
عیب جوئی تو ہے آئیں ہمنہ سے باہر
داغ اس دل میں تو ہیں بدِ نظر سے باہر
پاؤں بھی جس نے رکھا ہوئے نہ گھر سے باہر
چل سکے ہے کوئی اس راہِ گزر سے باہر

۱۶۶ لے طبیبو تمھاری کیا نصیر
راست رو بھاگتے ہیں کج رو
چشمِ تحقیق سے اگر دیکھو
گھرِ فقروں کا بھی تماشا ہے
ماتواں تیرے کیوں نہ ہوں ممتاز
ہاتھ آئی ہے جس کے دولتِ فقر
آگِ پانی میں لگ اٹھے جوشش —

درِ دمیہ راہیں علیٰ نیر
کیا رہے خانہ کماں میں تیر
ایک ہی سے ہیں کچھ ایروں فقیر
جا بہرِ ساموچ زن ہے جو عصیر
ماہ نو کو نہ جانے کوئی حقییر
اُس کے نزدیک خاک ہے کسیر
سوزِ ششِ دل اگر کہہ دوں تحریہ

کی ہے ترے دیوانے نے تعمیر سی تعمیر ۱۶۷ دے پاؤں میں تو زلف کی زنجیری زنجیر
 سوٹکڑے کرے ایک اشائے میں لوں کے در۱۰ دے خم دار ہے شمشیر شمشیر
 تقدیر مناسب نہ ہوئی یار و گرنہ کی تھی ترے ملنے کی میں تیر سی تیر
 اے شیخ ستیا ہے بہت ذخیر زکو محشر میں تری ہوئے گی تیر سی تیر
 اک عمر کیا سیر مرقع کو جہاں کے آئی نہ نظر کوئی تری تصویر سی تصویر
 خوابان جہاں رکھے میں کیا کیا لب و لہجہ پر ایک میں جو ہو تری تقدیر سی تقدیر
 چاہا کہ ملے خاک میں لیکن نہیں ملتا ہے جسم کی جو شش کوئی تعمیر سی تعمیر
 جہاں میں کس طرح سب ہوں برابر ۱۶۸ انہیں ہیں انگلیاں پانچوں برابر
 خفا ہو کر لگا کہنے اٹھا دے جو اُس کے بیٹھے بھی جوں توں برابر
 خط اُس کے منہ پہ یوں آتا چلا ہے چلے ہیں سورجوں لاکھوں برابر
 ہر چند مثل خضر یہاں ہو قرار عمر ۱۶۹ بے داغ عشق عین خزاں ہے بہارِ عمر
 گھبرا کے مر ہی جاتے ہیں میں غافل ہوتا اگر جہاں میں کچھ اعتبارِ عمر
 یاں ذی حیات بختے ہیں بے اختیار ہیں مختار ہی کے ہاتھ میں ہوا اختیارِ عمر
 ہر چند صرف کیجیے ادفاتِ عیش میں پر ہے غمِ عالم ہی پر آخر مدارِ عمر
 جوشش کرے ہے سعی تو کر راہِ عشق میں یہ کار و بار دینیوی ہے انتشارِ عمر
 حدیثِ مستی و ندی پر گر ہو گوشِ خاکستر بنے ہر ایک گلشنِ بزمِ ناز و نوشِ خاکستر
 جلا یا آتشِ دوری نے تیری یاں تلک کو تیر خاکی ہمارا ہو گیا ہم دوشِ خاکستر

یہ نیرنگی یہ جلوہ اس چمن میں کیوں ہو اُس کو
ترے دل سوختوں کی زندگی ہو خاکساری میں
خمشیں عین گویائی ہے دیکھ آتش کد میں جا
ضرر کب پہنچے ہے دست توانا سے ضعیفوں کو
نہیں دیکھا ہے ٹانگ کچھ جو اس کے خاکساروں کو
لطفت و اشفاق ترا مجھ کو تو کیا ہے دکا ۱۷۱
کام کیا دیر و حرم سے مجھے دلا نہ ہوں
پنکھڑی گل کی تو سر منہ ہے اب ہی ظالم
نہ مدد بخت سے چاہوں نہ کروں منت چنچ
ایک سیمائری چشم کے ہیں مرگ طلب
آہ سرد و مژدہ اشک نشانے یارب
آتش عشق سے کر دل کو گرا نہ لے جوشن
رہتا ہے خوف مجھ کو مری جان بیشتر ۱۷۲
رنج و ملال قسمتِ سرگشتگان میں ہے
ممکن نہیں کہ خاطر عشاق جمع ہو
طوفانِ اشک کیوں نہ ہو فصلِ ہا میں
جوششِ رقیب کیوں نہیں اُس کے گرد و پیش
کسے داغِ پرطاس ہم آغوشِ خاکستر
رہے اشکِ جو اگلے پر نہ ہو سر پوشِ خاکستر
زباں شعلے سی رکھتا ہوا بے خاموشِ خاکستر
کہ ہر دم سرکشِ شعلہ سے ہے جوششِ خاکستر
ابھی اڑ جائے جوشش دیکھتے ہی ہوشِ خاکستر
میں ستم کش ہوں مجھے جو رجفائے درکار
اک مکان رہنے کو اوروں سے جا بجا
کفِ پا کو توڑ کیا رنگِ حسا ہے درکار
میں ہوں عاشق مجھے اُس کی ہی ضا ہے درکار
دور نہ ہو جس کو مرض اُس کو شفا ہے درکار
میں ہوں مے خواہ مجھے ابرو ہوا ہے درکار
مشکلِ آئینہ اگر مجھ کو صفا ہے درکار
رکھتا ہے حرفِ غیر پہ تو کان بیشتر
رہتے ہیں روتے صاحبِ عرفان بیشتر
رہتی ہے زلف اُس کی پریشان بیشتر
کرتی ہے سیل ان دنوں طغیان بیشتر
ہوتے ہیں عارِ گل کے نگہ بان بیشتر

بے مے و معشوق جب گھر آئے ابر ۱۳؎ کس طرح سے پھر نہ کہیے ہائے ابر
 دو دُنب کو ہے یوں اس زلفت پر جس طرح سے ابر پر آجائے ابر
 مغفرت سے معصیت بھاگے ہو یوں جوں ہو اے تندہ سے اُڑ جائے ابر
 کشتی مے کا ہے ساقی ناخدا سے ہوا پر موج زن دریائے ابر
 جوشش اپنے کلبہ احزان میں گر کر منہ مائے برق اور آئے ابر
 گرمی نالہ سے ہو بے تاب برق — اور دود آہ سے گھبرائے ابر
 ہوا گر ہاتھ مرا چاک گریبان سے دور ۱۴؎ یا الہی رہے اُس گوشہ دانا سے دور
 دل جلوں کو نہیں اسباب تعلق سے عرض ہے ہر شمع خیالِ مہر و سامان سے دور
 حُسن اس کا ہے ترقی میں دل اپنا بھور موسم گل میں یہ بیل ہر گلستان سے دور
 دامن کوہ و بیاباں ہو ابھی شک چین آستیں ہوئے اگر دیدہ گر یابن سے دور
 تیرے ہاتھوں سے توقع ہے یہی جوشش کو زخم دل کا نہ رہے فیضِ ناکِ دان سے دور

نہ کہ آزر دہ یار کی خاطر ۱۵؎ اس دلِ داغ دار کی خاطر
 بے مروت ہمیں عزیز ہوئی یزری خاطر ہزار کی خاطر
 آئے گاسنگ آستانہ یار اپنی لوحِ مزار کی خاطر
 اشکِ مت کر سفید آنکھوں کو رہنے دے انتظار کی خاطر
 اے دم واپس نہ را دم لے اس کے یوس و کنار کی خاطر
 بگڑی ہے میری اُن کی اوجوشش ابھی دار و مدار کی خاطر

۱۷۶ زلفوں میں کیوں نہ ہو یہ دلِ نار ہے قرار
آرام ایک دم نہ میسر ہو خلق کو
تو نے تو اب کمانِ تغافل چڑھائی آہ
مثلِ محکوم ہر گھڑی ہر دم اے مہ جبین
جوششِ چمن میں کیا نکل دیکھا سر و کیا سمن —
شب کو زیادہ ہوئے ہی ہمارے قرار
گر ہم سے اس جہان میں ہوں چاہے قرار
کیوں کر نہ ہو یہ صید گرفتار ہے قرار
رہتے ہیں تیرے طالب دیدار ہے قرار
دیکھ اُس کو ہو گئے بسبھی اک بار ہے قرار

۱۷۷ زیارت گاہِ عالم ہے ترادور
اٹھامت دے تجھے میں نزع میں ہو
قہرِ ماں پڑ نہیں سکتا کسی کا
میں تجھ سے مات کے لئے کاکا حال
بھلا کیا اور در کے ہو رہیں گے
گدا تیرا ہی جوشش اس کے نزدیک
درِ کعبہ سے کیا کم ہے ترادور
مرا ماں کوئی دم ہے ترادور
غرض تیرا ہی مقدم ہے ترادور
کہوں کیا دیکھ لے نم ہے ترادور
ستم گر چھوڑ کر ہم ہے ترادور
بجائے سمنہ جم ہے ترادور

۱۷۸ دلِ صاف اپنا دانوں سے مکدر ہو گیا آخر
جہدِ الٰہی میں تری سیلابِ آتش دیدہ کے سمنہ
محیطِ عشق کو دل میں جای امن سمجھا تھا
صفا پر در سے فیضِ اہل صفا کو پہنچ رہنا ہی
گرفتاری عجیب کچھ ہے کہ یہ دامنہ دلِ اول
بتاں کی آتشِ دوری میں تیرا ہی جوشش —
حجاب جو ہر آئینہ جو ہر ہو گیا آخر
جو ہم بیتیاری سے بیفطرت ہو گیا آخر
دلے دست شناسا سہ سکن رہ ہو گیا آخر
صدف میں قطرے کو دیکھانہ گوہر ہو گیا آخر
موقر تھا جن آنکھوں میں محقر ہو گیا آخر
دلِ سوزاں مرا شاکی سمن رہ ہو گیا آخر

میں مرگیا یہ ہو وہی آہ و فغاں ہنوز ۱۷۹
 ہیں زخم بے شمار یہ کیا دل ہے کیا جگر
 تو میری سرگزشت سے گھبرا گیا ابھی
 دل لے چکے ہو جان بھی حاضر ہے لیجیے
 اے بخت سجدہ گاہ دو عالم ہو تو کیا
 ہر ایک ناتوان تو انا ہوا سگر
 جوشش اگر چہ خاک میں ہم مل گئے تو
 دیدار کی ترے نہ گئی آرزو ہنوز ۱۸۰
 صد پارہ ہو گیا یہ گریبان گل کی طرح
 جاتا نہیں مزاج سے اس کے خیال حسن
 ہم جستجوئے یار میں پہنچے قریب مرگ
 شیریں مقال جتنے ہیں جوشش جان میں
 لیکن ہزار حیف کہ نزدیک یار کے
 ہے اس کے دل میں صنع الہی کا ڈر ہنوز ۱۸۱
 جوں شمع صرف شعلہ داغ جگر ہوئے
 عالم کو دیکھتا ہوں کہ سر سے گزر گیا
 ڈھایا بے چشم کو سیلِ شرک سے
 نالاں ہیں نے کی طرح مرے استخوان ہنوز
 مشتاق زخم تازہ ہے یہ نیم حیا ہنوز
 باقی ہے تجھ سے کہنے کو اک داستان ہنوز
 منظور تم کو ہوئے اگر امتحان ہنوز
 اپنی جیسے سے دور ہے وہ استان ہنوز
 بے طاقت دتواں ہے ترانا نواں ہنوز
 دیتا نہیں یہ چرخ ستم گر اسان ہنوز
 ہم مر گئے پر آنکھوں میں پھرتا ہے تو ہنوز
 چاک جگر سے دور ہے دستِ رفیق ہنوز
 خط آچکا پر آئینہ ہے ردِ بدو ہنوز
 پر ہے وہی تلاش وہی جستجو ہنوز
 ہر چند ہونٹ چاٹتے ہیں ردِ بدو ہنوز
 کرسی نشیں نہیں ہے مری گفتگو ہنوز
 لرزاں جو مہر نکلے ہے یاں ہر سحر ہنوز
 دیکھا نہ اشک و آہ نے روئے اثر ہنوز
 لیکن وہ کھولتا نہیں اپنی کمر ہنوز
 پر حال کی مرے نہیں اس کو خبر ہنوز

ترپے ہے دام ہی میں یہ بے بال پرہیز
 لایا نہ نخل آہ ہمارا مٹ نہ ہو
 مقبول تو ہوئی نہ دعائے محرم ہو
 اُڑتی پھرے ہے خاک مری در بدر ہو
 جاتا نہیں ہے سر سے مرے دُر سر ہو
 کسی کے دل کی کسی کو خبر نہیں ہرگز
 وہ سو کر ہے پر اُس کے مگر نہیں ہرگز
 سوائے آہ و فغاں کوئی اردھ نہیں ہرگز
 میں بے جگر ہوں مرے تو جگر نہیں ہرگز
 یہ وہ سب سے کہ جس کے عمر نہیں ہرگز
 یہ مشت خاک مری در بہ در نہیں ہرگز
 شبِ فراق کو میری تحریر نہیں ہرگز
 طیب بتری دوا میں اثر نہیں ہرگز
 تری گلی میں کسی کا گز رہ نہیں ہرگز
 قیام اُس کو بہ رنگ شرہ نہیں ہرگز
 ہوئے ہے شعلہ خس پوش شرہ سے لب نہ
 نہ ہوا ایک حد ف آب گہر سے لب نہ

آئی گئی بہار چمن سے ہزار بار
 پھولے پھلے بھی شجر اس باغ میں گر
 کیا فایدہ جو نالہ شب گیسر کیجے
 میں مر گیا ہوں عشق میں کس سر زگر کے
 جوشش سر اس کی راہ فنا میں دیا تو کیا
 ہمارے حال پہ اُس کی نظر نہیں ہرگز
 دو ہے تو غنچہ دہن پر دہن نہیں کھٹا
 ادا دنا زو کر شمع بھی ہیں اُس کی نظر
 ڈردن نہ تیغِ ننگ سے نہ تیرِ مرگاں سے
 بہ رنگ سر و مری آہ کیوں نہ سرکش ہو
 ہوا ہوں خاک و لیکن ہوں ایک ہی دکا
 یہاں جورات ہے صبح اُس کے ساتھ لیکن
 یہ درد دل تو مرا اور بھی دو چند ہوا
 صبا بھی دور کھڑی اپنے ہاتھ لیتی ہے
 ہوا ہے خلق جو اس شعلہ زار میں جوشش
 کیوں نہ اشکِ تہِ مرگاں ہوا اثر ہے لب نہ
 اپنے پروردہ سے کب فیض اٹھا نہ کوئی

گو کہ ساقی نہ پیالہ دے لبالب مے سے ساغرِ چشم تو ہے خونِ جگر سے لب ریز
 بادہٴ شوق ترے لب کا نہ اک بوند گرا جامِ دل کو میں کیا ایسے نہر سے لب ریز
 تلخ کام آہ یہ ناکام ہے جب تک نہ ملے اُس کا پیسا نہ لبِ شہدِ شکر سے لب ریز
 دیکھ ٹمک آکے تماشا ہے چمنِ امی گلِ رد نہر میں ہیں چاروں طرف دیدہ ترے لب ریز
 کیوں ہی اس بکر کو یہ جوشِ دُخروں کی جوشِ — کاسے گر داب کے ہیں دیدہ ترے لب ریز
 دل میں یوں رہتے ہیں اُس کے تیر کے پیکانِ عزیز خانہٴ اہلِ کرم میں جوں رہیں ہمسماں عزیز
 درِ جو رکھتا ہے اُس کو ہے دوا کی آرزو ایک تیرے درد مند دل کی نہیں دامنِ عزیز
 شیوہٴ آرزو کی رکھتے ہیں جو ہیں دل جلے شمع کو ممکن نہیں ہوئے سرد سا مالِ عزیز
 دشمن جانی ہمارا واقعی تو ہے یہ بزمِ — جان سے بھی جانتے ہیں تجھ کو اسے جانِ عزیز
 مصرعِ بے مل پر جوشِش ایک مرتبہ نہیں ہیں — ”دور نہ یاں کس کو نہیں ہے اپنی اپنی جاں عزیز“
 ترے عارض پر خط نکلا ہی کیا سبتر ۱۸۵ کوئی سبترہ نہیں اس طرح کا سبتر
 ترے ہاتھوں سے مل لائی خمارِ نگ وگر نہ فی الحقیقت تھی حسنا سبتر
 گریباں چاک کر ڈالا گلوں نے گلے میں دیکھ کر تیرے قبا سبتر
 کیا کیا کام لے زہرِ غمِ مجھ سے یہ رنگِ درد میرا ہو چلا سبتر
 برسنے کو برس لے ابروِ نکال نہ ہو گا محض میری آہ کا سبتر
 خیالِ قامتِ جاناں میں ہر آہ بہ رنگِ سرو ہے مژتا بہ پاسبتر
 قبا ہر رنگ کی ہے خوشِ مالیک — اسے چھپتی ہے جوشِشِ سرخ یا سبتر

ہیں دل غمرے جزو بدن یوں پرطاؤس ۱۵۶
 اُس روئے مخطط پہ ہیں یوں زلف کے حلقے
 سر پر نرے یہ طرہ زر زرد پہچھے ہے
 رکھتے ہیں جو یہ جلوہ نیرنگ ای خوش
 زلف رکھو دل کو نہ چشم سیر کے پاس ۱۵۷
 صیقل عشق سے دل صاف اگر ہو جائے
 دانہ اشک کی تسلیح ہے اور زلف کی یاد
 بجز میں ہوش و خرد تاب و توان کینے
 رومانی بچھے کیا دیوے گا اے ماہ حسن
 آرزو دل میں ہمارے یہی ای خوش —
 کیا کریں گے یاد اے صیبا آرام نفس ۱۵۸
 اے ستم ایجاد تیری زلف و خط کے زور
 جان کا ہوتا ہے سودا ہر سحرے باغ باں
 کا نٹے سے چھتے ہیں میری دل میں جا آئیاں
 ہاتھ میں صیبا دے جاتے ہی خوش ہوئے
 کبھی نہ دے گئے اک زخم یادگار افسوس ۱۵۹
 ہوا یہ حال مرا عشق میں کہ دشمن بھی
 مخلوق ہوں اس دہر میں ہم سیکر طاؤس
 قرآن یہ جس طرح رکھے ہوں پرطاؤس
 یا مال حسد کیوں نہ ہو تاج سر طاؤس
 کیا آگ دہی ہے تہ خاکستر طاؤس
 کوئی رکھتا نہیں بیمار کو بیمار کے پاس
 مثل آئینہ رہا کیجیے اُس یار کے پاس
 نے ہوں اس سےجے کے نزدیک زنا کے پاس
 جز گرفتاری دل تیرے گرفتار کے پاس
 نقد جاں بھی نہیں اس طالب بیکار
 یہ عزل پڑھتے کبھی بیٹھ کے اُس بیکار
 حکم دے پروانہ کا ملک تا سر نام نفس
 کوئی لے سکتا ہو نام دام یا نام نفس
 مجھ کو اس صبح چمن سے خوب تھی شام نفس
 یا جب آتا ہے گل چیں مجھ کو آرام نفس
 نے نفس کے در کو دیکھا ہم نے نے نام نفس
 چلی نہ مجھ پہ تری تیغ آبِ دافسوس
 ملیں ہیں دست تا سف کریں ہیں افسوس

سبھوں سے تجھ کو ہوئی بے تکلفی لیکن
 بہ سانِ شانہ ہو اچاک چاک دل لیکن
 نسیم تیری طرح روزِ اٹھ کے خاطر خواہ
 کریں ہیں منع مجھے یا ترے ملنے سے
 بہ ایں فصاحت و خوبی جہاں میں ایجوکیشن —
 ہے دل مرا ادا دل پر ہم شیشہ و ہم آتش ۱۹۰
 دل شیشہ جگرِ آفرین خاک کی ڈھیری پر
 یہ پیر معاں کا تو اک اونٹے تصرف ہے
 صنعت گریِ صانع ہے موجبِ حیرانی
 تجھ حسن کے جلوے سے ہر ایک جابِ جو
 جس وقت پیسے تو منہ کو ترے سادہ رو
 اب دیکھے ہے آئینہ وہ مہروں ایجوکیشن —
 سینے میں غمِ عشق نے کی مشعل آتش ۱۹۱
 .. یوں سروی دوراں سے دل افروز ہو
 گرنی ترے ملنے کی جلا دیوے ہے اس کو
 ہیں طور کے حسن کے جلوے
 جوشِ حذرِ ادلی ہے محنت کے شہر سے —
 اٹھانہ ہم سے تکلف ترا ہزار افسوس
 لگی نہ لگتھ تری زلفت تابِ افسوس
 نصیب میں نہ ہوئی میر کو بے یا افسوس
 ہوئے ہیں دشمن جانی یہ دوستِ افسوس
 ہمارے شعر نے پایا نہ اشتہارِ افسوس
 چوٹے ہے قدم اگر ہم شیشہ و ہم آتش
 ہے یاں بہرِ خاکِ شہر ہم شیشہ و ہم آتش
 نے خواروں کے بے گھر گھر ہم شیشہ و ہم آتش
 ہر سنگ کے ہوا نہ ہم شیشہ و ہم آتش
 آیا ہے نظرِ اکشر ہم شیشہ و ہم آتش
 بے جا نہیں کہیے گر ہم شیشہ و ہم آتش
 یک جا ہے تماشا کر ہم شیشہ و ہم آتش —
 لے اشک بجھا نا کہ لگی مصل آتش ۱۹۲
 پانی کے چھڑکنے سے ہو جوں محل آتش
 اتنا بھی تو پردانے سے مت گرم مل آتش
 کس طرح ترے آگے نہ ہو بخل آتش
 دیوے ہے بلا شہر کے شہر ایک مل آتش

دل ہے کیا سیمنہ سوزاں میں قرینِ آتش ۱۹۲
 ناتوا بنوں سے مدد پہنچے ہے یوں سرکش کو
 آتش اس کا ہے مکاں یہ ہو مینِ آتش
 نالہ گرم اگر دل سے مرے سر کھینچے
 خشک و تر ہوئے ابھی زیرِ مینِ آتش
 دل سوزاں تو ہے مدت سے رہنِ آتش
 لے سمت در ہے وہی صد نشینِ آتش
 دلِ آتش سے نہ دھوئے کوئی کینِ آتش
 تانا مارا و طلب ابر مزہ سے ہومرے
 کہہ تو کس واسطے جوششِ نیرزدیہ ملاں
 تجھ سے سر سبز نہ ہوئے گی زمینِ آتش — ۱۹۳
 اگر داغ جگر اپنا دکھاؤں آبِ ہواش
 دگر رونے لگوں میں ہر میں نایابِ ہواش
 اگر دیکھ تری صورت ابھی بڑا ہے آتش
 سمندر روا جس کی زیست کا اسبابِ آتش
 تو کہوں آتش سے ملے ہی شرابِ آتش
 تو میرے سر پہ جوششِ پرتو ہنابِ آتش —
 ہوئے نہ میرے دل سے لب یا فراموش ۱۹۴
 کرتا ہے نمک کوئی نمک خوار فراموش
 مت کیجیو حالِ دلِ بیسار فراموش
 اب ہو گئی ہم کو رہ گلزار فراموش
 ابھارتی زلف کو دیکھے جو برہمن
 ہوا ہے گلے کا اُسے زنا ر فراموش
 قاتل وہ مسلم ہے پرجی دھڑکے ہے جوشش —
 ہو جائے نہ اُس کو یہ گنہگار فراموش

کہوں کہ نہ گرد باد کو ہوئے ہوا رقص ۱۹۵
 مشغول و جبرہ رو راہ فنا ہے تو
 جب سے نظر پڑا ہے وہ زفاصل دل تیرا
 بے رقص تجھ کو چین نہیں ایک آن بھی
 بزمِ حباں میں خیل مریدوں کے ساتھ ق
 دیکھو گے اپنا حال جو کچھ ہوگا شیخ جی
 جوششِ ہر چرخ دشمنِ عیش ایک گماں —
 نے دولت آرزو ہو نہ دنیا نہ دیں غرض ۱۹۶
 بے عشوہ بے کرشمہ و بے ماز و بے ادا
 اس طرح کا نہ ہوگا کوئی باغ دل کشا
 اپنے ہی استانہ دل پر ہے جبہ سا
 رہنا ہوں اس مکر کے تصور میں دم بہ دم
 اتنا نہ کھائیں خونِ جگر فکرِ شعریں
 جوششِ بہ زور لایا ہوں میں زیرِ پادِ فکر —
 اگر عارضِ ہواؤں آئینہ رو کا سبزہ زارِ خط ۱۹۷
 منڈلے روز گھٹکیوں کر نہ وہ روئے مخط کو
 جس ہوں آشفتنہ زلعت و جگر دوانہ رخ ہے

سچ تو یہ ہے کہ دامنِ صحرا چلے رقص
 دیکھا نہیں شہرِ رکوے کیا بتلا رقص
 بھاتا نہیں ہے مجھ کو یہاں کچھ سوا رقص
 پیرِ فلک بجھی سے ہے شاید بیا رقص
 پھرتے ہو مستعد تو بہت تم براے رقص
 باہر حوٹالِ سم سے پڑا آج پائے رقص
 سر پیٹنے نہ دیوے کسی کو چلے رقص
 یارب میں بے غرض ہوں مجھے کچھ نہیں غرض
 عالم کے دل کو لے گیا وہ نازِ نہیں غرض
 کوپے کو تیرے چھوڑ کے جاؤں نہیں غرض
 رکھتا نہیں کسی سے یہ گوشہ نشین غرض
 مجھ سا نہ کوئی ہوئے گا باریک بینی غرض
 ہوئے نہ شاعروں کو اگر آفرین غرض
 تھی آسمان سے بھی پرے یہ زمین غرض
 خجالتِ سبزہ آبِ رواں کوئے بہارِ خط
 کہ اُس نازک بدن سے اٹھ نہیں سکتا ہر بارِ خط
 یہ دل ہے داغ و احوالِ جاں ہوئے ذراِ خط

اگر وہ گل بدن جاو کبھی گل گشتِ گاشن کو
 بلاگردان ہو نبل زلفت پر بچاں نثارِ خط
 جلا دیتا ہو اس آئینہ رو کے منہ کو اور جوش —
 غبارِ خاطرِ عشاق ہو کیوں کر غبارِ خط

صاف طینت سے کریں ہیں شعلہ رو کم اختلاط ۱۹۸
 آب و آتش میں نہیں ہوتا ہو باہم اختلاط
 اشک کے قطرے ہیں کیوں میرے ثمرے غلط
 خار سے دیکھا نہیں رکھتی ہوشنم اختلاط

غنجہٴ گل سے صبا کو اس طرح کب رکتا ہے
 دم کو ہے جس طرح دل کے ساتھ ہر دم اختلاط
 کھو دیا ہے گو تر و خط نے صفا حسن لیک
 تجھ سے اس عالم پر بھی رکھے عالم اختلاط

بیسلوں کی طرح ہر گل سے نہیں کرتے ریل
 غنجہٴ دل ہی سے رکھتے ہیں سدا ہم اختلاط
 بہنیں ہونے کا جوشش نہ چھڑکے وہ ہک —
 زخمِ دل سے میرے کیوں کرتا ہے مرہم اختلاط

منظور ہو جو سینہ سوزاں کی احتیاط ۱۹۹
 جوشش کر اپنے دیدہ گریباں کی احتیاط
 میرے دل و جگر کو تو رہتی ہے دم بدم
 منظور اس کے تیسرے کے پیکیاں کی احتیاط

ناصح کہا بھی مان کسی کا نہ کر زسو
 مجھ سے نہ ہو سکے گی گریباں کی احتیاط
 بے احتیاط چھوڑ نہ دے اپنے حسن کو
 لازم ہے باغِ بان کو گلستاں کی احتیاط

کہہ دیجو کوہ سے بھی کہ آتی ہے سیلِ اشک
 صحرانے کی ہے اپنے بھی داماں کی احتیاط
 ہم سے غریب خاک میں جوشش ملے —
 کرتا ہے کون گو غریباں کی احتیاط

ہمارے اس کے جو آپس میں تھے ربط ۲۰۰
 کہاں باقی ہیں مے اخلاص مے ربط
 کبھی دل مانگتے ہو تم کبھی جان
 جفا یکشاں نہ ہے خلطہ نہ ہے ربط

بگڑ جاتا ہے وہ تو بات کہتے
 کوئی اس تندہ خو سے کیا کرے ربط

کہے دیتا ہوں لے ناصح خسرو دار
 بہت مت بول میرے آئے بے ربط
 ملا کر اُس سے گر ہے ربط منظور
 نہیں ہوتا کسی سے بے ربط
 وہی مشاعرہ مستم ہے لے جوشش —
 جواک کو دو سکے مصرع سے دکر ربط
 نہ اُس کے لطف سے خوش نے کرم ہے محظوظ ۲۱
 عجب یہ دل ہے کہ جو دستم سے ہر محظوظ
 کوئی دُم اور ہر ہنسنے سے شست شست
 کوئی بے عیش سے محظوظ کوئی طرب سے خوش
 ہوئی ہے جس کی بیاں چشم دل کو مینائی
 طوافِ دس سے ایک بے بہرہ جو کوئی لے شیخ
 چمن سے اس کو عرض کیا ہے لے نسیم سحر
 جو کوئی درد سے ہے آشنا وہی جوشش —
 ہمارے شعور خوش اور ہم سے ہے محظوظ
 کہ سیر باغ دل جو ہر آہنگ ہے وسیع ۲۲
 ان گلشنوں کی طرح نہیں تنگ وسیع
 رکھے ہے مست یا دِ خطِ لپشت لبِ مدام
 کب اتنا عرصہ نہ نہنگ ہے وسیع
 دیکھا ہے میں نے خوب سادامان کوہ کو
 دشتِ سراے قیس سے دیکھا جو غور کر
 دشتِ جنوں مرا کئی فرسنگ وسیع
 ظالم تو اپنے گھر سے نکالے ہی کیوں مجھے
 ملک خدا نہیں ہر میان تنگ وسیع
 جوشش بہارِ وسعت ملکِ عدم کہاں —
 ہستی تو ہے وسیع پہ بے رنگ وسیع
 اب عبادت کو مری تو نے جو کی ہے نصیب ۲۳
 اک زری بیٹھ کہ بس ایک زری ہر نصیب

بول سکتا نہیں کچھ آہ یہی ہے تصدیق
 جس کی قسمت میں یہاں جس نے لکھی ہو تصدیق
 تھی جو کچھ عجب میں تصدیق دہی ہو تصدیق
 طبع نجرے مری ان روزوں بڑی ہو تصدیق
 بے طرح ان دنوں کچھ ہونے لگی ہو تصدیق
 ہم کو تصدیق جدی دل کو جدی ہے تصدیق
 کبھی آرام بھی ہے اور کبھی ہے تصدیق
 کبھی آرام نہیں اس کو نری ہو تصدیق
 دکھائے گو کہ یہ میرے تئیں ہزار طمع
 دل پرستہ غرض چشم اشک بار طمع
 تجھے ترے لب جاں بخش سے ہو یا طمع
 زباں بے طمع دل میں بے شمار طمع
 رکھے جوں مے گل گوں کی مے گسار طمع
 کہ باغ بان کو ہے باغ سے بہار طمع
 ہمارے دل میں یہ آتی ہے بار طمع
 کھائے برہم ابھی یہ انجن آرائی شمع
 آستین میں ہی رہا پنچہ گیرائی شمع

سر نہ سا چشم کا بیمار ہوا میں جیسے
 لاکھ تدریس کرو پر دو ہو اسی چاہے
 نالہ و آہ و فغاں وصل میں بھی کم نہ ہو
 داغ دل زخم جگر اپنے ترقی پر ہیں
 درد پہ سلب ہے کبھی اور کبھی سوزش دل
 ہوئے آرام طلب راہ طلب میں جسے
 دیکھنا ہوں میں زمانے میں تو اک عالم کو
 لیکن احوال پہ جوشش کے جو کرتا ہوں نظر
 کروں نہ دولت دنیا کی زینہ طمع ۲۴
 بہ رنگ شمع ہے اس سوز عشق سے مجھ کو
 اگرچہ نزع میں ہوں میں پر ایک بو سے کی
 یہ کون زہد ہے زاہد یہ کون تقویٰ ہے
 و چشم مست تری خون دل کی ہوشنا
 و دیکھوں نہ سبزہ خط چاہے اپنے عارض پر
 خدا نہ دیوے کسی چیز کی طمع جوشش
 ہوئے میرا مہ تاباں جو تماشا قی شمع ۲۵
 ایک پردانے کو گرتے نہ سنبھالا اس نے

چشم کس طرح نہ روشن رہے تا مرگ اس کی
 سمجھیں ہیں اہل نظر رتہ تنہائی کو
 محفل دل کی اگر طور کو دکھائے شمع
 عاشق ہوئی ہے شاید اس بدگمان پر شمع
 لاتی ہے راز دل کو اپنی زبان پر شمع
 در نہ سانِ خوں ریز ہے شمع دان پر شمع
 لاکھوں جلیں بجھیں گوہرِ داستان پر شمع
 تیغِ زبان آتی تیسری نہ سان پر شمع
 تو ہی دماغ تیسرا ہے آسمان پر شمع
 آیا مزاج تیسرا اگر امتحان پر شمع
 نازاں نہ رہو ہرگز اپنی زبان پر شمع
 کہ جیسے مسجدِ کعبہ میں ہوں سلمان جمع
 یہ مے کدے کے ہیں در پر سیاہ مستاج
 ہمارے قتل کو اس نے کیا یہ سالِ جمع
 کرے ہے اشک کے قطرِ دل کو میرا جمع
 کہ اس کے یثروں کے آکر ہوؤ ہیں بیکار جمع
 کہاں سے اس کے لیے ہیں کروں گے بیکار جمع

بھول ہی جاے اُسے اپنی تخی جو شمش
 ہر شب جو کھیلتی ہے یاں اپنی جان پر شمع
 منصور وار کیوں کر سہ سے نہ دارِ تخی
 پردانہ بے جگر ہے جو اس پہ جاگر ہے
 سوز و گداز اپنا سارا بیاں نہ ہوئے
 سنگِ مزار پر اس سرگشتہ کے جو آتی
 ہے بارِ بابِ ہر شب تو بزمِ مہ وصال میں
 پردانہ تیرے آگے پرداز کر کے گلا
 سوزِ کلام جو شمش برقِ ہر آنج ہے
 ہوئے ہیں دلِ خمِ ابرو میں تیری جانانِ جمع
 نہ کریں خیال کہ مرگال ہیں اس کی اونداداں
 کمانِ ابرو و تیرنگاہ و تیغِ فرہ
 گلوں کو بھرتا ہے دامن میں جس طرح گلِ صبی
 ہمارا دل نہ ہو کس طرح رشکِ تغاٹیس
 ہمیشہ دستِ جنوں دھجیاں اڑاتا ہے

گرہ نہ دیوے گاجب تک تو زلفِ ابر کو
 یہ چاند ماتھے پر اس کے نہ ہوئے اُو خوش — کبھی نہ ہوگی مری خاطر پریشاں جمع

رکھتا نہیں میں لارِ صفتِ دل میں چار داغ ۲۰۸
 جوں ماتھاب عشق میں اُس آفتاب کے
 ہر چہ داب وہ میوزِ محبت نہیں مگر
 سجدے کا یہ نشان نہ ہو ماتھے پہ شیخ کے

نے کوئی لارِ پیچھے ہے اُس کو نہ کوئی گل — جوشِ رکھے ہے دل میں عجب کچھ بہا داغ
 خوت کیا ہو گویا ہودست اندازِ چراغ ۲۰۹
 سوختہ جانوں کے لیے دور ہے آہ و فغاں

خالی اسبابِ فنا سے نرم ہستی میں نہیں
 دلِ سببہ دل کا ہو روشن دل سے روشن عجب
 لے دلِ افسردہ سازش کر تو سوزِ عشق سے
 تا سحر گر داس کے تھا آخر کو جمل کر رہ گیا

دلِ سببہ تیرا ہو جوشِ قدرداغِ عشق کر — خاتمہ تارِ یک میں ہوتا ہے غمناک چراغ
 رات بے تابانہ ہو کر صدقہٗ فزنی چراغ ۲۱۰
 عمل کے آویزے ہیں کانوں میں لکے جلوہ گر

دلِ جلتا پر دانہ آخر ہو گیا غرقِ چراغ
 رکھتی ہے صبحِ بنگارشِ بتاں شوقِ چراغ
 دامنِ زرنار اُس کا ہو گیا برقی چراغ
 وصل کی شبِ داغ دل جلتا جو تھا سوجھ گیا

دن کو اگر دیکھ اس کو رات دن جلتا ہے یہ
 ماہ رو کو تیرے جوشن انجمن میں دیکھتے —
 کروں میں دید سے قطع نظر درد و غم ۲۱۱
 سوائے راست تو باتیں نہ کر درد و غم
 کہے ہے کون کہ دیکھی ہے میں کمر اس کی —
 اس دل صد چاک میں یوں جلوہ گر ہو جس کا داغ ۲۱۲
 یار کے ہم راہ کیوں کر کیجیے سیرِ جن
 وصل میں بھی شمعِ رو کے مثل پر دانہ مجھے
 ساقی گلِ فام جب غیروں کو پیہم جام دے
 نے ملے ہے زلف میں نے تھہرے ہو کال کرتے
 گر چہ لے رشکِ چمن تھے دل گرفتہ غنچہ سناں
 کم تنگا ہی تھی ہی نس پر منہ لگایا غیر کو —
 زخمی جب گھر کے دل میں ہو کیا آزد دے تیغ ۱۱۳
 قاتل کھڑے ہیں گردِ تری لاکھوں تیشہ
 ہر بات میں رقیب نہ کھاتج کی قسم
 قاتل مرے بدن میں تو اک قطرہ خون نہیں
 جوشش وہ مار کر مجھے رو یا میانِ تلک —
 ہوئے گا معلوم تب اس داغ سے فرق چراغ
 رات پھیکا پڑ گیا سب زرق اور برق چراغ
 اٹھائے آنکھ نہ دیکھوں ادھر درد و غم
 کہ راست راست ہوئے بے خبر درد و غم
 نظر پڑی کسے اُس کی کمر درد و غم
 جیسے قندیلِ مشتاک میں چمکتا ہو چراغ
 اُس سے آزدہ ہو گل اور مجھ سے بلبل بے داغ
 آہ اس بے تابی دل سے نہیں ملتا داغ
 لالہ ساں لب ریزِ خوں کیوں کر نہ ہو میرا داغ
 گم ہوا ہے دل ہمارا لیجیے کدھر سراغ
 دیکھتے ہی منہ کو تیرے ہو گئے اہم باغ
 وہ مثل ہے اپنی جوشش داغ بر بالا چراغ
 سٹو کوڑے ہو کیا ہے پہ دیکھے ہو سو تیغ
 قسمت میں کس کے دیکھیے ہے آبِ جو تیغ
 نامرد کو یہ چاہیے ہرگز نہ چھوئے تیغ
 ہر دم لہو سے کس کے ہو اکودہ رو تیغ
 ہوئی اُس کے آبِ چشم ہی سے شست و شو تیغ

۲۱۵ اُس کے رخسار پر کہاں ہو زلف
شعلہ حسن کا دھواں ہو زلف
دام خط کا فربہ کیا کھائے
طاہر دل کا آشیاں ہو زلف
مجھ سے مت پوچھ اس پوچھ کر
حال کی میسر تر جہاں ہو زلف
وصف اُس کا ہو مختصر کیوں کر
ایک طومار دو آستاناں ہو زلف
ہم ہی قیدی نہیں ہوئی شیخ
دام ہر پیر و ہر جواناں ہو زلف
گم ہوا جب سے یہ دل وحشی
چشم و ابرو سے بدگماں ہو زلف
اپنے جوشش کو کشمکش میں رکھ —
ضعیف اور ناتواں ہو زلف

۲۱۶ شاید گزر ہوا ہے ترا آج سو زلف
آتی ہے اے نسیم سحر تجھ سے ہو زلف
ظاہر ہے پیچ و تاب سے اس درد آہ کے
دل میں بھری ہوئی تو تری آرزو زلف
مجھ پر اسیر ہوتے ہی یہ عقدہ کھل گیا
کہتے ہیں جس کو دام بلا ہیں یہ ہو زلف
لے خضر تجھ سے عمر طلب کرتے بہر سیر
دور و دراز ہوتی نہ گمراہ کو ہو زلف
کیوں کر گلاب و مشک کی آؤ نہ بکر ہے
روے عرق فشاں سی تری شست ہو زلف
آشفہ حال ہم سے تو جوشش ہو تجھ سے —
سنبل کی کیا بحال جو ہو رو بہ رو زلف
بائبل ہوں کب پناہ کی تدبیر کی طرف ۲۱۷
گرد بکھنا ہو رومی چن پھر بھی اے صبا
جیرے ہی در کی خاک کی نت آرزو دلی
جب موسم ہمار کی سنتا ہوں میں خبر
دیکھوں ہوں جوں نشان تری تیر کی طرف
جانا نہ اُس کی زلف گرہ گیر کی طرف
آیا کبھی خیال نہ اکسیر کی طرف
روتا ہوں دیکھ دیکھ کے نہ بخیر کی طرف

لاکھوں ہی گھر کو خاک میں لے کر ملا دیا
 زخمی پڑے سکتے ہیں پر چھوڑتے نہیں
 جوشش کو آرزوے اثر میں کیا تمام —
 کیوں کہوں قناعت کو تیری ایسی بے غنائت ۲۱۷
 جیسا ہو اُس پر بہمن زادی کے نقشے کا لاف
 جب سے دلی تعلیم کر یہ ادسا و عشق تے
 وصف بینی میں یہ کیا مصرع زباں پر لگیا
 گرد ہو نقش و نگار چین ان کے رد بہ رد
 قتل کو عاشق کے انگشت اشارت کر لہند
 سرکشی کرتا ہی یوں ہر آن میرا نفس شوم
 اتنے پر بھی ذات واحد ہیں غافل اقصاں —
 کرتا ہے کون مجھ سے گنہ گار کی طرف ۲۱۸
 حسرت بھری نگاہ سے ہر گل چین کے بیچ
 نیری طرح صبا نہیں جانے کے ہم کبھی
 کرنا جو قتل ہو تجھے قاتل تو کہہ گزر
 زاہد نہ پھر کبھی سوئے محراب رو کرے
 لے یا ریز اطالب دیدار مرچلا

آیا مزاج دہر نہ تعمیر کی طرف
 حسرت سے دیکھنا تری شمشیر کی طرف
 آخر اسی کی نالہ شبگیر کی طرف —
 اور کچھ خوبی نہیں رکھتا ہو اک سیدھا لاف ۲۱۹
 لکھ نہیں سکتا ہو کوئی خوش نویس ایسا الفت
 تحنہ سینہ پہ طفل اشکائے کھینچا الفت
 اُس کی بینی ہے بلند اور اُس سے چھوٹا ہو لاف
 ہیں ردائے نفوس ہر اس طرح کے زین لاف
 تیری انگشت اشارت ہو شہادت کا لاف
 جس طرح سے دم بہ دم ہو جا ہو گھوڑا لاف
 کھینچ رہا ہے موتے تن سے تن پر مینا یا لاف —
 سب بولتے ہیں اُس بہت خوشی کی طرف ۲۲۰
 دیکھے ہے تیرے گوشہ دستار کی طرف
 اس کی گلی کو چھوڑ کے گلزار کی طرف
 کیا بار بار دیکھے ہے تلوار کی طرف
 دیکھے جو تیری ابرو سے خم دار کی طرف
 ٹھک دیکھ اپنے طالب دیدار کی طرف

جوشن نکالے تسبیح و ادب کے شعریں — — — — — دیکھا نہ پانی خوبی گفتاری طرف
 وہ سگفتہ دل جو تھا ایک عمر گلشن کا حرف ۱۱۹ ہو گیا دانوں کی دولت آگن کا حرف
 گرد آتش رخسار کے زلف پیہر حلقہ بنا کیوں نہ حلقہ اس کا ہو گئے کہ خون کا حرف
 صبح محشر دامن کہسار دونوں میں تجل کون ہو سکتا ہی میری حیات دامن کا حرف
 حب تری شمع مجلس نے منور کر دیا خانہ دل ہو گیا دادی امین کا حرف
 شاعری کا فن بھی جوش زدن کی کچھ نہ چھو — — — — — ہر کس و کس نظر آتا ہے اس فن کا حرف
 کیا شمع ہے بستیلاے عاشق ۱۲۰ روتی ہے کھڑی برائے عاشق
 کرتے تو ہو تیغ آزمائی ایسا نہ ہو مر ہی جاے عاشق
 محلوں ارجہاں میں نچے آسا ہے خون جگر غذاے عاشق
 اس تیغ نگہ کے سامنے سے تا مرنے مٹے نہ جاے عاشق
 جوشن وہ یار گوش دل سے — — — — — سمنا نہیں اجاے عاشق
 ہنگامہ یک محشر کھتا ہے میر عاشق ۱۲۱ غور مشید قیامت ہے دل جگر عاشق
 رہتا ہے تصویر میں اس آئینہ طلوع کیوں کو نہ ہو آئینہ دیوار و در عاشق
 خوبان جہاں ظالم گھیرے ہیں رو در کو ممکن نہیں اب جوئے تجھ تک گزیر عاشق
 جلسے سے ترے چشم غور مشید چھپتی ہے ٹھہرے توے عارض پر کیوں کی نظر عاشق
 ہیں دولت بھوری منہ زرد و سپید انھیں قار دل بھی نہ رکھتا تھا یہ سیم و زر عاشق
 یہ دن کسی دشمن کو اللہ نہ دکھلاے جس طرح گزرتی ہی شام و صبح عاشق

گردن زدنی کون اور زلو رچنے کس پر
 پل مارتے لے جو شمشک ہمارے دانوں —
 انھانت یہی ہے لے بے داد گر عاشق
 صاف تختہ گل بخشے چشم تر عاشق
 کس طرح کم ہوئے یہ سودا عشق ۲۱۶
 کیوں نہ ہو ہر موج اس کی شملہ عجز
 کام کیسا دشت دیباہاں سے مجھے
 دین دنیسا کی خبر کچھ کو نہیں
 کیوں نہ دیوانہ ہو جو شمشک کی طرح
 چمن کی سیر کا کیا خاک ہو شوق ۲۱۷
 کسی کی بات سننا ہو اگر وہ
 تزامنہ دیجھیں اور رو یا کریں ہم
 سنیں گے سب کی لے جو شمشک دیکھ —
 ماہ ہوا مقہار تو عالم ہے زیر خاک ۲۱۸
 آلودہ ہے دور سے سوزن تاک گرد سے
 غمرا ہیں دست بستہ خدمت میں یسین
 شکوے ہوا ہے جو کوئی یاں زیر تیغ عشق —
 ہستہ نہ دے گی یہ مرہہ شک بار خشک ۲۱۹
 ترے قدم جو سو سے میں پھوٹی بھی ہوں
 ہو جائیں میرے ہاتھ ابھی میرے یار شک

مریاں کا خون ہو گیا سب ایک باغ شک
 کافر ہے جس کو بھاتی ہو یہی ہزار شک
 گوری زہر خشک سے کیجے ہزار شک
 منہ دیکھتے ہی ہو گئے گل ایک باغ شک
 شیشیوں میں ہو گئی ہے مے خوش گوشت شک
 بھٹکا پھرے ہے آہ کہ صرکار دان شک
 کس آب تما ہے مرہ در میان شک
 پانی ہو بہ گئے جس گردل بساں شک
 ہے دامن دکنار تو جو شش مکان شک
 کچھ غم نہیں ہے ہو گئی اک خاک زرخاک
 جیب کفن بھی دیکھ تو ہے چاک زرخاک
 ناپاک ہم سے ہو میں اگر پاک زرخاک
 جائے گا جب یہ دیدہ نام پاک زرخاک
 مے سے لگی رہے گی سدا تک زرخاک
 لیکن جفاکش اُس کا ہے بے یاک زرخاک
 مار کرے گا جب ترانم ناک زرخاک
 لپٹے ہیں کیا کیا صاحب دراک زرخاک

خون خوار تیرے چہ رنگیں کو دیکھتے
 ابرو ہوا ہونے ہو چمن ہو وہ گل نہ ہو
 تر دامن تہساری نہ جائے گی شیخ جی
 وہ آنشیں غدار جو گل باغ میں گیا
 جوشش دلوں میں بے محبت نہیں ہی —
 اُس کے دیار میں نہیں ملتا انسان اشک
 دُورِ نجف ہی اُس کو سمجھتے ہیں مرد ماں
 حاصل ہوئی یہ آتشِ غم سے گدازگی
 بلغ جہاں سے چن گلِ عشرت کہاں کھوں
 گو سوئے مجھ کو گردشِ افلاک زرخاک
 جیتے ہی جی نہ چاک گریباں رہا مرا
 جو خاک میں ملا دو ہوا خاک کیا بعب
 آئینہ دار پائے گا کچھ اور ہی جلا
 خمِ خزانہ جہان کو ہم خالی کر چلے
 لے شیخ کیا ڈرائے ہے حق ہے غلابِ نیر
 یک باز خفنگانِ عدم چونک اٹھیں گے یار
 نے بایں ہوس ہے نہ فلاطوں نہ بوسلی

تریاک سے تو بہت ہی خوش ہو شیخ نجی توڑے گی ہاتھ پانوں کو تریاک زیرِ خاک
 جوششِ عبث ہر دل میں تریخِ خوفِ بابر حامی ہے میرا صاحبِ لولاک زیرِ خاک
 ہم رہے اک عمرِ حسانِ فلک ۲۲۸ بے نمک آیا نظرِ خوانِ فلک
 یہ زمانہ گرنے ہو غلامِ پرست ہو نہ اس رفعت پر لوانِ فلک
 گو نہ لے جاے جفا جوئے مرے ظلم کے میان میں چوگانِ فلک
 دی ہمیں گشتِ تنگی دل بستگی آہ کیا کیا کچھ ہیں احسانِ فلک
 نے اجل کے منہ میں جوششِ گشت جا چسپے جو زیرِ دامنِ فلک
 یہ دم بہ دم کار و ٹھکانا ہے یارِ کب تک ۲۲۹ اس ناز کا رہوں میں خریدارِ کب تک
 نقصیر کی ہر ایک کے تعزیر ہو چکی منہ دیکھتا رہے یہ گنہگارِ کب تک
 اب تو مجھے نہ صبر نہ دل کو قرار ہے یارِ میسر کے گنا دیدارِ کب تک
 آخر کرم کرے ہی گا احوال پر مرے اس طرح سے رہے گا دبیرِ کب تک
 اے صبحِ دھن بد کہیں ہو بھی جہلوہ گر امیر پر رہے کوئی بیدارِ کب تک
 درپے تو اپنے آٹھ سہرہوں پر بیٹھے اٹھتا ہے دل سے ہر دہ پندارِ کب تک
 جوششِ ہرج فتنہ سرِ خرابم دیکھئے رہتا ہے میرے درپے آزارِ کب تک
 یہ عناقوں میں ہیں ہل جگر ایک سے ایک ۲۳۰ میرے جی جینے کی پوچھے ہر خبر ایک سے ایک
 اک دی عشق نے جن دن سے ہمارے دل میں آہ کے ساتھ نکلتے ہیں بشر ایک سے ایک
 متاعِ لب و دندان سے ہمارے ہر ایک گرچہ اس دہریں ہیں نعل و گہرا ایک سے ایک

یا مقبول اگر ہوئے تو ہے عزت و شرف ق — ہے مری عرض تری بزم میں ہر ایک سے ایک
 جس گھڑی کے یہ سودا زدہ مغل میں تری — ماریں چمکتے نہ کبھی دیکھو ادھر ایک سے ایک
 لاف کیا مارے ہو تو اپنے ہنہ کا جو شش — ہیں زمانے میں ٹپے اہل ہنر ایک سے ایک
 ہے آفتاب اور مرے دل کا داغ ایک ۲۳۵ — دیکھا تو بزمِ شش میں ہے یہ چرخ ایک
 وحدت ہی سے ظہور ہے کثرت کا دیکھ لے — ہیں پھول سو طرح کے لیکن ہو داغ ایک
 جس دن سے وہ خیال میں تیری کر کے ہے — عتقا کا اور دل کا مرے ہے سراغ ایک
 انصاف سے بعید ہے ساقی روزگار — اوروں کو جامِ سیگرڈن مجھ کو یاغ ایک
 لائیں کہاں سے تیری سی فکر بلند ہم — جو شش نہیں ہر ایک کا دل اور داغ ایک
 یاد کر تیری ایسے گوں کا اوجہ انانک ۲۳۶ — ڈال دیتے ہیں نئے گل رنگ میں تان تک
 کیوں نہ گل کو دیکھ کر حلقہ ار میں لے ہنسی — ترقوں کھسایا ہے تیرا ایلِ خندان تک
 لے کے کانِ ملاحظت کر نہ مردم کی تلاش — یہ توروہ داغِ جگر ہے جس کا ہو دہان تک
 آتشِ دوری میں اُسے خوار کی اوی سوہ شش — بھن چکا ہو چاہتا ہے یہ دل بران تک
 یہ تودہ زخمِ جگر ہے آہ جس کو دیکھ کر — مرہم نہ لگا رہی راں ہوئے اور گراں تک
 تیرا لبِ جان بخش ہے اور وہ دگر کا جنت — تیرے آگے کب رکھے ہے چشمِ جوان تک
 ہونٹ اب تک چٹا ہو دیکھ جو شش زخمِ دل — آہ کیا رکھتا تھا اس کے نیز کا پیکان تک
 یوں ہی عارض پہ خطِ زلف پریشاں نہ دیک ۲۳۷ — جوں کسی باغ میں ہو سنبلِ یرکان نزدیک
 کب گلہ بو سے گا اُس غنچہ دہن سے جو کبھی — ہنستے ہنستے بھی نہ لایا لبِ خندان نہ کوب

جتنا ہم چاہتے ہیں چاہتے ہیں سنتے ہو
 اشک گل گوں کی بہ دولت تری دیوانوں سے
 دور افتادوں کو دکھلائے اگر کچھ بتاں
 کیا کہوں ضعف بہت دور کھنچاؤ کی جوں
 دانا اشکان آنکھوں میں جو دیکھے خوش
 گر بھڑک اٹھے ہمارے ہاں عمر برونہ اک
 تو زبیں سرگرم قتل عاشقاں کو کیا عجیب
 کینچ گلخن کو مجھے سو نہ جلا کر عشق سے
 سخت جان تا ہوں باہم ہونہ آفت کا گھوڑ
 مدد عی ناتواں کو ناتواں مست کر خیال
 یوں دل صد چاک سے سربط سوز عشق کو
 کس طرح جو شش شرافشاں نہ ہو بل انا
 وہ بھری ہے مہرے جس کے میں آگ
 شعلہ رو ہے ترے قصور میں
 کیوں جلاتا ہے خسام دل کو
 جسل رہا ہوں میں دیدہ تر سے
 حال پر میسرے اُس کا دل طلبتا

خواہ تم دور رہو خواہ رہو میاں نزدیک
 ہو گیا دور بیا باں دہستان نہ ایک
 بتری شفقت سے ہے اگر گردش دورا نزدیک
 ورنہ ہاتھوں سے حرے تھا یہ گریبا نزدیک
 پھر صدف کے بھی قطرہ میاں نزدیک
 بانی لے دو دین بھالے کو بھی گھر ہے آگ
 جوں زبان شعلہ لے لے گئے تے جگر سے آگ
 تا ابر نکلتے گی میری مشنہ خاک سے آگ
 بے لے چقماق کے نکلتے ہے کب پھر آگ
 نیستاں میں شعلہ ور ہوتی ہوا کا اندر سے آگ
 مختلط جس طرح رہتی ہے راجہ جگر سے آگ
 مضطرب ہو کر نکلتی احوال مضطرب آگ
 پتلا دے سمندر کے بال و پر میں آگ
 شمع ساں میری چشم تر میں آگ
 کوئی دیتا ہے اپنے گھر میں آگ
 پانی بھی ہے مری نظر میں آگ
 نہیں اس آہ بے اثر میں آگ

جانہ پر دانت اٹھ کی محفل میں
 چشم آتش نشان سے لے جو شمشیر —
 چشم تر لب خشک میں اور دل پریشان رنگ
 آہ کیا کیا تجھ کو دکھلائے ہیں تے دور رنگ
 گرم چولہاں جس گھڑی تو ہوئے ہوا چشمہ سوا
 عاشقوں کا پیرے اڈا تا ہی بہ سان گورنگ
 اُس دل سنگس میں ہو مروت یہ ممکن ہی نہیں
 گنجے کی طرح برہم کیوں نہ ہو کا رہاں —
 اور ہی صورت دکھلائی جی ایں ہر دور رنگ
 پید کیا ہے میں نے یہ کس درد سے رنگ
 ۲۴۴ سوئے سفر ملک فنا کے سفر سے رنگ
 جتنے سفر ہیں تیرہ کوئی رنگ کو نگر
 ہے آب و تاب نہ لے بنا گوش یار سے
 دکھلا بہار لالہ دھل چشم استغاثہ با
 کا دشمن کر کے نہ بچھتے یہ پانی مزہ سے کہہ
 جو شمشیر ہمارے اشک کے قطرے ہیں ایسے گرم —
 کیوں نہ ہوں ہم نساں اپنے دل نگے رنگ
 یہ دل سخت مرا سنگ دلوں سے ٹوٹا
 چنگ میں لالہ چکا اہل دلوں سے دل کو
 ہم سے بے رنگوں سے آواز وہ دو کس طرح
 سنا دل بیٹھنا تجھ کو تو خوش آیا ہی
 شمع کے لگ رہی ہر سرس آگ
 بے بھری سائے رہ گزریں آگ
 آہ کیا کیا تجھ کو دکھلائے ہیں تے دور رنگ
 عاشقوں کا پیرے اڈا تا ہی بہ سان گورنگ
 گو مشر لکا سا کرے پیا یہ آہ سفر رنگ
 اور ہی صورت دکھلائی جی ایں ہر دور رنگ
 پید کیا ہے میں نے یہ کس درد سے رنگ
 سوئے سفر ملک فنا کے سفر سے رنگ
 جوں درد آہ بکڑے ہی فیض سحر سے رنگ
 دامن کوہ سار کو خون جگر سے رنگ
 ہو گیا جنوں کا اور ہی اس مینشت سے رنگ
 اڑ جائے جس کے سامنے رخصت ہو رنگ
 ان دلوں اس نے نکالے ہیں عجیب رنگ تو رنگ
 کچھ اجنبیا نہیں ہے تیرے اگر تیرے رنگ
 چھوڑنا کیوں نہیں مطلب پیراب چنگ سے چنگ
 صاحب رنگ سدا کہتے ہیں بے رنگ سے رنگ
 آہ کس رنگ سے رنگوں میں رو رنگ سے رنگ

ہوتے دیکھی نہ ہوا فتی کسے جب بھنگے بنگ
میرے اور اس کے رہی رات غرض جنگ
دام گر لیتی نہ اس کا کل شب رگے رنگ
لیکن ہے تیری تنگی دل سے دماغ سنگ
اے محنت ہے شیشے کا تیرا باغ سنگ
کھانا نہیں درخت ٹہرنا رباغ سنگ
ڈھونڈے اگر جہان میں سے کچراغ سنگ
بہت اچھڑے ہے شیشے کا تیرا ع سنگ
اب مارتے ہیں لڑکے مجھے باغ سنگ
جو شش کسی کے ہاتھ کا کھائی نہ باغ سنگ
گو کہ پانی میں ہے سنگ یہ ہے سنگ بڑا گ
ہے تو پانی پہ بھری ہوئی گلی رنگ میں آگ
آج میرے دت نہ دے ڈھونڈت مرگاتیں تاک
کہا خاک اس گلی میں گردیں سفیدے دل
مثل رفوے حبیب نہ ہو یہ رفوے دل
خالی ہو بغل میں ہوا سب سوت دل
اے اشک چھوڑو نہ کبھی شست و سونل

خبط کیوں کر نہ کرے شیخ تجھے نشہ بنگ
یس اُسے اُٹھنے نہ دینا تھا وہ اُٹھ جیتا تھا
قابل باغ نہ ہوتی کبھی سنب چوشش —
ہر حید میرا دل نہیں لے بد دماغ سنگ ۱۳۹
بے یار و بے بہار گلستان میں
داغوں سے پھل گیا ہوں میں اس کو کیل جو غم
جز آستان یا کہ کہاں پائے جائے من
بازارِ احتساب ہے کیا گرم ان دنوں
شہرت جڑوں کی کو چسرو بازار ہو گئی
کیوں کر تھے رقیب کو یاں شگ حادثہ —
اشک سے ہو کر نہ اندر دل رنگ میں گ ۱۴۰
زادہ خفک ڈرے کیوں نہ قدحِ خواہی سے
گر یہی سوز گلو ہے تو گئے کی طرب —
معدوم ہوں میں بھی سدا آرزو ہے دل ۱۴۱
کرتے تو پورنویہ سنا لے رفو گراں
سنت کش جگر ہوا بے ہشتم خوں فشاں
ارہیں کہ دلغ دار ہے داغِ خواراں سے

خوشن ہم اپنے بخت کو خوب آرزو پاچکے — ممکن نہیں برائے کبھی آرزو سے دل
 کہتے ہیں سب سن کے آؤں سے دل ۲۴۲ درد پئے دریاں ہے تیسرا درد دل
 تو بھی کچھ لایا عدم سے لے جگر ہے یہ درد و غم تورہ آرد دل
 زخم کی ہے آرزو لے تیغ عشق داغ دل تو ہے ننگ پرورد دل
 مت نشانہ ڈھونڈ تیرا فلک سے رکھ نشانے کی جگہ یہ سرور دل
 ہوئے روزِ چشمہ نبین عشق سے سرخ جوں خواہیدے زرد دل
 عشق کے میدان میں چو گلاب زلف چاہیے باقی نہ چھوڑے گرد دل
 عشق بادی ہم نے کی بادی سمجھ — پڑ لگنی سنشدریں جوشش نور دل
 روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل ۲۴۳ روزِ جزا ملک نہ کچھ گا چراغ دل
 اپنی خیر تو آپ کو ملتی نہیں دلاں کو ہے میں اس کے نیچے کیوں کو چراغ دل
 مطلق نہیں اسے ہوس گلشن ارم کی جس نے ایک دم بھی بیاں سیرِ باغ دل
 معدوم ہے جہان میں دستِ کشاد کار ممکن نہیں کہ ہاتھ لگے یاں فراغ دل
 پہنچی ہے اس کی زلف کی بو گیا شام میں جو ہو گیا ہے ان دنوں براہم داغ دل
 ساقی شتاب آ کہے شوق سے تری لب ریز ہو رہا ہے یہ میرا ایلغ دل
 جوشش رہا نہ پنبہ و مرہم جانیک — لیکن اسی طرح ہیں ترو تادہ داغ دل
 زلف کا بہت ملا ہوا ہے دل ۲۴۴ بمستلا ہوا ہے دل
 گاہ ہمتا ہے گاہ روتا ہے ان دنوں بھٹک گیا ہوا دل

کچھ نہ پوچھ آتشِ جدائی کی
چاکِ سیمینہ تو کس شمار میں ہے
دیکھ لے یہ جیلا ہوا ہر دل
سو جگہ سے پھٹا ہوا ہر دل
جس کا جو شمش بھرا ہوا ہر دل

۲۴۵ لے بھی کہیں شتاب جو لینا ہوا ہر دل
جگنو ہو جس طرح شبِ یلدا میں جیلوہ گر
کب تک اس آرزو میں رہے بے قرار دل
۵ جھمکا کہے ہے زلف میں دیاغِ داہل
خاطر پہ اُس کی ہونہ گراں بیٹھا ادا
ردِ ما ادب سے دور تو ہے نیکرِ ردِ بد
۶ زلفوں میں اُس کی داغِ تسبیح کی طرح
۶ نہیں معلوم وہ کب سے گیا دل

ابھی میری بے نسل میں تھا ہر دل
بھلے تھے گل ہی جن میں گل چس
سوا بختِ جگر ہوا اُس میں ہر دل
ابھی کر بیٹھے اہم تر کربِ دنیا
جو دولت پر ہمارا ڈوڑا ہر دل
پریشاں رات دن رہتا ہوا شاید
کسی کی زلف کا ہے مبتلا دل
چمن میں دیکھتے اس گلِ بدن کو
شگفتہ مثلِ عنبر ہو گیا دل
نصیبوں کی کساں تک کہیں غمی ت
جو اُس کے پاس جو شمش گیا دل
تو وہ منہ پھیر کر جھنجھلا کے بولا
اٹھا بھی حتمی رکھتا ہے کیا دل

۷ منت کشِ چمن نہ ہوں بسلِ برائے گل
۷ ہے زیبِ فرق یہ گلِ داغِ جنوں ملام
رکھتا ہوں اپنی باتیں گل میں بجائے گل
جلِ جاؤں شمعِ دار پہ سر نہ جائے گل

کھولوں میں اپنے ہاتھ سے بندھیاے گل
 اس قرب پر نہ خار ہوا آشناے گل
 اس گل کے آگے کب مری خاطر میں لے گل
 کیسا خوب رو نہ تھا کوئی بلبل سے گل
 اک جو رباغ بان ہے تس پر جھا گل
 لائے کوئی مزار پہ گل یا نہ لائے گل
 ڈرتا ہوں یہ چراغ کہیں نہ بجے گل
 کچھ نہیں سنبھال بجا دیکھو دل برسر گل ۲۳۸
 دود آہ دل لبیل کا تل برسر گل
 اتنے کھائے ہیں تری واسطے گل برسر گل
 سو ہم گل میں رہا ہے گا دوتل برسر گل
 روتے روتے ہو یو بلبل گئی ڈھل برسر گل
 جی میں آتا ہے لٹا دیجئے گل برسر گل
 خط مشکیں سے مشک ناب گل ۲۳۹
 ہو کے حائل ہوئی نقاب گل
 یہ دل خاناں خراب گل
 کیسا عجیب ہے جو ہوساب گل

بلبل کو آرزو ہے کہ ہر صبح جوں نسیم
 جنسیت اترے تاکو بے شرط دیکھے
 جس گل پہ ماہ و مہر نے گل کھایا باغ بہا
 تو نے کیا قبول جو یہ جو رباغ بان
 کیوں کر نہ عند لب کرے نالہ و فغاں
 اپنی خوشی یہی ہے کہ لے نام گل خاں
 جوشش میں داغ دل کو چھپاتا ہوا گل
 مبلو کرتی ہو کس واسطے گل برسر گل
 بخمروں ہے چمنستان میں ترختہ گل
 استخواں جلنے لگے پنہ صفت او بے رحم
 جیف صد حیف فلک کھینچے ہو گئے تیغ خزاں
 اپنے دامن سے نہ پونچھا تبھی آسواں
 نقد و جنس دل دجاں سو ہم گل میں جوشش
 لعل لب سے ترے شراب نخل ۲۴۰
 جلوہ حسن یا رچھپ نہ سکا
 اپنے اسمان سے کبھی نہ ہوا
 مژدہ اشک بار کے آگے

گردش چشم ببارے جوشش — بہت زلزلے کا انقلاب محفل
 دورِ امان نے تیرے نہ لیا خاک کے مول ۲۵۲ — کون سے یاروں کو پھر گردش افلاک کے مول
 وہ گزیر کی ترے گر خاک پڑے آنکھوں میں ہو صغالان کا سر منہ تو نہ لدا خاک کے مول
 کیا ہی تر دامنوں کا گرم ہوا ہے بازار — زاہد خشک کو لیتے نہیں مسواک کے مول
 نقد جان دیتے ہیں اور عیسید گہ عالم میں زخم ہی لیتے ہیں طالب ترخو قراک کے مول
 آتش بیان دل پر داغ جو تھا رخسارِ چمن بیلو پچوں ہوں اُس کی خُش خاک کے مول
 آہ کیا کیجیے پرشش ترے دل کا مجھ سے — پوچھیں ہیں ناز و کرشمہ بے باک کے مول
 کبھی اس چشم پر نفس سے نیرل ہوتا نہ تھا غافل ۲۵۱ — فسونِ عمر بے پہناں نے اُس کو کر دیا غافل
 بریشاں خاطر وں کی بزم میں کب بار پائنت نہ سودا کی جویا دلت اس کی ہلو غافل
 نہ ذوقِ حسن ہوا اُس کو نہ شوقِ عشق ہو جوشش — بغل میں ہو دلِ افسردہ سہرا آہ کیا غافل
 دامنِ غفلت ہی میں دن رات گرفتار ہیں ہم ۲۵۲ — سنرا کہیے جو کچھ سب کے منظر ہیں ہم
 دیکھیں ہم میں اور ان آنکھوں میں کیا ہوتی ہے لوہو کی پیاسی ہیں تے ترش نہ دید ہیں ہم
 جس کی زلفوں کا بن بھا چھوٹے دیکھا کبھی اسی کے دامنِ عبت میں گرفتار ہیں ہم
 غیر پر لطف و گرم ہم پر ستم ہائے ستم اے ستم کار ترے ایسے گنہ گار ہیں ہم
 کس طرح سے نہ شرفِ روز کر اہیں جوشش — درد دل چین نہیں دیوے بے اچار ہیں ہم
 کلزارِ عبت میں نہ پھوے نہ پھلے ہم ۲۵۳ — مانسند چنار آگ میں اپنی ہی جلے ہم
 موت پر جو کل اس سے ملے ہو گئے بے خود سمجھا نہ گیا یہ کہ ملے کس کے گلے ہم

لو ہو کی طرح جہم گئے تلوار کے منہ پر
 آنہ ردہ عبث ہوتے ہونم نا کر کشی سے
 لے دے مردہ غلط تو نہیں آنے کا پھار پھر
 بے رحم کسی نے نہ خبر لی تمہے در پر
 محفوظ رکھا عشق نے ایذاے اجل سے
 جب عشق کی آتش دل انسردہ میں بھڑکی
 آنکھوں میں غلائق کے بے ٹھہری ہیں شوش — اس اپنی موہوم میں آئے تھے بھلے ہم
 ترمی طہارت کو شیخ کہہ تو کہاں تھے لائیں اک آب جو ہم
 طواف دل کا ہے قصہ ہم کو کریں ہیں آنسو سے نت فوہ ہم
 بنگ آئے ہیں زندگی سے رہیں گے خوف درجا میں کبت تک
 جو ہوئی ہو سوسشتاب ہوئے کھڑے ہیں فتاتل کے رو بردہ ہم
 رکھے توجب تک چھاں میں یارب تو نے کرم سے امید ہے
 رہے نہ مطلق تلاش دولت کریں نہ دنیا کی جستجو ہم
 خزاں نے سب کی بہار کھودی رہا نہ سنبھل بچی نہ ریکھاں
 غلوں کو دیکھا ہوئے پریشاں چین سے نکلے برنگ بو ہم
 غم و الم نے تو کو رکھ لے ہمارے چہرے کو زرد شوش
 ہو کے آنسو اگر نہ روئیں نہ ہوں محبت میں سدا ہم

گو کہ محتاج ہیں گدا ہیں ہم ۲۵۰
 چشمِ تحقیر سے ہمیں مٹ کھ
 آہ اس عمر بے بقا کی طرح
 ایسا بے برگ دبے نوا ہو کون
 گو ہمیں تو کبھی نہ یاد کرے
 مار کر بھی ہمیں نہ بچتا یا
 جہرہ سانی سے دشمنی ہو جسے
 کون رہبر ہو عشق کی دہیں
 ہیں تو صورت پرست آئینہ وار

اور وہ لوانہ کون ہے جو شمش — یا دوانا تھا قیس یا ہیں ہم

۲۵۱
 تجھ سے ہی کیا وفا کی نہیں خوشن نگاہ چشم
 اُس ہر دوش کے ہونے نہ لے گریہ رو بہ رو
 اندھیرے دیار محبت میں ہم دماں
 دونوں مکان غیر سے خالی ہیں اکے بیٹھ
 اُس کی شبِ فراق میں اتنا تور دو کہ جو
 مجھ کو جلا کے خاک کیا اور برباد دیا
 جو شمش نہ کون سا ہے جفا کا جس پر آج — منہ پر لہوٹے ہوئے ہے داد خواہ چشم

۲۵۰
 بے نیازی کے بادشا ہیں ہم
 خاک تو ہیں پہ تو تیا ہیں ہم
 رہ رو کشور فنا ہیں ہم
 جیسے بے برگ دبے نوا ہیں ہم
 پر لڑی یاد میں سدا ہیں ہم
 بے وفا تو کہ بے وفا ہیں ہم
 اسی کے در پر جیسے سائیں ہم
 آپ ہی اپنے رہ سائیں ہم
 لیک معنی سے آشنائیں ہم

خافل اس چشم سے نہ رہا سے چشم ۲۵۷
 سحر ہے اس کی ہر نگاہ چشم
 توج مارا پڑا ترے پہلے ۲۵۸
 دل بے چارہ بے گناہ چشم
 جلوہ حسن یار کے آگے ۲۵۹
 گر ہے نورِ مہر و سہا چشم
 ناخنِ یار سے بھی کھل نہ سکی
 دل غم گین بعل میں جو جیتا ۲۶۰
 ستم سیل اشک سہا چشم
 ہو گیا ابرو دو بدواے چشم
 رکھے اللہ آبرو اے چشم
 آج کیوں آپ ہی آپ ٹپکے ہے
 ہر مژدہ سے تری لبواے چشم
 تیسری در سنت مدام جاری اور
 گلشنِ دل کا آبِ جو اے چشم
 رشکِ نافرمان ہو تو اگر دیکھے
 حلقہ زلفِ مشک لٹاے چشم
 دل پر خون رہے نہ کیسے ہیں
 ہے مجھے اتنی آرزو اے چشم
 داغِ حسرت سے چھا گیا سینہ
 کر چکا اشکِ شستِ نوا چشم
 ہو کے آنسوؤں سے جوشش کو
 کر محبت میں سمجھ رو اے چشم
 گو کہ تو مٹنے لگا اے ماہم ۲۶۱
 چہر کوئی ہوتی ہے دل کی چاہم
 بے کسیِ فاقل سے ساعی و تو ہو
 اور کس سے تو ہے مجھ کو راہ کم
 وہ جفا کاری جوئی کی ہو سکتی
 خواہ اس سے بہت پیلے خواہ کم
 یکجہو اے آہِ خوب آگہائے
 ہے وہ میرے درد سے آگاہ کم
 دھوم ڈالی جیسے جلوے نے تو
 ہو گئی ہے قدرِ مہر و ماہ کم

جس کے دل میں ہوئے محبت جاہ کم
دل رہا تے ہیں حسا طر خواہ کم
نے نغاں ہوتی ہے کم نے آہ کم
آئے گا یہ بسندہ درگاہ کم
اوروں کی نظموں میں ہو گا کم
ایسے تم ملتے گئے اللہ کم

سبوت غمخیزے آگے ترے پانی بھرتے شبنم
نہیں ہو آتش گل شعلہ زن کہوں گڑبے شبنم
ہمارے گلشن دل سے ملک کتہ تو رہے شبنم
جو گلشن میں بڑی ہو آنکھوں میں آنسو بھر شبنم
حذر را دی ہے آہ مرد بیل سے اے شبنم
اگر ہے تجھے بیل ترے ٹکڑے کرے شبنم
گرے داں میشر دیکھے جہاں تے ہو شبنم
تو اپنے رشک کی آتش میں پہ ہی جلتے شبنم
پراستے پر بھی نہیں بارش سحاب سے کم
ہیں تو دید کی فرصت ہے غمناک سے کم
یہ اشکِ صومخ ہمارا اینسِ مِشراب سے کم

کیوں دہو دل اس کا رُخِ منِ مِلاہ
چاہیے کس کو کسے دل دیکھے
زرد نے جب سے کیا بول میں گھر
گر ہی تیور تمھارے ہیں تو خیر
نرس اس کی آنکھ پر پڑتی کب
گو یا جو شمش سے کبھی غلط نہ تھا
عرقِ آلودہ کھڑے پر نظر گر ملک کر شبنم ۲۶
فراغت سے ہو میٹھی ٹخنوں کے تکیے دھرنم
گلِ داغ جگرِ خنکِ نسیم آہ ہے شعلہ
پہ چمکا خارِ محبت اس کے بھی دل میں گئی گل
گلوں کے ساتھ ہر شب گرمی صحت نہیں لازم
چڑھایا سر پہ گل نے تجھ کو ہے جاے ارب و زر
تو ہوئے صادقِ طینت کیوں چاہی سب کو کوں
صفایِ دُر گوشتِ یار سے جو شمش اگر دیکھے
گرے ہیں اشکِ مرویدہ پر آب سے کم ۲۷
ادھر وہ آئے ہے کہیں ان نوں تجا سے کم
تصویرائے لبوں کا ہے اور رقت ہے

جس تاب و تاب سے آنسو ہری تکتھوں میں
تسماعی زلف کے مارے ہزار ہیں لیکن
دل پر شستہ کو کھا خون دل کو پی سے خواہ
جو اس کے روتے دوحشاں کو غور کر دیکھا
صنیا سے شمع میں فانوس سے کمی آئی
بس پھر ہے سدا ایل اشک میں جوشش —

صدت میں جوئے گاموتی اس قبا سے کم
خواب ہوئیں گے اس خانان خراب سے کم
نہ یہ شراب سے کم ہے نہ وہ کباب سے کم
نہ ماہ تاب سے کم ہے نہ آفتاب سے کم
ہو نہ جلوہ ترے حسن کا نقاب سے کم
نہیں یہ کاسہ سر کاسہ جاب سے کم

۲۶۲ اُس کمر کے خیال میں ہیں ہم
بے خودی ہم پر کھیلو طفت دکر
کیوں گنہگار ہو نہ نوحہ بشر
اے اس بھر میں حباب کی طرح
دی ہے دھونی در توکل پر
دیکھنے بھی نہ پائے قاتل کو
نیل گوں کیوں نہ ہو حصار فلک
لطف ہوتا جو عیش میں جوشش —

بیسٹہ کرتے ہیں سیر ملک عدم
اپنے تئیں بھول جائیں جہت تک ہم
بہلے ہی چو کے حضرت آدم
اپنی بھی زندگی ہے کوئی روم
چھوڑ دی ہم نے منت عالم
زخم اتے ہی لگ گئے پیسہ ہم
بے سیہ پوشن خانہ ماتم
چھوڑ دیتا نہ سلطنت ادھم

۲۶۳ مونس دل ہوئے ہے ایک ہی دم شادی و غم
خندہ حجام نے دگر یہ دین کو دیکھ
شادی و غم سے بتر ہی رکھ اس کو یارب

سیکڑوں کوس لگے کرنے کو رم شادی و غم
گر نہ دیکھا ہو کبھی تو نے ہم شادی و غم
دل دارستہ پر میرے ہے ستم شادی و غم

نہ مجھ شادی کی شادی ہو نہ غم کا غم ہے
 شادی سے غم ہو، بہن غم سے ہو شادی خوش —
 آئے سو سوزِ طرح کا گراں دل پر غم میں غم ہے
 خشک ہونے کا نہیں ہرگز مرا کشتِ امید
 لطف دکھلاتا ہے مستوں کو جو کچھ جامِ شراب
 سبز میں گدہ : بیباں اور میں زہل میں ہوں
 زخمِ تنہا یا جو شش تانہ پائے استیام —
 یوں غنچہ لبِ سمی ہیں کرتے ہیں لبِ تبسم ۲۱۵
 نے کوئی لعل لگے ہے یا رون کوئی پتھر
 اعجازِ عیسوی ہے اس لب کا مسکرا
 حالِ تب و میرادہ دیکھ مسکرایا
 بنِ پیرے گل نے دیکھا کب نہ ٹٹ گفٹلی کا
 کب شافقتِ رود بے عینہ دہن ہوا
 آگے تو لے گیا تھا آرام و تاب و طاقت —
 بچہ ہو بیتاں کرم نہ کریں یا کرم کریں ۲۱۶
 و دستِ گد دل کبھی نہیں ہونے کا ہوا
 دیکھا ہے جسے اس کے دبانے کرے تیں
 مجھ پر کس واسطے کرتے ہیں کرم شادی و غم
 اور ہی وضع سے یاں کرتے ہیں ہم شادی و غم
 دم نہ ماروں عشق میں جب تک سیرِ دم میں دم
 جب تلک باقی رہے گا میری حقیم تم میں غم
 یہ بھی دیکھا نہ ہو گا تو نے جامِ غم میں غم
 جی میں آتا ہے کہ کھا بیٹھوں میں اس سوکھ میں غم
 منتِ نرگ طوٹے ہیں جراح سے مرہم میں غم
 لیکن غضب سے تیرا ہے عجیب لبِ تبسم ۲۱۷
 اس کی عجب ہنسی ہے اس کا عجیب تبسم
 ہوتے ہیں مردے زندے کرتا ہو جب تبسم
 در کرے ہے کوئی کب بے سبب تبسم
 تجھ بن کیا چمن میں عینے نے کب تبسم
 ہر بات میں ہنسی ہے اور جب تب تبسم
 کیا جانے کیا کرے گا اب کیا غضب تبسم
 یہ جو رہے ہنسا یہ تعسفی نہ کم کریں
 کیسا فائدہ جو نالہ و فسر یا ہم کریں
 جی یہ ہی چاہتا ہے کہ سیرِ عدم کریں

وسعت کہاں ہے صنم ہستی میں اس قدر
 جو شش ہمارے کلبہ اخراں میں خوبے — ایسے کہاں نصیب کہ آئیں گرم کریں
 سوزِ دل سے تری محفل میں جلا جاتا ہوں ۲۶۵
 شمع کی طرح کھڑا ہوں پہ گھلا جاتا ہوں
 دود کی طرح میں دل نہختہ جاتا ہوں جھڑ
 زندگی ہے تو رقیبوں سے میں کل سمجھوں گا
 گھر ترا جھک کو مبارک ہے تنک سن تولے — کیوں نکالے ہے مجھے آپ ہی چلا جاتا ہوں
 اُس طلب گارِ دل اور دشمنِ جاں سے خوش
 بتاں ہزار نہ بیویں صبرِ اناز کریں ۲۶۶
 یہ نوحطائ کہ بھی عاشق نہیں کھانے کے
 یہی ہے آرزو اپنی کہ ترکِ چشم اُس کے
 نہ ہونے شمشہ خواہید ہر طرف پیدا
 ہماری آنکھوں میں یک ساں ہر دشتی خمی
 زہیسیاے سعادت حاصل ہو جو شش — مسِ وجود کو جب تک نہ ہم گدا ز کریں
 ہر چند ہم پہ جو رجفِ درد و شب کریں ۲۶۷
 ہم دو دینیں کہ دادِ ستل طلب کریں
 اس کم نگاہی پر بھی تو اک خلقِ حقِ بے راب
 تلوار مارنا ہو جو کوئی اک نگاہ بد
 لے سنج جی جو ماتو تو از راہ دوستی ق
 ہم خدمتِ شریف میں اک غرض کریں

اُٹھے شتابِ محفلِ زنداں سے جائیے بس خلق ہے تنگ کہاں تک ادب کریں
 جوشش ہے کیوں توں کو پس و پیش امتحان — حاضر ہوں مجھ کو قتل و وجہ چاہیں تب کریں
 یار کے تیر کا نشانہ ہوں ۲۶ اے طالع کا میں دوانا ہوں
 ناتوانی بھی دیکھ کر مجھ کو لگی رونے میں وہ تو امانا ہوں
 دیکھ دیکھ اس کی زلفتِ اختر کو دل یہی چاہتا ہے شانہ ہوں
 مو پریشاں ہر چشمِ ناز و ترا تجھ پر ہی سے مانا ہوں
 اس سے چشمِ وفار کھوں جوشش — میں بھی تیری طرح دوانا ہوں

یار نہ بگولنا ہوں نہ میں ریگِ رواں ہوں ۲۷ کیوں دشت و بیاباں میں میر طوفِ دلوں ہوں
 ترغیب نہ مے مجھ کو عبث طوفِ حرم کی محظوظ ہوں لے شیخ میں جیدھر ہوں ہاں ہوں
 حوال کو محضوں کے سنا چاہیے مجھ سے سرتا بہ قدمِ بید کے ماننا ہوں
 ہوتی ہے اجل مجھ سے عبث دست و گریباں بیسار ہوں اس چشم کا بے تاب و توان ہوں
 خاک ہوا میں پہی خون ہے جوشش — اب بھی نہ ہوا ایسا کسی خاطر پہ گراں ہوں
 خراب بادہ شوقِ لبانِ مے گوں ہوں ۲۸ مناں تری بطور مے کا میں تشنہ خون ہوں
 بے تابِ بختِ سیدِ مے ردِ شامِ فراق سحر کے وقتِ خدائے دعا یہ مانگوں ہوں
 کہوں تو کیسا کہوں برگشتگی نصیبوں کی بہ زیر سایہ و امانِ بختِ دائروں ہوں
 خاک دکھانے مجھے اپنی نشتِ انگیزی کسی کی نرگسِ فستان ہی کا مفتوں ہوں
 نہ بندہ سکوں تری زنجیرِ فکر کے نامح کر بیتِ عشق میں وحشی بہ سانِ مضمون ہوں

کہا جواش سے یہ خاموشی جانے لگی کبھی
 کنتار عقل نے جوشش کیا ہو عشق میں لکب —
 ہر چند نظاموں کا ہے چرخ آشنا ہوں ۲۴۲
 بازار عشق میں جار سوائے خلق کیا ہوں
 ہوش و حواس اپنے حیرت نے کھو دی ہیں
 جو برقیب مجھ پر کیوں کر نہ ہو گوارا
 ہر خسار و دشت رشاک گل اب کے سال بھگا
 کس طرح مٹرخ رہوں خبر سے تیرے فانی
 کب سو ز شمع اپنی خاطر میں آجوشش —
 کافر ہوں گر کسی کو دیوانہ جانتا ہوں ۲۴۳
 اے شعلہ روز بانی ہے تیری گرم جوشی
 جسام شراب کا میں کابے کو بیچتی ہوں
 کچھ قفس کو سوں سپار و درازل تھانے
 رہت اہل مست ہر دم یا دنگہ میں اٹھ گی
 تیرے کنشت سے میں واقف نہیں بہن
 سوداے عشق جب سے مجھ کو ہوا ہو جوشش —
 میاں یہ یاد رکھو کہ چلا ہوں ۲۴۵
 تمھارا ہوں بھلا ہوں یا بڑا ہیں

تو مسکرا کے وہ کہتا ہے مجھ سے کیا ہیں ہوں
 خیم سپہر میں غلبت و وفلاطون ہوں
 بہ ترسیمی شکل سے توہمیزا ہوں رہا ہوں
 کوئی مُغفّت بھی نہ بیوسے وہ جس ناروا ہوں
 آئینہ دارا میں کامنہ دیکھ رہا ہوں
 جواش سے آشنا ہے میں اس کا آشنا ہوں
 پاؤں میں آبلے ہیں اور میں برہنہ ہوں
 آزار عشق سے تو میں زرد ہو رہا ہوں
 نادم ہے یاں سستہ میں وہ جلد بنا ہوں
 احوال قیس کا بھی افسانہ جانتا ہوں
 میں خوب ربط شمع و پیر و انہ جانتا ہوں
 آنکھوں کو تیسری ساتی پیمانیہ جانتا ہوں
 نے دام جانتا ہوں نے دانہ جانتا ہوں
 کافر ہوں گر یہ ماہ سے خاتمہ جانتا ہوں
 اپنے حرم دلی کو بت حنا جانتا ہوں
 آبادی جہاں کو دیوانہ جانتا ہوں

مجھے پا مال کر جتنا تو چاہے
 مجھے کب خواہش جاہ و چشم ہے
 نہ دولت ہے نہ وتیا ہو کر پاس
 میرا کیا ہے کوئی جو شش بھی میں
 غرض میں کشتہ رنگِ خواہوں
 کہ ملکِ فقر کا میں بادشاہوں
 کہ جس کی فکر ہو میں بے نوا ہوں
 جسلا جاؤں جدھر کو اٹھ کھڑا ہوں

کہوں کیسا کون ہوں میں اذ کیا ہوں
 نہ آئینہ ہوں نے ہولِ شکل گو ہر
 مجھے کیسا کام ہے نام و نشان سے
 مجھے کیا چاہیے سنجابِ وقفا قم
 حساب آسا ہوں اک دم میں فنا ہوں
 ولیکن میں ہر دستاِ صفا ہوں
 فنا ہوں گو کہ امارتِ بقا ہوں
 ردِ لے فقر سے میں آشنا ہوں
 بہ سانِ شمعِ جوشنِ جل رہا ہوں

یاد جب تجھ کو یاد کرتا ہوں
 اُس نفاہِ شاعر کی بایتیں
 وہ ہے چہرہ پیتجا ہی نہیں
 مر گیا ہوں پر اس کے آنے کا
 آہ بے اختیار کرتا ہوں
 میں تو منتِ ہزار کرتا ہوں
 اب تلک انتظار کرتا ہوں
 صبحِ دفعِ عسار کرتا ہوں
 ز مدگی جوں شرار کرتا ہوں
 جستجو تو ہزار کرتا ہوں
 ز خیمِ دل کب شمار کرتا ہوں

جان دیتے پہ مستعد ہوں میں

کیوں نہ مجھ پر کرم کی بخشش — جان اس پر نشا کرنا ہوں
 تم نے تو پھیر دیا دل میں لیے جانا ہوں ۲۷۹
 بہت کچھنا دگے یہ عرصہ کیہ جاتا ہوں
 شمع ساں روئے دل کھول کر آتی ہر رنگ
 پر ترے خوف سے آنسو میں پتے جاتا ہوں
 کیا خوشی ہے کہ مرے زخم جگر کے ٹانکے
 دیکھیں ان میں سے کرتا ہے وہ کس کو پسند
 دین و ایمان و دل و جسم ان میں سے جاتا ہوں
 دل تو کیا ہے جو نہ دوں ایک نگہ پر جوشش —
 جہلا ہوں گرفتار حال اپنا ہوں ۲۸۰
 اس اشکِ سرخِ نزع زرد سے سمجھ لے تو
 تیار کر طے مے دل میں کب کسی شکل
 بہ رنگِ آئینہ جو حبال اپنا ہوں
 نہ مانتا ہوں نے آفتاب ہوں یا رات
 جہاں خوابِ تماشا جہاں کا سب خواب
 یہ رنگِ نقشِ قدم میں پڑا ہوں درپے تے
 رہ سلوک میں بخشش کسی کا مزرعِ دل — جو بائیسال کروں یا بیمال اپنا ہوں
 تجھے لے شعلہ رد کب چھوڑتا ہوں ۲۸۱
 جہے دل کے پھسپھسے پھوڑتا ہوں
 زرا چل دیکھ مجھ پر تیغِ ابرو
 فرمے ہے تو کہ میں منہ موڑتا ہوں
 رنجِ بیک نہ ہوئے جیب چھڑا
 یہ رشتہ اشاک کا کوئی توڑتا ہوں
 سرشتہ دم کا جب تک ہاتھ ہیں — اسی کو توڑتا ہوں جو ٹرنا ہوں

۲۸۱ نالہ دل کی تو کو تا ہی نہیں
 کستنا وہ قاتل ہے خوفِ خطہ
 پر اثر کچھ اُس کو ہونا ہی نہیں
 اُس گلی میں جس طرح رزنا ہوں
 تیغِ خوں آلودہ دھوتا ہی نہیں
 خاں رزاِ عشق کو کیا ہو گیا
 اس طمع تو کوئی رزنا ہی نہیں
 پاؤں میں کانٹے چھوٹنا ہی نہیں
 نازک کی لذت سے واقف کون ہیں
 گر نہ ہونا جان کھوٹنا ہی نہیں
 جانتا گردل ہے مزرعِ یاس کا
 تجھ امیہ اس میں بونا ہی نہیں
 جوں سخن آتا ہے سلکِ نظم میں
 یوں کوئی موتی پر رزنا ہی نہیں
 خواب میں جوششِ سب کے کس طرح — عاشقِ بے تاب سوتا ہی نہیں
 تجھ سوا اور سمت دیکھا ہی نہیں ۲۸۲
 مت قدمِ رنجہ کرا بھلے ہوں
 دیکھنے کا مجھ کو پھکا ہنسی میں
 اذکیلا جا ہوں کا تجھ سے طلب
 سینہ پر دافع بس جا ہی نہیں
 تیرے کوچے میں بہ رنگِ نقشِ پا
 پادشاہی کی تو پروا ہی نہیں
 کوئی اُس سے کیا کہے احوالِ دل
 جو کوئی بیٹھا سوا بھٹا ہی نہیں
 کس سے اے ظالم تجھے تشبیہ دو
 وہ کسی کی بات سنتا ہی نہیں
 کس سے اے ظالم تجھے تشبیہ دو
 مت تڑپ بھرنہ سمجھاتا ہوں میں — پر یہ دل جوششِ سمجھتا ہی نہیں

۲۸۳ سیرے اُس کی کوئی غم نہیں
 ورنہ یہ دل جامِ جسم سے کم نہیں
 سال دیوانوں سے اپنا کم نہیں
 تم نے تو کیکھا تھا جو سواب ہم نہیں

جب تلک تو ہے تبھی ہمک زسیت ہے
 داغ دل پر بس کرم کراے طلیب
 محتسب بیٹا پہ کیا موقوف ہے
 قرب اس جینے نے ہم کو خوش کیا
 کیا بھروسا ہستی موہوم کا
 کون سادن ہے کہ دامان و کنار
 بے گنسہ کہتا پھرے ہے آپ کو
 کیا ہوا جوشش ترا جوش و خروش —
 ہے کون سی جگہ یہ ستم کش جہاں نہیں
 آئینہ دار دہریں جتنے ہر صاف فل
 عاشق تو اک اشارہ ابرو پہتے تمام
 جوشش رواں ہے اشک آنکھوں رات —
 یہ حسن و خلق تو کسی انسان میں نہیں
 ہو جائے حوت مشکوہ لبہ خم دل سے دو
 لخت جب گریں اپنے جو کچھ دکھتا ہوں
 ابرو مڑا کے فیض سے اے موسم بہار
 دیوانہ اب کے خستہ زلف کو کرو

جان تو جانتا ہے تو پھر ہم نہیں
 احتیاج پنبہ و مرہم نہیں
 مے کدے میں کس کی گردن خم نہیں
 اپنے مرنے کا ایس کچھہ غم نہیں
 جوں حباب اس کو قیام اکرم نہیں
 دیدہ گریاں کی دولت غم نہیں
 شیخ نسل حضرت آدم نہیں
 ان دلوں و حشت کا وہ عالم نہیں
 مذکور تیری جو روح جفا کہاں نہیں
 یہ خاک سار دل پہ کسی کے گل نہیں
 لے ترک چشم حاجت یتر و کمان نہیں
 ڈرتا ہو راہ زن سے یہ وہ کاواں نہیں
 تیرا نظیر عالم امکان میں نہیں
 اتنا نمک بھی تیرے نمکدان میں نہیں
 یہ آب و رنگ لعل بدخشان میں نہیں
 کیا تجھ میں ہے کہ گوشتہ و املان میں نہیں
 سسکتے ہیں وہ ہمارے بیابان میں نہیں

کس کو رفو کر دو گے بھلا اسے رفو گراں
 جوشش ہمارے شعلہ دل کو فرو کرے — یہ آب اس کے پیکان میں تیں
 جس کے دل میں خواہش دینا نہیں ۲۸۹
 ہے تصرف میں مرے اسلیم دل
 جوں نظر اس کا جمال ہے مثال
 گفتگو ہوتی ہے اس کی بے نمک
 کثرتِ دانخ اس قدر سینے میں ہے —
 جب بہ جزو رجفہ کچھ اُسے منظور نہیں ۲۹۰
 کس طرح پہنچے اُسے ہم سے قیغوں کی خبر
 اُنے طبیعت نہ معالج ہو نہ تدبیر کرو
 قصہ درد ہمارا ہی چھپا ہے درتہ
 جی نکلتا ہے مرا بس نہ نکالو آنکھیں
 چشمِ مخمور تری دوست جو رکھے سب
 کھا لگی ساری خدائی کو لیکن جوشش —
 کب میں اس کی بزم میں جاتا نہیں ۲۹۱
 جس کو آنکھیں دیکھتی تھیں دم بزم
 کوہ کن سے کام شیریں نے لیا
 ثابت تو ایک تار گریبان میں نہیں
 یہ آب اس کے پیکان میں تیں
 اس کو لے جوشش میسر کیا نہیں
 بادشاہی کی مجھے پروا نہیں
 آنکھ سے اک دم جدا ہوتا نہیں
 جس کے سر میں عشق کا سودا نہیں
 دل کے رہنے کی بھی جوشش جا نہیں
 مار ہی ڈلے اگر ہم کو تو کچھ درد نہیں
 طاقتِ نالہ نہیں آہ کا مقدمہ نہیں
 دیکھے آرام کی صورت یہ دورِ بخت نہیں
 کوئی قصہ نہیں ایسا کہ جوشش نہیں
 دلِ ربانی کا مری جان یہ دستور نہیں
 دلِ پُر ابد کچھ خوشہ لگو نہیں
 خون سے ایک کے آلودہ لگو نہیں
 کب وہ ظالم مجھ پہ جھنجھلا نہیں ۲۹۲
 خواب میں بھی وہ نظر آتا نہیں
 مجھ کو تو کچھ کام نسا ماتا نہیں

اُس کے جی میں یہ کبھی آتا نہیں
 بکوں یہ دل کم بخت جل جاتا نہیں
 اس کو کوئی جسا کے سمجھاتا نہیں
 نالہ دل آپ شہر ماتا نہیں —
 ۲۶۹ آہ کس سے کہوں کوئی ولوت ہر نہیں
 چشم حیرت زدہ کو لذت دید نہیں
 حایل ریاز اگر پر وہ ہند نہیں
 یہ تو وہ جس ہے جو قابل بازار نہیں
 خوب دیکھا تو یہ مجبور ہے محنت نہیں
 دل کے کیمنے پہ دیکھا کہیں نگاہ نہیں
 لطف سے بے خبری کے تو خبر دانی نہیں
 دل تو بیدار ہے گو دیدہ بیدار نہیں
 جو کوئی دائم تعلق میں گرفتار نہیں —
 ۲۹۰ کس دوانے کو یز بنجر سزاوار نہیں
 رازِ دل سو خفاں قابلِ اظہار نہیں
 تابِ نطفارہ نہیں طاقت دید نہیں
 ناصحو کو لڑنا زنجیر کا دشوار نہیں

اپنے دیوانے سے بولا چاہیے
 آہ سوزاں سے زباں تک جل گئی
 مجھ سے ہی کو کہتے ہیں سب اتنا زور
 اس ہی کو جو شش کہے ہے سنگدل
 کون سی جا ہے کہ وہ جلوہ گہ یار نہیں
 ۲۷۰ مثل آبِ سنہ نہ دے دیدہ جہراں یار
 ہر کسی کو نظر آتا نہیں کیوں اُس کا حال
 دلِ حق میں کو میں بازار دکھاؤں حق
 کہتے ہیں فاسلِ مختار ہو بندہ لیکن
 آمد و رفتِ نفسِ حب سے ہولی ہیتلگر
 عالم بے خبری میں تو خبر داری ہے
 عالمِ خواب میں بھی مجھ کو نہ سمجھو غافل
 دو جہاں سے وہ کو آزاد یہاں کو جو شش
 کون زلفوں میں تیری یار گرفتار نہیں
 ۲۹۱ بن کہے شمع کے مانند زباں کٹی ہے
 کس طرح دیکھیے مہر درخشاں مجھ کو
 مجھ کو رونے ہی سے فرصت نہیں ملتی دُر

دائرہ اشک مسلسل ہی چلے آتے ہیں کون سادہ ہو کہ ایذا نہیں دینا تجھ بن
 کون سی رات ہے جو درپے آزار نہیں دشت میں کیوں نہ پھر دن کا بے سرخوش
 زور تسبیح ہے یہ جس میں کہ نہ تار نہیں خوشی سے گریہ ہیں اک دم انفعال نہیں
 ۲۹۱ پر اپنے جی میں کسی نوع کا ملال نہیں کھلی نہ ایک گرہ دل کی تیکڑا برہمے
 یہ پر سچ ہے عقدہ کشا ناخن ملا نہیں دو جان مانگے ہے ہم دل نیا ز کرتے ہیں
 ہمارے اس کے تو اب کچھ انفعال نہیں عبت خفا نہ ہو مجھ کو سمجھ کے بوسہ طلب
 خدا عیلم ہے اپنا تو خیال نہیں سبب نجات کا یاں انفعال ہے لیکن
 مجھے تو اپنے میکے پر کچھ انفعال نہیں گریزاہل دلوں کو ہے کس نے جو شش
 تعلقات زمانہ اگر زوال نہیں بات کوئی دم کی ہے عین کی مجھے اس نہیں
 ۲۹۲ صفت صدیقت کہ وہ یا مرد و پاس نہیں کیوں لیے نکلے ہے ہم راہ جس کے کھڑے
 قطبہ اشک اگر ریزہ الماس نہیں خون دل پانی کے وہ خون خوار مرا کہتا ہو
 کیا بری سے ہے کہ اس میں رنج و پاس نہیں اپنے کو ہے ہی میں رہنے دے کہ ہوا خاک
 تیرے مجنوں کو بیباں کی ہوا اس نہیں گیا کوئی بیٹھے ترے پاس کوئی محبت گرم
 آشنائی کا تو لے یا رنجھے پاس نہیں دیادین و دل تک رکھا کچھ نہیں
 ۲۹۳ تری بھادیں اے بے وفا کچھ نہیں ہے اک خلق گریاں مرے حال پر
 تجھے جسم آتا ہے یا کچھ نہیں ملاقات ہی کا طلب گار ہوں
 میسر مجھے وردہ کیا کچھ نہیں

کسی تر مطلق کسی پر گرم
طیبو بہ جز شربت وصل یار
نیکل میری سینے آؤ سرد
نکادین دایمان و جان عشق میں
کرے تھا رقیبوں سے شکوہ مرا
نہ بولا اگر مجھ سے وہ شرم سے —

۲۹۴
کر قتل شوق سے مجھے خوف و خطر نہیں
اے حرصِ قصہ خا نہ دل کا نہ کچھو
وہ کون سا ہون کہ نہیں چشمِ خوں فشاں
دزدیدہ کیوں نگاہ بتا ہے ہر ایک سے
منت کرے ہر غیر کی جو شش تو کسی لیے —

۲۹۵
رہتا ہے نرت خیال ترا دیکھتے نہیں
کیا وصل سے حصول اگر وصل بھی ہوا
دیوانے کس ملال نے گھیرا ہوا اب تجھے
اے آفتابِ داغ یہ کیا ہو گیا تجھے
ایمانہ پائے ہاتھ سے دوری کے اس قدر
خواب کے در کی تو نے گدائی تو کی ہر ایک

غریبوں پر ملے بے وفا کچھ نہیں
مرے درد دل کی دوا کچھ نہیں
اثر تجھ میں تو دیکھتا کچھ نہیں
خدا جانتا ہے رہا کچھ نہیں
جو پلو چھایا یہ کیا تھا کس کچھ نہیں
مجھے اس کا جو شش گلہ کچھ نہیں

حرباؤں کا تو کیا ہوا مرنے کا ڈر نہیں
یہ گھر تو وہ ہے جس میں ہوا کا گز نہیں
وہ رات کون سی ہے کہ دامانِ تر نہیں
منظور پاس خاطرِ عاشق گر نہیں
اے بے شعور تیری خدا پر نظر نہیں

مدت ہوئی جمالِ تیرا دیکھتے نہیں
حیرت سے خط و خال تیرا دیکھتے نہیں
چہرہ کبھی بحال تیرا دیکھتے نہیں
وہ جاہ و جلال تیرا دیکھتے نہیں
گر عالمِ وصال تیرا دیکھتے نہیں
مقبول ہو سوال تیرا دیکھتے نہیں

جو شش نہ ہو ملول جو پوچھے نہ سرگزشت — کیا پوچھیں تجھ سے حال ترا دیکھتے نہیں
 جیب و دامن نہیں دیدہ گرین نہیں ۲۹۱ — اے جنوں مجھ سا کوئی بے سرفراں نہیں
 بے گلستان میں کیوں چاک گلوں کا سینہ — نالہ زار پہ بلسل کے اگر کان نہیں
 نذر کیا کیجے وہ ترک اگر آجائے — دل نہیں جان نہیں دین اور ایمان نہیں
 در و درجاں گو نہیں ہیں لب و دندان گیر — کون کہتا ہے کہ شکستہ و مجاہد نہیں
 کون سینہ کہ نہیں چاک تر و خنجر سے — کون سے دل میں تیر کا یہ کلن نہیں
 کون ٹھہرے گا تری تیغ نگہ کے آگے — ایک میں تھا سوری جان میں جان نہیں
 اے بستان کرتے ہو کیوں بوس و کناز پس — ایسی باتوں کا مرے دل میں تو ارمان نہیں
 جو کوئی چاہو سو آ بیٹھے ہمارے دل میں — خائے عشق ہے یہ یاں در و دربان نہیں
 سب زہ خط کا نکلنا ہے تعجب خوش — ہے نمک زار رخ یا گلستان نہیں
 تجھ سے جو تشنہ دیدار ملا چاہتے ہیں — ۲۹۲ — آب شمشیر کوئی قہر پا چاہتے ہیں
 مسیں آغسا زہیوں منہ نہ لگائیں کیونکر — اب دغا سے یہ جہاں زہر پا چاہتے ہیں
 سنگ سرمہ ہی بد کھچے لگے ہیں تیغ نگہ — ترک چشم اس کے غرض تو کیا چاہتے ہیں
 قیس کے چاہنے نے یلے کو بی نام کیا — چاہنے والے اسی طرح سے کیا چاہتے ہیں
 ہاں مہرے اور بھلے یکے ہیں نظروں — جو بُرا چاہتے ہیں اُن کا بھلا چاہتے ہیں
 رد و رواں کے اے غمازہ غمازی کر — مجھ کو کیا اس سے نہیں چاہتے چاہتے ہیں
 خوب رو کرنے لگے عشوہ پہناں خوش — دل کو تو لے چکے اب جان لیا چاہتے ہیں

جف و جور کرتے ہیں بناں آزار تو ہیں ۲۹۸
 وہ آپ آزدہ ہوتا ہے گلہ آمیز ناتوں سے
 عجب نادان ہیں جو عشق میں جی مار جاتے ہیں
 ہماری بات کو اعتبار نہ حق ماریتے ہیں
 نصیب اُن کے ہیں جن کو گایاں دُکاڑتے ہیں
 شرارت سے بتلن غیروں کے تیں ہنکار دیتے ہیں
 ہا میں خود کچھ تو وہ کہتے نہیں ماری موت کے
 جہاں میں شو سننا ہوں تری شیر گلی کا
 چشمِ خوں غوار بردِ خیم دار دونوں ایک ہیں ۲۹۹
 باعثِ آرام یہ نے موجب آزار وہ
 چشمِ وحدت میں گل اداہ خا رو دکھیں
 سبزہ خطم ہم زنگار دونوں ایک ہیں
 اُس کے نزدیک اندک و بسیار دونوں ایک ہیں
 جس گھڑی باہم ہوئے دو پار دونوں ایک ہیں
 میرے اُس کے گوجہانی آگئی ہے دنیاں
 ابرو نے خم دار اوارہ دونوں ایک ہیں
 جو نہ ملنے اس کو عاشق ہو کے اس پہ کیلے
 فتنِ مکاری میں یہ مکار دونوں ایک ہیں
 کیا کہوں میں اس کو آنکھیں دے دیے ہنچ دیے
 اس کی ناحق کرتے ہو مکار دونوں ایک ہیں
 جو ہے ایسہ وہ ہی بت فائدہ ہی شیخ و برین
 یہ نہیں کہنے کا جوشش ہو گا جو صاحبِ دماغ
 زلفِ یار و نافہ تا مار دونوں ایک ہیں
 اگرچہ خیمہ زکرا نہ خوں آشام تے ہیں ۳۰۰
 اگر چاہیں نہ بولیں اُس سے ہم یہ ہو نہیں سکتا
 پہ کب تیری مرہ کے سے انھوں سے کام نہیں
 دگر کچھ بولتے ہیں تو ابھی بدنام ہوتے ہیں
 فلک اس سے کسی کے کب بُری ایام ہوتے ہیں
 جو کچھ دن ہم نے دیکھے ہیں تری انھوں باتیں

دل و دہیں سے اٹھایا ہاتھ عقل ہوش کے گزے
 جب اٹھ جاتا ہے اپنے پاس سے آرام جاں اپنا
 بتاں احوال میرا پوچھتے رہتے ہیں غیروں کے
 نہ دوں کس طرح جوشش قاصد کو نقدِ حال پنا —
 جفا و جور کے مشتاق ہیں ہم تجھ پہ سحر ہیں ۱۱۲
 جب اُس کی زلفت کو میں کیٹتا ہوں دستِ تیرے
 عقوبت کے فوشتے بھاگتے ہیں یہ ستم کشاں
 ہمارے درد سے عالم کو آگاہی ہوئی کیوں
 جو کوئی نگرش نہ دشتِ جنوں سجتی ہے اور جوشش —
 جو تیرے سامنے آئے ہیں سو کم ٹھہری ہیں ۱۱۳
 عشق میں کس سے مفاقت کی توقع رکھیے
 سرورِ لطف و کرم ہیں سبھی تیرے نزدیک
 دل جگر و دہن ہیں اشک کے سیلاب میں آج
 آہ اس بحر میں ہم غلن ہیں مانندِ جناب
 کو چہ عشق میں تم ٹھہرو گے اے بواہو سو
 جوشش اس ابرثر کی گہرائشی سے —
 کیا ہو اگر کوئی دمِ عشق میں ہم جیتے ہیں ۱۱۴
 ترے دیوانے کوئی پابستِ بنگلہ نام تھے ہیں
 دل مضطر کے ہاتھوں سخت بے آرام تھے ہیں
 تسلی بخش دل کے نامہ و پیغام ہوتے ہیں
 کہ خط لاتے ہیں اُس کا قابلِ انعام تھے ہیں
 ڈرتا کیلئے ہم کو ہم کوئی مرنے سے ڈرتے ہیں
 خیالاتِ پریشاں جی میں کیا کیا کچھ گزرتے ہیں
 مزارِ اہلِ عصیاں پر قدمِ حسنِ وقت دھرتے ہیں
 نہ ہم فریاد کرتے ہیں نہ آہ دہکتے ہیں
 بگوئے کی طرح وہ ایک جاگہ کب ٹھہرتے ہیں
 یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ ہم ٹھہرے ہیں
 اپنے تو دوست یہی دردِ اہلِ ٹھہرے ہیں
 لیکن اک ہم ہی سزاوارِ ستمِ ٹھہرے ہیں
 کچھ تو منظور ہے جو دیدہ نم ٹھہرے ہیں
 ہے دمِ بازپس جو کوئی دم ٹھہرے ہیں
 واں تو سر جس نے دیا اُس کے قدمِ ٹھہرے ہیں
 ہم بھی حاتم کی طرح اہلِ کرم ٹھہرے ہیں
 مستلاج ہیں اس آزار کے کم ٹھہرے ہیں

خون سے مر گئے یا صیدِ حرم جیتے ہیں
جب تلک بیزرے پرتا و منعم جیتے ہیں
اے مسما قمرے دم سے کوئی ہم جیتے ہیں
جیتے ہیں ساکنِ اسیلمِ عدم جیتے ہیں
یار آجائے تو بارے کوئی دم جیتے ہیں

دے خطا و عن کو سنستے ہیں

جب مجھے دیکھتے ہیں سنستے ہیں

تیرے دل میں تو غیر رہتے ہیں

اُس کے دیدار کو ترستے ہیں

گو کہ ظاہر میں سدا اُس سے حُدا رہتے ہیں

ابنِ قسدر آپ جواب ہم سے خوار رہتے ہیں

نہت بہر سنا رِضا اہلِ صفا رہتے ہیں

بھولے بھٹکے جو مری قبر پہ آ رہتے ہیں

مر گیا ہوں پر مجھے اب بھی سار رہتے ہیں

ہم کو جس طرح سے رکھنا، خدا رہتے ہیں

آہ کس ملک میں یہ رنگ دلاں رہتے ہیں

ہم تری یاد میں رہتے ہیں جہاں ہمتی ہیں

آج ہے عزمِ شکار اُس کو پسِ مہم نہیں
شیخ کی طرح نہ کہنے کو کریں گے سجدہ
مر گئے ہیں یہ دم تیغ میں جی بستا ہے
جیتے رہنے سے تری یادِ کمر میں سمجھا
جاں بہ لب میں شبِ فرقت میں لیکن خوش

کُشورِ زلف میں جو بستے ہیں

حالِ خراباں نے کیا نکالی ہے

مجھ کو تو چاہتا ہے کب پیار ہے

ہم بھی کیا بے نصیب ہیں جو شش

لذتِ وصلِ تصور میں اٹھارہ رہتے ہیں

کیا گنبدِ ہم نے کیا کون سی تقصیر ہوئی

غائبِ ذلت میں بھی جوں آئینہ گردِ آلودہ

انِ جفا کا صل کی نہیں کس کے فریاد کروں

غیرِ ہم راہ ہیں بے نوشی ہے میتی ہے

گاہِ گمراہیاں دہکے اندکناں اے جو شش

لے چکے ہیں دلِ دوں در پے جا رہتے ہیں

بے دفاتو ہی ہیں بھول گیا ہے در نہ

دیدہ عاشق بے دل نگراں رہتے ہیں
 گاہ لگا ہے جو ہم آئے ہیں تو یاں رہتے ہیں
 سانسے ہیں پہنڈ جانے کساں رہتے ہیں —
 آبِ جیواں ہی غرض مجھ کو پلا دیتے ہیں
 مر بھی جاتا ہے تو یہ اس کو جلا دیتے ہیں
 فعلِ گل میں مری زنجیر پلا دیتے ہیں
 دل کے آئینے کو ہر چند جلا دیتے ہیں —
 ہم کھڑے شمع صفت تا بہ سحر جلتے ہیں
 ایک چنگاری سے تو لاکھوں ہی گھر جلتے ہیں
 دیکھ کر مجھ کو بھی اہل نظر جلتے ہیں
 آتشِ عشق میں بے خوف و خطر جلتے ہیں
 رات دن سینے میں دل اور جا جلتے ہیں
 پانی میں ڈوبے ہی رہتے ہیں مگر جلتے ہیں
 یارِ یسین ہے تو بے جلد جسم جلتے ہیں
 یوں اُٹھا ہے کہ جلتے دے اگر جلتے ہیں —
 آہ کیوں اشک سے یہ دیدہ تر جلتے ہیں
 مرنے کو سب سے پہلے تیار ہیں تو ہم ہیں

دن میں اک بار بھی جوت تک نہ دیکھیں مجھ کو
 راہ کو پچے کی تو مسدود نہ کر اے ظالم
 کیا مٹا شہو کہ دل شد رگ ان کو خوش —
 نو خطاں منہ سے مئے منہ جو ملا دیتے ہیں
 ان مسیحا نفسوں کی جو تعدی سے کوئی
 کیوں نہ دشت ہو مجھے نالہ مرغانِ جن
 دور ہونا ہی نہیں رنگِ غلق بہیات —
 جس کی محفل میں رشتوں کے بھی پر جلتے ہیں
 کیا عجب گرم شرعِ عشق دلوں کو دوا لگ
 جب سے خوابان جہاں میں کیا میں مجھ کو پسند
 یاد میں اس کی ابھی جب سے کہ دل کی جڑا
 کچھ علاج اس کا بھی آتا ہے طبیعتِ تم کو
 اشکِ حسرت کی بہ دولت تری دوری میں —
 عاشق سوختہ جاں آتشِ دوری میں تری
 جو کوئی اس سے یہ کہتا ہو تو سن کر بے رحم
 آگِ پانی سے کبھی لگتو نہ دیکھی خوشش —
 دنیا میں زندگی سے بیزار ہیں تو ہم ہیں

ایسے دل حزین کے غم خوار ہیں تو ہم ہیں
 غمخوار ہیں تو ہم ہیں سب سے زار ہیں تو ہم ہیں
 آنکھوں میں تیری گلِ رداک خاں ہیں تو ہم ہیں
 اس دل کے آئینے کے زنگار ہیں تو ہم ہیں

بستاں ایک طرزِ رسم جانتے ہیں

جو کچھ ہے تو رچی میں ہم جانتے ہیں

سو ہم خوب تیری قسم جانتے ہیں

جو گزرے ہے ہم پر سو ہم جانتے ہیں

غم و درد کو مستم جانتے ہیں

گور میں پاؤں کو لٹکائے ہو کر بیٹھے ہیں

آپ کیوں زلف کو سلجھائی ہو کر بیٹھے ہیں

بھی بھل ہم کو ہم اکتائے ہو کر بیٹھے ہیں

شیخ جی برنم میں کیوں چھائی ہو کر بیٹھے ہیں

آہ کس واسطے ہم آئے ہو کر بیٹھے ہیں

سورج اس ماو پر منڈوا کے ہو کر بیٹھے ہیں

شوق سے پاؤں کو پھیلانے ہو کر بیٹھے ہیں

قفص سے اڑ نہیں سکتے ہزار سنہ ہیں

بتری گلی میں ظالم پوچھے ہے کون کس کو

جو روح جفا سے اس کی کیا کام لیا ہو کس کو

جو غنیمتِ دصبا ہے عالم سے ربط کچھ کو

اپنی خودی ہی چشمش مائع ہوئی مصفا کی

کماں وضعِ لطف دکر م جانتے ہیں ۳۱۱

عفت تو یہ باتیں بناتا ہے ظالم

قسم کھاکے تو چاہتا ہو کہ جاؤں

بیاں کیا کریں حال اپنا کسی سے

ہمیں کام کیا عیش و عشرت کچھ شیش

۳۱۲ جزئی تیغِ ستم کھائے ہوئے بیٹھے ہیں

جی ابھٹا ہے مراد دل تو نہیں پہلو میں

اب کسی دشتِ بیاباں میں تابِ کوہِ حشت

کہا ہوا صدود ترشح ہے بھلا اے ساتی

بار تو پاتے ہیں درگاہِ عالی میں تری

سمنر نلک دیں گے یہ برفاں نہیں کرنے کے

کہیں اکٹھے نہیں اس درد کے گدا کو خوش

۳۱۳ چمن میں آئی ہے صلیں ہزار سنہ ہیں

فراقِ یار میں آتے کبھی نہیں دیکھا
دو چند ہوئے ہو یہ اضطرابِ دل جو کبھی
دو کا تم بیٹھِ نعم نے کیا ہوا فریاد
بچے کا جینا کوئی کوئے زلف میں جوشش —

ہم نہ کچھ ہسر نام رو تے ہیں ۳۱۳
رونا ہے اپنا کام رو تے ہیں

اُس بنا گوشِ زلف کی خاطر
صبح رو تے ہیں شام رو تے ہیں
تنگِ دل دیکھ اس پریشاں کو
عجیذہ و گلِ مدام رو تے ہیں

پھر گئی ہے ہواے مے خانہ
ہم سے آفتِ نصیبِ جوشش —

عمر عزیز گزرے ہے برج و مالاں میں ۳۱۴
عاشق کہاں ہوئے کہ پڑے اک زوال میں

دم ہارے کیا صفا سے تری منہ ہر آئینہ
سے غرقِ آب ہی عرقِ انفعال میں
نے ڈر عس کا ہو نہ ہیں خوفِ محاسب
رہتے ہیں مستِ شام و سحر اپنے حال میں

جس کو خیالِ دو ہم سے باہر کی ہے خلق
رہتا ہوں رات دن میں اُسی کے خیال میں

تشبیہ جس سے دلیں خیمِ ابرو سے یا کو
ایسی تو خوش خمی نہیں تیغِ ہلال میں
مکن نہیں تجھے کسر اس کی نظرِ مری —

جس لوہ گر دل سے دیدہ نم میں ۳۱۵
جوششِ عبث پڑا ہو تو فکرِ محال میں

ہم راں اتنی کیا شتابی ہو
عکس گل جس طرح جوشنم میں
ہم بھی چلتے ہیں اب کوئی دم میں

گر نہ ہوتا تر اظہور عیساں

بہی ہو گا عذاب دنیا کا

جان اُس کی نیا کر جوشش

۳۱۶ سکر ہیں بور کا تیر کی ہی شکوہ یا را آپس میں

کیا ہنگامہ برپا ایک عالم نے ترے در پر

جھا سے تو نہ بازا اے وفا سے میں درگزر دو

پرستاروں میں اُس لب کے نہ ہو گئے فلوگوں کو

بتاں ہیں بے قیوت اور تو آزرہ جا جوشش

۳۱۷ ہوا ہے گھر بیتاں کا بہ دل دیوانہ پہلو میں

ارادہ ہم نشینی کا نہ رکھو شعلہ رد وں سے

دل پر خوں ہے شیشہ داغ ہے چمانے لے زائے

۳۱۸ ملے پائے نہ تجھ سے دنیا میں

ہے کہ مہر وہ خزاں رہم جو وہ

نالہ دل سے شیشہ زسرا د

خوف گشتگی سے لے وحشت

آرند کم نہ ہو گی لے ساتی

کفر و اسلام کی نہ کر تکرار

کیا برزگی بھی خاک آدم میں

اور کیا ہو گئے مگا جہنم میں

بات رہ جائے گی یہ عالم میں

۳۱۹ جہاں مل بیٹھتے ہیں آشنا دو چار آپس میں

مجھے چلتی نظر آتی ہے اب تلوار آپس میں

ہوئے تھے روز اول کیا یہی افسر آپس میں

ہنیں مکن کہ بن بوئے رہیں مے خوار آپس میں

یہ کیا معنی کہ آجائے نہ کچھ تکرار آپس میں

۳۲۰ لیے پھرتا ہوں میں ای برہمن بت خا پہلو میں

ہیں مکن کہ بیٹھے شمع کے پر دانہ پہلو میں

سدانہ کھتے ہیں مسنا شیشہ و چمانہ پہلو میں

مر گئے ہم اسی منت میں

جس کی ہے دھوم کوہ دھرا میں

کام کو نہا ہے سنگ خارا میں

خدا جیتے نہیں کینٹ پا میں

جب تلک مے رہے گی مینا میں

دو نعل یکساں ہیں چشم بیا میں

جامِ جہم میں نہ ہوگا اسے جوشش
مستور ڈال دیوے گزری تصویر پانی میں
تو سے چہرے پر آؤ آئینہ ردیوں لف بکھر چکے
گدا از عشق ہوں کب حوت ہاگو دل شیش ہو
گزری تیر نگہ کی آب داری کو کہاں پائے
جلاؤ الہ ہے آنسو نے ہمارے جیب دامن کو
آتا ہے مجھے لطف چمن یا دقتیں میں
دیوے لگا وہی طاقت پڑا بھی ہم کو
اب طاقت پر دوا نہیں سخن چمن تک
متیا دتو فریاد ہی کرنے نہیں دیتا
جوشش نہ گیا دل سے مروتی رہائی
ہوا رخصت طلب جب پیچھے ہی یا رہیلو میں
سدا رہتا ہے یہ دل رہے آزار پہلو میں
نہ شوق طور ہے مجھ کو نہ ذوق دادی این
کسی کے خون کا پیاسا کسی کی جان کا دشمن
دل صد چاک کو آدرسی نہ پرداغ کو دیکھو
نہ ہو رہا دصبر و تاب طاقت کی طرح دل بھی

بے جو کچھ لطف جام صبا میں
کمرے وہ مردم آئی کو بھی تسخیر پانی میں
ہی پھرتی ہے جیسے نوح کی زنجیر پانی میں
اُبھرتا ہی نہیں کچھ کیجے تحریر پانی میں
مرا پاغزنی ہے گو صورت شمشیر پانی میں
کہاں سے آئی جوشش آگ کی تاثیر پانی میں
کیوں کر نہ کروں نالہ و فریاد نفس میں
بے بال و برسی جس نے کی امداد نفس میں
آزاد نہ کر رہے دے صبا و دقتیں میں
کیا شاد رہے یہ دل ناشاد دقتیں میں
گو پال دہر اپنے ہوئے برباد دقتیں میں
چلے آنکھوں سے آنسو درواٹھا اک باپو نہیں
عوض اس کے تو بہتر تھا ہو ہونا غار پہلو میں
ہوا بے خانہ دل جلوہ گاہ یا رہیلو میں
لئے پھرتا ہے ہر دم مخبر خوں خوار پہلو میں
نہ دیکھا ہوا اگر گلزار کے گلزار پہلو میں
ابھی رہ گیا ہے اک یہی غم خوار پہلو میں

میرا حرص دنیا سے کسی کا دل نہیں جوش — جسے دیکھا یہاں ہے اس کے یہ دریا بہنویں
 تو دے لگے ہیں سنگِ ملامت کے دلق میں ۳۲۲ — ایسے ترے لیے ہوئے بدنام خلق ہیں
 اب تو یثرب دہم شمشیر مرحلا — کیا فائدہ جو پانی چواتے ہیں صلیب میں
 نظر آتا ہے ساقی جلوہ نیرنگ شیشے میں ۳۲۳ — پرمی ہے شیشے میں یا ہوئے گل رنگ شیشے میں
 نرری جنوہ گری کے سامنے کوئی آئے کیا قدرت — اگر دیکھے ترا جلوہ پرمی ہو رنگ شیشے میں
 ہمارا دل خنم میں اور خنم دل میں ہمارے ہے — تماشا ہے کہ شیشہ سنگ میں ہو سنگ شیشے میں
 منہ اپنا دیکھ دیکھ آیتے میں حیران ہوتا ہوں — ہمارے خون دل اکھوٹے ہو یا ہو رنگ شیشے میں
 خدا کے واسطے اور محتسب درپے زہ اس کے — تری لہتوں میں ہے دفتر رنگ شیشے میں
 تامل کی فطرت دیکھ رنگ ان سبز نگوں کا — بھرا ہو باد گل گوں خاک رنگ شیشے میں
 خیال اس سنگ دل کا اس دل نازک میں ہٹا — اتارا زور ہی حکمت سے ہو رنگ شیشے میں
 جو سنگیں دل ہو اس کا نام دل سے کب چو — نہ دیکھا ہم نے جوشش سنگ کا سا دھنگ شیشے میں
 کئی اک لاگ ہے جس سے لگی ہے آگ پانی میں ۳۲۴ — لگا دی آگ جلوے نے نری لے لاگ پانی میں
 مرے رونے کے ڈرے اب تو موت بھاگ پانی میں — ٹکا دے گا ابھی آنسو ہمارا آگ پانی میں
 بجوم گریہ میں یوں آہ سوزاں دل سے نکلتے ہے — کوئی جس طرح سے گاتا ہو دیکے آگ پانی میں
 مرے ابرو مرے رات دن آنسو ٹپکتے ہیں — دل خواہیہ کیا ہوتا ہے تو اٹھ جاگ پانی میں
 بہن جنش میں زلف آئینہ رد کے منہ پر جوش — نظر کر دیکھ لہراتا ہو کا لا ناگ پانی میں
 ترپیں ہیں سیکڑوں ہی پڑے کوئے یاریں ۳۲۵ — پھر ایک میں غریب تو ہوں کس شمار میں

نامنہد جام جم کے خدائی کا دید ہے — اہل نظر کے نہیں اسی سخت بیمار میں
 نامنہد جام جم ہے سب کچھ مری نظریں ۳۳۶ گزنا ہوں سیر عالم بیٹھا ہوا اس گھر میں
 اک اکنٹ آہ سے مٹی جو شمع زریعے اب نے اشک چشم میں ہے نہ آہ ہے بگر میں
 ہستی تو ہے لیکن راہِ نشت ابھی سے جائے ہی گا جو آیا دنیسا کے رد گزریں
 ویلوانے حال دل کا دیوار درد سے مت کہہ طاقت رہے گی باقی دلو اور بیتہ دور میں
 آتا ہو مجھ کو رونا اس جاک پاک دل پر دیکھوں ہوں جب کٹاری ظالم تری کریں
 فریاد کرتے کرتے تھک گئی زبان لیکن کوئی مودا درس نہ دیکھا اس عشق کے گوئیں
 اہل معاف سے کاوش رکھتا ہو یہ زمانہ دیکھا نہیں گھر کے سوراخ جو بگڑیں
 کچ عدم میں کیا ہی آرام سے تھے جوشش — آکر یہاں پڑے ہیں ہم ایک درد سیریں
 آگے اُس کے نہ ڈبا دیدہ تر پانی میں ۳۳۷ سنتے ہیں کچھ نہیں آتا ہو نظر پانی میں
 اتنا بے تاب ہو عکس قمر پانی میں کس کی صورت اسے آئی ہو نظر پانی میں
 اُس رخ صاف پہ قطروں کو عرق کے دریچے بے صدف جس نے نہ دیکھے ہوں گہڑی میں
 مرد کا اشک کے سیلاب سے کس طرح ڈر رہے صدف آبی ہے یہ اس کا ہو گھر پانی میں
 کس کو آتا ہے یہ جز دیدہ ٹرا سے جوشش — پانی سے آگ لگانے کا ہنر پانی میں
 سخت و بخور ہوں اور تجھ سے بہت دُور تھا ۳۳۸ یا ریلے کا توختا ہم بحر ہوں میں
 بود و باش اپنی تو ہے گوشہ نگہ نامی میں جس سے پوچھو گے بتا دیو کا شہر ہوں میں
 مثل لیغوب گیس روئے ہی روئے آئیں کس طرح دیکھوں تجھے انکھوں سے منہ و روئے میں

اُس کے ہاتھوں سے مرید دل اٹھاؤ نہیں خم
 روح کو خاک سے اس درجہ کی ہواں اتھیم
 تم سے کس طرح ملاقات ہو اسکے سیم تباں
 جس قدر واس ہے غور اس سے زیادہ یا غر
 دور ساغر سے ترے کیا ہو غرض ایسا
 حالت نزع میں بکنا ہوں ہی اور جوشش
 رہی کیوں کر نہ سانی دخت زردل گیر شیشے میں
 نگہ کے تیرے ناوکا دیکھ کرین لی میں حیراں ہوں
 منقش دل میں جو ہوتا ہو وہ سمجھا نہیں جانا
 ہمارے دل کو بے چین ہے اسانی کا طایا
 محبت کہتی ہو خلقت سے کوسانی دیو شیشے کا
 یہ کہ سانی جسے چاہا ہو لیوے سے باقی
 جو ہے کون سا نے خوار دیوانہ جو ایسا
 طلا کی طرح چہرہ سرخ کر دی میرا تب جانوں
 ہجو ہم نعم سے صورت ہو گئی تبدیل اور جوشش
 مفاذاتی ہو اور شیشہ گراں ہر چند شیشے میں
 کہے کیوں کر نہ خلقت سے کوسانی دیو شیشے کا

چاہتا ہو یہی ہر زخم کہ ناسور ہوں میں
 تیرے ہم راہ یہاں تا بلب گور ہوں میں
 نہ مجھے زور ہو نے صاحب مقدر ہوں میں
 کیا تعجب ہے اگر عجز پر خستہ ہوں میں
 گردش چشم یہ مست سے سرور ہوں میں
 آیمادت کو مری یار کہ بخور ہوں میں
 یہاں تک شیشے میں کھاکہ ہو گئی ہر شیشے میں
 ترانہ ہو گیا ہو کس طرح یہ تیرے شیشے میں
 نظر آتا ہے جو کچھ کیجیے تحریر شیشے میں
 سے قاتل تری کرنی جو نیمہ تاثیر شیشے میں
 پری کی سی آتی ہو لفظ تصدیق شیشے میں
 یہی ہو قفل سے کی سدا تفسیر شیشے میں
 پھرے ہو معونے کی تو بے رہی شیشے میں
 نہیں تو مجھ کو کیا سانی جو ہے کسی شیشے میں
 نہایت ہم ہو و منہ دیکھ کر دل گیر شیشے میں
 یہ پک کیا معنی کہ ہو اس سینے کے مانند شیشے میں
 زمیں میں گاؤں تو ہیں اسے کہ بند شیشے میں

کسی سے یار دلگستا اگر پیوند شیشے میں
 پر پتھر پہ لوٹے اور رہی زند شیشے میں
 جو کچھ نری رضا ہو اسی عجل کروں
 جو کام آج کا ہو اُسے کیوں میں کل کروں
 کیا فائدہ جو کام میں اپنے غل کروں
 ممکن نہیں کہ سنت شیخ اجل کروں
 اپنے ہی نفس شوم سے جنگ جہل کروں
 وہ غمھے دیکھا کرے از سریں دیکھا کروں
 آگے تو میرے بال دہر پہ کچھ انا کروں
 مغنم ہے گرفتس میں بال پرہی کروں
 چاہتا ہوں آپ اپنی جان کا سودا کروں
 اُس کے دامن کی طرح پاؤں نہ لٹا کروں
 اس نفس کے درنگ جا جا کے پھرتا ہوں
 رو بہ رو سے تیرے زاب مال کہاں جاتا ہوں
 اس لالہ ناشاد کو اس طرح پہلاتا ہوں
 شعر کے کہنے میں کیا خون جگر کھاتا ہوں
 پر یہ کیا باعث غما ہوتا ہے جیبتا ہوں

فلکست دل کی بھی نہ پیر ممکن تھی زمانے میں
 زرا انگور دے کو دیکھ جوشش کیا زمانہ ہو
 مفقود کیا جو مجھ سے میں رد و بدل کروں
 موقوف رکھ نہ وعدہ فردا پہ دید کو
 بھاگا پٹوں میں صحبت اہل جہان سے
 سہ دے چکا ہوں راہ محبت میں یار کی
 جوشش کبھی جو نارِ تصدوت ہنشلہ زن
 یہ نعمت ہے کہ قرب آئینہ بسا پہا کروں
 کھرنے میں خط کے خد کھینچ ہو گی اُسے
 ذکر کیا پرواز کا ایہم صغیران حسن
 عشق کے باتار میں اب تو خیر اری نہیں
 آرزو ہے مجھ کو ایہ جوشش کہیں گردن نہ
 ایہ صغیر دیکھا کروں جس وقت گھبراتا ہوں
 ایک دم فرصت نہ اپنے دیکھنے کی دی تھی
 وہ گھڑی روتا ہوں در داک گھڑی پڑھتا ہوں
 داد بھی تو دی کبھی اس کی بھلا ایکنہ جیس
 غیر سے ہے گرم جوشی اس کو ایہ جوشش نام

ہم راہ سبیل اشک پھروں میں جہاں پھروں ۳۴۴
 اے چرخ یزید سے دست تقدیری سے کبت ملک
 تو نے تو مارے کوہ و بیاباں یہاں دیے —
 تیرے ڈر سے کب میں جاتا ہوں کہیں ۳۴۵
 مجھ پر غصہ غیر پر لطفت و کرم
 اپنی اپنی جان سب کو سے عزیز
 اشک سوزاں بیت ملک آنکھوں میں
 لے گئے دل ہم سے ہیر پیتا نہیں
 موجب آزر دگی فرمائیے
 جی میں ہے اک اور بھی کیسے غزل
 کیا کروں کچھ فسر ہو سکتی نہیں ۳۴۶
 لب پہ نوخط کے نہجی در راہو
 ہم تو ملی سکتے نہیں عجب ہیں
 سید سوزاں سے اب بھی آنکھیں
 سیکڑوں دل ہیں بندے قراکین
 ان دنوں جو شش تر کیا حال ہے —
 اُن نے پہلے ہی پہل پید ہو شراب آج کے دن ۳۴۷
 دم بد دم رہتا ہے تو اندوہ گیس
 بولو دل کھول کر لے چنگ وربا باج کے دن

چشم تر لیے ہو تو یارب کہاں پھروں
 آشفہ حال دفاک بہر میں یہاں پھروں
 سب اشک بیچوں کہاں میں کہاں پھروں
 جب ملک میری اہل آتی نہیں
 چاہیے یہ وہ ہیں نگہ صدا فسر
 کون ہو سکتا ہے تیرا ہم نشین
 شمع ساں جلتی رہے گی استین
 کون سایہ ناز بہ لے ناز نہیں
 اس تسدور بیت ہو کہیں ہیں جہیں
 کچھ کو خوش آتی ہو خوش نہیں
 رو بہ رو ہے دوست دشمن دریں
 نیش سے خالی نہیں یہ انگیں
 تو اگر چاہے تو کچھ مشکل نہیں
 کیا جلا ہی دے گی آہ تیشیں
 کیوں نہ گل گوں ہر زاد امان میں

لے اہل جاے ترسم ہو کہ یہ عاشق زار
یار بدست ہوا سب پہ چھڑکتا ہو شراب
روزی روزی ہر ملتے ہیں سبھی آپس میں
عیدِ سرباں ہو بنیاں کیوں نہیں سرگرم جفا
دور دور لبِ جاناں ہو مجب کیا جو شمع
کیوں نہ خوش آؤ تری عشق میں دیرانِ جان
بستگی سے تری ہم ہاتھ اٹھانے کے نہیں
عاشقِ زار نہ کر سنت ساقی نہ ہمار
شیخِ آزودہ نہ ہو دیکھ کے سجدہ میں
کوئی ان جلوہ فروشوں سے بڑے سودا
جلوہ گر نہ ہو اس دلی میں اشی کا خوش
جسدوں یاد تری کو چھکی سرز میں
اگتا ہو داغِ دل لیے لار جو باغ میں
اس تند کو دیکھ رہی تلوے سردیاں تلک
نے خود نینال یاد میں ہوں کچھ خبر نہیں
ابر مرثہ کے فیض سے اب کے بہا میں
دعدہ غلط جواب لکھ اب یا جواب دی

کو چہ یاد میں ہو پاؤ ترابِ آج کے دن
نہ کر لے واسطہ شہر اپنی کتابِ آج کے دن
کوئی کرتا ہو کسی پر بھی غاب آج کے دن
قللِ عشاق سمجھتے ہیں ثوابِ آج کے دن
مے کدے شہر کے ہوئیں جو خراب آج کے دن
خلق کرنے لگی نفرت مجھے دیوانہ جان
پئے بندہ میں سمجھ یا تمیں بیگانہ جان
دیدہ دل ہی کو تو شیشہ دیوانہ جان
سہو سے آگئے تھے ہم اسے خانہ جان
ایک ہی جلوے کا جو ماٹیں ہیں میاں جان
خواہ کب سے تو سمجھ خواہ توبت خانہ جان
ہو جائے موجِ اشک سے زیرِ زبر میں
مفون تھک میں ہے کوئی تھنہ جگر ز میں
آجائے خرم ہو کے ترے تاکر نہ میں
کس طرت آسمان ہے اور ہے کدھر میں
سبزے موا کیوں نہیں آتی نظر میں
تا چند ماپے آہ مرا نامہ سرز میں

جوشش کا حال دیکھ جو کوئی روئے اس تندر —
 موتی داماں شرہ سے کیوں نہ روئے استیں ۳۵۰
 آستینیں کھینچ کر ہاتھوں سے اس نے باندھیں
 تو ہی اب پوچھتے تو پوچھے اشک آتش ناک کو
 مونیوں کے دلے فیض چشم سے داماں میں
 جس گھڑی تو بوجھتی ہے اشک چشم یار سے —
 بے یار اس چمن میں کہ دونے آئے باراں ۳۵۱
 آنسو کا ہے یہ عالم شمع روکے آگے
 سادہ کی رات تجھ بن گزری ہے اس طرح سے
 کشتِ امید میرا اپنا ہے آنسوؤں سے
 لے برقِ نالہ تجھ سے ہر طرح صاف کی
 مہم مطرب اور ساتی بے یار کل چمن میں
 کل وصل کا ہے وعدہ کھل جائے تو بھلا ہو
 ابرو ہوا دے ہے چنگ درباب دے ہو —
 تجھ سے ہم بزم ہوں نصیب کہاں ۳۵۲
 بے قرار سی نے مار ڈالا ہو
 دل میں اُس بت کے ہو جاگیر کی
 داماں دآستین تو کیا ہوئے ترز میں
 اشک کے کیا کیا اٹھاتی ہو جھکولے آستیں
 یار کی باندھی ہوئی ہیں کون کھولے آستیں
 اپنے ہاتھوں میں تو پڑ گئے ہیں پھمکولے آستیں
 سب طرح کے ہیں ٹبرے چھوٹے چھوٹے آستیں
 جیب داماں کے کوئی دل کو ٹوٹے آستیں —
 بھڑکے گی آگ دل کی لگتے ہو اے باراں ۳۵۳
 جھکیں ہیں روشنی میں جو قطرے باراں
 ایدھر صبا ہے گریہ ایدھر صدائے باراں
 ہم تو دعا نہ مانگیں ہر گز برائے باراں
 ابرو شرہ سے اپنے قائم بنائے باراں
 سر پٹ پر پٹ روئی کہہ کہہ کے بائے باراں
 در نہ یہ آہ ہے اور دولت سر سے باراں
 جوشش ہے سب مہیا غالی ہو جائے باراں —
 تو کہاں اور میں غریب کہاں ۳۵۴
 صبر کب دھریں اور کب کہاں
 میں جیاں ہوں وہاں قیہ کہاں

۳۵۳ صدقے کیے تھے تجھ پر ایسے مزار گلشن
 روتا ہے اُس کی خاطر یہ زار زار گلشن
 کیا پڑ گئی تھی پھٹی تیری ہوا گلشن
 سب بلبلیں ہوں صدقے اور ہوشیار گلشن
 دیکھتے نہ ہوئیں جس نے سکھ دو جا گلشن
 آنکھوں میں بلبلوں کی ہونا غار گلشن —
 ۳۵۴ لے یا چشم بد دور ہیں تیری زور آنکھیں
 میرے خراس سے ہوں پیدا کر وراںکھیں
 دیکھیں ہوں ایسی آنکھیں تو ہوں گور آنکھیں
 ہوتی کہاں ہیں پیار ایسی لگور آنکھیں
 کیوں گرد نہ ہوں لبوں میں پھر شور آنکھیں
 سے نہ نہ کہاں میں ماریں گی شور آنکھیں
 روتے ہی روتے اس شب کر دیں گی بھور آنکھیں —
 ۳۵۵ رد و رکے تو نے آخر آنکھیں بھی اپنی کھوئیں
 اُس چشمِ برفسوں نے کیا سویتاں چھوئیں
 کب دعا طارہ تجھ بن یاں بلبلیں رہیں
 لو ہو کے آنسوؤں سے تاجِ مع آنکھیں ہوئیں

بھاتا ہے تیرے اگے کب مجھ کو یاں گلشن
 شبنم نہیں پکتی باد صبا گلوں سے
 کل صبح دیکھتے ہی رشک چمن کو میرے
 گلشن میں جا کے جب ہو گل روم اغزل خوا
 بیٹے کو دلی جگر کو دامن کو میرے دیکھ
 دیکھیں ہوا جس دم ہیں داغ وار دل کی
 یا جان کی ہیں گاہک یاد دل کی چور آنکھیں
 وہ انتظار کش ہوں ماننے نرسنتاں
 خوش چشم کیسے کیسے دیکھے ہر ایک کی بھی
 جس سے دو جا ہو گئیں دل اُس کا لے ہی چوڑا
 تیغ نگاہ تیری غیروں پہ پلٹے دیکھی
 جامِ شباب جس دم پہنچا ترے ہوں تک
 آئی شبِ جدائی مانند شمعِ خوش
 باتیں جو کچھ تھیں ننگ و ناموس کی ڈوبیں
 دل میں جگ میں اپنی ترکان کھا دکھا کر
 کب گل نے دیکھ تجھ کو پھاڑا نہیں گریباں
 تیرے خیال میں تائب خواب آنے جائے

مکرم جسم سے نہ دیکھا ہے جسم تے ادا دھر کو — جوشش ہماری آنکھیں ہیرا روئیں ہوئیں
 ہے ان دنوں شاید نظر یار پریشاں ۳۵۶ دیکھے ہے سدا خواب یہ بیمار پریشاں
 ہے دشمن جمعیت دل لے مری بہت یہ لٹ بیٹا دستار یہ گنہگار پریشاں
 کس طرح پریشاں نہ رہی خاطر عشا رہتا ہی ترا طرۃ طستار پریشاں
 کچھ خوبی گل میں ہو خلل بلبلو در نہ دیکھا نہیں کوئی ہو طر حدار پریشاں
 دیکھا ہو تری زلف پریشاں کرجے جو آؤ نکلتی ہے مری یار پریشاں
 جمعیت کونین ہوا سن قن میں جوشش — جس ہزم میں آج جمع ہوں دو چار پریشاں
 کیا بات تیرے سن کی اسے انخار ۳۵۷ رشک بہار لالہ نگل ہے ہمار حسن
 میری طرف سے حسن کے دل میں عیاں تھا یہ خط نہ ہو نمود ہوا ہے عباد حسن
 محروم دیدار ہوں میں سیاہ بخت زلف سیہ ہمیشہ رہی ہم کنار حسن
 جوں گل بہار حسن کو بھی عارضی سمجھ منہ در حسن پر نہ ہو کیا اعتبار حسن
 اختر نہ ہوئیں چرخ بیکردش میں تھک کچھ کرتے ہیں ہب رواہ یہ گوہر ساز حسن
 یہ دھوم اس کے حسن کی آفاق بین ہو جوشش کا دل نہ ہو اگر آئینہ داو حسن
 عشق ہستی سوز آج ابھی کہیں ۳۵۸ آگ اس دل میں اگا جا بھی کہیں
 مجھ کو اے ساتی خودی کا ہو خار بے خودی کی بے پلا جا بھی کہیں
 سرگزشت اپنی جو ہم کہنے لگے وہ جھٹک کر بول اٹھا جا بھی کہیں
 دل کو بے تابی ہے جی کو بے کلی یار تک کھڑا دکھا جا بھی کہیں

اس گھڑی ناصح خفا بیٹھا ہوں میں
 جو شش حیرت زدہ ہے حدلول —
 میسرے پہلو میں تڑپتا ہو پُران روزوں ۳۵۹
 ابھی اے عہدِ مکن راہِ ترے آنے کی
 دوستی تیسری سری یار بنجے گی کیوں کہ
 جاں بری اپنی کسی طرح نظر آتی نہیں
 صیدِ دلِ دام میں زلفوں کے گرفتار ہوا
 خوں مرا تو نے جو پامال کیا خوب کیسا
 فلشن دہریس جوں غنچہ نگل اے جو شش
 سسے ہے کون کریں تجھ سے ہم بیاں تجھ بن ۳۶۰
 کسی کی آنکھوں میں ہو جو بہشت ہم کو کیا
 ہوا ہے آہ ہو سوزِ نغاں ترسِ اشک —
 ہیں دلِ جگر ہمارے یہ سہرمانِ دل ۳۶۱
 ہے بزمِ بے دستانیِ روتنِ بزیان سے
 لے ترکِ چشمِ تیسری خوں بزمِ قرۃ سے
 بیمارِ دل کے ہم دم اک دردِ غم تھے سنو بھی
 کوئی زلف کو کہے زلفِ کاکل کو سمجھے کاکل

کیوں بکاتا ہے بھلا جا بھی کیوں
 اشک اس کا منہ دھلا جا بھی کیوں
 دل نے اک شغل نکالا ہے نیاں روزوں
 دل جدا دیکھے ہے اور دیدہ جداں روزوں
 تو تو ہر بات میں مانے ہے بُرا ان روزوں
 ہم سے پھرتا ہو دو خونِ حوا رخاں روزوں
 کیوں نہ ہو حالِ پریشان مرا ان روزوں
 تیسرے پاؤں میں نہ تھا رنگِ خُشاں روزوں
 ٹھہری ہے خونِ بکرا اپنی غنڈاں روزوں
 جو کچھ کہ ہم پر گزرتی ہے مہرباں تجھ بن ۳۶۲
 ہمارے بھادوس تو جلتا ہے یہ جہاں تجھ بن
 غرض میں کیا کہوں جو کچھ عجب سماں تجھ بن
 پہنچے ہیں آسماں بہرِ ہم راہِ آہِ دونوں
 روشن رہیں یہ تیری چشمِ سیاہِ دونوں
 بیٹیس ہیں سرگینہ گارو بے گناہِ دونوں
 بہرِ عبادت آتے ہیں گاہ گاہِ دونوں
 اپنی نظر میں تو ہیں ماہِ سیماہِ دونوں

غارت گردل و جان جب ہو سپاہِ نرگاں
 تنہا کئے گی کیوں کر لے سیلِ اساکِ تو
 کیا شیخ کیا بہمن ہیں پھر ہیں دوئی کے
 گردش میں مہر و منہ نہیں اس شعلہ کے دہریے —
 جب تک اس میں غم دنیا ہو یہ دل شاذ نہ
 کور وہ چشم نہ جو جس کو تصور تیرا
 معرفت تجھ ہی سے وابستہ ہو اجڑ چشت
 گلشنِ دہریہ میں سر بہ تر نہ ہوئے ہرگز
 برہمن اس کو نہ سن وجد میں آجائے گا
 جان تک اس کی ہو خواہی میں دل کی خوش
 لے رفوگر تو رنہ کر کے پشیمان ہو —
 لطف سمجھے نہ کبھی میری پریشانی کا
 نہ گریباں ہے نہ دامن ہوا سے دستِ جو
 عیدِ تیراں کی میسر نہ ہو اس کی شادی
 ہم نے ٹھہرایا ہو وہ نہ بہت شب اپنا
 جسلوہ حق نہ نمایاں ہو کبھی اسے خوشی —
 تیری محفل کی ہو اای بار سر میں گرنہ ہو —
 کیا گبر کیا مسلمان مانگیں پتاہ دونوں
 ہم دم دل جب گرتے ہو گئے بتاہ دونوں
 گم راہ ہو گئے ہیں بھولے ہیں راہ دونوں
 یہ دھونڈتے پھر رہے ہیں جوشش پناہ دونوں —
 جو جس گھر میں ہو وہ گھر کبھی آباد نہ ہو
 مردہ وہ دل کہ سدا جس میں تری یاد نہ ہو
 ہم کہیں کے نہ رہیں گہ تری اسدِ اذیت
 سر کی طرح یہ دل جب تیس آرازدہ
 نالہ دل ہے یہ ناقوس کی نسر یاد نہ ہو
 پر یہی ڈر ہے کہ محنت مری برباد نہ ہو —
 یہ تو ہے چساک جگر چاک گریبان نہ ہو
 جو تری زلفت کے مانت پریشان ہو
 عشق میں مجھ سا کوئی بے مثر سامان نہ ہو
 تیغِ ابرو پہ نہرِ جا جو کوئی قربان نہ ہو
 جس سے آزرہ کوئی گبر و مسلمان نہ ہو
 سلوہ فرما جو یہاں حضرت انسان ہو —
 شعلہ شمعِ شکر کی طرح دل مضطر نہ ہو —

قطرہٴ عیناں صدف کے منہ میں لگو ہر نہ ہو
ہے نگاہِ تند تیز اس ترک کی خجستہ ہو
گر لکھوں لکھنے کو حالِ دل و واکِ دفتر نہ ہو
چشمِ انصاف رہ جا بھی کہیں طمک نہ ہو
میری کیا تقصیرِ ناحق غصہ نہ جو مجھ پر نہ ہو
مہرِیاں نامہرِیاں ہم پر بھلا بہت نہ ہو

سانِ شرہ کی تو پرِ جسم نہ ہو
سیرِ داغ پر پائے مرہم نہ ہو
جو زلفِ سیہ س کی بوکم نہ ہو
مرا آہ و نالہ کبھی کم نہ ہو
دمِ سرِ دیمبل جو بے دم نہ ہو
تیری یاد میں صرقت جو دم نہ ہو
کبھی آگ اور پانی با ہم نہ ہو
ڈروں ہوں کہیں بیشکرِ سم نہ ہو
کبھی خشک یہ دیدہٴ نیم نہ ہو
قدِ اس کا تو واضع سے گم نہ ہو
تو جوشِ کسی چیز کا غم نہ ہو

نافصدیں کو صحبتِ کامل جو کامل کر نہ ہو
نکاح سمجھ اور بوجھ کر دل آگے اس کے جاؤ
قاصدِ اس سے اتنا ہی کیسہ ہو قصہٴ مختصر
اس کو ہی عزمِ سفرِ بارشِ شگون اچھا نہیں
یا غیرِ دل نے کیا مشہور عاشقِ گرتے تھے
بے کسی اک دن نہ اک دن کرائی نہ ہوں —

پریشان لے زلفِ ہر دم نہ ہو ۳۵۵
طیبی ہو ہی آرزو ہے مجھے
مرا حال درہم نہ ہو اس قدر
جفا کار ہو تیری دولتِ زیاد
جلوں شمع ساں گریِ عشق سے
وہی دمِ دمِ آخر ہی ہوا
صفا پر دریاں شعلہٴ رول چکا
لبوں پر ترے دانت تو ہے گر
سدا رہو بہرِ وہی و فوجِ رشید رو
نہ سجدہ کرے کوئی محراب کو
غم اس کا جو ہو خانہٴ بودا دل —

اگر میتابی دل سے لکھوں کچھ بس کو قسط ۳۵۶
 طال دہر کب روشن دلاں خاطر میں لگائیں
 جدائی میں اگر ہوں طالبِ جمعیتِ خاطر
 ہزاروں کو دواک ہی بات میں یار دجلائیے
 دہی ہو غلط اس شعلہ کو ساتھ رکھو خوش —

اگر ایک دم تو ہم آہوش ہو ۳۵۷
 کرے دل بھی ادا تک غم سفر
 ترے آہ و نالے پر اے عجب
 جو ہو چار چشم اُس میرے ست
 ترے آہ و نالے سے نالاں ہو غم —

یہ زیست طوفِ دل ہی میں یارب تمام ۳۵۸
 وہ دن کہاں نصیب کہ دکھلاو یہ نلک
 اُس لب پہ فوجِ خط نے کیا اس طرحِ ہجوم
 بوسے کی آرزو میں ابھی جان دیکھیے
 اپنا تو اس زمین میں مقدر رہی نہیں —

اُس تشنہ کے جو قتل کا اُس کو ارادہ ہو ۳۵۹
 تیرے خط کا اُس کے چہرہ گلِ رنگت یہ رنگ
 تو آب اُس کی تیغ کی یارب زیادہ ہو
 لیے کا خیمہ باغ میں جوں ایستادہ ہو

تو آب ہی اُڑ چلے نامہ نہ محتاجِ کتور ہو
 نہیں ممکن کہ خاکستر سے آئینہ کدور ہو
 تری زلفوں ہی کے مانند میرا حال اتسار ہو
 لبِ سخنِ بیاں کا اُس کے جو منکر ہو کافور ہو
 جو کوئی آتش کا پر کالہ ہو یا مشیں سمندر ہو
 تو عیشیں دو عالم فراوان ہو
 اگر بارِ نعم سے سبک دوش ہو
 قیامت ہو گل کو اگر گوش ہو
 تو اے شیخ تو بھی قدحِ نوش ہو
 کہیں اب بھی چشش تو خاموش ہو
 کافر ہوں اگر ارادہ بیتِ حرام ہو
 تو مست ناز ہو مرے ہاتھوں میں جام ہو
 شہدِ ڈسکر پر سور کا جوں از دعاء ہو
 دیسے سے جان کے بھی اگر اپنا کام ہو
 جو شش تجھی سے ایسی غزلِ انصرام ہو
 تو آب اُس کی تیغ کی یارب زیادہ ہو
 لیے کا خیمہ باغ میں جوں ایستادہ ہو

ساتی سے پھر وہ نہ طلب گار بادہ ہو
 مت چلے کھینچ کھینچ کے مشل کبادہ ہو
 سر سبز ماہ و آئینہ کار دے سادہ ہو
 یہ درد دل تو وہ ہے کہ ہر دم زیادہ ہو
 پا مال راہ عشق میں تو مشل جادہ ہو
 جوشاخ گل کی نہ آرام گاہ بلبل ہو
 اگر نہ یاد اے شیوہ تغافل ہو
 تو کیوں ترقی مہ موجب تنہا ہو
 مری طرح جو کوئی صاحب تحمل ہو
 کہ سہ سے دور نہ یہ سایہ توکل ہو
 بیان کیجیے اس میں جو کچھ تامل ہو
 نہ چھٹ سکے جو گرفتار زلف کا کل ہو
 کب خوش آئے جو دل مکدر ہو
 ہو چکے بھی جو کچھ مقدر ہو
 اپنا ہم چشم اور ہمسر ہو
 جی میں جو کچھ غریب پر در ہو
 جہہ سائی ہو اور ترا در ہو

کیفیت اُس کے ساغلب کی ملی جے
 لے شیخ کو زہ پشت قوی ہیں تو جوں کہاں
 اُس سادہ رو کے آگے یہ اسکان نہیں
 ہر چند صرف کیجیے اس پر دم سبج
 جوشش گر آرزو سے قدم بوس یار ہو —
 بہ جائے غار تمام اس میں غنچہ گل ہو
 رہیں سیکھتے ہی تیغ نگاہ کے زخمی
 اگر زواں نہ ہوئے کمال اہل کمال
 حوادث زمانہ کی آباب لا کو وہی
 یہی مرے دل آزاد کی ہے استعا
 ہمارے شعر کو سن کر سکوت خوب نہیں
 اسیر دام قفس چھوٹتے ہیں اسے جوش —
 کو کہ عیش ابد میں ہو
 لے فلک کب ملک یہ نون جا
 اسے مل کہا لے پہرے جو کوئی ق
 ہم سے بندوں کو صاف کہہ دیجیے
 اور کچھ چاہتا نہیں جوشش —

راعب نہ ہو طبیعت گر جو رو بہ رو ہو ۳۲
 گر آرزو ہے دل میں اتنی ہی آرزو ہو
 راہ طلب میں اُس کی داماندگی کہاں تک
 بے رشتہ نگہ ہے بے سوزن مرہ ہے
 شمع حرم کا طالب ہے بت میں کس طرح ہوں
 عریانی پر ہماری مت طعنے زن ہو زائد
 جوشش بہار سستی اک آن میں خزاں ہے —
 جہہ سائی کوتھے در کی نہ دل سیر ہو ۳۳
 وہ صفا چہرے میں تیرو کی کہ ای آئینہ رو
 کس طرح اُس کی جگہ ہو دل میں تیرو سنگ دل
 پوچھنا اس ناتواں سے حال کیا حال ہے
 وہ تو آتا ہی نہیں گوزن عریاں کی طوط —
 آئے ہے یار دیکھیے کیا ہو ۳۴
 اول عشق میں تو ہے یہ حال
 دل جگر جان لے چلا تو ہوں
 بڑھتا جاتا ہے عشق کا آزار
 اس کے ہمراہ چشم کا جوشش

اپنی یہ آرزو ہو دنیا ہو اور تو ہو
 تارا بج بے نیازی آعلیم آرزو ہو
 اے یاسے سخی کاہل سرگرم جستجو ہو
 چاک جگر ہمارا کس طرح سے رفو ہو
 میرے کنشت دل میں جب جلوہ سا تو ہو
 یہ دلق وہ نہیں جو محتاج شست و شو ہو
 جوں گل نہ اس چمن میں پابند رنگ لبو ہو
 محو پیشانی سے اُس کی گو خط نقیر ہو
 دیکھتے ہی تجھ کو گویا طوطی تصویر ہو
 جس کا نال ہے اثر ہو آہ بے تاثیر ہو
 قدرت تفریر ہونے طاقت تخریر ہو
 ورنہ اے جوشش ہماری خاک دہن گیر ہو
 ہے ستم کار دیکھیے کیا ہو ۳۵
 آخر کار دیکھیے کیا ہو
 اس کو درکار دیکھیے کیا ہو
 اے دل آزار دیکھیے کیا ہو
 غم ہے غم خوار دیکھیے کیا ہو

ہے آرزو بغل میں دوست شراب ہے ۳۶۵
 جس وقت مجھ کو پی کر شراب ہو
 سیراب خضر آب بقا سے ہوا نکویا
 حاصل ہوئی ہو عشق میں اپنے گدازگی
 آتا ہے آج یا مرے بر سر غضب
 آئے ہے یاد روبرو عرق ناک گل رزاں
 جو شمش بھاد با مرے دیوار دوزنک —
 میں نے پوچھا فوش مرے آنے سے ہو ۳۶۶
 کام ہو کرتی ہے تیری چشم مست
 عشق مرے کو ابھی مر جائے
 کیوں بڑی ہے زلف کے دل میں گرہ
 یاد زلفوں کی تصور چشم کا
 قمری و بلبل بھی عاشق ہیں مگر
 آشنائی آشنا تجھ سے کرے
 سے کدے میں تم کو دیکھا ہے کبھی
 جسلوہ گر اس میں پری رخسار ہیں
 دل نے حاصل کی ہے یہ پڑ مردخی

ساتی ہوا دربار ہو جنگ درباب ہو
 بے تاب دیکھتے ہی اسے آفتاب ہو
 ممکن نہیں کہ لب سے ترے کامیاب ہو
 دل بچلا ہے عشق کے ہم راہ آب ہو
 آجائے اس کے سامنے جس کو تاب ہو
 ابر مرے کیوں نہ ترشح مٹلا ہو
 اس چشم اسک بار کا خا نہ خواب ہو
 بول اٹھا میاں تم تیرے یوانے سے ہو ۳۶۷
 نے دویشے سے نہ بیمانے سے ہو
 تجھ سے چھٹ کارا جو مر جانے سے ہو
 کھولے اس عقد سے کو یہ شانے سے ہو
 مجھ ہی سے دیوانے مستانے سے ہو
 آگ میں کو دے نہ پروانے سے ہو
 یہ نہ پلنے سے نہ بیگانے سے ہو
 شیخ صاحب جانے پہچانے سے ہو
 کس طرح دل کم پری خاٹنے سے ہو
 گل کا جو احوال مرجھانے سے ہو

دل کی دولت منہ نہ لیا جانناں ملی
 رات دن سرگشتہ ہوں جوں گرد باد
 خاں مافط دیوے اے جوشش فریب
 اور کچھ ہو یا نہ ہو یہ کام نہ دے
 قاصد اشک اتنی سرگرمی تو کمر
 پھونک اے چشم فسون گردنوں
 زلف اور رُح کی پرستش شرط ہے
 وحشی نشت جنوں اے زلف یا
 دم نہ مارے برق اس کے روئے
 گر بلیں جوشش سے یشیریں لیا
 چاہے بہتر کوئی پر کیسا ہو
 مہر و مہ اس کی آنکھ پر نہ چڑھے
 ... غیر کی سامنے کر دی
 کیا تماشا ہوئے نسیم سحر
 عشق میں جیتے ہم ہو کر سوا
 اُس کی زنجیر زلف کو جوشش
 مسکرانے پر ترمی دیکھے جو حیران پہنچے کو

کہنے کو ہم پہونچے بت فانی سے ہو
 کیوں نہ الفت مجھ کو دیر لے سے ہو
 صید دل نے دام نے دانے سے ہو
 وہ بے نسل میں میری صبح و شام ہو
 میرے اُس کے نامہ و پیغام ہو
 جس سے اس بیمار کو آرام ہو
 کفر و الے شیخ یا اسلام ہو
 کیوں نہ ہو پا بند جب یہ ام ہو
 گر علم وہ تیغ خون آشام ہو
 شہد و شکر تلخی و شام ہو
 ہو د ہی جو رضاے مولیٰ ہو
 اک نطف جس نے کچھ کو دیکھا
 یا ابھی کیس بھلی ایسا ہو
 نچینے دل مرا اگر دا ہو
 اس طرح سے نہ کوئی راہ ہو
 جو کوئی دیکھے اُس کو سودا ہو
 گل دکھا کر چاک پاگل بنا کر بیان غنچے کو

دیکھتا ہوں صورت دست و گریبان عجب کو
کیوں چھپا لیتا نہیں گل زیرِ داماں عجب کو
... تنگ دل ہر گل کو دیکھا اور زنداں عجب کو
کیوں نخل کرتا ہے گل کو اور پیمان عجب کو
جو کیا تو نے صبا جوں گل پریشاں عجب کو
گلِ رُخ کے منہ سے کیا نصیبِ نادان عجب کو

پاک کر عشقِ خرمین دل کو

دور سے دیکھتے ہیں منزل کو

بند کر چھوڑے دردِ دل کو

درِ تماک بترے ہم سے کمال کو

دل سے دھو ڈال نقشِ باطل کو

تھام لیتی ہے دستِ قائل کو

دور کر اس خیاں باطل کو

جنش میں لاسیے رگ سنگِ فزار کو

کس طرح منہ لگاؤں سے خوش گوار کو

لے اشکِ مت بہا مر وشتِ غبار کو

پامال کیوں کر ہے تو اس خاکسار کو

کب رہے نگاہِ گل میں زبرِ گلِ بیلو
شمع کی لوجان کر مارو ہے نت دہنِ صبا
جب چمن میں پیچکر وہ عجب لب ہنسنے لگا
باغ میں لے یا رگوش دگو شوارہ کو دکھا
ہے تجھے معیتِ فاطمہ شایہ دشمنی
حریت آجائے گاجوشِ تجھ بہت شہید ہے

آگ دے دو جہاں کے حاصل کو

چل نہیں سکتے مثلِ نقشِ قدم

تاناہ ہوئے گزارِ حرص و ہوا

جذبہٴ عشقِ کینچ لاتا ہے

گر تجھے دیکھنا ہو صورتِ حق

بے کسی سے یہی لگے ہو مجھے

فکرِ دنیا کہاں تماکِ جوشش

بے جا بیٹے تو ساتھ دلِ بیقرار کو

ساتی ترے لبوں پہ نظر پڑ گئی مری

رہنے دے کوے یار میں تاپا بیاں ہو

دامانِ تیرا ہوئے لگا آنودہ گردے

جو شش شب فراق میں درِ سرشک سے — معمور دیکھتا ہوں میں جیب و کنار کو
 چھوڑ دے ماریات دنیا کو ۳۲ کچھ نہیں ہے ثبات دنیا کو
 ہاتھ آتی ہے جس کے دولت فقر اُن نے ماری ہے لات دنیا کو
 زل و دنیا ہی سا وہ ہونہ ذات جو کہے نیک ذات دنیا کو
 دامِ لغت میں سب کو کھینچے ہو اگنی ہے یہ گھات دنیا کو
 پشتِ پامارے سندھِ جم پر ہے جو لگائے نہ ہاتھ دنیا کو
 ہے ہستردم بہ دم دیدار آئینے کو ۳۳ جی میں آتا ہو کروں میں سنگسایانے کو
 اپنی صورت پر نہ عاشق آپ ہو جائیں بے طرح وہ دیکھتا ہے بار بار آئینے کو
 خاکساری ہو جلائے خاطر روشن دلاں جس طرح سے صاف کرتا ہو غبار آئینے کو
 کون سی خوبی تھی اس میں یا غیر از سادگی عکس نے تیرے دیار گلاب سا آئینے کو
 ننگ آرائش سے کچھ کو کیوں ہو گویا سادہ زیب دیتا ہے کوئی نقش و نگار آئینے کو
 ہوا ہوں کا ہو گیا منور و نورِ جان سے جس گھڑی وہ ترک نکلا سچ کے چار آئینے کو
 ذکر کیا میں سے ہم آنوشی کا بوشش جو کبھی — عکس سے پانے نہ دیکھے ہم کنار آئینے کو
 یوں پاس بٹھانے کو بٹھا یا کسی کو ۳۴ پر دل میں جگہ دیجو نہ نہ ہمار کسی کو
 خنجر ہے مڑہ تیرنگہ تیغ ہے ابرو جیتا کوئی چھوڑیں ہیں یہ ہتھیا کسی کو
 حیرانی پر آئینے کے آئے ہے مجھے رحم اللہ نہ دے حسرت دیدار کسی کو
 سو طرح کے محبوب ہیں اس دہر میں لیکن دیکھا نہیں میں تجھ سا طرح دار کسی کو

نکلا جو ہے دل بیچے گھبرائے اے خوش — ٹھہرایا بھی ہے اس کا خریدار کسی کو
 کیا سر سبز رونے نے مے دشت بیابان کو — بسایا آبلہ پانی نے گل خانہ عیلاں کو
 گریباں چاک کونے کا ہمیں جن میں خیال آیا — لگا لاڈ صند گردن ہی سے اپنے گریباں کو
 ابھی ہو جائے اس دوران کو دوران سرسید — اگر ملک دیکھے جامہ زیب تیرے دوران کو
 پریشاںوں کو تیرے ہو گئی جمیئت خاطر — نظر بھرس جس گھڑی دیکھا تری زلف پیش کو
 لگا لوں کس طرح سینے سے ہو گا جان کاٹوا — میں اپنے دل سے بہتر جانتا ہوں سگے پیکل کو
 بت بے رحم ہو گا ہر باں یہ جان کر ہم نے — نیاز اس کی کیا تھا جان دل کو دین ایساں کو
 نہ لاؤ تاب لے خوشش ابھی بے تاب ہو جائے — اگر غور شید بھی دیکھے ہمارے ماماں کو
 ادھر زنداں کی الفت کھینچتی ہے اس دولے کو —

ادھر دشت کھڑی رہتی ہو منت سر پر بلانے کو
 جدھر دیکھوں ہوں میں یارب ادھر ہو اپنی ہی تصور

نگہ سنگ حادث سے رکھ اس آئینہ خانے کو
 مے گل رنگ غنچوں کی صراحی میں بھسے بلیل
 بہار آئی ہے گلشن میں بھلا کس کے پلانے کو
 جگر دل سینہ و سران میں سے جس کو مقمّر کر
 یہی جو رنگ بہتر ہیں تیری تیغ آزمائے کو
 سخن کو پانے دل میں کیوں نہاں رکھتا ہے لے خوشش

صدف میں رہنے دیتا ہے کوئی موتی کے دانے کو
 پیری میں بھلا ڈھونڈ لے کیا بخت جوائے ہے اب قطع محبت ہی ہوئی جسم سے جاں کو
 موقوف کر اس بزم میں یہ چرب زبانی
 بے نام و نشانی ہی بڑا نام و نشانی ہے
 اس منزلِ استقامت میں ٹھہرنا نہیں کوئی
 انسان تو ہے صورت حق کیسے میں کیا ہو
 جوشش گلِ مضمحلِ چین طبع کا تیرے —
 قابلِ زرا تو کہہ دے یہ تیغِ نگاہ کو چپ ہے
 روشن دلوں کے گر نہیں در پہ سہ لال
 آنکھیں پُر آشکِ آہ بہ لب رنگِ زور ہو
 زرا نہ رہنے پائیں گے آبادے کیسے
 یارب جو دمی ہو الفت گلِ لبوں کے تیس
 زرا نہ بختِ غرور مجھے خود باز نہیں
 جوشش ملے ہے دستِ اسف کر دی غم —
 دیکھتے ہی اس رخ پُر نور کو ۳۹
 میرے داغِ دل یہ رکھ کر طیب
 جب کہوں احوالِ دل کہتا ہوں یا
 صدق میں رہنے دیتا ہے کوئی موتی کے دانے کو
 اب قطع محبت ہی ہوئی جسم سے جاں کو
 لے شمع تو کوٹ لے ہے کیوں اپنی جان
 کیا نام و نشانی چاہیے بے نام و نشانی
 کیسا جانے کہ یہ فائدہ جانا ہے کہاں
 لے شیخ بھلا کیوں نہ کروں سجدہ و تہاں کو
 دیکھے نہ سمجھے تا بہ ابد روئے خزاں کو
 یہ پہنچا دے اپنی داد کو اس داؤدِ خواجہ
 گر دُش میں کیوں رکھے ہو فلکِ فہرہ کو
 کس طرح سے چھپائیے اس لگی جاگہ
 جب تک نہ ڈھائیے گا تری خانقاہ کو
 رنگِ اثر سے دور نہ رکھ ان کی آہ کو
 پہنچے نہ بہت بگڑی تری میری گناہ کو
 دیکھے ہے جو کوئی میرے حالِ تباہ کو
 بھول گئی اپنی تجسلی طور کو
 کیوں جسلا یا مرہم کا فور کو
 دور کر اس قصۂ مُٹ ہو کر کو

جب سے دیکھی ہو تری زلف سیاہ دوست لکھتا ہوں شب بچو کو

دیدہ گریاں نے جوشش بجز میں — دی خجالت دیدہ ناسور کو

۳۸۰ ناصح نہ نصیحت کر شیداے محبت کو

سانی ہی دھڑکا ہو پتھر سی تری باتیں

لازم ہے کسنا رہ تو ہر زحمر کو یاں لیکن

پھر تارسی را جب تک تھا قیس میں ماتی

حاضر ہے دل سوزاں میرا سے دیکھے

جوشش نہ زبیر کچھ اس عشق کی دکاں سے —

روتے ہیں اُس کی یادیں ہم اپنے نجات کو ۳۸۱

نالاں ہے خلق سختی و درداں سے دیکھو

میں پھل رہا ہوں داغ و زخمِ مست قتل کر مجھے

آہن کو آہ گرم ہمارا کرے گداز

یہ تخت و تاج تیرا مبارک تجھے شہا

دیکھا ہے جسدہ کون سے رنگیں لباس کا

جوشش کبھی نہ ہوئے گا بیدار جواب سے —

جا کر کوئی سمجھا دے ٹاک اس عہد شکن کو ۳۸۲

نادان ہیں جو عیجہ دہن کہتے ہیں اس کو

رسوائی سے کیا ڈر ہے رسوا و محبت کو

آسیب نہ پہنست چلا بس میناے محبت کو

ساحل نہ دیا حق نے دریاے محبت کو

طے کر نہ سکا لیکن صحراے محبت کو

دیکھا ہی کوئی چاہے گر جاے محبت کو

سرور کے کیا ہم نے سرورے محبت کو

دامان میں لیے جسگر لخت لخت کو

مست اختیار کیجو و وضع کرخت کو

میاں کاٹنا نہیں کوئی پھلتے درخت کو

نالا ہمارا نرم کرے سنگ سخت کو

میں کیا کروں گالے کے تر و تاج و تخت کو

گلشن میں گل نے آگ جود ہی اپنورخت کو

یہ خوب آزمایا چکے ہیں اپنے نجات کو

تازہ نہ کرے از سر نو داغ کہن کو

پنچے سے تو نسبت ہی نہیں اُس کے دہنی

میرے دل پر داغ کا آدھ بکھنماشا
 لومشک کی اس زلف سے کس طرح نہ آ
 اس بزم میں خاموش ہی رہ بول نہ خوش —
 بنا ہی چھوڑیں ہیں آخر دو جام جم دل کو ۳۸۳
 وہی خیال میں ہر دم رہا کرے لیکن
 کرم کیا ہے تو اویسے خودی یہ لازم ہے
 بہت کٹھن ہے رہ عشق جی دھیر کتابے
 چلا ہی جائے ہو اس کی طرف نہیں بھٹتا —
 بس خجل کر توجہ کی بارشیں نیسانی کو ۳۸۴
 عارضِ یار پہ خطیوں ہو کہ جس طرح کوئی
 دلِ سوزاں سے کنارہ ہی کراؤ طفلِ مگر
 میر سامان ازل سخت خجل ہوتا ہے
 پھرے روتے ہوئے جیرانِ دریشاں کب
 لب پہ اس کے نہ ہو خیال سید خوش —
 تکلیف کا نہ نمیک نہ دو مجھ خراب کو ۳۸۵
 خوانِ فلک پہ کون رہے چشمِ دوختہ
 کشتِ امید اہل ہوس خاکِ سبز ہو

جی چاہتا ہو یار اگر سیرِ حین کو
 وہ دام میں رکھتے ہیں صد آہوں غن کو
 آواز نہ ہر گوشِ نہ کر در سخن کو
 مسلتے رہتے ہیں جو لوگ دم بہ دم دل کو
 تعلقات سے فرصت ملے ہے کم دل کو
 دکھا ہی چھوڑ۔ بوجھتی سے تا عدم دل کو
 الہی چھوڑ نہ جائیں یہ درد و غم دل کو
 ہزار رکھتے ہیں اب تمام غم ہم دل کو
 چشمِ موقوف ہی کراں گہر افشانی کو
 ورقِ گل پہ لکھے آیتِ قرآنی کو
 آگ سے ربط کسی طرح نہ ہو پانی کو
 عشق میں دیکھ مری بے سرو سامانی کو
 اشک دھو ڈال بھی میرے خطِ پیشانی کو
 حبشی گنج گہر پر رہے نگہ بانی کو
 یک ساں سمجھ چکا ہوں عذابِ ثواب کو
 یک کا سہ شیر گو کہ ملا ماہتاب کو
 یہ تشنہ لب سمجھتے ہیں دریا لب کو

اس طرح بھونکتا کوئی بھی کہا کرتا
ہم چشمِ داغ دل نہ کیس آفتاب کو
منسوخ ہی کیا خطِ جامِ شراب کو
مطرب نہ چھیڑ بربط و جنگِ رباب کو
کافی ہے خامشی ہی سوال و جواب کو
مست کر خیالِ منبہ مینا سحاب کو
گو آگ دیوے حسن کا شعلہ نقاب کو

جلا آتش نکل مروی آشیاں کو
اسی تیرے ربط ہے اس کہاں کو
غرض آفریں ہے تری آنکھوں کو
کہاں طاقت اتنی ہو اس ناتواں کو
کیا قتل تو نے کسی نیمِ جاں کو
دکھاؤں جسے اپنے داغِ نہاں کو
ہما چھیڑ دوست مرے استخوان کو
ترا سو دیکھے ہیں اپنے زیاں کو
ترا سر پھرا ہے کہو آسمان کو
سنو دوستانِ ملک مروی آشاں کو

میرے دل و سگر کو تو نے کر جلا دیا
آگاہ ہو ہیں تیرے سوز و گداز سے
کل بزم میں خطِ لبِ جانان سے کشاں
منز خوش ہیں اپنے ناز و آہِ دفن سے ہم
بختوں میں اُس سے یہ لبِ لہجہ کہاں مجھے
ساقی کدھر مزاج ہے تیرا مثر لب سے
جوشش یہاں فوطاقت و دیرِ اطلاق سے

چمن میں بکتر نہ رکھ باغیاں کو
رہے کیوں نہ سایے میں بکتر کا
لیا جی ہی فراد کا تو نے شیریں
اٹھا کر کے آنکھ اُس کی آنکھوں کو
تری تیغ آدمی لبو سے بھری ہے
تیش دل کی چہرے سے اُسکے عیاں
بھری ہو تری آگ ہر استخوان میں
یہاں کتنے بے صرفہ ہوتے ہیں شوق
ستانا ہو بے دستِ پاؤں کو ناحق
نہ بچنوں نہ نہ مراد ہوں میں لیکن

چلے جاتے ہیں چھوڑ کر خوش کو تنہا — خدا جانے کیا ہو گیا ہم ہاں کو
 کیا عشق نے نیست نابود ہم کو ۳۸۷ کوئی سمجھے کیا خاک ہو جو دم کو
 نہ مرنے کا ڈر ہو نہ جلنے کی خواہش مسادات سے بود نابود ہم کو
 صغیر دل درد پر ور کے آگے خوش آئے ہے کب لجن او دم کو
 نہ بند کر کہائیں گے اس بندگی سے مگر عبد سمجھے و معبود ہم کو
 کہاں تک کریش سکرا احسان کا رکھے ہے دوسر حال خوشنود ہم کو
 جلو میں صلی فوج درد و عالم کی ہوئی عاشقی میں یہ ہر سو ہم کو
 جہاں مل گیا کوئی ہم درد و دلش — ہوا اور بھی درد اور ہم کو

ہے جب سے شوق آئینہ اس خوش نگاہ کو ۳۸۸ دیکھوں ہوں ہم کنار سدہ ہر ماہ کو
 اے آفتاب تو نے منور کیا جہاں بخشتی نہ روشنی مرے روز سیاہ کو
 پنچوں نے پھینکی اپنی کلہ بر سر ہوا گلشن میں دیکھتے ہی مرے کج کلاہ کو
 مانگے ہے داد و سب سے جو تیغ نگر تری مارا ہے شاید آج کسی داؤ خواہ کو
 خوشش آئینہ عفو ہمیں کس طرح نہ ہو — رحمت کی یاد نے تو بھلایا گناہ کو
 نہ دشت ہی میں رکھے ہے نہ کوہ پر چھ کو ۳۸۹ لیے پھرے ہے یہ دشت کدھر کدھر مجھ کو
 کہیں نکل گئے گھبرا کے کثرتِ غم سے دل جگر کی تو طغی نہیں خبر مجھ کو
 نہ ہوئی صبح قیامت کو جیب سے اپنے جو دشمنی ہے گریباں سے ہر کھر مجھ کو
 اگر چہ خاک ہوا میں پر گردش طلعے لیے ہی پھرتی ہے ہر آن در بدر مجھ کو

جو دیکھنے دے منہ اپنا تو بھر نظر مجھ کو
 جہاں میں خوش نہیں آتا یہ درد سر مجھ کو
 بیٹے بھری مری قسمت جدھر جدھر مجھ کو
 بے یار نہیں تیرا مجھ کو
 بھلا سہ نہ کوئی بہار مجھ کو
 لے تیغ نگاہ مار مجھ کو
 ہے تجھ سے یہی عجب مجھ کو
 نہت رکھتے ہے بے قرار مجھ کو
 کرتا ہے دو کب شمار مجھ کو
 یہ تو بہ شکن ہمارا مجھ کو
 اشک سوزاں نے کیا سر و چراغاں مجھ کو
 صبح محشر بہت مرا جاگ کر مہیاں مجھ کو
 درست رکھتا ہے مگر غار مہیاں مجھ کو
 تجھ سے کیا خوف ہے اگر دشمنوں میں مجھ کو
 تجھ سے الفت ہوئی ہو گوشہ زنداں مجھ کو
 جان دیتا ہے ترا عشوہ پہنیں مجھ کو
 دیکھ لینے دے اک نظر مجھ کو

نہ ٹرے لاش مری بعد قتل اے قاتل
 کسی کے آگے مرا سر جھکا جھکا نہ جھکا
 تمام عمر پھرا ہی کیا میں نے خوش
 سمجھائے کوئی ہزار مجھ کو ۲۹
 جب تک نہ ہو سامنے دو گل رد
 کب تک میں رہوں بھلا ٹپتا
 اس سبز خط کو کیوں منڈایا
 بے تاب یہ دل جو ہو بتل میں
 پس اس کے توبے شمار عاشق
 دیتی ہے پلاس شرابِ شمش
 کیوں نہ ہو بار تری بزم میں جاناں مجھ کو ۳۰
 شیخ کیا روز قیامت سے ڈرا اچھے مجھ
 دشمنی ہے جو اُسے آبلہ پانی سے مری
 یار کی گردشِ دامان کا دیوانہ ہوں
 سایہ و خون سر پہ سلامت ہی رہت
 مار ڈالے ہو جھیر طک بونا ظالم لیکن
 قتل کرتا ہے تو اگر مجھ کو ۳۱

بیکسی تو بھی ٹل گئی آخر

کیا بلا ہے یہ حرصِ خانہ خراب

بے ہنسہ جانتا ہوں اپنے تئیں

عشق میں عمرِ جلد روکے سوا

جب سے اس شعلہ رو کو دیکھا کہ

کام روئے ہی سے ہواے بخش —

تو انانی تو کرتی ہو جدا آغوش سے مجھ کو

رضیب کیا کہوں اس کو سخن سمجھے نہیں ورنہ

کبھی پہنچا نہ حرفِ مدعا کا نینِ نلکا اس کے

میں اپنے مالہ و آہ و نغاں سے آنا خوش ہو

ترا تو دین و ایماں ہے گلہ مستوں کا اے زاہد

نہیں رذائے جو ظاہر میں وہ باطن میں گراں ہے

دل دین مفت اس غارت گراں کو دیو کا

نہ اٹھاتا اپنے در سے دستِ بخت مجھ کو

ابھی ہفت و ہشت کہی جو ہشت رو بہ رو

اُسے کہہ سناؤں زورِ جو ہو سرگشت بجا

وُجِ لالہ گوں کا مجھوں خطِ سبز کا ہوں نقول

اُس کے کوپے میں چھڑ کر مجھ کو

بے پھرتی ہے در بہ در مجھ کو

ایک آنا ہے یہ ہنسہ مجھ کو

نہ ملا کوئی ہم سفر مجھ کو

بے تساری ہے جوں شر مجھ کو

شام سے لے کے تا صبح مجھ کو

گر امت دیچھو لے نالونی دوش سے مجھ کو

سخن کی طرح ہوتا ربط اس کے گوشے مجھ کو

شکایت ہو تو یہ ہو اس لبِ خاموش سے مجھ کو

رکھا محروم اس کی بزمِ نادوش سے مجھ کو

ارادت کس طرح ہو تجھے خرقہ پوش سے مجھ کو

یہ عقدہ کھل گیا ہو دیگ کے سر پوش سے مجھ کو

توقع یہ نہ تھی بخشش کے عقلِ ہو کس سے مجھ کو

جو بھاتی جہم سا کر مری سر نوشت مجھ کو

تیرے کوپے میں پڑا ہوں ہی ہو ہشت مجھ کو

.. ہی سوچ ہو لیکن کہہ اٹھے نہ ہشت مجھ کو

نہ بہارِ باغ بھاؤ نہ کنتِ ارکشت مجھ کو

نہ خبر حرم کی ہے نے خبر کنشت مجھ کو
 نظر آئی سب سے باہر تری تو سرشت مجھ کو
 تو سرھانے بائیں پر ہو بجائے خشت مجھ کو
 نہ ملے گی ایسی جا کہہ کہیں اک بلشت مجھ کو
 نہیں چھوڑنے کی جو خشن کبھی یہ پشت مجھ کو
 ہاتھ ملے ہستی رہ گئے ہم تو
 اے اجل دم لے تو کوئی دم تو
 مدتوں کا فریق ہے نعم تو
 اس کو جانے ہے ایک عالم تو
 فی الحقیقت شکر ہے یہ ہم تو
 کاروان سڑک ٹک تھم تو
 داغ کو بہ کرے ہے مرہم تو
 یہ جلتا ہے کیوں کر بھلا دیکھے تو
 پر اس کی گلی کو بھی جا دیکھے تو
 دکھائے ہے کیا کیا خدا دیکھے تو
 تنک ہاتھ دل کو لگا دیکھے تو
 مجھے پاس اپنے بٹھا دیکھے تو

مجھے پیرے کردہ نے دیا جام بے خودی کا
 نہ ہے حور سے مناسب نہ سبب بری سے
 جو خیال و خواب میں بھی نہ دور ہم کنار ہوئے
 تیرے کوچے میں ملے ہے مری دل کو چین جیسا
 لب گوڑ تک رہے گی مرے ساتھ زال دنیا —
 اٹھ گئے یاں سے اپنے ہم دم تو
 یار آیا ہے دیکھ لوں اس کو
 مونس تازہ ہیں یہ درد و الم
 اپنا عاشق نہ جان تو مجھ کو
 بے حلاوت نہیں خط لب یار
 دل بھی بہہ جائے گا تیرے ہم راہ
 کیوں رکھوں داغ دل پر جو خش —
 زرا میرے دل کو جلا دیجھے تو
 ارم کی تو کیا بات ہے شیخ صاحب
 رہ عشق میں تو بہت آفتیں ہیں
 یہ پھوڑا ہے پکا ہوا مسہ توں کا
 میں ہوں یا رِشاطر کہ ہوں بارِ خاطر

مسہ و مہر کی بھی جھپکتی ہیں آنکھیں
 جدائی نے کیا حال اس کا کیا ہے —
 مت تصور شمع کو اویسہ و شائے حصر کرو
 کہتے ہو گر و صفت میں اُس کے محسن شاعر
 مرگیا ہوں میں تصور میں کسی خوش چشم کے
 تم کوئے اکسیر ساز و کیا گداز دل سے کام
 شیخ صاحب ہے اگر مستی و شوزن کا خیال —
 کیسے کیسے خوب روئے ہیں میری رو بہ رو
 کیا تماشا ہو کہ ادنیٰ ارشاں گلزار میں
 لوہو آنکھوں میں اُتر کر کس طرح یہ لہو ابوس
 ہر تابستہ کو دکھلا کر فلک و دریاہ
 مجھ کو آتے ہیں نظر کئے ہوئے و دھارنہ —
 کہاں صورت کمان کی اور کہاں تیر مائل بڑھنہ
 بغیر از مرگ چھٹکارا نظر آتا نہیں مجھ کو
 طلال ابرسہ میں جس طرح چھپ جائے گر و دل
 فلک یہ دشت منی رکھتا نہ اس کے دشت و اردل
 نہ رکھتے دوست اپنا ترک چشم نہ شاں اس کی

نقاب اپنے منہ سے اٹھا دیکھتے تو
 دکھ اک اپنے جوشن کو آدیکھتے تو
 یہ بھی عاشق ہے اسے مت داخل مجلس کرو
 مصرعِ قد کو اُسی کے مصرعِ خامس کرو
 نصبتِ تربت پر مری یارو نے نہ کس کرو
 یا کرو سیما بکشتہ یا گدازِ مس کرو
 سیر تک تم مشنوی کا دفتر سادس کرو
 دیکھتا ہوں کب میں ان کی طرف تیر و رو بہ
 یہ مجھو نہ بیٹھے بالوں کو کبھی ر و بہ رو
 تیرے کوچے میں کریں جب سو سو پھیر و رو بہ
 گر نہ آئے تیرے خبرے کو سو میری ر و بہ رو
 پھرتے ہیں ایسا جوشن اُس کو کبھی ر و بہ رو
 عجب کج فہم ہیں جو مجھ کو سمجھتے ہیں کہاں ابرو
 لیے جاتی ہیں دل آنکھیں طلب کرتی ہیں جان
 ہوئی ہوا آج اس کے بھرے بالوں میں نہاں ابرو
 جو نہ سب کہکشاں ہوتی نہ تیری ر و شاں ابرو
 اگر ہوتی نہ جوشن رشک تیغ و زباں ابرو

دیوانے اپنی جان کا سودا نہ کیجو
 اے نارا دیکھو کہیں ایسا نہ کیجو
 نذکر اس کے سامنے میسر نہ کیجو
 اس منہ پر اپنے حسن کا دعویٰ نہ کیجو
 اے درو میرے دل سے کنارہ نہ کیجو
 ہر ساری عمر بولیاں مارا نہ کیجو
 اپنی طرح کیس بجھے رسوا نہ کیجو
 سیرِ حرمِ محال ہے کچھ نفس میں بیٹھ
 کھائے نہیں ہیں شہدِ ہجومِ گس میں بیٹھ
 جائے گا جوں جاب یہ گھراک نفس میں بیٹھ
 شکرِ گوشِ دل سے کس کی صدا ہو جس میں بیٹھ
 زائدِ غضب کہاں ل صاحبِ نفس میں بیٹھ
 اے ترکِ کج کلاہ تو اپنی پس میں بیٹھ
 ہوتے ہیں سرکش ایسے کسی کے بھی بس میں بیٹھ
 جوشش جو کوئی فخر کرے اپنا دس میں بیٹھ

۱۱۳ رہتا ہے مدا م آب دیدہ
 رونے کے لیے ہوں آفریدہ

اس تہِ نحر سے دوستی پیدا نہ کیجو ۱۱۲
 آرزو ہو کے اہم سے دو ملنا بھی چھوڑ
 قاصد کسی کے نام سے خط دیجھولے
 اے سادہ لوح آئینے جا اس کے روئے
 بے تابوں کے ہاتھ سے گھراکوش
 کہنے سے تیرے غیر سے کچھ بولنا نینس
 جوشش گلی میں یار کی لایا تو یوں لے —
 بسل کی طرح یاں نہ گلوں کی ہوس میں بیٹھ ۱۱۱
 اُس کے لبوں پہ بواہوسوں میں نہ جی چلا
 ہستی بے شمس سے تو مطمئن نہ رہ
 غما فصل نہ سرسری گزر اس رہ گزرا سے
 لڑنے کو اٹھ کھڑا ہوا تو اک ہی بات میں
 خوبانِ دہر جمع ہیں اٹھ بزمِ غیر سے
 تسخیر کا بتوں کی نہ دم مار بواہوس
 ہے اہل امتیاز کی آنکھوں میں وہ بسل
 جوں آئینہ یہ ستم رسیدہ ۱۱۳
 ماتم کدہ جہاں میں جوں ابر

کیوں کر نہ ہو راہِ گناہ دراز نک
کو پے سے تم سے اٹھو نہ ہر گز
ظالم تیری گردشیں نگہ کو
اُس شوخ کو جیسے میں یاد دل
تو نے تو کہی ہے اس زمیں میں —

جن نے لوٹا یار کے دستِ خالی کا فرہ
آزمائے دل پہ گر تیغ آزمائی ہو بختے
مرثوں کا درس سے تیری سزا اٹھے کا نہیں
لذتِ عیش ابد گو ہو مبسرِ وصل میں
اے ہو س کیوں کر نہ متغنی ہوں کے حکما
ٹوٹتے ہیں اٹھ سے بنے ناپیوں کے بال و پر
آپ ہی ہوں ہر طرف آئینہ خانے کی طرح —

گل بہ بزمِ مرثہ کا سر دسا مان ہے شعلہ
اُس ترک کے ٹمک رو و برق ناک کو دکھو
گر در پے آزارِ ضعیفاں نہیں سرکش
کب بار طے خارِ دُشِ خسروں و دھوا کو
پہر آہ کے لگے تو پشیمان ہے شعلہ
میں لے سے مرے نامہرِ دامن ہے شعلہ
سیماب کے قطروں کا نگہ مان ہے شعلہ
کیوں جس سے بھلا دستِ دگر بیان ہے شعلہ
اس بار کہ دل کا تو دریاں ہے شعلہ
پہر آہ کے لگے تو پشیمان ہے شعلہ

کچھ اب میں کب ایسی جھک ہوتی ہو سچ کہہ
 جو شمش سے جگر سوختہ کا حال نہ پوچھو —
 شیخ میت وہ ہیں آصوتِ محراب دیکھ ۵۱۱
 نہ دوساقتی ہونہ مطربے نہ ہی چنگِ رباب
 کام یاب اس لب شیریں سے ہوا میں جیتے
 تجھ سوا اور تو کوئی نہیں ایسا بے درد
 کس کا مقدر جو ہو سدرہ اگر جو شمش —
 یا تیرا جلوہ نینگ دیکھ ۵۱۲
 کوئی سدرہ انوسے اٹھ سکتا نہیں
 بے وفائی تجھ سے کی دل نے مر
 مختب کوئے کشی سے ہے گریز
 دیکھتے ابرو کے دل ٹکڑے ہوا
 پاؤں میں مہندی لگا کہتا ہے یار
 اپنی تو دریا دلی ساتی چھوڑ
 نام سے چڑ تنگ سے رکھتے ہیں تنگ
 کیا کہوں جو شمش شکوہ میں یا —
 دم بہ دم کیوں نہ ہو شغلِ دم نہ کھائے ۵۱۳
 پا جامے یہ یا تہ دامن ہے شعلہ
 پر کالہ آتش ہے دل اور جان بھلہ
 چشم رکھتا ہو تو ٹھک موج نے ناب کو دیکھ
 جی نکلتا ہو مرا جلوہ ہن تاب کو دیکھ
 نفرت آتی ہو مجھے شہرت غنا کو دیکھ
 کہ نہ افسوس کرے اس تری بے تاب کو دیکھ
 کوہ ہٹ جا ٹھمری اشک کے سیلاب کو دیکھ
 ہو گیا ہے مجمع کا کیا رنگ دیکھ
 اس نہ مانے کے میں کیا سر جنگ دیکھ
 یہ نکالے ڈھنگ تیرے ڈھنگ دیکھ
 شیشہ سے ڈری ہو رنگ دیکھ
 کٹ گیا تلوار کو جو رنگ دیکھ
 کس طرح آؤں یہ خذیر لنگ دیکھ
 تنگ دل مت ہو مجھو دل تنگ دیکھ
 اپنے دیوانوں کا نام دنگ دیکھ
 جس نے دیکھا ہو گیا وہ دنگ دیکھ
 آپڑا کام مجھے اس دل پر درد کے ساتھ

دل پر آرزو اُڑتا ہی پھرے گرد کے ساتھ
 ربط ہوتا ہی نہیں مرد کو نامرد کے ساتھ
 کیا ہے نسبت اُسے عاشق کیخ زو کے ساتھ
 جسلوہ حق نظر آیا مجھے ہرزو کے ساتھ
 گو کہ آجا ہے جوں دزد حنا اُس کے ہاتھ
 لگ گیا تھا کہیں دہن کو زرا اُس کے ہاتھ
 باندھ لے وہیں تری زلف رسا اُس کے ہاتھ
 نہ کھلے آہ ترے بت زرا اُس کے ہاتھ
 دیکھنا کیا کف پا اُس کے ہیں اُس کے ہاتھ
 کر کے ہیں ترک ادب جا ہی یا اُس کے ہاتھ
 الغرض رکھتے سلامت ہی خدا اُس کے ہاتھ
 جب سے دی حسن نے چوگان جفا اُس کے ہاتھ
 ورنہ میرے دل یا بوس میں تھا کیا کیا کچھ
 ہو گیا دم میں زمانے سے فنا کیا کیا کچھ
 صبح تک دیکھے آتی ہے بلا کیا کیا کچھ
 آتا راج غم عشق ہوا کیا کیا کچھ
 ورنہ کرتے ہیں بتاں جو رجوا کیا کیا کچھ

شہ سوار ایک نظر کیا تو نہ پھر رکھے گما
 عاشق پاک بے باک ہوسوں سے کیوں کر
 اے ہتھوں نہ ہو زنگت پر طامی نازاں
 سپر کرد فترت کو جو دیکھا جو شش
 بخت بد ہونے نہ دی خون مرا اُس کے ہاتھ
 مر گیا ہوں پرمی خاک ہے سر گشت دید
 جب کرے شانہ صفت ست دہانی کوئی
 صفت فرسودہ ہوئے ناخن تہ سیریاں
 برگ گل پنجہ جو رشید خجالت کش ہیں
 صبح گل گشت چمن میں کیس اک دشت گل
 دیکھ کر ہوتیستم مرے منہ پر مارا
 گو سے میدان وفا ہو غم جو شش
 لطف و اشفاق و کرم اُن نے کیا کیا کچھ
 نہ ہا تخت پلیمان نہ رہی مسند جم
 ہاتھ ڈالا ہے شہم ہی زلفوں تری
 نہ دوسا مان طریقے نہ وہ اسباب نشا
 یہ ہماری ہی دفا ہو کہ ہے جاتی ہیں

درد و اندوہ و غم و رنج و محن و کوشش — اُم کو اس جہنم گرنے دیا کیا کیا کچھ
 ہے زلف پر مٹس کی دھت شام ۲۲۰
 تا خاک مری نہ خست خم ہو
 عاشق وہ جی سے چاہتا ہے
 کیوں ہو نہ تباہ کشتی دل
 ببل بھٹ کی ہوا آتش گل
 ہم مرگ طلب ہیں کیا کریں گے
 مڑنا ہوں خسار سے ہوئی بھج
 لکھے اس کو سیا ض دل پر — جوشش یہ غزل ہے عاشقانہ

مرہتے ہیں در پر ترے دو چاہ ہمیشہ ۲۲۱
 عاشق ترا مرنے کو ہے تیا ہمیشہ
 اک چھیڑ نکالے ہے نئی یا ہمیشہ
 اللہ سلامت رکھے تیرے لب شیریں
 ہے ڈر سے ترے عالم بالا نہ بالا
 جوں حلقہ در در پہ ترے صبح سے صبح
 اظہار کروں جس سے میں احوال کو اپنے — احوال تباہ اس کا رہے یا ہمیشہ
 جل گئے شمع سے ملتے ہی پر پر آ ۲۲۲
 آہ کیا پوچھتے ہو اب خبر پر و آ

خود بہ خود نرم میں کا ہیڈ ہوئی جاتی
کوئی غم خوار نہیں ایک گریبے بانی
مارڈالا پیش دل نے مقابل ہوئے
بے دھڑک آگ میں کودی ہو سہل کی طرح
نا سر شمع دو پہنچے نہ کبھی اے جوشش —
مارے سر پہ عشق کا تیشہ ۴۲۳
اے صنم تجھ سے کیوں نہ دل ٹوٹے
اٹھ گیا شیر میں مجنوں سا
آتش عشق ہی سے ہے معمور
متوکل ہی رہے اے جوشش —
کیوں گدائی کا لیجے پیشہ

اتے یہ مانگوں ہوں اپنا دل افسردہ ۴۲۴
اب دیکھیے کیا ہو اُس دل ہی سے گڑھی ہے
ہے کون یہاں مانع ملنے کا قیہوں سے
ہر چند میں روتا ہوں پرخشکی طالع سے
اس باغ میں اے جوشش مانع صنو کر کے
دیکھیں ہیں مغال کب ہم سو دیو بخانہ ۴۲۵
کرتے ہیں پرستش ہم آتش کدہ دل کی
لے قابل مسجد میں نے لائق بت خانہ

بھاتا نہیں ہاتھوں میں تیرے گل پڑمردہ
سیر کا محبت میں جن دل کے ہیں آؤدہ
بے وجہ کسی سے تم کیوں ہوتے ہو آؤدہ
ہے دامن ترمیر ہاؤں دامن افسردہ
کیا زیست ہو گم ہو کر پہلو میں دل مردہ
یاں اور ہی سستی ہے بے شیشہ پیمانہ
لے قابل مسجد میں نے لائق بت خانہ

امداد طلب ہوں میں اُری ہمت مردانہ
یہ دردِ عالم دل میں ہیں جب تیں ہم خانہ
جوں شمعِ شبستان سے ہے رُوقِ کاشانہ
یک ساں ہی سمجھتا ہوں آبادیِ دویرانہ
ہوا اس انتظار میں پیالہ
لالیٰ ز کس بہار میں پیالہ

ایک ہی پل میں رازِ فاش ہو یہ
اب ترود ہے یہ تلاش ہو یہ
یہ نہ پوچھا کہ کس کی لاش ہو یہ
عاشقوں کا ترے معاش ہو یہ
اپنے یاروں میں یارِ باش ہو یہ
کیا کروں یارِ بد تماش ہو یہ
بہت تحفہ طلبِ پاش ہو یہ

کوئی دم بیٹھنے بھی پاؤں کوچے میں تو بس ہو یہ
یہ مینے کیسے ہیں کیسا برس ہو یہ
کہ وہ سیلاب کے مانند سوا درِ مثلِ خس ہو یہ
جباب آسا قیام اس کو نہیں کچھ یکے نش ہو یہ

پابندِ خود آرائی مانندِ زنانِ ماکے
عشرت کی ہوسِ مطلق پاؤں کی نگینِ پیش
سینے کو مرے روشن رکھتا ہی یہ درِ غل
گھرِ جب سے کیا دل میں سودا کی محبت نے
دیکھیے دستِ یار میں پیالہ
مست و مدہوش کیوں نہ ہوں ببل

چشمِ گر رونے کا تلاش ہے یہ
روئے تہا ہو سبِ کشتِ امید
دیکھتے قاتل نے مجھ کو قتل میں
غمِ دغصہ ہی کھاتے گزر رہے
درِ پہلو ہتی کرے کیوں کر
پر عہدِ چشمِ فرہش رہ کر تا
دیدہ تر کو دوست رکھ جوش

اگر چاہوں ترا ہم بزمِ ظلم ہوں ہو یہ
غمِ داندوہ سے یک دم مجھے فرصت نہیں ملتی
سرِ شکرِ چشم سے اسبیتِ پنجو ایک کے مرگاں
نہ ہونے و راتنا ہستی کو ہوم پرے دل

تھے جاں سوختہ جس طرح مے پاؤں بست کرتے ہیں اسی کو زسیت کہتے ہیں تو کیا ہر خاک بھس ہو
 ٹھارے زلف و خط کا قدی اک عالم نظر آیا خدا قلم رکھے اس کو عجب دامن و نفس ہو
 کبھی اس کی زبان لگتی ہمیں باتوں سے جو شش — مجھے رہ رہی آتی ہو دل ہو یا جس ہے

ٹھہرتی جاتی ہو میری اس کی چاہ ۴۲۸ سج ہے ہوتی ہے دل کو لہر
 اس دہاں و دگر کی مست پوچھو کام کرتی نہیں کسی کی نگاہ
 مرتے ہیں انتظار میں اس کے آج بھی جائے کہیں دودا اللہ
 اس کی زلف سیہ ہو ایک ملا اس بلا سے خدا ہی دیوے بناہ
 کھینچ کر مجھ پہ غیر کو ماری آنسو میں جزا کہ لہ
 ہے شب زلف کا مٹا شانی — کیوں نہ جو شش کا ہو غم و دریاہ

اور تو میں کیا کہوں تا تیرا ۴۲۹ بھوٹ جائے سنگ میں یہ تیرا
 طالع خوابیدہ شاید جاگٹے ٹھک بلائے درد دل نہ بخیر آہ
 لٹ دھوئیں کی شمع پر ہی کھیلے گر نہ دیکھی ہو کبھی نصویر آہ
 میسر تیں سو کیا بدنام ہے آہ میں کیا کیا کہوں قصیر آہ
 سنگ دل اس سانہ ہو گا کوئی لگ کے جس کے دل اٹھا تیرا
 آسمان جلنے لگے جو شش اگر — نا تو انی ہو نہ دامن گیر آہ

مر گیا اک دل میں پیاز نگاہ ۴۳۰ دیکھنا ٹھک دیکھنا کا زنگاہ
 تیرے تلوار کے ہیں دل نہ خنم آہ کیا کیا کچھ ہیں آواز نگاہ

اس قدر نازک ہے وہ نازک بچہ
 رشتہ مرہم سے کب ہوئے زہو
 یار کی ابرو کو تو ابرو نہ جان
 زخیم یاں ہر جنس کے ہتھیلو
 کی نگہ کل تو نے سب کے حال پر —

اس شرم گیس کے منہ پہ نہ ہر نگاہ رکھ ۲۳۱
 کس لطف سے ہو آئینہ دیکھ اس کے دربو
 دیوانے چاہتا ہے اگر وصل یار ہو
 دل دار ہو تو یا کہ دل آزار تیرا شوق
 عولے قتل کر تجھے منظور ہے جو دل
 میں چاہتا ہوں تجھ کو تو چاہی وغیرہ کو
 جوشن جہا ہے یار سے تو جانتا ہوں میں

شیخ کو کہے سے جو مقصود ہے ۲۳۲
 میرے جلنے کی کسی کو کیا خبر
 نے جرم سے کام ہونے دیر سے
 فرق مت کر عاشق و مشتاق میں
 خواہش نہیں آتا اُسے باز نگاہ
 چاک دل کو چاہیے تارِ نگاہ
 ہے ہی شمشیرِ خم دارِ نگاہ
 مردماں ہے گرم بازِ نگاہ
 کیا نہ تھا جوشن سزاوارِ نگاہ
 گر دوس نہ دل میں آرزو مہرِ دماہ رکھ
 یتر ابرار قیاسے دل اُس سے راہ رکھ
 دل دے چکا میں خواہ نہ رکھ اس کو خواہ رکھ
 دامنِ دیتغ یا رہی کو تو گواہ رکھ
 یہ کیا غضب ہے چاہنے والے کی جاہ رکھ
 اتنا بھی اضطراب خدا پر نگاہ رکھ
 وہ کنشتِ دل ہی میں جو ہے
 موزشِ دل آتشِ دہ ہے
 خانہ دل ہی مرا سجد ہے
 خود ایاز اور آپ ہی محمود ہے
 سب میں وہ شاہِ مراد ہے

مشراب عثمان میں اے زہابد
 سنگ داہن کو یہ کرتی ہو گلزار
 کس سے اے جوشش ہو جس دل —
 اپنی وہ بے ثبات ہستی ہے ۲۳۲
 نام سنتے ہو جس کا دیرانہ
 شمع سے ماتھ کھینچ اے گل گیر
 چشم وحدت سے گر کوئی دیکھے
 ایک بوسے پہ جس دل کو نہ چھوڑ
 اپنے ابرو سے اے جوشش —
 جاے آب آگ ہی بستی ہے

لب پر جو مرے آہ غم آلود ہیں ہے ۲۳۳
 ہم جیسے فقیروں کو تو یوں بھی نہ کہے وہ
 کہتے ہوں میں یہ گبر و سلمان کے منہ پر
 نہ مانے کس طرح سے اس آہن دل کو
 پھرتے ہیں کسی قفس ہے حیران و پریشان
 تا شرم دیکھو اب سینے میں اپنے
 غولتی آیا ز آب ہی نظر آگئی ہوتی
 اس آتش فرقت کے سودہر میں جوش —
 اظہار محبت مجھے مقصود نہیں ہے
 پھر آئینہ کچھ اس گھڑی موجود نہیں ہے
 وہ عید ہیں جس کا تو بعد نہیں ہے
 یہ آہ اگر غم داؤد نہیں ہے
 اس عشق کی سہ کار میں پہون نہیں ہے
 اس نالے سے اک آہ بھی افزہ نہیں ہے
 افسوس ترے عہد میں محمود نہیں ہے
 دیکھا تو کہیں آتش بے دود نہیں ہے

جی میں جس وقت کہ منہ من کر آتا ہے ۲۳۵ بس کہ نازک ہوں میاں باندھتو ڈرتا ہے
یاد آتی ہے علادت تری لب کی مجھ کو اے شکو لب جو کیس ذکرِ شکر آتا ہے
اس قدر گھر کیا صورت تیرے تری آنکھوں میں جس طرف دیکھتے ہیں تو ہی نظر آتا ہے
چوب داروں سے مجھے دستِ دگرِ بیاں لکھا پر نہ بولا اسے آنے دو اگر آتا ہے
کس طرح بار بجتے ہیں نہ خورشیدِ لقا دیکھتے ہی بجتے اشک آنکھوں میں بھرا آتا ہے
کچھ بھی موجود ہے سامانِ ضیافتِ احوال آج سنتے ہیں رزخوںِ خوار ادھر آتا ہے
چشمِ تراہ بہ لبِ خستہ بگر ہوں چو شمش — حال اپنا مجھ بے طرح نظر آتا ہے
ہو انہ یادِ سرِ محسوسِ دہر تو کیا غم ہے ۲۳۶ تجھے محیط جو سمجھا محیطِ عالم ہے
محققین سے یہ نکتہ مجھے ہوا معلوم خلافت طبع جو ہرے دہی جنم ہے
لگا ہے جب سے مرے ہاتھ کچنِ تنہائی سوائے دل نہ کوئی یار ہے نہ ہم دم ہے
کسی کا سایہ تیغ نگاہ اے چراغ ہمارے زخمِ جگر پر بہ جاے مرہم ہے
مدام ہو نہیں سکتی ہے صیقلِ جو شمش — دگر نہ دل بھی مرا آیت سے کیا کم ہے
تو عبث بوسہ طلب اس سے بہ سا لوسی ہے ۲۳۷ آخر الامرِ شیمانی و مایوسی ہے
ہم سخنِ یار سے ہوں میں کہاں ذوقِ دوست مدعی آٹھ پہر درپے جا سوسی ہے
سامنے ہوتے ہی اُس کے نہ رہی انہی خبر نگہ پوش رہا یار کی جا دوسی ہے
بوریا دکلہِ فقر ہمارے نزدیک تختِ اسکندریہ دانہ کا ڈوسی ہے
یار کچھ کام نہیں طوفِ حرم سے مجھ کو آستانِ بوسی کعبہ ترے ابر دوسی ہے

مغربی اور جنوبی حلی اور ہندی
 کیا نظر آئے کمزلف کمزلف پہنچی
 انہی تلواروں میں ہیں کوئی بھی زری زری
 مانع نہ کر سخن ہو چومت اے جوشش —
 اس کو تو غنچہ لب اور غنچہ دہن کہتا ہے ۴۳۸
 رنگ و رنگ انگ سب اس میں ہیں پڑھ گیا
 چشم بد در سلامت ہی رہ اے باغ و بہا
 جب نظر آتے ہیں گل ہیز یہاں لہ زہا
 اُن نے دیکھا نہیں تجھ کو نہ بدن کو تیرے
 جوشش اس باغ جہاں میں مرفوش قامت کو —
 اے زلف اس کے منہ سے تو تولیٹ رہی ۴۳۹
 ہو کس طرح میسر اس بحر حسن کی سیر
 دل دینے کی حقیقت ہم خوب جانتے ہیں
 محروم ہم ہی ہیں اس بہاں سراں دینہ
 خالی نہیں غل سے جوشش یہ خیر دل —
 فراد یہ بے فائدہ خاہ اشکنی ہے ۴۴۰
 جو چاہیے اے چرخ تجھے مانگ تو مجھ سے
 تیرے لب جاں بخش کے اے یا متقابل
 نے نعل پرخشاں نہ عقیق یمنی ہے

اے صبر مری جان ہی پر آن نہی ہے
 نے نانتے تا مار نہ مشک نصتی ہے
 ظالم یہ گنہ گار بھی گردن زدنی ہے
 گل میں تو کہساں تیری سنی زکبانی ہے
 جوشش نہ یہاں خرج ہے نے آمدنی ہے —
 ایک یہ دل ہی غرض دوست ہو یا دشمن ہے
 اے گدا پیشہ تری حرص و ہوا دشمن ہے
 آپ ہی اپنا دوانے تو برا دشمن ہے
 آہ کیا چرخ ستم گار مراد دشمن ہے
 کس قدر دیکھو تو عشی قضا دشمن ہے
 جس طرح شمع مشبتاں کی صبا دشمن ہے
 جس کو اس بزم میں دیکھوں ہوں مراد دشمن ہے
 کیا کسی روئے درخشاں پہ نظر رکھتا ہے
 دل دو گھر ہے کہ نہ دیوار نہ در رکھتا ہے
 یہ دم سرد ہمارا تو اثر رکھتا ہے
 یہ دعا گو ترانے زور نہ زور رکھتا ہے
 آہ و نالہ ہی سے شغل آٹھ پہر رکھتا ہے

بچے کا نہیں آج میں نے تابی دل سے
 بوکس کی یہ آتی ہے صبا تجھ سے کچھ پاس
 غیروں ہی کو کیا قتل کہے گی تری ہڑ
 وہ خار سے محفوظ تجھے رنج قبا سے
 کس چیز کا غم ہو مجھے کس چیز کی شادی —
 نہ مراد دوست کوئی ہے نہ مراد دشمن ہے
 سر ملندی نہ کہ اس بحر میں مانند جباب
 شکوہ دشمنی غیر نہ کر کیا حاصل
 دیکھ سکتا نہیں اک دم بھی مجھے در پہلے
 لکھ دیا رنج خدائی کا مری قسمت میں
 دشمن داغ جگر ہے یہ دم سرد مرا
 انہی نوں خوار یہ موتوف نہیں دی جوشش —
 آئینہ آٹھ پہر چشم جو تر رکھتا ہے
 خانہ عشق کو اسباب تعلق سے کیا
 نالہ گر تم موثر ہو ترے دل میں نہ ہو
 کس طرح تجھ سے ملاقات بیسر ہوئے
 کس طرح کہیے نہ جوشش کو بھلا مفاد —

۴۴۲ تیسرے کانوں کا بالا بالا ہے

بے پیالہ مریاں ہوتے

درد دکھ کا مرے رسالہ ہے

ایک برجھی ہے ایک بھالا ہے

ہوش جیسے یہاں سنبھالا ہے

حق نقی الی اسے کام ڈالا ہے

اُس کو جیلہ ہے اور جوالہ ہے

۴۴۳ آتش کدہ ہے سیدہ یان شعلہ یا شمر ہے

ایک دم حسن میں تو دوشام اک بحر ہے

کچھ غم نہیں ہے میری اند پر نظر ہے

ملک عدم کا رستہ بے خوف بڑھتا ہے

نے کوئی راہ برے نہ کوئی ہم سفر ہے

۴۴۴ کلمہ آخراں میں نقش بویا گوارا ہے

بلخی ہونا کسی سے مجھ کو کیا درکار ہے

دیکھتا کیا ہوں یہ جھگڑا برسر بازار ہے

شیخ کہتا ہے غلط کہے ہی میں وہ یا ہے

جانے دو اپنی طرٹ دکھو یہ کیا تکرار ہے

خوش نما گرچہ مر کا مالہ ہے

درے خساد کا گدا ہوں میں

دل صد بارہ بغل میں نہ ہو

اُس ننگہ اُس مرثد کی کچھ مت پوچھ

ہے دم و ہوش اپنا بے ہوشی

کیسے وعدہ خلاف سے ہوش

مجھ کو ہے انتظار دے لے تانی

۴۴۵ جہلو میں سوختوں کے نے دل ہو نہ جگر ہے

کس طرح سے نہ ہوئی عاشق بھلا سیہ ہے

ٹوٹے ہزار مجھ پر یاں آسمان غم کا

جو جاتا ہے سوتہنا جاتا ہے یاں سے شاید

۴۴۶ ملے کس طرح سے ہوئی جوش رنجبت

دیدہ فوں بار میرا اس قدر فوں بار ہے

اٹھ گیا دنیا سے دل اب بادشاہ وقت ہو

۴۴۷ ایک دن کا ماجرا ہے میں اٹھا تھا سیر کو

برہمن کہتا ہی بت تھکین کی ذات احد

اس میں جوش بول اٹھا سنئے تو شیخ درہمن

آئینہ دل میں کچھ اگر ہے ۴۴
 ہم مر گئے تیسری جستجو میں
 رہ برہنیں چاہتی رہ عشق
 کیوں مارے ہے لافِ سچ اکبر
 کہے سی جگہ پہنچ پھر آیا —
 اُس درہی کی آرزو میں خوشن —
 سلامت پامیں اب تک آبلہ ہے ۴۵
 فقیروں کے بھی دزدک گاہی گاہی
 چلا جاتا ہے اسک افسانہ دل سے
 خدا حافظ ترا سے بے مروت
 طلب گار ایک بوسے کا ہی اُس سے —
 اوجِ فلک پہ ماہ بھی کیسا جمیل ہے ۴۶
 شانہ بیان کو نہیں سکتا بہ صد زباں
 عشقے میں اور کرشمے میں نازِ ادا میں یا
 نسریا کیا کرے گا دودم باز نہیں
 باغِ بہشت ہی یہ مرادِ نازِ ادا میں
 دیتا نہیں، کہ بادہِ عشرت کسی کو یا

تیسرا ہی جمالِ جلوہ گر ہے
 بے جسم کہاں ہو تو کدھر ہے
 داں شوق ہی اپنا باہر ہے
 اپنے کیے پر بھی کچھ نظر ہے
 تو حاجی نہیں ہے یکدمی خر ہے
 یہ مثبت غبارِ در بہ در ہے
 مجھے خارِ سیاہاں سے گلہ ہے
 اگر کیجے کرم کیا فاصلہ ہے
 تھکے ہرگز نہ یہ وہ فائدہ ہے
 رقبوں سے بہت تو لگ چلے
 ترا جوشِ بہت کم جوصلہ ہے
 تیسرے سکونِ حسن کے آگے ذیل ہے
 افسانہ تیری زلف کا طول و طیل ہے
 تیرا عدیل کون ہو تو بے عدیل ہے
 اُس چشمِ سر مرہ سا جو کوئی قتل ہے
 چشمہ ہمارے چشم کا جو سلسیل ہے
 ساقی روزگار بھی یہاں ہی گل ہے

ردِ دُغمِ حسین میں جوشِش پکارے — نذرِ اِمامِ پیاسے نہ جانا پہلے ہے
 جاہِ جوشِش کی خواہش دولت کی آرزو ہے ۴۴۹ دودن کی زندگانیِ تس پر یہ جستجو ہے
 صورت پرست ہوں میں مانندِ آئینے کے جو کچھ ہے میرے دل میں سو میری رو بہ رو ہے
 پیدا ہوئی ہر دل میں جن کے ضیاءِ وحدتِ مانندِ شمع اُن کے نے پشت ہے نہ رو ہے
 کس طرح سے یہ دلی ہوا لودہ کدورت اشکِ رواں ہمارا سرگرمِ شست و شو ہے
 ہم کون ہیں جہاں میں سب ذات ہر اُمی کی سمجھا آنکھوں نے کچھ کو اُن کی یہ گفت گو ہے
 وابستہ جان سے ہے خوبیِ جسمِ جوشِش — مرجھا گیا جہاں گل نے رنگ ہے نہ بو ہے
 سوزاں جوں شمع آستین ہے ۴۵۰ کیا قطرہ اشکِ آتشیں ہے
 لے نا صحو کیا بکا رہے ہو دل کہنے میں اس گھڑی نہیں ہے
 کو پیے سے جدا نہ جان ہم کو گویا ہم ہیں یہاں پہ دل دیں ہے
 کیا خوب کی اُس کے دل میں تاثیر ہے لے آہ تجھے صد افسریں ہے
 جلنے کی تجھے قسم ہے لے شمع مجھ سا بھی جگر جلا کہیں ہے
 خوش رہ چکے ہم اگر تمھاری یہ چین ہے اور یہ جبین ہے
 محبوب ہے عکس سے بھی اپنے کتنا دہ یارِ شرمِ گین ہے
 جوشِش کا نونِ تلک نہ پہنچے — میرا وہ نادرِ حسیں ہے
 آج گلشن میں کس کا پر تو ہے ہر کلی گل کی شمع کی لو ہے
 خضر ہر چند پہنچے آبِ حیات ۴۵۱ زندگی چھپے پانی کی رو ہے

جس کے پاس ایک مشت بھی جو ہے
یہ جفا مجھ پر ان سب نو ہے
رات دن مجھ کو یہ تنگ و دو ہے
تو جو کہتا ہے بے وفا تو ہے
اس زندگی پہ لوگوں کو کیا خیال ہے
یا چشمہ بہشت پہ بیٹھا بلال ہے
دل پر مرے جمی ہوئی گردِ ملال ہے
کامیاب رہ اس ہی دن سے فلک پر ملال ہے
مے خوار دے جواب یہ میرا سوال ہے
مجھ کو تو اپنے فعل سے خدا نفعال ہے
سُنتے ہیں ہر کمال کو آخر زوال ہے
ساتی روزگار بھی حزنِ تنگ و دست ہے
دیکھو نو کوئے زلف میں کیا بند و بست ہے
عاشقِ خدا پرست ہے نہ بت پرست ہے
داں ہر قدم میں شیشہ دل کو نکست ہے
دیکھو اس غزل میں قافیوں کی کیا شست ہے
ایک عالم ترا دو انا ہے

پیسے ہے اُس کو ایسائے فلک
غیر سے لینا امتحانِ وفا
ہے کدھر وہ غزال جس کے لینے
ہے یہ جوشش و فامِ شروتوں میں —
ہر دم میں یاں ترقی دم کو زوال ہے
اُس گلِ عنزار کے لبِ شیریں پہ خیال ہے
اے سبیلِ اشک چشم بہادے اسے نہیں
دیکھی تھی تیسری ابرو نے خونِ نیک و —
جامِ شرابِ مزہ لگے غمِ دم میں نہ ہوں
اُس یار سے میں کیا طالبِ معذرت کروں
جوششِ کمال کی نہ طلبِ کجوز نہ ہمار —
دیتا نہیں شہدایہ مجھے آپ مست ہے
کوئی سوائے مشائے داناں چھوٹا نہیں
بے فائدہ اچھتے ہوئے شیخِ دیرین
اے بوالہوس نہ رکھو قدمِ راجستہ میں
جوششِ خدا کے واسطے تاکِ چشمِ غور سے —
ہاتھ میں تیرے زلف و شانہ ہو

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

میں ہوں اور تیرا استیلا نہ ہے
اُس کو جیسہ ہے اور بہانہ ہے
نہ کہیں ٹھوہنے ٹٹھکانا ہے
جو شش اک طرح کا زمانہ ہے

آدمی کچھ ہے وہی جس میں دفا ہے
کیا کہوں میں کچھ کو کہہ یا تو کیا ہے
دو دکی میسر سے ہی یارو دولہ ہے
مست تری چشم کا مست سدا ہے

قدرت رفتار ہے نے طاقت پرواز ہے
تا کہے عالمِ اسلامی صاحبِ عجاز ہے
قہر لے بلبل ترا یہ شعلہ آواز ہے
چادرِ مہتاب بھی داں فرش پا انداز ہے

اک دم ہر داب ہے جو ہر دم مراد م سار ہے
دیکھیے انجام کیا ہو جس کا یہ آغا نہ ہے
میں نیسا ز اُس کی کمر ہوں اور اس کو تار ہے
جوں لالہ اس چین سے یہی یاد گار ہے

نے خطرہ خزاں ہی نہ فکر بہار ہے

جب تک جسم و جان میں ہے ربط
مجھ کو ہے انتظار دے تابی
کاروانِ سہر شاک کا میسر
کر زبان شکایت اب کوتاہ —

۲۵۵ یار جو ہے بے وفا کچھ نہیں کیا ہے
و کچھ مجھے ایک نظر ہو گیا ہے خود
شمر بہت دیدار دے مجھ کو دوپے در
چشش دیوانہ کو بادہ سے مطلب —

۲۵۶ ہر صغیر کیا کروں بابِ قفس تو باز ہے
یار زو مجھ کو جلا اک بوسہ جاں بخش سے
ہے دل ہر غنچہ دگل آج لب ریز شرہ
جس جگہ جو جسدہ فرما وہ مرا خورشید

نے ہے وہ آہ فغاں نے نالہ نے دردِ عالم
ہوئے ہی عاشق گئے تاب تو ان صبر و قرار
سچ ہے جو شش میرے اُس کے کس طرح شود —

۲۵۷ سبب ہے چاک چاک جگر دماغ دار ہے
یوں دماغِ عشقِ مخلصین دل میں بہ جاں گل

بے تاب دے قراویہ ایتد وار ہے
 سر پر ہمارے سایہ دیوار ہے
 پیچیدگی تار نگہ اُس پہ بار ہے
 داستانِ مجنوں و فریاد تو مشہور ہے
 کون کہتا ہے کہ زلف اُس کی شب بچور ہے
 ایک نرگس زدہ آبِ ہنسی کھوچے غبار ہے
 یہ نہیں معلوم دل یا حسانہ زبور ہے
 اے بتِ مفسر در تو کس بات پر ضرور ہے
 شیشہ ٹوٹ تو مرے پیلوں میں چکنا چور ہے
 پاس جو شمش کے نذر نے نذر نے مقدور ہے

جس سے نہ انفعال رکھتا ہے
 خواہشِ خط و خال رکھتا ہے
 سخت آشفتمند حال رکھتا ہے
 وہ مرا نوہال رکھتا ہے
 مے کشی کا خیال رکھتا ہے
 شیخ تو کیا مجال رکھتا ہے
 سمجھے وہ جو کمال رکھتا ہے

قاصدِ شتاب آ کر تیری انتفا رہیں
 کچھ خوفِ آفتاب قیامت نہیں اگر
 جوشِ نزاکت گریار کیا کہوں
 شبنمِ مراقصہ اگر سنبال تجھے منظور ہے
 پر تو رخ سے شبِ ہناب سی ہو جلوہ گر
 شوق سے کر سیکھشیں داں نہیں کوئی ادا ہے
 اس لبِ نوشیں کے از بس کھاؤں شیش
 یہ بہارِ حسن تو دو چار دن ہے مثلِ گل
 تاک کر سنگِ حوادث کس کو مارِ کافک
 گلِ رخاں بے زور در رستے نہیں ہیں بایب

تو دو حسن و جمال رکھتا ہے
 سادہ رو دیکھتا ہے
 یاہ کی زلف کا خیال مجھے
 جامِ دل میں نخلِ آہ کی طرح
 عہدِ میں ان لبوں سے زائد بھی
 محتسب ہو نہ مانعِ بادہ
 شاعری اک ندال ہو جوشش

آگے اُس کے سنگ ہو شمشیر ہے ۲۶۴
 شمع کے مانند اُس کی بزم میں
 سوزِ جاں سے آشنایہ چاکِ دل
 زرد جوں زرد کیوں نہ ہو یہ خاکسار
 جوں صدِ اوجوششِ دلِ وحشی مرا —
 خلق جب سے ہم ہوئے دردِ عالم سے کام کر ۲۶۵
 ایک کا عشق ہے جو رذرِ اول ہے ہنوز
 صیدِ دل کرتا ہو نہ ت زلفِ و خطِ رخسار
 بندہ زنا بزلِ زلفِ و محبتِ رخسار ہوں
 کس طرح ہوئے سلی اس دلِ بنیاب کو
 ایک جادو کھی نہ ہو تو نے کبھی گرجِ دشام
 اب تو اُسٹھے کا ہنیں اس سے بوجوش زینہار —
 اسبابِ تعلق سے مزاجِ اُس کا بری ہے ۲۶۶
 اس دل میں ترِ حُسن کی وہ جلوہ گری ہے
 آئینے کو تو سامنے رکھتا تو ہے لبِ سکن
 کرتا ہو نہ ت رشتی و خوبی میں تفاوت
 گر ہے ہو کس نام تو سرِ بادِ صفت ہو

آہ کس کے قستل کی تہِ سیر ہے
 آشک بھی میسر اگر میاں گیر ہے
 مثل چاکِ سینہ گُلِ گیسو ہے
 خاک کو پے کی ترے اکِ سیر ہے
 حسانہ زادِ حلقہ زنجیر ہے —
 یہ سمجھتے ہی نہیں آرام کس کا نام ہے
 دردِ نیاں بر کام کے آغاز کا انجام ہے
 پاس اُس کے نے نفسِ دانہ و نلے دام ہے
 جستجوئے کف سے نہ خواہیں سلام ہے
 ان دنوں موتوں اُس سے نامہِ پیغام ہے
 زلفِ درخ کو دیکھ لے صبحِ چو ڈھام ہے
 پایاں یار ہوں مجھ کو یہی آرام ہے
 دنیا میں جسے خواہش ہے دردِ سہری ہے
 جو دیکھے ہے کہنا ہو کیشِ تیں پری ہے
 دل میں مرے بھی حسرتِ دیدار بھری ہے
 اے آئینے بتلا تو یہ کیا دیدہ وری ہے
 عشاق کی مرنے ہی میں کچھ نام وری ہے

ناداں ہو کوئی اس پر ڈالے گا ہاتھ جو شمش — زلفوں میں اُس کی دل سا ہشیار بندھا ہے
 چشم پر آب دیدہ گر داب اشک ہو ۴۶۶ — جید ہنر نگاہ پڑتی ہے سیلاب اشک سے
 تائید سر رہنم گر یہ عشاق کیوں نہ ہو — آتش خجل ہو جس سے دیدہ آب اشک سے
 کیوں کر رہ نہ آ نکھوں میں اے مردمانِ حیم — یہ خون دل یہ تختِ جگر تاب اشک سے
 فرگاں سے کیوں نہ چخبہ مر جاں ہو مفعول — ہے تو یہ فنا بخشک پہ شا داب اشک سے
 یان تک کیا ضعیف غم عشق نے مجھے — نے طاقت آہ کی ہو نہ اب تاب اشک سے
 سوچے جگر ہجوم غم عشق و درد دل — سامان آہ و نالہ داسباب اشک سے
 جو شمش رکھ امتیاط سے دامنِ حیب میں — ضائع نہ کر کہ یہ درنا یاب اشک سے
 جذباتی میں نرمی ظالم مری کب آنکھ لگتی ہے ۴۶۷ — جگا دیتی ہو جیتا بی دل جب آنکھ لگتی ہے
 یہاں تو نالہ و آہ و فغاں ہو بے قرار ہو — کسی کی کس طرح راتوں کو یار آنکھ لگتی ہے
 ہوا یا مالِ راہ انتظار آرام و عیش اپنا — پڑے ہے چین کس دن کون سی شب آنکھ لگتی ہے
 حد افسردہ کیا ہو دل کو اُس کی بے وفائی نے — کہاں ہو وہ عشق کس سے یاں آنکھ لگتی ہے
 رکھے ہو دسمنی کیا خفتلی محبت ای جو شمش — ہم آغوش اُن سے جیتے تا ہوں میں آنکھ لگتی ہے
 مست وہ بادہ نوش آتا ہے ۴۶۸ — دشمن عقل و ہوش آتا ہے
 خستہ چشم کا خیر حافظ — اشک طوفاں بہوش آتا ہے
 درد ساغر ہے جس کی گردشِ چشم — یاد وہ سے فروش آتا ہے
 کیوں نہ ایدہ ہو خواہش لب میں — ہاتھ بے شمش لوش آتا ہے

کیا بہ جوش و خروش آتا ہے
مجھ کو پینے سے ہوش آتا ہے
کب یہ حلقہ بہ گوش آتا ہے

۴۹۹ — مانند شمع حال ہمارا خراب ہے
بریاں ہو جب کباتو اس میں کب آتا ہے
نے ابرنے ہوا ہے نہ جام شراب ہے
ہستی بے ثبات خیالات خواب ہے
دیوان حسن کا نقطہ انتخاب ہے
ہے خیر کچھ اسی میں کہ نہ پرتقا ہے
معتوق خرد سال ہے عہد شباب ہے
خون جگر شراب ہے اور دل کباب ہے
جوشش ہمارے دل کو عجب یوج و تاب ہے
پھر دیر کیا ہے یہ بھی حاضر یہ جان ہے
اٹھنے سے ہاتھ رہ گئے ہلتی زبان ہے
آتی ہے فوج اشک یہ اُس کا نشان ہے
اس طرح کب چراغ جلتا ہے
اپنی بھاویں تو باغ جلتا ہے

لا بھی ساقی شربا بر سیاہ
لوگ ہوتے ہیں بی کمرے بڑھوٹ
کو چھ زلف یار سے جوشش

۴۹۹ — دل میں بھیری آگ اور آنکھوں میں آبی
دل سے جو تیری اشک آئے عجب نہیں
دل کس طرح جن میں لگے آج باغ باں
غافل کر اس کی سیر تو غفلت کی چشم سے
خال سیاہ نہ ہوئے یہ رخسار یار پر
عالم خراب ہوئے جو وہ بے حجاب ہو
لذت ہے خاک عشق کی پیری میں ہم دما
اس سے کہے میں کون ہوساقی سے ملتی
دیکھا ہے جب سے زلف کو شانے کے اندر
منظور ہم کو پیارے اگر امتحان ہے
قابل دعا ہے خیر میں اس نیم جان کے
جوشش کی چشم تر پہ یہ رخسار مژدہ ہو —
جس طرح دل کا داغ جلتا ہے
یار کو ہے ہمارا ہر کچھ بن

آتش گل سے کر خذر لبیل
 در نہ بال نیراع جلتا ہے
 شمع ساں ہوں گداز آتش عشق —
 دل جلا اور دماغ جلتا ہے
 لوح دل پر جو کوئی نقش فنا رکھتا ہے
 کام وہ ہستی موہوم سے کیا رکھتا ہے
 خون دل کا تو مرے ہو نکلیں لے خونِ خوا
 یک یہ تختِ جگر زورِ مزہ رکھتا ہے
 شکوہِ فسرۂ دہرِ عبث ہے جو شمش —
 شوق تیرا ہی تجھے اُس سے جدا رکھتا ہے
 وہ ہے اور شق ظلم رانی ہے
 خاکساروں میں کیوں نہ ہوں شہو
 چشمِ ترکیوں نہ رہے مثلِ جاب
 چنے آنکھوں نے خوانِ محنت جگر
 سانس بیتے کراہتا ہوں میں
 سن مری سرگزشت وہ بولا
 میرے سوز و گداز کے آگے
 نت یہی جھیکنا ہے ای جو شمش —
 جب تلک اپنی زندگانی ہے
 کیوں نصیبوں کو اپنے روتا ہے
 جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہے
 مرنے کا تعجب نہیں جینا ہی عجیب ہے
 ہے سو جاں بہ لب ہے
 لیکن یہ جھکرک بونا ای جانِ غضب ہے
 یوں تو تری ہر بات میں ہو جانِ مٹوا
 توبے سبب آزر دہ نہیں کچھ تو سب ہے
 کچھ کان بھرے غیر نے یا بھی تری نصیر

تو اپنے سراپا نام سے غافل نہ ہو خوش
 چٹکی وہ اُس کی صاحبِ تاثیر سنگ ہے ۴۶۹
 کیا احتیاج سنگ تجھے تیسرے واسطے
 تھر اُسے نہ ہاتھ اٹھانا تو زہینار
 دل میں ترے بھری ہو ہوس مے ہوس
 جو حرف اس پہ بیٹھا ہو نقشِ کالجھ
 کچھ بول بھی لے کوہِ محلِ صدائے کوہ
 یاں تک پری رگوں نے کیا شیشہ زل کا جو
 عاجز کیا ہے سختی دل نے بہت سمجھ
 "لو اتریں کر کے نہ دی تو نے اُس کے آ
 جوش ہمارے دل میں ہو یوں اں تہوں کی قدر —
 یہ دل جو بغل میں خیال آتے ہیں ۴۷۰
 ہو اوجوں کمانِ خشک زاہد و لیکن
 اجل تو اٹھا کر کے بے چل یہاں سے
 ادھر دھجیاں ہو رہا ہے گریباں ق
 یہ کیا حال ہے تیرا دیوانے سچ کہہ —
 نظر کا مگر کتنی نہیں جس کمرہ پر —
 کیا جانے سفرِ مستی و ہوم سے کب ہے
 لکھتے ہی دل کے پار ہوا تیر سنگ ہے
 سر نہ ہی اسے نگاہ کی شمشیر سنگ ہے
 نے بت تیری دالے کی تغیر سنگ ہے
 اس شیشے کے تو واسطے اکسیر سنگ ہے
 دل کر کے جس کو کرتے ہیں تیر سنگ ہے
 سننا نہیں کہ صاحبِ تقریر سنگ ہے
 چھاتی پر اب نہالی کی تصویر سنگ ہے
 حناک کے پسہ تو اسے تیر سنگ ہے
 عاشق کے قتل میں تیری تقصیر سنگ ہے
 جوں بت کرے میں صاحبِ توقیر سنگ ہے
 مگر خرمنِ حرص کا خوشہ چیں ہے ۴۷۱
 ہنوز اُس کے تیر طمعِ دل نشیں ہے
 مجھے مطلق اٹھنے کی طاقت نہیں ہے
 ادھر خونِ دل سے بھری آستین ہے ق
 ہمارے طرح تو بھی عاشق کہیں ہے —
 اُسے دیکھ جو شش جو بار یک میں ہے —

اُس کا ن ملاحنت کی اگر یاد نہیں ہے ۲۷۸
 کیا جائیے کیا لطف ہے سینے میں ہمارے
 سننا ہے جہاں شد یہ کہتا ہے وہ ظالم —
 دم مارے ترے آگے کیا ماہ کی قدر ہے ۲۷۹
 ناط قتی دل نے گھیرا مجھے ایسا ہے —
 آنکھوں میں اپنی دشت و جیا باں بہشت ہے ۲۸۰
 گھر میں ہی کیوں نہ سجدے کیا کچھ زاہد —
 پھینکا تو ایک پیچا ہے اور جامہ پست ہے ۲۸۱
 زور آوری سے کیسا ہی مضمون باندھے

یہ خون دل اور محنت جس کیوں ٹیکس ہے
 جس تیر کو کھینچوں ہوں کھتا ہی نہیں ہے
 اس گرد میں شاید دود دا نا بھی کہیں ہے
 کھڑا تر اٹھے پیارے اللہ کی قدرت ہے
 نے تاب ہے نالے کی سنلے آہ کی قدر ہے
 جب تک نعل میں یہ دل و دشت و شربت ہے
 کہے میں اور کیا ہے یہی سنگ خشت ہے
 اس کا بی بی بچے کی بھی کیا سچ درخت ہے
 الفاظ جس کے سست ہیں وہ شعور ہے

جب جدائی میں شام ہوتی ہو ۲۸۲
 ترک تازی پہ تو جو باندھے کر
 دیکھ بولی زلیخا یوسف کو
 بھول جاتا ہوں میں خدائی کو
 اک اشارے سے ابرو خوں پر
 جب وہ آتا ہے منزل دل میں
 زلف و رخ کے خیال ہی میں سدا
 روکش ابرو سے یار کی کب ہو

نیم شب کی حرام ہوتی ہو
 ابھی ترک کی متسام ہوتی ہو
 یہی شکل غلام ہوتی ہو
 اُس سے عیب رام رام ہوتی ہو
 باعث قیل عام ہوتی ہو
 اور ہی دھوم دھام ہوتی ہو
 صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہو
 تیغ گو بے نیام ہوتی ہو

فوج در دوا لہ کی ایجوکیشن — مجھ پر یورش مدام ہوتی ہے
 عجب کچھ شمع کی جسم و جاں کی طرح ہے ۴۸۳ وہی اس دل ناتواں کی طرح ہے
 نگل میں ترا رنگ و بو دیکھتا ہوں نہ غنچے میں تیسرے دہاں کی طرح ہے
 ترے مجھ میں اشک اعلیم دل سے رواں کے خواہاں مجھوں کے دشمن
 مھلاکس سے تشبیہ دوں ان کو جو شش — سبھوں سے نرالی بتاں کی طرح ہے
 کچھ کام نہیں ہمیں وفا سے ۴۸۴ تو ہاتھ نہ کھینچو جفا سے
 کل سب کے گلے گلے تم تھے ہم بھی تو صورت آشنا سے
 ظالم تجھے حق رکھے سلامت ہم مر گئے تو تری بلا سے
 دیکھا بس اب تیغ تجھ کو پیاسے مرتے ہیں تیرے پیاسے
 جوں آئینہ اس جہاں میں شش — معمور ہے دل مرا صفا سے
 یار محظوظ ہے قیہوں سے ۴۸۵ بولتا کہے ہم غریبوں سے
 بار پائیں ہم اُس کی غفل میں یہ توقع کہاں نصیبوں سے
 دردِ دل کی مرے دوا نہ کریں ہے یہی آرزو طبعیوں سے
 باغِ باں ان کو باغ سے متاںک چل رہتی ہے عینہ لیبوں سے
 دوستی اُس سے کی پراے جوشش — دشمنی ہو گئی جیسیوں سے
 مجھ کو آنکھوں نے کیا سر دھراغاں اٹکے ۴۸۶ شعلہ زن ہوں جیسے تے تابہ اماں اٹکے

زنت بھری رہتی ہی میری خیم چیراں شک سے
 جمع ہو گئیں یار کی زلف پریشاں شک سے
 جل گیا مدت ہوئی میرا اگر سیاں شک سے
 ہو گئے سر سبز میرے خاں ترگاں شک سے
 اب ملک نکلیں ہیں ان تیروں کے پیکان شک سے
 تر کرے کوچ خیم گریاں تابہ داماں شک سے
 پر نکلتے ہے بے رحمی اس یار کی آنکھوں سے
 آنسو بھی کبھی ٹپکے مکا ر کی آنکھوں سے
 بیکساری نمایاں ہے بیاد کی آنکھوں سے
 اب جیتے نہیں بچتے خون خوار کی آنکھوں سے
 کیا اچھی ہیں اے پیارے دوچار کی آنکھوں سے
 غافل نہ ملا آنکھیں بیدار کی آنکھوں سے
 عیتاری کرے کیا کوئی عیار کی آنکھوں سے
 خاک کف پاٹے دل داد کی آنکھوں سے
 آشنا ہوں میں اک تر دم سے
 اور توجہ اتنا ہو کیا ہم سے
 آگ نکلتے ہے دیدہ نہ سے

آئینہ ساں اس رخ حیرت فرکے رد برد
 منہ لگا کر منہ سے اس کے رات روحو اس قدر
 ہاتھ کیوں ڈالے ہو گردن پر مری اب کی جنوں
 یاد میں اس گل بدن کی آہ ردے یاں تلک
 تیرے بدل پہ جو بیٹھے تھے اے اردو کہاں
 کم نہیں ہونے کی خوشش سوزش دل مثل شمع —
 ہر چند کہ دیکھے ہے وہ پیار کی آنکھوں سے
 شہت سے لگا سننے احوال پر گرمیے
 . . . کیا شرح دیں کیجئے
 ہے تیغ بگ کھینچے شمشیر کف ترگاں
 . . . کی آنکھوں سے آنکھیں تیری بہتر ہیں
 . . . سے کر ہم چشمی اے آئینے
 ہر طرح اے دیکھا وہ دیکھ ہی لیتا ہے
 اتنی بھی رسائی ہو خوشش تو غنیمت ہو —
 کام کیا مجھ کو ربط عالم سے
 جان تک تجھ کو دے چکے ہم تو
 آستیں کامری خدا حافظ

گر نہ ہوئے امیدِ ثادی وصل
جی نکل جائے جسم کے غم سے

وہی آرام سے ہے ایو جوشش —

منہ بناؤ ہو جو پھرتا ہے دو کل سے ہم سے ۴۹۰
کوئی آج اس کو ملا دی کسی کل سے ہم سے

نالہ و آہ فغاں کیوں نہ ہوں ہم دم اپنے
دوستی عشق کو ہے رد و ازل سے ہم سے

نالہ خاموش پھر آزدہ نہ ہو جائے کہیں
آج بولا ہے و د کس رد و بدل سے ہم سے

خون رکھتے ہیں تری کم نگہی کا ورنہ
یا رڈرتے ہیں کوئی تیغ اجل سے ہم سے

جوشش اس عہدہ جو ترکِ ستم گارنے آج —
آشتی کی ہو تجویز جنگ و جدل سے ہم سے

کیا شمع کو ہو نسبت اس شوخ یسہم بر سے ۴۹۱
داغی غلام جس کے ہیں سینکڑوں قرعے

کیوں کر نہ کہیے نازک ہوئے تری لہر کو
وہ تاب آگ سے کھائے یہ گریز نظر سے

جلوے نے تیسرے بخشی یہ باغ کو بجلی
یہ بوند بہرِ شجر کیسے طور کے شجر سے

جل کر تاسم سینہ اک آبلہ ہوا ہے
نکلے ہے یا اتنی کیا آگ چشمہ تر سے

نوک قرہ پہ قطرے آنسو کے جم رہے ہیں
حیرت ندوں کو سترے کیا کام کو گہر سے

نوبت یہاں تلمک تو پہنچی جواب ہنر کی
ہر بے ہنر کو دعویٰ ہے صاحب ہنر سے

ہے عشق کا رنر ماتسلیں دل کا اپنی
گو بادشاہ بھی ہو بدتر ہے یاں نعر سے

جب ناک کہ دھڑپہ سر تھا لاکھوں ہی دیر تھا
سردے کے بچہ کو قاتل چھوٹا میں درد سے

طاہک کھول چشم غفلت جوشش ہو جائے عبرت —
میاں سرسری گزرت دنیا کی رہ گزرت

لاکھوں ہی کے قتل گستاخ بھی سے ۴۹۲
رہتی ہے مڑی ایک تری تار بھی سے

ہر ایک گنہگار کی یاں ایک سزا ہے
 کہتے ہیں تری تیغ کو ہے قاتل عالم
 منصف تو بدوں پر ہی ڈر کر کھڑا ہے
 منظور اسے جو روح جفا سے آگوش —
 یاز نکالنا نہ تاسخ گھر سے ۲۹۲
 گر یہی رست خیر الہ ہے
 استیں حل کجھے گی ستم صفت
 اہل جو ہر نین فراغ نصیب
 ہوتی ہے اب ردا نہ کشتی ہے
 اپنے سینے میں داغ آتش را
 فیض پروردہ سے بنیں کہ نہیں
 دل حیراں مرا حضور اس کے
 عمل بد عمل میں ہیں جوش —
 روشن ہوا یہ خانہ دل اس کے نور سے ۲۹۳
 آئین عاشقی میں ترقی کی آرزو
 اے غافلویہ زندگی پامیدار ہے
 نقش حیرانے بدن پر ہے پیرین

گردن زدنی ہیں تو گنہگار بھی ہے
 اے کاشی ہر اس کو سر دکا بھی ہے
 بخشش نہ کہیں میرے طرفدار بھی ہے
 رہتا ہے خفا اک دوست نگار بھی ہے
 بندہ گئے ہاتھ ملکہ دے
 مجھ کو ڈر کیا ہے شوخ سرے
 ہاتھ اٹھا میرے دیدہ ترے
 تیغ نہ نجیب میں ہے جو ہرے
 ابرم دل کھول کر کہو برے
 ہیں پڑے سیکو دل سمنہ برے
 لب حدت کا تر آب گوہرے
 چھین لے آئینہ سکندرے
 دل مرا کا پنتا ہے اس ڈرے
 موسے ہمیں غرض نہیں کچھ کوہرے
 رہتی ہے میرے عجز کو اس کے غورے
 باور نہ ہو تو پوچھ لو اہل قبورے
 سنجاب سے ہے کام نہ مطلب سمورے

جزا شک دھو کر کن مرے منہ سے گرد غم
 آپ ہی میں جن بھجوں گا سحر کائنات رنگ
 پھنس جائے گا تو دامِ تعلیق میں بیکت یک —
 جدا ہوں جب سے میں اس معاشرے سے
 میاں تم میرے گھر آؤ نہ آؤ —
 بکھرے بالوں میں ہو کھڑا تر اس خوبی سے
 کبھی غم نہ تھا کبھی غم نہ تھا کبھی غم نہ تھا
 غافلوں کو نہیں کچھ خاک و ریشم کی قدر
 خم رنجی خوب نہیں مانو کہا آؤ مسدود
 دشمن حسن و حواس آہ بکھے بکھے ہی
 مبتلا دردِ سر عشق میں ہے یک عالم
 گردِ شمشیرِ جنتِ نالوں نہ ہو گردِ آہ ہے —
 اگر دو چار بھی ہو جائے کیس بچے سے
 سیاہ بخت بھی ہوتے ہیں میاں کہیں مجھ سے
 گئے گلابی مرے ہاتھ تھی کہیں اس کے
 میں ان رقیب چکوروں سے تو نہیں ملتا
 ہجومِ نالہ و آہ و فغاں سے یک دم میں
 غریب زرد ہوں آقا ہوں میں راہِ دور
 مجھ کو اٹھ نہ ڈیکھو اپنے حضور سے
 جو شمشیر نہ تھی امید یہ تیرے شعور سے
 جدا ہوں جب سے میں اس معاشرے سے
 میاں تم میرے گھر آؤ نہ آؤ —
 بکھرے بالوں میں ہو کھڑا تر اس خوبی سے
 کبھی غم نہ تھا کبھی غم نہ تھا کبھی غم نہ تھا
 غافلوں کو نہیں کچھ خاک و ریشم کی قدر
 خم رنجی خوب نہیں مانو کہا آؤ مسدود
 دشمن حسن و حواس آہ بکھے بکھے ہی
 مبتلا دردِ سر عشق میں ہے یک عالم
 گردِ شمشیرِ جنتِ نالوں نہ ہو گردِ آہ ہے —
 اگر دو چار بھی ہو جائے کیس بچے سے
 سیاہ بخت بھی ہوتے ہیں میاں کہیں مجھ سے
 گئے گلابی مرے ہاتھ تھی کہیں اس کے
 میں ان رقیب چکوروں سے تو نہیں ملتا
 ہجومِ نالہ و آہ و فغاں سے یک دم میں

اس محسوس خیر میں جو شیش جاب و ۱۔
 جیسا ہوا دہر میں بچپن نہ ہو سکے ۵
 شبنم کی طرح سامنے اس آفتاب کے
 عقرب کی کیا خیال جو ہوا بے دود و بد
 ہے سحر ساحری تری آنکھوں کا خراج
 جو شش کرے دقت تو دن یکسی بغیر ۵
 تیسری حالت بجا رہیں ہونے کے لئے ۵
 گو کہ اس خانہ ہستی سے کریں نقل رکھاں
 آئینہ رو ہو وہ اور ہم ہیں عبا پر عین
 گور میں تو نے ملایا جو سمجھوں کو آخرت
 بیچنا ہوئے جو دل تجھ کو توجہ اگر خوش ۵
 دامن کو دکھائیے کیا دن ہر سارے ۵
 لائے کی پھڑکی نہ ہو دامن میں مے
 سانی کیسں شتاب بھی اس بہا میں ۵
 منزوح جگہ نامے ہیں مرد و دائر کے ۵
 کیوں کر نہ گری قاصد اشک اپنی نظر سے ۵
 ہوتی ہے ترقی مری بے ثانی دل کو ۵

سیراب میرے دیدہ پونم نہ ہو سکے
 صحبت برابر زلیست کسی دن نہ ہو سکے
 ہونے کو تو ہوئے تھے ولیکن نہ ہو سکے
 زلف سب کے سامنے ناگن نہ ہو سکے
 بترار حیف تو کوئی کا ہن نہ ہو سکے
 کوئی مرا مسدود معادن نہ ہو سکے
 ہم کہیں اور گرفتار نہیں ہونے کے
 یہ تری چشم کے بیمار نہیں ہونے کے
 اس کی خاطر پہ بھی بار نہیں ہونے کے
 شور و شر سے بھی سید نہیں ہونے کے
 پھر رستاں اس کے خرید نہیں ہونے کے
 قربان ہوں میں اس شرہ اشک ہر
 طکڑے پڑے ہوئی ہیں دل داغ دار کے
 جو شش کی زبان نکلے ہے بار خوار کے
 جو تیسرہ ہوائی نہ اودھر کے زادھر کے
 کس کام کے ہیں یہ نہ خبر کے نہ عطر کے
 لے کاشش آنکھ نہ بھر کے

غیروں سے تجھے دیکھ کے سرگرمیت
 رسواے غلامی تجھے کر چھڑیں گے آخر
 اس کے لب دندان کے مشتاق ہیں خوش —
 کشتی ہے تباہ دل شدن کی ۲۵

بہم رہ گئے ناچار دم سرد ہی ہو سکے
 ڈھونڈنے لگے کتوں سے کہ پھیری میں گھر کے
 نے لعل کے طالب ہیں نہ مشتاق گھر کے
 ایسا خبر ایسے بے عودوں کی

جلیبوست چال خوش قدوں کی
 خاطر ہے جز نہ جاسروں کی
 زاہد نہ پسنا تھی مسجدوں کی
 بیہودہ ہے بات بیٹوں کی

صحبت میں نہ بیٹھو مردوں کی —
 ہم ہیں دیوانے اس ہلنے کے
 ہوں میں قابل تر نشاۃ کے
 واں سے آنے کے یا جانے کے

اُس کی قدرت کے کا خانے کے
 اس میں گرتو ہی نہیں لٹا تو پھر کس کام کی
 اے کبوتر خوش لگی تجھ کو ہوا کس بام کی
 تھی یہی تدبیر اس آغاز کے انجام کی

چال کیا دنیا سے اٹھ گئی نامہ پیغام کی

مچھ سے جوش تو کچھ بیت پوچھ
 چپ ہی رہ جا کھیل ہیں پیار —
 متفق سب ہیں کہ دنیا جگہ آرام کی ۲۶

ساہا گدڑی کہ ہم بیٹھے ہیں تیرے منتظر
 مار ڈالادرد دل نے انتہا عشق ہیں
 توجہ ہم کو یاد فرمانا نہیں اے بے وفا

جلتے بھی ہم نہیں اسے کدو میں پانصیب
 کفر پر مت طعن کر ایسے شیخ میر دردہ
 کیوں نہ چھٹروں اگر انہوش کہ بھائی ہو گئے
 گرم غیروں سے آشنائی کی ۵
 روز عشرت تو روز محشر ہے
 نہ مٹا جو لکھا تھا قسمت میں
 بے فسادہ نہکل گیا خوش —
 چھوڑ دی چال ظلم رانی کی ۶
 کیوں ڈرائے ہے اے اہل ایم
 ایسے جینے سے مودت بہتر ہے
 اے حاضر تجھ ہی کو مبارک ہو
 صاف دل تو جو بدگمان ہوا
 ہم رہے پاؤ اعتراض ہی میں
 چشم نے رات تا صبح خوش ۷
 طبیعت آج بہسکی ہو ہمارے دیدہ تری
 معنائی خط کی ان کے کون پاسکتا ہو کیا قدر
 کساں طے ہو سکے رستہ تکلی خیز و صدد کا

مشکل کیا بینا کی ہو اکو یہ ہوشیار جام کی
 مجھ کو سب معلوم کیفیت ترے سلام کی
 خوبی میں کی جھڑکیوں کی شستگی پشنام کی
 یار نے حد ہی بے وفائی کی
 بری ہوتی ہے شب جانی کی
 ہم نے ہر چند جہہ سانی کی
 بھولے جو اُس سے آشنائی کی
 اُن نے کیا خاک ہسرتی کی
 ہے ہوس گس کو زندگانی کی
 اُس کی خاطر جب گمانی کی
 آرزو مسر جاودانی کی
 ہم نے ہر چند جان نشانی کی
 غصہ پر اُن نے ہسرتی کی
 اس کے پاؤں پہ درشتی کی
 دبیر چرخ سے کہہ دو خبر لے اے دفتر کی
 اُدھر جاتی ہو قلعی یاں تو آئیں گے جو سر کی
 پڑی اس راہ میں روح الامیں کو اپونہ پر کی

اگر دیکھے کبھی سیما صورتِ حیرتِ مضطرب
 گرہ جب کھل گئی گلشن میں اُس نکتِ معنوی
 کہ جن کے سامنے قدر اٹھ گئی تیز بزم کی
 نہ کام آئی ہمارے آبرو اسی کے بھڑکی
 ہمیں رو کیا بے عشق تو نے کیا فتاویٰ
 نہ کھتی تجھ سے توقع بے دقافتِ مسک کی
 وضو کر اٹھتے اس دبدبہ ترنے امامت کی
 ہمارے جی کی کبھی اس گھڑی تم سے کراہی
 وگر نہ بہت دیکھی ہیں کتابیں نیک صحافی
 کہی جاتی نہیں کچھ اپنی ایاموں کی شرافت کی
 ہوئی بے طرح ہتھیاریت مروا شیکِ امت کی
 قیامت ہوئے ردِ کوشش چکرِ قدِ وفا کی
 ہونے تھ خلق جتنے جتنا کارِ پیوٹے
 یہ گل تو زریب گوشہ و ستار ہو چکے
 دکھا تمہارا دہنہ کو گنہگار ہو چکے
 جو کچھ سزا ہو اس کی سزا دار ہو چکے
 بے تجھ سے اس کی حقیقت کے بیمار ہو چکے

گلے گھبرانے اپنی بقراری میں کوسب بھولے
 کیا بادِ مصائب نافہ تاتا ہر گل کو
 لبِ شیریں تر و شیریں سین سے ایسے شیریں
 لب ہر زخم پر ہو جوشنِ تجا و جوشنِ —
 بیس دل کو ہمارا نواب اس سنگِ طاعت کی
 خدا نے دن یہ دکھلا دیا کہ ہم بزم میں در
 دل دجاں نے بھی نیت نمازِ عشق کی تانچھی
 زباں پر بات آئی تھی کہ ہم اگر گلے لگے
 صیغفہ دل ہی کا محبوبہ رازِ الہی ہے
 پڑا پھرتا مومن سرگرداں خیالِ زلف میں ہے
 کہیں ابرو کرم بھی یہ نہ جائے کبھی دھڑکتا ہو
 اسے کیوں کہ کہوں میں فتنہ امامِ دیو خوشک —
 سمجھے یہ ہم جب اس کے گرفتار ہو چکے
 سر ہر نمود ہو گلِ داغ نہیں شستا
 حاضر ہیں بندگی میں میں ڈالیے
 مشہو عاشقی ہیں ہو گویا اس گناہ کی
 گر ہے ہی دوا یہی شخصیں طیب

اس بحرِ نئے کنار سے ہم باہر ہو چکے
 اب تو اہم ان بتوں کے پڑا ہو چکے
 ہم اپنی زندگی گانی سے بیزار ہو چکے
 مردم دیدہ آئینہ ہے مثال اُس کی
 مرد ماں دیکھو تو پھر آئیں ہیں کیوں لال اُس کی
 جز نقصا کون کرے پر سس احوال اُس کی
 بس گردل چسپے خوبی خط و خال اُس کی
 ٹوٹ کر سینے میں رہ جائے اگر بھال اُس کی
 آفت جان ہے رخ زلف ہے جنجال اُس کی
 پیری آئی اب کہاں آرام آخر ہو چکے
 روئے دل کھول کر بدنام آخر ہو چکے
 خم بارِ نجالت سے ہے محرابِ حرم کی
 اڑ کر نہ پڑی خاک کبھی تیرے قدم کی
 نالوں سے نہیں ملتی ہے نصرتِ بھگت کی
 کرتا ہے شکایت جو ترے ظلم و ستم کی
 اس ہستی کو ہوم سے لی راہِ عدم کی
 دل میں نہ رہے پتھر ہو سب باغِ اہم کی

ہے کشتی وجود فنا دم میں جونِ حبا
 لئے شیخِ غم طوطِ حرم تھا یہ کیا کرنا
 برششِ ننا آئی کا یہ غم بھارتا رہ کے
 چشم کس طرح نہ حیرت ہو باال اُس کی ۵۱۲
 منکر پاک ہو وہ شیشے کی خوں ریزی
 نے کسی نے تمہے بیمار کو مارا ہے چشم
 مارے ماہ نہ آنکھوں پر چڑھے ہو نہ سہل
 غنچہ دل کی جگہ سمجھے تیرا آئے
 دیکھو دیکھو موت اُس کی طرکِ جوش ۵۱۳
 وہ جوانی کے جو تھے ایامِ آخر ہو چکے
 ضبطِ اشک و آہ سے کیا فائدہ اسی ہم دنا
 پہنچی ہے خبر کیا اسے ابرو و صنم کی ۵۱۴
 آنکھوں کو کیا فرسش رہ اویا رہیں
 کس طرح کہوں حالِ دل زار کسی سے
 مطلق نہیں آگاہ وہ آئینِ وفا سے
 طالب جو ہوا اس کے دہن اور کمر کا
 لئے شیخ جو تو کو کبہ دل دار کو دیکھے

وہ جیلے تو معلوم ہو کچھ رہتے تھے باہم
 پھر کھا تقسیم اس وعدہ فراموشی قسم ہے
 سب بھانجھے کر پھوڑا گئے تھے کھانسی شغ
 خوشش کی طرف دیکھے ہے دردمند نکستے —

سادہ رویاں جو غلط نکالیں گے ۵۵
 تیراں کا جو ایسا کرائے گا
 قتل کرنا نہیں جو تو قسم کو
 امتحانِ بستاں سے کیوں ڈریے
 جیتے ہم رہے اگلے دل
 اس زمیں میں جو کوئی کہے گا غزل —

روح ہستی کو نہ لے تیغ و تبر چیریں گے ۵۶
 عشق کی راہ میں سر کاٹکے دھردیوں گے
 داغ دل پر میرے کوئی ماتھ نہیں کھ سکنا
 غیر کے کہنے میں مست چل زکریا کی طرح
 دل کے پھوڑے نے سایا ہو سیتی ہیں خبر
 ہم نے خوشش یہ سنا ہے کہ ہنرمند کی
 بیٹھے چیرا کریں فاراد بلور دالماں —

بے حسہ نے ان روزِ دلالت بھی کم کی
 بھڑاتی ہے ادا کچھ کو تری جھوٹی قسم کی
 ساتی نے صراحی کی جو گردن کبھی خم کی
 ہے سب جدی وضع تیرے لطف و کرم کی

ایک عالم کو مار ڈالیں گے
 اپنی چھاتی سے ہم نکالیں گے
 ہم بھی کیا بچھ سے خون بہا لیں گے
 جان بیویں گے اور کیا لیں گے
 بچھ سادشمن بغسل میں پالیں گے
 ہم غزل سے غزل لڑائیں گے

ذکر ارہ ہی سے چیریں گے اگر چیریں گے
 جو سر چیریں گے
 سپر چیریں گے
 ورنہ یاں کچھ کو بھی آ رہے تلے چھ چیریں گے
 اس کو جراحِ سنہرے تا بہ عہد چیریں گے
 کہتے ہیں سب ہو کیسا ہی مجھ چیریں گے
 دل دو پتھر نہیں جو اہل ہنس چیریں گے

گو اپنے ہاتھ مفت ہی دونوں جاں لگے ۵۷
 دیر دھرم تو کیا ہے سنا شیخ و برہمن —
 روز عاشق ترانے کو اے جانی آئے ۵۸
 کس سے تصویر تیری کھینچ سکے او آئینہ رد
 ہم کو تو یاد نہیں ہم پہ جو گزری تجھ میں
 آنکھیں روشن ہوں مرجی حضرت یعقوب کی طرح
 چین کیا خاک ملے دل کو مری پیری میں
 گرم ہو بزم سخن اُس سے جہاں میں شوش —
 یہ تو ممکن نہیں آغوش میں وہ یاد آئے ۵۹
 خوش ہے یوں سیسے میں دل ارم تعلق سے نکل
 حسن بازار محبت ہے مراد لے درد
 دل ربخوئے دی مہر خموشی لب پر
 کھینچ لائے نہ اگر عفو کی میت اس کو
 سرکشوں سے نہ رکھا میت توقع جوشش —
 رونے جس گھڑی چشم پر آب آئی ۶۰
 صحبت برآں کب جو آئینہ خاطر دل سے
 قانون دل کی آواز کا نون چین بھری ہو

لیکن بغیر کوئے صنم چی کہاں گئے
 جنت بھی ہے جہنم اگر چی نہ واں گئے
 سُبکی ہے جو ترے دل پہ گراتی آئے
 منہ لگے دیکھنے گر سامنے مانی آئے
 تیرے آگے کہے جس کو یہ کہانی آئے
 جس گھڑی سانسے وہ یوسف ثانی آئے
 ہر گھڑی یا جب ایام جوانی آئے
 شمع کی طرح جسے چرب زبانی آئے
 نام لیتے ہوئے عاشق کا جی عارک
 چھوٹ کر باغ میں جوں مرغ گرفتار آئے
 پیچھے گر کوئی ہنچھ سا ہی خریدار آئے
 آہ کیا ہر عبادت کوئی غم غوار آئے
 کس طرح سامنے تیری یہ گہکھٹار آئے
 کب قدم بوس کو خسار بہر دیوار آئے
 ریلے میں بہ چکے گر منہ پر سیلاب آئے
 جب عکس ہی سے اپنے آنکھ کو جاب آئے
 خاطر میں کب صدای چنگ درباب آئے

ہے چشم مست تیری غارت گردل دیں
 رہیو انیس دل تم کو صبر تاب طاقت
 جو شش بھری ہوئی میں ٹکڑے بکڑے دل کے
 روئے پر جب یہ چشم نہر آئے ۵۲۱
 رو بہ رو اس کے تو نہ رو خوشش —
 بھاتی نہیں زیادہ تری گفتگو مجھے ۵۲۲
 بڑتی ہے جب نگاہ مری مانتاب پر
 کس طرح میں نہ روؤں کہ بہر نماز عشق
 رسوا نہ ہوں میں چشم غریزاں میں اس قدر
 ایسے کہان نصیب کہ دیدار یار ہو
 زخم جگر تو میرا نہ پائے گا التمام
 کرنا ہوں زلف یار سے ہر آن گفتگو
 نقض ایسی کیا ہوئی مجھ سے کہ جب نہ بت
 جو شش اسی کے در کی گدائی سے کام —
 لے بخت تاج و تخت سے جو کام کیا مجھے ۵۲۳
 دنیسا کی جستجو ہے یہ عقیقی کی آرزو
 اس مجہر بے کنارا میں جوں کا بہ جباب

کیا تیرے پاس کوئی خزانہ خراب آئے
 نامے کا میری جب تک داں سے جواب آئے
 اس چشم خوں فشاں میں کس طرح خواب آئے
 کوہ کے پانی تاکر آئے
 کہیں اس کا بھی دل نہ بھر آئے
 میں خوب جانتا ہوں تجھے اور تو مجھے
 آتا ہے یاد آہ وہی سادہ رو مجھے
 کرنا تو اب چشم سے اسے وضو مجھے
 دشت لے پھرے نہ اگر تو کو بکو مجھے
 گردش میں رکھے گی سدا جو مجھے
 احسان منت و مفت نہ کرے رفو مجھے
 کہتی ہے خلق اس لیے افسانہ گو مجھے
 چشم غضب دیکھے ہے دہ مزدو مجھے
 شاہی دو جہاں کی نہیں آرزو مجھے
 کافی ہے بس یہی کلمہ دیوریا مجھے ۵۲۴
 جب سے ملا ہے یہ دل درو آشنا مجھے
 اندیشہ بقا ہے نہ نہ گنا مجھے

ہوتا اگر نہ غنچہ و گل میں نہ زباں ظہیر
 جوں جوں ہسنے ہے یا رہیں روقا ہوں نہ اُڑا
 جوشمل لے ہے لذت کو نین عشق میں —
 عیش کی ہے اُسی سے اُس مجھ ۵۲۴
 اُس جفا جو سے اشد آہ نصیر
 باغ باں ست برد گل چیں نے
 دہم خبر پہ دم نکلنا ہے
 ابھی طوفاں پچاؤں رو رو کر
 اپنی عریانی ہی سے ہوں محفوظ
 اُس نفِ فل شاعر کے ہاتھوں
 صحبتِ غیر اُس کو بھاتی ہے
 دل کو مت چھوڑ تیری قدرت میں
 شکوہ دہر کیا کروں جوشمل —
 آگئی خوشن وضع خاموشی ذہنی مجھ ۵۲۵
 لگ گئی ہے آنکھ نہ آنکھوں میں پھر ماہوشی
 اور ہی کچھ رنگِ دشتِ خار کا ہوا بہار
 کعبہ دل چھوڑ کر مسجد میں سجدہ کیجیے

یارب چمن کی سیر سے کیا کام تھا مجھے
 کیا جانیے کہ ان دنوں کیا ہو گیا مجھے
 درکار کیا ہے منت شاہ کد مجھے
 غم دیا جس نے دے قیاس مجھے
 کون کر دیوے روشناس مجھے
 اس چمن سے کیا اُداس مجھے
 اب ہے مرنے سے کیا ہر اس مجھے
 گر نہ ہو یا ر تیرا پاس مجھے
 کچھ نہیں حاجت بس اس مجھے
 ایک ہی ہے امید و یاس مجھے
 کب بٹھاتا ہے اپنے پاس مجھے
 درد اتنی ہی التماس مجھے
 غم سے باقی نہیں اس مجھے
 کوئی دیوانہ کہے ہو کوئی سوانی مجھے
 عین خوابِ وصل ہی یہ خوابِ تنہائی مجھے
 اک قدم چلنے دی گریہ آبلہ پانی مجھے
 زابد آتی نہیں یہ ناصیبہ سالی مجھے

تجھ سے ہو جاؤ شناسائی یہی ہوا رزق
 لے گئی ایک مرتبہ دل کو شراب بے خودی —
 جو درد و غم سے کسی کے ہونچراہ مجھے ۵۲۱
 ہزار بار ترے در پہ لائی بے تابی
 جہاں تمام نظر آئے ہر سہلے بخت
 کسی کے روئے درخشاں ہوں میں یوں —
 عجب نہیں جو نہ ہوئے وہ میری دیکھیں
 جوں گرد کارواں نہیں آرام یاں مجھے ۵۲۲
 بے ہری سپہر بھی شرمندہ ہو گئی
 جوں گرد باد بیٹھنے دے گا نہ چین سے
 نام و نشان سے ہاتھ اٹھاؤں جب تلک
 اظہار اپنی خوبیوں کا اس قدر نہ کر
 کہنے سے غیر کے تو مجھے بدگمان جان
 لے یا بسیرہ گاہ دو عالم لظہر طرا
 بے تابیاں نہ کر دل بے تاب اس قدر
 جوشش سوائے شمع شبستان ہر چہفت —
 ناتوانی اٹھنے دیتی تھی نہ بستر سے مجھ ۵۲۳

یوں تو اک عالم سے ہو گئی ہر شناسائی مجھے
 چشم مجبور اس کی جوشش یا جب آئی مجھے
 رکھیں نہ دہشت کبھی میری اشکد آہ مجھے
 پہ دیکھے نہ دیا تجھ کو اک نگاہ مجھے
 ترا خیال جو آئے ہے گاہ گاہ مجھے
 پسند آئے نہ ملک حسن مہر دہا مجھے
 کہ اس کی تیغ سمجھتی ہے خیر خواہ مجھے
 کس رہ گزریں چھوڑ گئے ہم رہاں مجھے
 تجھ سے تو یہ میرے نہ تھی مہرباں مجھے
 گردش ہی میں رکھے گا سدا آسمان مجھے
 کیوں کر ترا نشان لے اویز نشان مجھے
 معلوم ہو گئیں تیری سب خوبیاں مجھے
 ہے وہ ہر بدگماں جو کہے بدگماں مجھے
 جوں آستان کبہہ تر آستان مجھے
 مارے ہی ڈالتی ہیں یہ بے تابیاں مجھے
 اس ہزم میں ملا نہ کوئی ہم زباں مجھے
 دشت دل نے نکالا کھینچ کر گھر سے مجھے

دست و پا کم کردہ ہوں چلنا پڑا سر سے مجھے
 تشنہ ہوں سیراب کٹر گانچ خنجر سے مجھے
 سر پہ کجکول گدا کی کم ہے انسر سے مجھے
 سانس بھی یعنی ہوئی دو بھر تر کر دے مجھے
 صاف دل ہوں کام کیا اظہار ہو کر مجھے
 اب نکلا خوش نہیں آیا تمہیں گھر سے مجھے
 قتل کر قتل کہ خطرہ نہ تجھے ہے نہ مجھے
 اب کسی بات کی پروا نہ تجھے ہے مجھے
 یار ملنے کی تمنا نہ تجھے ہے مجھے
 ستم و جور و جفا کا نہ تجھے ہے مجھے
 خواہش سیر و تماشا نہ تجھے ہے نہ مجھے
 اے مری جان مول لو گے مجھے
 بحر میں یاد کب کر دو گے مجھے
 ہیں سنوں گا جو کچھ کہو گے مجھے
 دیکھ لیسے دے رو دیار مجھے
 ناز سے پشت دست مار مجھے
 دے رہے کیلف بار بار مجھے

نے بلند نے راہ بر ہے کوئی راہ عشق ہیں
 طالب دیدار کو کچھ جان کا صرف نہیں
 اے ہوں کس واسطے ہوں طالب ظل تمہا
 ہیں ترماہ نرم ہوں جس سے اے نازک مزاج
 اے مفا دشمن نمود جو ہر آئینہ کچھ
 نقش دل پر صرع فدوی ہو جوش خون گیس —
 کھینچ شمشیر کر دھڑکا نہ تجھے ہے نہ مجھے ۵۲۹
 ہاتھ آیا ہر قاعدت کا خزانہ اے دل
 میں تصور سے ہوں محفوظ تو غیر دل خوش
 رحم ہرگز نہ کیا چاہیے۔ اب اندیشہ
 ترک گلزار جہاں کیوں نہ کروں دیو جوش —
 ایک ہوسہ جوبستہ دو گے مجھے ۵۳۰
 ابھی تم نام بھول جاتے ہو
 غیر سے پیش رفت ہوئے گی —
 مت سنا چشم اشک اب مجھے ۵۳۱
 کس اداسے وہاں تھجاڑی ہے
 دل پر درد آہ و نالہ کی

دشمن جاں ہوا میں تیری لیے
 زور رکھتی ہے آتشِ دوری
 کچھ اس دور یہ روزگار سہم
 نفعِ سالِ بہرِ وصل سے اُس کی
 میں ہوں سرخوشِ مے محبت
 پامالی فوجِ عسم نے آہ
 کیا کہوں بخششِ قضا و قدر
 چشمِ دی ہے سوخاںِ شوش —
 کہائے صاحبِ جوہر اگر چہ نے ہر ہوئے ۵۳۲
 سراپا معنی بار یک ہر لطفِ دراز اُس کی
 صفا پسند اگر سے اُن بھرنے پایاں میں کوئی
 ہوا پر تو سے تیرے آئینہ میں طرحِ نورانی
 سہنے ساکنانِ دہر گر نہ لے لگوں کر
 کروں میں حلقِ تر آبِ دہم شیر ہے اُس کے
 جو کوئی دشتِ جنوں میں خاک چھا کر دبا —
 جب تلک یاں رہے کو کشتہ خوارے ۵۳۳
 گور کھائیں نے نہیں اپنی دلِ جاں غریزہ

تو نے سمجھا نہ دوستِ اربھے
 مثلِ سیما بے تزار بھے
 دے جو فرصت یہ روزگار بھے
 داغِ حسرت ہے یادگار بھے
 خلق کہتی ہے یادہ خوار بھے
 کر دیا خاک رہ گزار بھے
 ٹوکتا کیا ہے بار بار بھے
 دل ملا ہے سو داغِ دار بھے
 بسانِ تیغ جس کے قبضے میں یک شہتِ زہر ہے
 بجائے اہل معنی یہ سطلِ اہلِ غنصہ ہوئے
 اُسے گھریٹھے آبِ ودانہ حالِ چل ہوئے
 ضیاءِ شمس سے روشن یوں جہمِ غم ہوئے
 بنائے گنبدِ گردوں ابھی زیرِ ذرہ ہوئے
 نہیں ممکن کہ ہمت سے قضا کی اُن قدر ہوئے
 وہی ہم خانہ برد و دشوں کا خوش ہم سفر ہوئے
 غرض آبا دہی یہ خانہ خسار ہے
 لیکن آخر یہ غم و درد بھلے مار ہے

تانہ آپس میں کسی نوع کی تکرار ہے
 گردِ بادِ ہمدردِ اجبتہ و دستار ہے
 آگے آنکھوں کے اگر پردہ بند آئے
 جو کوئی دامنِ لعین میں گرفتار ہے
 ایسی طاعت سے تو بہتر ہے جو انکار ہے
 جب تک جیتے رہے طالبِ نیاز ہے
 مست و مدہوش رہے عقل سے تیز ارادے
 ڈروں ہوں محبتِ غم دیدگاں اثر نہ کرے
 جو زہر بھی تری باغِ تھیل یہیں ضرر نہ کرے
 کہو جیشِ ہم مجھے آنسوؤں سے تر نہ کرے
 تو مشیتِ خاک پہ میری کبھی گزند نہ کرے
 تو اس کی گالیاں سن سن کے درگزر نہ کرے
 ۵۳۵ اور جڑ میں جل کے شمعِ شبتان کیا کرے
 کس طرح سوئے عاشقِ حیران کیا کرے
 کوئی کسی پہ دہریں احسان کیا کرے
 وہ کو سیرِ عالم امکان کیا کرے
 جوشش جو ہوئے بے مہر سامان کیا کرے

حکمِ مہزلے آفتِ دینِ کبرِ مسلمان کو دکھا
 زاہد اس زہدِ یابی سے تو بہتر ہے اگر
 صورتِ بارخودار نہ ہوئے ہرگز
 راہِ پامو نہ تبھی گلشنِ وحدت کی طرف
 دل میں چشمِ کبیر ہو جس کبیر گوشِ کبیر
 بخت نے ہم کو دکھایا نہ کبھی سوا صبا
 جب ملک سے لکڑہ دہریں تھکے جوش
 خوشی سے کہ وہ میری بزم میں گزند نہ کرے ۵۳۵
 شراب میں تو بڑی منفعت ہو سکتی
 بہ رنگِ شمعِ تیلِ نسو نہ ہوئے گی
 اگر نہ آئے منظورِ میری مامانی
 جو کوئی اور ہماری جگہ ہو جو جوشش
 اس دل میں آجلی حرفان کیا کرے ۵۳۵
 آیتِ دارِ اکِ کچھ جھپکتی نہیں کبھی
 کرتا ہو ماہِ مہرِ ہر دمِ مقابلت
 یاں جس کی چشمِ دل میں نہ ہو نورِ حیرت
 انجہامِ کارِ عشق کو سامان چاہیے

آنکھوں اٹھ گئے اس عزت گزریں کے پردے ۵۳۶
 لے باغ بان رشک نقش دنگا ہیں
 ان کی نظر سے اٹھ گئے جن کو ہر کشف کوئی
 جو دور ہے اسے یہ نزدیک دیکھتے ہیں
 آنکھوں یہ نکل کر دامن ہی دیکھتا ہے
 غفلت ہی کا ہی پردہ جو دیکھتے نہیں ہیں
 جس دم عجیب میرا نے پردہ ہو کر اُس دم
 وحدت سرور جاناں اُن کو کہاں میسر
 مطرب نہ چھپران کو جوش کا دل جاو گا —
 گزرا سال بہ مرے دستہ مگر نظر کر ۵۳۷
 موثر تری ہی دل میں نہیں نہ اُنم
 دیتا نہیں ہو فرصتِ تخریر دردِ دل
 یہ ویرت خیر شعاعِ غم کیا عجیب ہے اگر
 ہو خشک شکی سے برا مکان ہی نہیں
 جوشش کہاں نصیب کہ شیریں جوں —
 کب مجھے نامہ و پیغام سے وہ ذکر کر ۵۳۸
 زلف کچھ کو نکالا تو کیا تہی خط

جابل کہاں ہیں اب اُس پردہ نشیں کے پردے
 گلشن میں عکسِ گل سے ہر نہ نشیں کے پردے
 کیا آسماں کے پردے اور کیا زمین کے پردے
 جوں دور ہیں ہیں چشمِ باریک میں تھے پردے
 طفل ہر رشک بیٹھا کب آستین کے پردے
 منہ پر ہنس پڑے ہیں اُس چہرہ کے پردے
 اٹھ جائیں بے تحاشا عرشِ بریں کے پردے
 دل بہرے ہر بڑے ہیں جہ کیوں کفر و دیں کے پردے
 رکھتے ہیں سوز تیری سازِ خیز کے پردے
 جو روحِ جفا کسی پہ نہ بار دگر کرے
 یہ آہ گرم وہ ہے کہ تھنوں گھر کرے
 اس طفلِ اشک کو کوئی کہا نا کرے
 بیسٹن سینہ دل کو نہ تھک کرے
 آبِ خدنگ تر لب زخمِ جگر کرے
 رسوائے خاص و عام کر دے کرے
 جس سے یہ ہو نہیں سکتا کہ کبھی یاد کرے
 حق تری عمر و راز سے ستم ایجا کرے

تیرے آگے کوئی کیا نالہ و فیا کرے
 عشق گر عقوق می سی وشت مجھے آباد کرے
 کہ نفس سے مجھے صیاد نہ آزاد کرے
 ہر گل چین میں چاک ابھی پیرہن کرے
 جو خاک کو دہشت عبیر کفن کرے
 نزدیک ہے کہ رونق ہر انجمن کرے
 جو زلف کو مقابل مشک فتن کرے
 قصہ سخن ہزار و دو غنچہ دہن کرے
 گزرے ہم ایسے دیں سے خدا برہن کرے
 وابستہ پیرہن کو جو وہ گل بدن کرے
 دیوانہ ہوئے جو کوئی دیوانہ بن کرے
 یکے غم چاہیے کہ دوستی سخن کرے

راستی رضا پہ رہے اور آرا تم کچھ
 اس جنگ جو سے صلح کا پیغام کچھ
 یہ نقد حیاں ابھی مجھے انعام کچھ
 بے فائدہ کسی کو نہ بدنام کچھ
 چلے نکالیاں سے اپنے مہر انعام کچھ

داد دینی تو کسی کی بچھے منظور ہیں
 قیس کی طرح کروں دشت جنوں کو آباد
 اس گرفتار کو بے آرزو اتنی جوشش
 گر قصہ اپنے کفر کا دو غنچہ دہن کرے ۵۳۹
 تا حد سیر باغ دیباہ رسد نہ کرے
 نامہ شمع مجھ کو یہ سوز و گداز عشق
 جانے ہیں شاعری میں خطا اس کی شاعر
 رخصت نہ ایک حرف کے لئے تنگی دہا
 گر شیخ دین میں ہو سرستش تاں کی کفر
 عقدے رہیں نہ غنچہ و بلبل کے دہاں
 لے یا رقیہ ہو تری زنجیر زلف میں
 جوشش کرے جو اہل سخن کے سخن میں قفل

کسا فائدہ جو شکوہ ایام کیجیے ۵۴۰
 اپنی تو حار، بری نظر آتی نہیں مگر
 لے نامہ برج لائے ہیں جواب خط
 نے تم سے ہم ملے نہ کبھی ہم سخن ہوئے
 جوشش رہا نہ دہر میں کچھ لطف نہ کی

آئے کو بچے تک تک نہ رہا فی کچھے
 گو ہر دل کی کہاں تک پاسانی کچھے
 جی جس سے تیروں کی اُس کے سہانی کچھے
 انہی طساقست نہیں کہ مذکور جوانی کچھے
 پاس اُس کے بیٹھے اور شعر خوانی کچھے
 تعلق دل سے اٹھ جائے تو کیا آرام گزرتے
 دل و دیر سے اٹھایا اٹھانگہ نام سے گزرتے
 ہم ایسی صبح سے باز آئے ایسی شام سے گزرتے
 ہونے ناکلمے ہم اوصاف اب کلام گزرتے
 .. ہی اسلام ہی خوش تر اس اسلام سے گزرتے

ہم سے جو ہو سکا سہ کر گزرتے
 ایسی ہم زندگی سے در گزرتے
 گر مری ہو ہیں عمر بھر گزرتے
 اُس بگر کے سوا ابھر گزرتے
 اُس کی محفل میں اگر گزرتے
 دن جو کچھ تیرے دردست پر گزرتے
 دیدہ تیرے جدھر گزرتے

سیر اپنے عاشقوں کی جاں نشانی کچھے
 آب ہو نکلا ہی جالبہ مری کھوں کی ترا
 خون دل سخت جگر سب کچھ بیاں موجود ہے
 ہم کو پیری نے کیا یاں تک ضعیف نالوں
 زندگی سے ہی بہی نظروں سے خوش مجھے
 الم کیا کیا نہ ہم پر گردش ایم سے گزرتے
 وہ غارت گر نظر آتا نہیں جس کے یہی ہم نے
 نہ منہ اُس کا نظر آیا کبھی نے رلف اٹھائی
 نہ رونے کے رہے قابل نہ لائق آد کرنے کے
 غدا و نبض جو کچھ کفر سے آگے صبح

عشق میں جان ہی سے در گزرتے
 یار بن لطف کیا ہے جتنے کا
 مستم جانتا ہوں روتے کو
 تشنہ خون ہے خزانہ اُس کے
 کہو میری طرف سے فاصد ن
 کسی دشمن کو بھی نہ روزی ہو
 ہم نے دو یا بہا دیے خوش

جس سہ زین پر کہ دو سر درواں چلے ۵۴۴
دے گا یاں شمع نے گل گیرے کہا
چل نکلا طفل اشک کہہ کر یہ لخت دل
کروٹ بھی مارے ضعف کے لینا محال ہے
دل کی شکستگی کی نہ کھنکھ کر ہو سکی
طفل ہر شک و لخت بگر خون دل بھی —

اور دل کی سننے پانے نہ اپنی سنا چلے ۵۴۵
تنہا عہد میں رہنے کا ہوئے گا اتفاق
مشکل جواب دم میں ہے اس شکستگی
پر وہیں جو دیکھے ملک تو رکاوٹ کے جھوکے
جوشش ہی کچھ نہ زخمی تیغ نگر ہوا —

لئے دو چار باتیں دل آزار کر چلے ۵۴۶
گر ہے یہ فطریہ لعل تو یہ شیخ و برہمن
عشق مسکراتے تجھے دیکھ مر گئے
لے گور میں چلے دل نالاب کو ہم سگر
زلغوں کو منہ پہ کھول کے خیمت ہزار
یوں تو لڑائیں انکھڑیاں غیر دل ہی مگر

قمری وفاختہ ہی کے سائے میں اچلے
پھوٹے کسی کا ہاتھ کسی کی زباں چلے
میں بھی رکاب میں ہونے ہی تو جہاں چلے
طاقت کہاں ہو اتنی کہ یہ ناتواں چلے
بس دیکھتے ہی اس کو ادیشہ گراں چلے
آپس میں مل کے پوچھ تو جوش کہاں چلے

کیا آئے اس جہان میں ہم اور کیا چلے
اک دل رینق تھا سوئے بھی گنوا چلے
اس بکس بے کنار میں جو سراٹھا چلے
چسپاں میں مانتا کی منہ کو چھپا چلے
جھنسنے تھے اس کے سامنے تلوار کھا چلے
کیا خوب تم عیادت بیمار کر چلے

کوئی دن میں ترک سجدہ زنا کر چلے
حق نمک ادا یہ نمک خوار کر چلے
آہ و فغاں سے خلق کو پسرا کر چلے
دام بلا میں ہم کو گرفتار کر چلے
میسرے جگر میں تیر ہی تم مار کر چلے

کہتے ہی اُس کے عشق سے انکار کر چلے
 یہ کیا ہے اے قبیہ کہ انکار کر چلے
 کوئی دُم میں پاس ہم بھی سفر یار کر چلے
 صد شکر ہے کہ آخری دیدار کر چلے
 عاشق گلوں کو جوں گل خورشید کر چلے
 عالم کی دید سے اسے نوید کر چلے
 کوئی دن میں شیخ مستوں کی تقلید کر چلے
 جو کوئی لے چلا تھایاں سے ہم لیکر چلے
 کوئی دُم اس دار فنا بیٹھے دم لیکر چلے
 چشم زائے تھے ہم اور چشم نم لے کر چلے
 دوشِ دل پر آہ کا جو کوئی علم لے کر چلے
 بدگماں ایسے ہوئے جو تم قسم لے کر چلے
 اُس کے ہاتھ آپ یکے جس کے خریدار ہو
 حلقہ زلف میں ہم جیسے گرفتار ہوئے
 قابلِ قتل ہوئے ایسے گنہگار ہوئے
 تھے غرض جس طرح دارِ مریاں ہوئے
 اک طرح دارِ ہی تھے اور طرح دارِ ہوئے

کھینچی نہیں ہے اس نے بھی تیغ اتھاں
 حاضر ہوں بندگی میں ذرا پھر کھڑی تو ہو
 اگتا ہٹ آنی کیا ہو ابھی گھر کو جایو
 جوشن اگرچہ نزع میں آیا دو بے وفا —
 گلزار کو جو ہر دشان دید کر چلے ۵۳۷
 آنکھیں دکھا کے تم چلے نرگس کو باغ
 ہے دور دور چشم سیمت کا تری —
 حسرت دور دوالم اندوہ دم لے کر چلے ۵۳۸
 تھی بہت راہ عدم دور دراز اس واسطے
 عیش و عشرت کا نہ مینہ دیکھا اس اندر میں
 عشق میں کہلائی گا سا لار فوج غم وہی
 تم نے وفات مانگی جوشن چپ ہاتھ لے —
 کشور عشق میں رسوا مہر بانا ہوئے ۵۳۹
 طوق و زنجیر سے رہتا ہے سر و کار ہیں
 واسے قسمت کر اسے ایک نظر دیکھتے ہی
 سینہ صافی میں ہوں شہو میں آئینہ صفت
 خط کے آنے سے میاں ہوتے ہو مجھ کو عیش

دور کر اس دل آزار طلب کو جوشش — یہ دل آزار تری شکل سے بیزار ہوئے
 آہ صبح شعور شام ہوئی — ۵۵۰ عین غفلت ہی میں تمام ہوئی
 کھینچ مت بھینچ میری گراں — یا رہیں نہ کی اب تمام ہوئی
 رات نامے نے یہ بچائی دھوم — ہم سدا ہم سدا کی حرام ہوئی
 آہ اس سے کدے میں رسائی — سے الفت نہ صرف جام ہوئی
 روز ستے تھے اب دوبارہ کہا — نوبت نامہ دو پیام ہوئی
 جب کیا کف کیش کا فر کیش — بارے تب اس سے رام رام ہوئی
 ہم نے سر کو مجھ کا دیا جوشش — ۵۵۱ تسخ جب اس کی بے نیام ہوئی
 لب جو تم جو بے حجاب ہوئے — سارے گرد اب آفتاب ہوئے
 دیکھ بھی تم کس ادھر اوجھانہ خراب — ہم نہرے واسطے خراب ہوئے
 ہو سکے گھونٹ کیوں نہ گھونٹیں ہم — تم تو غیروں سے ہم شراب ہوئے
 رات غیروں کے سامنے دیکھا — عشوے کیا کیا ہر نقاب ہوئے
 ہم ہیں اب اور بھر کی راتیں — وصل کے دن خیال و خواب ہوئے
 گالیوں نے حساب بے بنو لگے — آج تم برسبر حساب ہوئے
 دیکھ اس آفتاب کی صورت — مضطرب آہ جوں مراب ہوئے
 اسی ترسانے کا بندہ ہوں — جس کے دیوانے شیخ و شاب ہوئے
 اس کے ہونٹوں کی بات کیا جوشش — ہم سے ناکام کامیاب ہوئے

یادیں اس لب کی جب گریاں ہو ۵۵۲
 دی پریشانی فلک نے غم ساں
 دیدہ تر چشمہ جواں ہوئے
 آتش دل وہ ہر جس سے مثل موم
 تنگ دل ہم سے جو کم خیاں ہو
 خون دل نخت جگر تھا ماحصر
 تنگ آیا جس کے ہم جہاں ہو
 جن کی خاطر میں نہ تھی غور پری —
 تیری زلفوں کے بلا گرداں ہو

مشتاق میں بھی ہوں یہ دل میسر ابھی ۵۵۳
 ہم وہ نساہہ ہیں کہ نہ ہوئے کبھی بلند
 منہ دیکھتا ہے کیا کوئی تلواریں مار بھی
 ہر چہ وصل میں تو ہزاروں ہی لطف لیا
 ہم راہ گرد باد ہمسار اعتبار بھی
 شرمندہ چشم تر سے نہیں صرف جو بیار
 لیکن رکھے ہے زور مرزا انتظار بھی
 ببل گلوں ہی سے نہیں نالائچہ کے بیچ
 ہے غرق آب شرم میں ابر بار بھی
 لے خضر اپنی عمر پہنازاں نہ ہو جو جو
 پہلو میں اس غریب کے چھتے تیرا بھی
 تو نے دیا دل اس کو لے دیوئے کیا کیا
 دیکھی کسی کی عمر یہاں پایدار بھی
 جو شمش کے اشک گرم سے ہر تہہ شکوہ مند —
 دیتا ہے دل کسی کو کوئی ہوشیار بھی
 دل بھی جگر بھی اور مرزا اشک بار بھی
 غیروں پہ لطف ہے ترا بلکہ کرم بھی ۵۵۴
 یار اک نگہ لطف کے مشتاق ہیں ہم بھی
 دیکھیں گے ان آنکھوں کو بھی اس قدم بھی
 چوں نقش قدم تو ہوئے پا مال حلاوت
 بالافرض اگر ہم نے کیا طوف حرم بھی
 اس دل سے تو جانے کی نہیں دیر کی لغت
 خداں ہے ادھر برق اودھار برہو گریاں

دل اور جگر پر گئے جوں اٹک کے ہمراہ
 اس کے لبے گوں کا لکھوں تو جوشن —
 ۵۵۵ رنگ کلفت سے جو ز صرت پہ
 غیر کو تودہ اٹھا دیتا نہیں
 عشق میں کیوں چھوڑے نفس
 شکوہ ایثار سے کیا فائدہ
 چلے ملک دشت و بیاباں کی طر
 جو چکی فکر غزل تو انصرا م —
 ۵۵۶

دامان دل سے گرد غلق کو بھاڑے
 ممکن نہیں کہ دیکھے روئے گفتگی
 جو کچھ کہتا آئے اڑا دیکھے اُسے
 بستی میں دل کی حرص وہ کافیا ہے
 جوشن کوئی ہزار کرے یا مخالفت —
 ۵۵۷ کوئے بستاں میں یار و اگر جانے پائے
 مجھ کو سنا سنا کے وہ کہتا ہی غیر
 ہے مجھ سے یار دیدہ و دانستہ مخرب
 کتنا ہوں درد دل تو وہ کہتا ہے کیا مجھے
 ۵۵۸ جوں سرو پاؤں باغِ تجرد میں بگاڑے
 جب تک بہ رنگِ عجز گریبان بھاڑے
 قاروں کی طرح مالِ زمیں میں بگاڑے
 توفیق ہو رفیق تو اس کو بگاڑے
 اپنی طرف سے تو نہ کسی سے بگاڑے
 ایسے ہی جا بیٹے کہ کبھی پھر نہ آئے
 ۵۵۹ اس تیغ کو کسی پہ کبھی آزمایے
 روٹھا جو کوئی ہوئے تو اُس کو مٹایے
 چپ رہیے بس زیادہ نہ باتیں ثانیے

جور و جفاے یار سے جی جائے یار ہے
 بے یار سے کسی کی نہ تکلیف دو مجھے
 رزاق دے ہی رہتا ہے کھاؤ کو ہر طرح
 بوشش وہ تیغ کھینچ کے آیا ہے سامنے —

مزانو بہت ہے جو مر جائے ۵۵۸
 قتل تو کرتا نہیں وہ کس طرح
 جی نہیں لگتا چمن دہر میں
 کیا لکھوں طاقت نہیں فرمانہ بر
 آئے ہو گریاں تلک لے مہرباں
 سوے حرم یا طربت کدہ ۵۵۹
 دونوں جگہ جلوہ گہوار ہے

سحر کا وقت ہے اور پی چکا ہو جام کئی ۵۵۹
 گل اور لالہ و سر و صندور و شمشاد
 میں کیا کہوں تری تیغ نگہ کی خوں ریزی
 ادھر سے عیشوہ و عمنہ ادھر تو ناز و داد
 نہ مار لاف خرام لے نہ دوس کے حضور
 پھر نہ ایک بھی جیتا نکلی سے قاتل کی

حرب شکایت اپنی زباں پر نہ لائیے
 لازم ہے کیا کہ زہر کا پیالہ پلائیے
 کس کس کے آگے اتنے لیے سر ہکا جائے
 کس زندگی کے واسطے اب جی چھپائیے

جی سے کسی کے نہ اتر جائے
 اس کے گنہ گار ٹھہر جائے
 کیجیے کیا آہ کدھر جائے
 مرنے ہی کی لے کے خبر جائے
 بیٹھیں کوئی دم تو ٹھہر جائے
 الغرض اسے شلخ جھڑ جائے
 خواہ ادھر خواہ ادھر جائے

ابھی نہ گھسے نکل ہیں خدا کے کام کئی
 ترے علاموں میں نامی ہیں یہ علام کئی
 کئی سسکتے ہیں اور ہو گئے تمام کئی
 کھڑے ہیں آگے تے بہرا ہتمام کئی
 خجل ہوئے ہیں یہاں تجھ سے خوش خرام کئی
 گئے ہیں لے کے مرا نامہ و پیام کئی

کچھ ایک مجنوں ہو فرادو اہق دوشش — دو آنے پن میں نکالے ہوئے ہیں نام کئی
 مردم پیش نہ کہ یہ کر گئے وہ کر گئے ۵۶۰ آئے اس دنیا میں اور دوجا دن رہ کر
 کل سر باز را یسے روئے اس کی یاد میں — دل جگر دونوں گلی میں یار کی بہ کر گئے
 تیرمی العنت کی بدولت اس خراب آباد — جو جو سہنے کی نہ تھیں باتیں وہم سہہ کر
 جی رہے یا جائے بن جائے رہا جانا میں — جب گئے اس تیغ کے آگے یہی کہہ کر گئے
 عالمان دہر جو شش مدرے میں غش گئے — آنے کو آئے اکت اپیں اپنی سفت کر گئے
 روٹھ مت چل یا موسم روٹھ چلنے کے گئے ۵۶۱ مت بدل تیور کہ دن تیور بدلنے کے گئے
 سوکھ ہی جانا ترا بہتر تھاے نخل مراد — پھوسنے کے موسم ادرا یا م پھلنے کے گئے
 نیرکا باجائے کیوں کر اس کی بزم عیش میں — جب گئے ہم شمع ساں مشتاق چلنے کے گئے
 نے رہا ساقی نہ مطرب رہا چنگ رباب — دے جو تھی اسباب اپنے دل بٹلنے کے گئے
 اس تشو سے جو ہیں مری آنکھ لڑ گئی ۵۶۲ اس دل سے اور عقل سے وہیں بڑا گئی
 کیا کیسے تیرے ہاتھوں سے اور دست برداشت — اس دل کی بستی بات کے کہتے اطر گئی
 تیرا تو قول تھا کہ نہ ہوئے گی یہ تمام — اے ساقی دو ہی گھونٹ میں بس بٹا گئی
 جو شش کھا میں اس کو سیفنے پر اس طرح — گو یا کہ بھولی تھی یہ غنڈل یاد بٹ گئی
 ہر چند دیکھے چشم ترا انگشت کے تلے ۵۶۳ بے طفل اشک کو سفر انگشت کے تلے
 مت ناز سے لبوں کو دھر انگشت کے تلے — خگر کوئی رکھے ہے سر انگشت کے تلے
 کس طرح سے دوبا دیہ ہوا ہے جڑوں — ہوں سو سو فاحش کی ہر انگشت کے تلے

کوئی دل آگیا مگر انگشت کے تلے
 رکھتے وہ نصیب میری گرا انگشت کے تلے
 دیکھو قلم کو ہے منفرد انگشت کے تلے
 بے آب ہوئے کب گرا انگشت کے تلے
 مل ڈالے سنگ کو بھی دھرا انگشت کے تلے
 لیاک ہے دو چار دن جو گل قرار دوستی ۵۶۴
 اٹھ گیا ایسا جہاں سے امتیاز دوستی
 آہ اک سینے میں رہ گئی یادگار دوستی
 ہے ابھیں پھولوں سے آب درنگ باغ دوستی ۵۶۵
 یا رکافر ہوں اگر اب ہو دباغ دوستی
 کب مجھے باد مخالف سے چراغ دوستی
 شوق کی مے سے لبالب تھا باغ دوستی
 پیچھے کیا خاک لے جو شش سربلغ دوستی
 لے دو انے یہ کیا کیا تو نے
 مار ڈالا بھلا کیا تو نے
 نہ سنا ماجرا مرا تو نے
 کس سے سیکھی ہے یہ جفا تو نے

شلنے نے ہاتھ کھینچا ہے جو زلف یا ہے
 پڑ جائیں انگلیوں میں پھینچے لطیف کے
 اہل رقص کو چین نہیں ہے کسی جگہ
 انگشت دخل رکھ مرے ہر حرف پر حسود
 جوشش دل اس کے ہاتھ پڑا ہر جوشش موم
 گو کہ اس باغ جہاں میں ہو بہار دوستی ۵۶۶
 شمع پروانے سے بظن بدگمان بلبل سے گل
 اب نہ شو جڑوں جو شش رہا ہے نے وغثنیٰ —
 روتے روتے سڑ نہ جائیں لے داغ دوستی ۵۶۷
 دوستی نے میری اک عالم کو دشمن کر دیا
 ناصحوں کی باد پیمائی سے الفت کم نہ ہو
 تھے عجب ایام جو ہم اور تو ہم نرم تھے
 دوستی نایاب ہے عالم میں عفا کی طرح —
 اس جفا جو کو دل دیا تو نے ۵۶۸
 درد سر سے جہاں کے چھوٹے
 کہتے کہتے زباں تھکی لیکن
 منہ پہ حرف دفن نہیں لاتا

قصتہ درد کو مرے سچ کہہ
 نہ سنا رات یا سنا تو نے
 راز دل کیوں چھپا لے بخش --
 مجھ کو سمجھا نہ آشنا تو نے
 اے عشق مجھے خواہ کیا کیا تو نے ۵۶۷
 جو راز کہ سوہرے میں داسک چھپا
 رکھ کر مجھے محسوس ملاقات سے اپنی
 اے عشق کے مشابہ زمر و طائر کو
 جو شش کو جو رکھ باز طلب گاریں سے --
 جواب آسا جو دیکھا روستی میں ورنے ۵۶۸
 دل صد جاگ میرا کیوں نہ ہو زمر گل خدا
 اگر اورچ آرزو ہے مشق وضع لا ابالی کر
 خفا تھا وہ بت بے رحم درد آئینہ ناؤں سے
 حرلیت اس ترک کا ہو بیکر کس ہوا بس خوش --
 کنا رہیاں کیا ہے جس کے تیرے نشانے نے
 بادہ پی بادہ ہم غصہ دیریں لے جائے ۵۶۹
 نقد جہاں کو جو تری کا کل مشکیں لے جائے
 فرس رہ دیدہ عشاق ہے اس تک صفا
 عوض بوسہ اگر چاہے ابھی دیتا ہوں
 نقد جان قصہ باز از محبت میں تے
 رسوا سہ بازار کیا کیا تو نے
 اس راز کو اظہار کیا کیا تو نے
 منت کس اغیار کیا کیا تو نے
 چنگل ہی میں مردار کیا کیا تو نے
 دنیا کا طلب گار کیا کیا تو نے
 پلک کے مارنے کی بھی دی فرصت زمانے
 نمک چھڑکا ہے زخموں پر کسی کے مسکرانے
 بگوئے کو کیا ہے سرکش اتنا خاک اڑانے نے
 جگایا رات اس کو صبح تک میرے زمانے
 حسد و بغض و عناد و غصہ کیں لے جائے
 زلف سرکش سے بھی کہہ دو کہ دل دیں لے جائے
 کوئی آئین نہیں نامہ کس آئیں لے جائے
 دین و ایمان و دل و جان دو بے دیں لے جائے
 دست رنگین لے یا سادہ سیس لے جائے

آہ کیا طالع برگشتہ سکارِ دل ہے
 شکرِ زلف نہ لے ابرو سے چسپے جائے
 برگ گل کو دے حجالت کفکاپس کی
 پتھر کے دامن میں ابھی شوق سے گل میں لے جائے
 پھیکا دہن باغ میں گردل کے گل کے گل کو
 باغ شوق سے لب ریز ہے یہ ساغرِ دل
 سرخوشی بخشنے اُن آنکھوں کا تصورِ جوش
 تلخ کامی مری یاد لب نوشیں لے جائے
 زورِ عالم رکھے ہے بے ہوشی
 چھوڑیے کس طرح سے نئے نکاح
 اک نظر اُس کو دیکھنے پائیں
 گو میسر نہ ہو ہم آغوشی
 زلف کرتی ہے تجھ سے سرگوشی
 قید کرنا کسی کو ہے منظور
 کیا کموں اپنی حسانہ بردوشی
 ہوں میں گشتِ ریشل رنگِ رُدا
 ہم نے کی اختیاری خاموشی
 وصف میں اُس نے ہر کج جو شش
 تیرے دیوانے بیابانِ عدم کو چلے ہے
 ایسی کوئی بہتی نہ دیکھی ہم نے اس دل کے سوا
 آج جو اوجڑ ہو تیرے ہاتھ سے اور کل ہے
 رات دن لے شوخ جس دل میں اچھلے ہے
 کل کہاں اُس دل کو جس دل میں تیرے کل ہے
 گونہ پھولوں سے ترا پیسرا ہن ملے ہے
 آسمان چرب طرح سے رات کو بادل ہے
 دانتوں میں ستی برابرے آنکھوں میں کاجل ہے
 کیوں نہ دیوانہ ہوں جو شش دیکھ لے جس شوخ

تا صبح جو اے دل نہ ترے ساتھ گزرتی ۵۷۲ کیا جائے کس طرح سے کل بات گزرتی
 بے تابی دل چین نہ دیتی مجھے اے سر کل توجہ نہ ہوتا عجب اذقات گزرتی
 نے جام نہ شیشہ ہے نہ مطرب نے نہ ہو یہ ہوتے تو کس خوبی سے برسات گزرتی
 میں کاٹ کے رکھ دیتا زباں کو تری کنگے شکوے کی زباں پر جو کوئی بات گزرتی
 اُس چشم سہیت کو گرد بچھتا ادا ہد بھر عمر تری سوے خرابات گزرتی
 اے شیخ جو تو دیکھتا اُس آفت جاں کو نت مانگتے ہی تجھ کو ہٹاھا گزرتی
 گر تو شبِ تنہائی میں ہوتا نہ ادا خوش بے حرف و حکا بات ہی اے یاد گزرتی
 اُس نے جس دم مجھ سے بے تقصیر کے ٹکڑے ۵۷۳ دو ہیں ہو کر مفضل شمشیر کے ٹکڑے کیے
 پر ترے کاغذ کے جہاں دیکھو اکھیں ناموں کے اُس نے اتنے میری ناک چہرے ٹکڑے کیے
 اُس کی زلفوں کا دوانا یہ دل دیوانہ تھا ناصحا اس واسطے زنجیر کے ٹکڑے کیے
 صاف جب دل سے نہ نکلا اُس کماں لڑکا نیز پھیکا کر تیر و کماں زنجیر کے ٹکڑے کیے
 زلف و ابرو کو نہ تک دیکھا تھا یہ تقصیر تیری بانڈھ کر اس واجب التقیر کے ٹکڑے کیے
 کھینچ کر تصویر میری دی مصور نے اُسے آہ جھنجھلا کر مری تصویر کے ٹکڑے کیے
 سلسلے میں اُس کی زلفوں کے ہو جا کر مرید شیخ جی نے تاج اپنے پیر کے ٹکڑے کیے
 قتل گہر میں بیکہ کر خوش کو کہتی ہو نعلین — اے کس نے ایسے خوش تقریر کے ٹکڑے کیے
 آرزو ہستی ہو ہو اے دل کس لیے ۵۷۴ دور کر جانے بھی ہے یہ فکر باطل کس لیے
 دی ہو دھوئی اب در دل پر جو ہونی ہو کو چہ دیا زار ہوتے پھر یہ سائل کس لیے

ہم کتنا اس سے غریب بکرافت ہو گئے
 ہم اٹھائیں منت آغوش ساحل کس لیے
 بیتہ رازی دل کو جو لے سالکانِ عشق
 ہیں مقامات اس قدر منزل بہ منزل کس لیے
 بیٹھ رہ کچ فضاغت میں خموشی کر شمار —
 دل جلی ہوتی پھسکے ہے شمع محفل کس لیے
 گزرتے دور... رکھنا تھا خوشش عشق میں —
 بجت نے سوچا تھا ایسا کام شکل کس لیے
 خفگی اس سے دریاں آئے ۵۵
 سو زبش دل اگر بیان کروں
 مجھ کو وہ دن خزانہ دکھلائے
 جو رہے یاد میں ترے لب کی
 ابھی میسری زبان جیل جلائے
 قتل میسر آتا چاہتے ہیں بھی
 زندگی کا مزہ وہی پائے
 روکھ بیٹھا ہے مجھ سے وہ خوش ق
 کاش اس کے بھی جی میں جائے
 آہ کیا وہ غریب مر جائے
 کوئی جا کر اُسے یہ سمجھائے
 آہ زوہی میں سے ملنے کی —
 اُس بار جفا جو نے ہو کیا وضع نکالی ۵۶
 بھاتی جو بھراے ہو تو یہ آؤ جی میں
 ہر بات میں ہیں جھڑکیاں ہر بات میں گالی
 اُس کے غم دوری سے ہم آغوش ہوں جسے
 کوہے میں ترے بیٹھ کے دل کیجھے خالی
 شاکہ نہ ہوئے دل پر درد سے خوش —
 روئیں ہیں مرے حال پہ تصویر نہالی
 ہے جی میں تجھ بغیر کبھی لب نہ کھولے ۵۷
 وہ دل بھی کوئی دل ہے جو ہو در سے خالی
 تیرے ہی پاس بیٹھے تجھ سے ہی بولے
 لے چیلو راہ عشق میں ایسے ناتوان کو
 اے عقل اختیار کی تمک کوی لے
 دل کو مرے جلائے ہے کیوں اس فراق
 مجھ سے تو انتقام جو لینے تھے سو لے

خمشیر زنگ خوردہ جو ہواں کو رویے
دل کھول کر چمن میں کبھی ہم نہ رویے
الطاف سے تمک اپنے ہی ط کو ٹویے
یہ عزرائیل ... میری جان بے نکلی
مجھے دشت تری در سے بایں عنوان بے نکلی
ہدم سے شمع سب جلنے ہی کا سامان بے نکلی
تری توارے ظالم یہ کیا طوفان بے نکلی
مجھے بھی ساتھ اپنے آہ یہ نادان بے نکلی
مگر چوری سے یہ شہرت مرا دیوان بے نکلی
ہمارے قتل پر یک دم کماں برد کر باندھے
ہیں کس واسطے سر کو کوئی بے در و سر باندھے
نہ تجھ سا کوئی نہٹ کھٹ ہو حقیقت کی نظر باندھے
صبا بیل سے کہہ اس باغ سے رخت سفر باندھے
پہ جی ڈرتا ہے مجھ جھلا کر کہیں اس کے نہ پر باندھے
کہ ہے اہل نظر کو کا نچھ یہ عمل و گہر باندھے
نہ چھوڑوں دیکھنا اس کا اگر مار جو کر باندھے
نہ باندھی جاؤ گروہ شام سے لے تا بحر باندھے

تیری بھویں غضب میں بناوٹ ان کو کیا
اے رخصت بہار یہ حسرت ہی رہ گئی
جوشن سے پوچھتے ہو بحث لطف صل کا
جس گرسے آہ اُس کے تیر کا پریشان نے نکلی ۵۷
گریباں چاک سر پر خاک آنکھوں میں بھرا آنسو
نہ اُس سے اٹھ سکا جب بوجھ بابائے نعم کا
نکلے ہی ڈبایا بحر خوں میں ایک عالم کو
گلی سے اُس کی جب گھبرا کے باندھا دشت
کسی کو گہر دیے س نے نہ اپنی شہزادی جوشن —
نہ بر بھی ہاتھ میں لیوے نہ شمشیر و سپر باندھے ۵۸
وہ باندھے شیخ عمامہ ہے سرور دنیا ہو
کسی کو بھی نہ سوجھی کل کے مجمع میں تیری جھل
جلے گا آتش گل سے یہ خارا آشتیاں تیرا
خط شوق اُس کو لکھ کر باندھوں ہاں کہ تو پر
یہ چشم کم سے دیکھو شک کو اوڑں کے گڑوں کو
میں کشتہ اُس کی ابرو کا ہوں در کا کل کا دیوانہ
درازی اُس کی زلفوں کی بیاں کیا کچھ جوشن —

پہچن میں صبح دم اُس یار نے بند بٹا کھولے
 چھٹکے گز صورا سرائیل بر پاشور محشر ہو
 گر غنچوں کے دل کی کس طرح باد صبا کھولے
 بر زبک غنچہ عجوبی تری بھاتی ہے گلشن میں
 جو دیکھے خواب میں تجھ کو وہ آنکھیں اپنی کیا کھولے
 جو دست نارسا رکھے ہیں بندہ جائیں گے دریا پلو

لب خاموش تیرا جلوں سے وائیں ہوتا
 مرے تو ناخن تیرے فرسودہ ہوئے یارو
 نہ پھر شانے سے مشاطہ تری زلف رسا کھولے
 مگر ہے خون دل نخت جگر سے نہ یہ تیو خوش
 یہ نفل ابجدی ہے اس کو تو حرف آشنا کھولے
 گرہ پر ہے گرہ دل میں ٹہری اس کو خدا کھولے
 وہ آنکھیں بند کر لیوے جو کوئی منہ رکھے
 بیٹھا ہوں میں کب تک یاں سے خدا اٹھائے

۵۸۱
 ایسا نہ ہو مجھے کوئی روج نہ اٹھائے
 آکھوں میں وہ پھر ہے اور آکھیں ہندگی ہیں
 طاقت کہاں کہ یارب دست دعا اٹھائے
 مطلب کوئے طلب یہ بیمار تیرا پہنچے
 منہ سے تعاب اُس کے گڑبگ صبا اٹھائے
 گل خستہ حال ہو اور اسفختہ حال لب لب

تہنائی کا مزہ بھی جوشش غیب مزہ ہے —

۵۸۲
 نہیں نامے کو تا اگر دوں رسائی

پھر تیرے گے خوب رویوں ہی کے در پر

مرا دل توڑ کر او دل شکن تو

خفا ہوتا ہے وہ نام و نسا سے

نہ ہوگا ہم سے ترک عشق جوشش —

ہفت تک پہنچے کب تیر ہوا
 اگر قسمت میں اپنی ہے گدا
 پھر ہے ڈھونڈتا اب معیانی
 کہاں تک کیسے اُس کی برونائی
 کرے مطعون گو ساری خدائی

دیکھ سکتا گز فلک سب یار ہستے بولتے ۲۵
 ہے کسی کی چشم گو یا در لب خنداں کی یاد
 آہ کیا ہوتا جو ہم اور تو گل و بلبل کی طرح
 زخم کاری کی طرح سے نیم بجل کا ترے
 پر لے دے نہیں گئے سب تجھ کو آؤ نہ ہو
 خند جام شراب و قلقل مینا کو دیکھ
 بولتی ہے رات بولے صبح ہستی پر ہستے
 خوش قدان کل دامن کہسا میں جو جس کے ساتھ ق
 ایک ہم روتے تھے اور سرتائے تھے سنگٹ
 دامن وصل دوست طلب دور تا بہ کے ۳۴
 مہار کا رخسار نہ ازلح ہو جیے
 آئینہ وار سامنے اُس کے رہا کروں
 ہر دم خیال پروردہ درمی ہو مشرک
 ہر آن نفس شوم سے بچے جنگ دیکھیے
 جوشش خوش در دوالم کا بیان نہ کر
 ہے فات اُس کی جسم کی تعمیر میں بھی ۳۵
 یاں جو غسل ہے اُس کی مکافات ساتھ

پاس میرے بیٹھتے اک بار ہستے بولتے
 جان دیوے کیوں نہ یہ میرا ہستے بولتے
 باہم اے رشاک گل و گلزار ہستے بولتے
 کام آخہ ہو گیا خون خوار ہستے بولتے
 کھینچتا ہے کوئی بھی تلوار ہستے بولتے
 مے کدو میں رہتے ہیں دو چار ہستے بولتے
 اپنی تو ہے موت بے دل دار ہستے بولتے
 پھرتے تھے جوں کبک خوش فترا ہستے بولتے
 لگ گئی تھی چپکی تجھ بن یار ہستے بولتے
 ہم سے گریز بے ست مغرور تا بہ کے
 رہے بناے جسم کے مزدور تا بہ کے
 ہوئے گا یا اتنی یہ مقدر تا بہ کے
 رکھے گار از عشق کو مستور تا بہ کے
 ہوتا ہوں میں مظفر و منصور تا بہ کے
 کوئی نے یہ قصہ مشہور تا بہ کے
 صورت میں چھی
 نغمہ یہ ہے ہر ایک کی تفصیل چھی

کل میکس اُس کے چاہ کی تقریب آگئی
 اے یار اپنی سنگ دلی پر نہ بھولیو
 مجنوں کا نام کوئی نہ لیتا پر کیا کڑوں
 بے تاب ہو کے تاب سے اس آفتاب کی
 طہک کھینچ کر نیم سے تو کر لے انتہاں —
 پاس کس کے بچھ کو دیکھا یا رٹھتے بیٹھتے
 گھر کیا ہو آہ جس کے دل میں دردِ عشق نے
 طہنے کی طاقت نہیں ہر چند مارے ضعف کے
 پائے گلن تیری بو آئی جو بیٹھے کوئی دم
 جی میں آئے بیٹھا یا رٹھ کوئی تڑا مان نہیں
 قتل غیروں کو اگر کرنا نہ پائے رو بہ رو
 صبح سے تا صبح زاہد تو جو پڑھتا ہے سزا
 آشنا تعظیم سے جوشش اگر ہو تا قریب —

چیف اُس کے نہ کان نکات پہنچی
 آہ لے آسمان نکات پہنچی
 کیا کسی ہمسرہ بان نکات پہنچی
 نہ ترے آستان ملک پہنچی

نوبت اپنی نوجوان تک پہنچی
 دل کے ٹکڑے ہیں یہ ستارے نہ ہلے
 ہے وہ آرزوہ بات شکوہ کی
 مفت فرسودہ ہوئی یہ پیشانی

دوستی امتحان تک پہنچی
حسن کے درد مان تک پہنچی
نوبت اس ناتوان تک پہنچی
کار و آاستخوان تک پہنچی
عندلیب آستان تک پہنچی
یتیم اس کی جو سان تک پہنچی
کب شکایت زبان تک پہنچی

مرگ ہے بے یار دے زندگی ۵۸۸
ہے انھوں کی نالہ نے زندگی
کے لیے اس طرح تاکے زندگی
کیا کہیں ہے کون سی شے زندگی
۵۸۹ ہر دل تو ہے وہی اسے پہچان لیجیے
سینے بھاری بات کو اور مان لیجیے
اے چرخ کس لیے ترا احسان لیجیے
لینے کا اس کے رکھے نارمان لیجیے
جی چاہتا ہے راہ بیان لیجیے
کرنا ہوں میں نیا زدل و جان لیجیے

دشمنی مجھ سے قری تیغ نے کی
آتش عشق نے جو سر کھینچا
بار غم جب کسی سے اٹھ نہ سکا
تیسرے مفضل کا ہے کام تمام
آتش گل سے جلتی مثل شہ
کوئی سرگشتہ یاد آ ہی گیا
دیکھتے اس کو مجھ سے جوشش

عیش و عشرت ہی میں کچھ ہزندی ۵۸۸
جو ترے کشتے ہیں اے مطرب سپر
نے ہوانے ابر نے ساقی نہ ہے
مرگے جوشش اسی دریافت ہیں
کیا بد گمانیاں ہیں میری جان لیجیے
ہم سے تو یکبھی نہیں ہونے کا ہاتھ
نے عیش کی طلب ہے نہ عشرت کی آڑ
گر حکم ہو تو کاٹ کے سر آگے لا رکھوں
آیا ہوں تنگ شہر میں وحشت کے آگے
گرا امتحان عشق ہو منظور تو ابھی

منہ دیکھ لو خطوں کا یہی آئے ہے خیال — دے کر کے نقد جان یہ تیراں لیجے
 مجھے اس سیم تن سے ان لوں صحبت نہیں ہتی ۵۹۰ یہ سچ ہے اہل دولت کی سدا دولت نہیں ہتی
 زباں برائے میری کس طرح سے حرف سکو کا مجھے جب دیکھتا ہوں میں مجھے طاقت نہیں ہتی
 جو کچھ گزرتے ہو مجھ پر خبریں لکھنا اے لیکن اس اشک آہ سے قاصد بھی گزرت نہیں ہتی
 خدا کے واسطے محبوب مت ہو تو قیہوں میں تیری اس چشم پوشی میں مری عزت نہیں ہتی
 دو دن ہے کون سا جن دن نہیں آہوں مجھ میں و شب سے کون سی جس شب مجھے رقت نہیں ہتی
 کروں کس طرح سے ای بار کچھ سے عرض حال اپنا یہاں تو دیکھتا ہوں میں کبھی حلویت نہیں ہتی
 نہ ہذا مالمب دولت کبھی خوش قسمتے ہیں — جو کچھ افلاس میں بہت ہے وہ بہت نہیں ہتی
 حشر تک کوئی صبح دشام سے ۵۹۱ سرگزشت اپنی کب تمام سے
 یہ مری آہ آتیش وہ ہے عرق آتا ہے جس کا نام سے
 غیر دشنام کچھ جواب نہ دے یا جس سے مراسلا م سے
 بس زباں کو سنبھالے جعفر گالیاں کب تملک غلام سے
 اس کا منہ پھر نہ دیکھے وہ بے حم جس کے منہ سے ہمارا نام سے
 سخن درد دل میں رکھ خوش — لطف کیا ہے کہ ہر کلام سے
 غلط ہے یہ کہ یہ ارض و سماں جل جائے ۵۹۲ ہماری آہ کے شعلے سے کیسا دہل جائے
 جب اس کو غیر سے یہ گرم جو شیاں ہیں ہمارا جی کہ جو جل جائے یا نہ جل جائے
 جلے جلے کے تو مشہد پہ تو کرے ہے گزر پہ دیکھو کہیں دامن ترا نہ جل جائے

یہ دُخس کیا ہے کہ بال ہمانہ جل جائے
 نہ کو دنگاگ میں یہ دل جلانہ جل جائے
 ڈروں ہوں دست نگارین ترانہ جل جائے
 بہ رنگِ شمع جو سترابہ پانہ جل جائے
 کچھ ٹھہرتی ہی نہیں کیا دل کے تیس ٹھہرے
 کس طرح اس استیں کو استیں ٹھہرے
 اس میں تو نقص میری کچھ نہیں ٹھہرتے
 گبر کہیے اس کو اب یا اہل دیں ٹھہرے
 اس زمانے میں کسے باریک میں ٹھہرے
 مجھ سا بھی دیوانہ تو بارے کیس ٹھہرے
 جوشش ایسی ہی شگفتہ اور زریں ٹھہرے
 نہ دیکھی تیری صورت ستمی نامفرد کو دیکھی
 صراحی اس دل پر خوں کی چکنا چور کر دیکھی
 ہزاروں مرتبہ سیرِ شب دیکھ کر دیکھی
 ہمت سی ہم نے تدبیر دل بخور دیکھی
 ہوا و حرص دنیا دل سے جوشش دور کر دیکھی
 ہیں اشک ہی مجھ بے سرو سامان کے موتی

گرا استخوان پہ ہوا اس لعل کی سایہ نکلن
 کہے تھی شمع پتے گے کے حق میں رات پھر
 بجھے میں اس دل سوزاں کو یار دل کس طرح
 ملے نہ بار اے بزمِ عشق میں جوشش —
 کیے بیت اللہ یا عرض بریں ٹھہرے
 شمع ساں جلتی رہے ہوا اشک سواں سے مگر
 مجھ کو ٹھہراتی ہے عاشق تیرا آپ ہی خلق
 عشق کی سرکار کا بندہ یہ بندہ ہو چکا
 اس مکر کا تو کوئی دینا نہیں مجھ کو نشان
 بخون و فساد کا تو ذکر کیا اس عہد میں
 جی میں آیا ہے غزل ایک اور کہیے اس گھڑی —
 ترے ملنے کی سوسوف کراؤ مغرور کر دیکھی
 شکستِ شیشہ پرے صدرا کھنی نہیں تطلق
 نظر آئی سیاہی تیری زلفوں کی سی بکارت
 کسی کی چشم کا میسا رہے جو یہ نہیں ہوا
 تعلق کے ہی پردے میں جمی اجیار کی صورت
 گور ہاتھ نہ آئیں مرے نیشان کے موتی ۵۹۵

مکھڑا ترا مہتاب ہے اور ابر سیئہ لعل
 گرتو ہی نہ دیکھئے گا مرے دیدہ ترکو
 غواص ہے یہ حال سیہ چشمہ لب پر
 رکھتے ہیں صفایہ کہ یہی کہتا ہے عالم —
 کیوں پلا دیتا بینچ کو شرابِ زندگی ۵۹۲
 اب تو غفلت میں گزرتی ہے روزِ باز پرس
 آہ جب با دفن کی موج ہو شیرازہ بند
 تو ہی کرے خضر ایسی زندگانی بے نمک
 سبز ہوتا ہے اسی سے اب مرا نخلِ حیات —
 ہو سحرانیش تشریف لائے جس کا جی چاہے ۵۹۳
 کوئی اتنی خبر پہنچا دے اس کی چشم و ابرو کو
 عبث کہنے سے عیروں کے بھٹی تو منع کرنا ہو
 بیس تو گالیاں دے آپ یا کہہ دے قیسوں کو
 ابھی تیرے گم ہوتا ہو دل کے پارِ جوشش —
 ہڈنگ یار اگر دل کے پار ہو جا ۵۹۴
 نہ قتل کر مجھے اے قاتل بہتیں حیری —
 وہ سخی نفس میں کہ کہہ کر لٹے ۵۹۵
 اس میں رہے بال دیکر لٹے

ہیں خستہ زنا بندہ ترکو کان کے موتی
 بھڑکس کی نظر گرزیں گے انھیں کے موتی
 آیا ہے ترے دانتوں کے تیس جان کے موتی
 جوشش ترے ہر شعر ہیں دیوان کے موتی —
 بے دھڑکی ہونٹوں کی حیرت موجِ آبِ رنگی ۵۹۶
 کیا کہوں کس طرح سے دہل گاحا نہ رنگی
 کیوں نہ برہم ہوئیں ماورق کتابِ زندگی
 بے دے و مستحق کیاں کس کو تابِ زندگی
 ہے یہ میری چشم تر جوششِ سیلابِ زندگی —
 درو درباں نہیں رکھتے ہیں کون جس کا جی چاہے ۵۹۷
 کہ ہم حاضر ہیں تلوارِ آرزو جس کا جی چاہے
 ترے ملنے کو وہ کیوں کر نہ آج جس کا جی چاہے
 میاں ہم تو ستم کش ہیں شاخِ جس کا جی چاہے
 زرا امن ترک سے آنکھیں ملا جس کا جی چاہے —
 تو بے قرار ہو مجھ کو قرار ہو جا ۵۹۸
 مہادغوں سے مرے داغ دار ہو جا —
 اس میں رہے بال دیکر لٹے ۵۹۹

پائے طلب اُس کی جستجو میں
 رونے کا تار بندھ رہا ہے
 ہے بے عین عشق شیشہ دل
 دنیا سے تو کوٹتا نہیں دل
 ہوئی لبس کہ خوشی زخم تازہ
 محشر میں بھی نہیں غافلوں کی
 جوشش ہزار دشت پریاں —

اس طرح قدم نہ دھکڑھکڑے
 دو ہیں ہو گئے گلوں کے کان کھڑے
 آہ و نالے کے ہیں نشان کھڑے
 ہوئیں کیا ہم سے ناتوان کھڑے
 رہ گئے در پہ دار بان کھڑے
 ہیں درد دل پہ میہرمان کھڑے
 سن لو ملک ہو کے ہر بان کھڑے
 ہم تو ہیں رو بہ رو ہر آن کھڑے
 ہم بھی ہیں بہرہ امتحان کھڑے
 آج وہ امتحان لے جوشش —
 مراحجی لے گی یار سوا کرے گی
 اگر منظور تجھ کو بے وفائی تھی
 تو لے بے رحم صورت کیوں کھائی تھی

دو کیا دن تھے دیکھا ایتام کو ظالم — کہ تیری بزم میں ہم کو رسانی پہنچ
 تمھاری صلوات کو دیکھتے ہی کیا یہ تیر ہوئی ہوئی ۳۶ — دل دگر سے اٹھو ہیں مٹا دی ہو ہیں نکھوٹ اسٹھاری
 صفِ ثرہ کا گلہ کروں میں کہ اُس نگہ کی کروں شکست — کسی نے اگر لگائی برچھی کسی نے ماری مجھے کٹاری
 عجیب طرح کا قلع ہو دل کو کہ یاد آئیں مجھ کو بزم — نمبرے دو غیر تری تری دو عشق سے تری وہ باتیں پائی پائی
 ہوئے جو نصرت طلب بیک بھلا ہو تجھ سے کیوں — نہ کچھ تھی کچھ تشفی نہ عہد و پیماں نہ یاد گاری
 ہر رنگ شمع سحر کر گئی ذیل محفل میرے کی جوش — یہ سو بزمیں دل یا ننگ باری اضطرار میں تیری
 رہی ہر ایک کو یاں جو سے درویشی ۳۷ — کسی سے طے نہ ہوئی راہ کوئے درویشی
 ہر رنگ گل نہیں کپڑی رنگے دکھانے — ہمارے خرقے سے آتی ہو بزمے درویشی
 نصرت کے وقت سامنے جہان تھے کھڑی ۳۸ — جب وہ ادھر چلا ادھر آسو ڈھلک پڑے
 جاتا ہوں اس کے گھر تو یہ رہتا ہر ڈر مجھے — وہ تنہا خود بسا د کہیں مجھ سے لڑ پڑے
 تو خوش منحال ہے کیا بات خوب رد تیری ۳۹ — سنے ہے نطق کو طوطی کے گفت گو تیری
 پسند کرنے لگے سادہ رو بھی اوی جوش — ہوئی ہے ان دنوں کیا صاف گفتگو تیری
 برسے ہے سدا بر مژہ سینے پر اپنے ۴۰ — لگ جائے کہیں رنگ د آئینے پر اپنے
 مسک سے بجائے جو نہ ہو فیض کسی کو — جوں گل نہیں محنت ادو گنجینے پر اپنے
 جوں آئینے لے شیخ زدم مار صفا — ملک کر تو نظر سینہ پر کینے پر اپنے
 مرنے پر کسی کے کوئی جب ردی ہے جوش — رت مجھے آتی ہے بہت جھنے پر اپنے
 ہر چند ہوئے ہیں تری پنچ کے مگر طے ۴۱ — ہر اب بھی ہے وہ نام پر شمشیر مگر طے

میسر ہی دل سخت پہ ٹوٹا ہے سمجھو
 دیوانوں کو لے گئی رنجِ فضلِ باری
 عاشق کو ہے کب زندگیِ غیر کو ارا
 دکھلا یا تری بیخِ جدائی نے یہ عالم
 اک عضو سے اُس کے نہ لگا لاکھوں ہی کھینچے
 جوں قصرِ کنِ عشق کے صد سولے جوش
 دیکھا بھی نہ ہو جس نے کبھی خوابِ جدائی
 دریائے محبت میں عجب سیر تھی جوش
 بر سرِ بامِ جوہِ ترکِ نکل کر بیٹھے ۹۹
 گردشِ اُس چشم کی پیما نہ بے ہوشی ہے
 اے شبِ وصلِ بغل میں دلِ نالاں بھی ہے
 روٹھ کر بیٹھے جو کوئی تو منا سکتے ہیں
 مثلِ منہ باد وہی عشق میں نامِ آور ہو
 کیا بُرا وقتِ جدائی کا غرض ہوتا ہے
 کیوں نہ ہوتا اہلِ اعمالِ سیرِ اے جوش
 دیوانہ ہوں مجھے نہ تنہا اہل سے باندھے ۱۰۰
 اہلِ چمن کو اتنا پریشان نہ کھیجے

لائے ترے آگے جو کوئی تیر کے ٹکڑے
 زنداں میں پڑے رہ گئے زنجیر کے ٹکڑے
 پروانہ یہ چاہے کہ ہوں گلِ گیر کے ٹکڑے
 دامن میں بھرے ہیں دلِ دلِ گیر کے ٹکڑے
 بہنِ زاد نے ہر عضو کی تصویر کے ٹکڑے
 ہوتے چلے اس چشم کی تعمیر کے ٹکڑے
 کس طرح سے ہوا اس کو بھلاتا بجدائی ۱۰۱
 ہوتا نہ اگر اس میں یہ گردابِ جدائی
 مسندِ ادج پہ حورِ شیدہ سنبھل کر بیٹھے ۱۰۲
 کوئی نہ مانے تو زرا سانسے چل کر بیٹھے
 جی دھڑکنے سے نہ عشرت میں خلل کر بیٹھے
 اُس سے کچھ چسل نہیں سکتا جو چل کر بیٹھے
 جان دینے میں جو کوئی کہ پسل کر بیٹھے
 حضرتِ دلِ ترے ہم دم جو سول کر بیٹھے
 جو نہ کرتے تھے عمل وہ ہی عمل کر بیٹھے
 ہاتھوں کو خوب رشتہ کا کل سے باندھے ۱۰۳
 کھڑے ہوئے یہ بالِ ایں سب سے باندھے

ہرگز نہ ہو جیسے کس دنا کس سے ملتی
 یہ خوب جانتا ہوں کسی کو کر دے قتل
 اس گلشن جہان میں بد عہد ہیں بھی
 احوال ایک ہے دلِ وحشت سرشت کا
 جوشش تو اس طرح کی زمینوں میں یاد رکھ —
 وہ دیوانے سے کیا کم ہو جو ایسے دل کو دل جانے ۶۱۲
 متقلد اہلِ مہمنے اکا نہ ہوئے صاحبِ عین
 دل دجاں گو کہ دیوے اُس کو لیکن مل نہیں سکتا
 جہاں کچھ ہو نہیں سکتا ہو اُس کے عہدِ پیاں کا —
 لیا دل اس خسریا رسی کے صدمے ۶۱۳
 کبھی خط کو بناتے ہو کبھی خال
 گرفتار اُس کی زلفوں میں دل —
 ہے ہو یہ ہو ہماری صفت و صدا کی گہنی ۶۱۴
 دل کیون ہو ہو پاپس انہاس سے شگفتہ
 خورشیدِ عشق کے میں تہا ہوں برستا
 کیا چاہیے سموں درِ جنابِ وقار اُس کو —
 اس غمِ کدے سے کچھ نہ لگا باہم ہمار ۶۱۵
 اس غمِ کدے میں دھیان توکل سے باندھے
 خنجرِ کمر میں آپ تجاہل سے باندھے
 بل یہاں نہ عہد کسی گل سے باندھے
 یا جزو سے باندھے اسے یا کل سے باندھے
 مضمون جو باندھے سوتا مل سے باندھے
 بہ رنگِ غنچہ تصویر جو ہرگز نہ کھل جانے
 صنوبرِ شکرِ دل ہے پر اُسے کون لہلہ جانے
 وہی اُس سے ملے جو کوئی ہماری طرح جانے
 جو کچھ تھے عہدِ ادور پیاں وہی چاگ ل جانے
 میں تیسرے حسنِ بازاری کے صدمے
 تمہارے حسنِ تیاری کے صدمے
 میں اس دل کی گرفتاری کے صدمے
 کس طرح منطفی ہو یا دھڑا کی گرمی ۶۱۵
 غنچے کو دا کرے ہے بادِ صبا کی گرمی
 کیا تو سکے گی میرا درِ جزا کی گرمی
 برداشت ہو نہ جوشش جس کو دا کی گرمی
 آہ دلِ سوزاں ہی چلی ساتھ ہمارے

در دو غم و اندوہ و الم نالہ جساں کا
 جس گھٹات سے دل تو نے لیا یا ہمارا
 ہیں دشمن جانی سبھی یک ذات ہمارے
 افسوس کہ ہاتھ آئی نہ وہ گھٹات ہمارے
 خطرہ نہ کرواؤ ملوثوق سے پیارے
 کیا ہم نے بگاڑا فلک سفلی کا جوشن —
 دنیا کی جستجو تو ہم سے نہ ہو سکے گی ۶۱۶
 بہتیری غائبانہ کرتے رہیں کیا بیت
 مے حسانہ جہاں میں گزرا ن شیخ صابا
 کیا پوچھنا ہے جوشن تعریف اُس دین کی —
 دھیان میں اس کے فنا ہو کر کوئی منہ دیکھ لے ۶۱۷
 راہ چلتے منہ چھپانا خوش بین آئی مجھے
 آپ ہی چہرہ دکھا دے دور کر منہ سے نقاب —
 لے گئی دل کو اُس کی محبوبی ۶۱۸
 لیا زبونی نظر بڑی مجھ میں
 یہ بھی پائے نصیب کی خوبی
 بولتا ہے جو تو بہ ایس خوبی
 یہاں جوشنی تری ہی دہی خوبی
 اُس کی وہ خوبی اور وہ محبوبی
 سبزہ خط نے کھودی کج جوش —

متفرق اشعار

دیکھی ہے یار حبیب تری زلف خواب میں (۳۱) تب سے یہ دل پڑا ہے عجب بیچ و تاب میں
 سدا اشکِ حوادث بہتے ہیں اس شیشِ دل پر
 یہ سچ ہے کہ اوروں ہی کو تم یاد کرو گے
 نہ دل کی محبت نہ الفت جگر کی
 حرص دہوا کے اب بااگر بھیریں دل میں
 بے طرح ان دنوں دل امنزدہ ہو رہا ہے
 آنکھوں میں چھا گیا ہے مری جب سے نور حق
 لے جان تو مجھ سے کیوں خفا ہے
 احوال دیکھ کر مری چشم پر آب کا
 کب ترے کوچے میں یہ خاکِ نیش رہتا ہے
 لگا کے منہ سے نہ دے جامِ خوش نہیں گنا
 آہ رکنی نہیں اور اشک بہا جاتا ہے
 یا ہسریان تھا وہ یا اس قدر خفا ہے
 ملتا نہیں جس کو چاہتے ہیں
 تب سے یہ دل پڑا ہے عجب بیچ و تاب میں
 عجب صدمے گزرتے رہتے ہیں اس شیشِ دل پر
 میں نے دل ناشاد کو کب شاد کرو گے
 مرے اشک کو دھن بندھی ہو کدھر کی
 کیا کیا خیال باطل گزرا کر میں دل میں
 جی زندگی سے اپنا آزرہ ہو ہلے
 ہر سنگ و خشت سے ہے نمایاں طور حق
 کیا کہتے ہیں اس کو کیا ملا ہے
 دریا سے آج بوٹ گیا دل جاب کا
 برگساں تو تو عجبست ہیں یہ جیں ہتا ہے
 مجھے یہ بوسہ بہ پیغامِ خوش نہیں آتا
 چپ تو رہی ہے پہ کوئی ہم سے رہا جاتا ہے
 میاں یوں بھی واہ واہے اور دہلیز کا
 روتے ہیں پڑے کراہتے ہیں

ابرو و ترگاں میں کسی نزع کی کاوش نہ رہی
 یہ دل صد چاک دیوانہ بھلا ہو یا نہ ہو
 یہ سمجھتے ہی نہیں آرام کس کا نام ہے
 یہ گنہ گار ترا مجھ کو دعا کرتا ہے
 جو اس قدر ہے پریشان حال سبیل کا
 ہمیں بستانِ تفاعلِ شعار بھول گئے
 بس سوزِ عشق تو گئے استخوانِ تنک
 روتے رہے کھڑے رہے ہم دیکھتے رہے
 تمام دل میں ہو اجلوہ گر جہاں صنم
 بوسہ ہی طلب کریں گے اس سے
 لیکن جی نہیں لگتا ہمارا اس کو کیا کہیے
 کیا آگ برستی ہے مے دیدہ تر سے
 ورنہ ناہم ہر باں مجھ پہ گر مہربان ہو
 خدا جانتا ہے کہ اک دستاں
 یہاں سے بے چل اے دشتِ پکیں کو
 نہ دے تکلیف اس گوشہ نشین کو
 وہ مثل ہو بندگی بے چارگی

چشمِ خوں بار کی پانے دھواوش نہ رہی
 ہمشناجب کا کل شکیں سے دستِ شانہ
 خلقِ ہم جیسے ہوئے دردِ الم سے کام ہے
 قتلِ غیروں کو تو کرتا ہے یہ کیا کرتا ہو
 جہن میں ذکر کچھ آیا ہے اس کی کاکل کا
 دو نامہ . . . بھول گئے
 لبوے کا امتحان حرا تو کہاں تنک
 غیروں پہ اس کا ظلم و ستم دیکھتے ہے
 مجھے خیال نہیں کچھ بجز خیالِ صنم
 گر عرض کچھ اب کریں گے اس سے
 جہن میں یا رہنے کو تو کیا ہے رہا کیجیے
 قسطِ مے آنسو کے ہیں یک لختِ شہر سے
 سماجت کی منہ ہیں مے سوز باں ہو
 اگر شرح کرنے لگوں دردِ دل کی -
 نہیں بھٹاتا کچھ اس اندوہِ بگیں کو
 تنک اودھری رہاے حرصِ دنیا
 اختیار ہی کیا ہے یہ آوارگی

جی نہیں لگتا کہیں کیا بیچے — اٹھ لگیا دنیا سے دل یک بارگی
 آشنا جب سے ہو کر اُس بت ہر جانی سے در بہ در خاک بہ سر پھرتے ہیں سودائی سے
 یہ تجلی ہوئی اے عشق ترے آنے سے نور کے اڑتے ہیں بکے ترو کا نشانے سے
 کیا بہا حسن پر موقوف میرا عشق ہے جب تلک جتنا ہوں میں ہوں اور میرا عشق
 چھپ چھپ کے دیکھتے ہو بہت اُس کو کہیں ہوگا غضب جو پڑ گئی اُس کی نظر کیس
 اے رشک آفتاب ترا کیوں کے دیدہ ہو پھرتی ہے درمیاں سے نظر نا امید ہو
 آزرده ایک آن میں سوار ہو چکا دہ ترک تندو تو مرا یار ہو چکا
 ہرگز نہ جسنا کے دلِ محفل ہو جو اپنے کیے سے منفعل ہو
 اس مشع روکارات جو دل میں خیال تھا آنکھوں سے اشک جاری علی الاطلاق تھا
 وہ گل اندام ہم آغوش کب آ کر نہوا کب مرا خرتہ پشیمینہ معطر نہوا

رباعیات

۱۔ ساری خدائی کی خبر زیرِ نگینم انعامِ بیعتی میں کرے درِ سیم
 ۲۔ ہر چند محمد ہے مدینہ کا تقسیم ذات اُس کی بلا شبہ ذکاتِ یکیم
 ۳۔ کتا جو ہوں شاہِ دو جہاں کی تعریف سن کر نہ کر دو میری زباں کی تعریف

- جیراں ہیں ملک بیکریوں کر ہوئے — پیغمبرِ آخر الزماں کی تعریف
 اس جسم کو خاک میں ملایا ہم نے (۳) ہستی کو اپنی اب بھلایا ہم نے
 کیا کیسے حصولِ جستجو کا جوش — اپنے تئیں کھو کر اس کو پایا ہم نے
 بس حرص و ہوا کی سمت مائل ہیں ہم ۵ ہستی وجود ہی کے قائل ہیں ہم
 اُٹھتا نہیں جسم سے خودی کا پردہ — دیدارِ خدا کے آپ حائل ہیں ہم
 آیا ہے بند کج عزلت مجھ کو (۶) اک خلق سے ہو گئی ہے نفرت مجھ کو
 اُٹھنے کو مزاج چاہتا ہے کس کا — تکلیف اگر نہ دے یہ دشت مجھ کو
 اے دل جو تجھے ہے ہو بس مے خواری (۷) ہر بزم میں اتنی ہی رہے ہر شکاری
 ہر چند کوئی پلائے تھوڑی سیجے — تاہونہ خطبام خطیبِ نہاری
 جوں چاہیے عجز و انکساری سیکھی ۸ ترکیبِ مدارات کی ساری سیکھی
 ہر موبِ سلیمان ہے میر نے نزدیک — جوشش کس سے یہ فاکساری سیکھی
 لینا ہے زباں سے نامِ خالق بے جا ۹ اس امر میں شرط ہے تعلقِ دل کا
 حاصل نہیں کچھ کہنے سے اللہ — تو نے کی طرح پڑھا جو کلمہ تو کیا
 پھرنے ہو خراب کسی کے ہمراہ ۱۰ ملے جو ہو مجھ سے تم تو باصد اکراہ
 نے حسنِ خلق نے مروت نہ دنا — تس پر یہ گھمنڈ دل میں سجان لہ
 نے گیسر دیہود ہوں نہ اہلِ اسلام ۱۱ میں حضرتِ عشق کا کہتا ہوں غلام
 موقوف کیا ہے کفر و دیں کا جھگڑا — نفاق کے مباحثے سے مجھ کو کیا کام

- موقوف کر آہ غم گساری دل کی ۱۲
سیلاب کی طرح گرم جوشی سے تری —
آیا ہے موسم بہاراں ساقی ۱۳
کس طرح نہ دیکھ دیکھ روئیں تجھ —
اے شیر خدا بخ رسول الثقلین ۱۴
بیماری میں اپنی ہیں آلتا حیران —
اے واقف اسرار خبر لے میری ۱۵
بیماری صعب نے ستایا ہی مجھے —
نے دل میں ہمارے شوق دنیا کا دیا ۱۶
جہراں ہیں کہ خالق حقیقی نے ہمیں —
دن رات تری ہمیشہ روتے گزری ۱۷
تو خلق ہوا جہاں میں جب جوشش —
گلشن میں شراب از غوانی پیچے ۱۸
دو توکل نہیں تغاوت اپنے نزدیک —
می نوشی ہماری یا الہی نہ گئی ۱۹
اس سے کدہ جہاں میں تو بہا ہمنے —
ساقی کی دوست داری ہم سے چھوٹی ۲۰
- حد و شمنی ہے یہ دوست داری ل کی
ہوتی ہے زیادہ بے قرار ی ل کی
رکھتے ہیں غمارے گساراں ساقی
یہ سرد ہوا یہ ابرو باراں ساقی
دے فاتح جنگ اعدا بدر و حنین
دے جلد شفا مجھ کو طہیل حسین
ہوں دکھ میں گرفتار خبر لے میری
یا حیدر کر آہ خبر لے میری
نے ہاتھ سے اپنے کام عقبی کا لیا
کس واسطے خلق اس زمانے میں کیا
اوقات تری ہمیشہ روتے گزری
کیا بات تری ہمیشہ روتے گزری
یا آل کہ بجائے بادہ پانی پیچے
گر ہاتھ سے تیرے یار جانی پیچے
اور ابرو ہو کی خیر خواہی نہ غمی
کرنے کو تو کی ولے بنا ہی نہ غمی
اور پیہر مغاں کی یاری ہم سے چھوٹی

- ۱۰ یوں تو ہیں گنہ گار دوسرا پا لیکن — صد شکر کہ بادہ خواری ہم سے چھوٹی
- ۱۱ گو جان دے کوئی پور نہ اہل کے ہو گے — جی شوق سے لبس لگے اُس کا جس ہوں گے
- ۱۲ جوشش نہ رکھ ان بتوں سے ہرگز امید — یہ کس کے ہوئے ہیں اور کس کے ہو گے
- ۱۳ کہنا نہ کسی کا دل میں لایا جوشش — ان سنگ دلوں سے دل لگا یا جوشش
- ۱۴ نے کہنے میں دل ہے اب نہ ملتے ہیں — جیسا میں کیسا تھا ویسا پایا جوشش
- ۱۵ خاطر سے اٹھا دیجیے دنیا کی ہوس — نہ یاد میں کیوں رہیں سدا مثل جبر
- ۱۶ دیکھا ہے میں اس بحر میں ماندِ حباب — ہمید مٹھہرنے کی ہمیں ایک نفس
- ۱۷ پیدا ہوئی تب سے تیری الفت دل میں — نے خواہش عیش ہے نہ عشرت دل میں
- ۱۸ رہتا ہوں مدام در دو غم سے محظوظ — آنکھوں میں ہے اشکِ آہِ عشرت دل میں
- ۱۹ شیطان سدا مجھے کراتا ہے گناہ — دیتا ہی نہیں دل میں عبادت کو راہ
- ۲۰ میں کیا ہوں بلا دی ہے دغا آدم کو — لا حول ولا قوۃ الا باللہ
- ۲۱ ہر گز نہ خیال ظلم رانی کیجئے — ہر ایک پہ لطف و مہربانی کیجئے
- ۲۲ دو دن کی ہے زندگی جہاں میں جوشش — خاطر پہ کسی کی کیوں گرائی کیجئے
- ۲۳ ہو بخت سے کاشش استفادہ ہم کو — مطلب نہیں اور کچھ زیادہ ہم کو
- ۲۴ دہ یا کسی طرح سے ہوئے محکوم — رہتا ہے سدا یہی ارادہ ہم کو
- ۲۵ ماتحت شہی یہ یاں بٹھائے سوئی — یا تختہ کا منہ ہمیں دکھائے موئی
- ۲۶ وہ الگ خفت رہے ہم ہیں مجبور — راضی ہیں معنا پہ جو رسناے موئی

- ۲۹ ہم سے کہ وہ دہر میں رہتے ہیں بہت — رکھتے ہیں غمِ خست نہ اندیشہ بہت
 بکتے ہیں یہی دلولہ سخی میں — کیا خوب مثل ہے زندگی را عشق
 جیسا کہ تیرے لطف پہ رکھتے ہیں نظر ۳۰ — ویسا ہی ترے تہرے ہر دل میں
 ہم تو ہیں گنہ گار تری ذات کریم — جس میں ہو بہتری ہماری سو کر
 نے ساقی غم گسار دے شیشہ سے ۳۱ — جو مجھ پہ گزرتی ہے کہوں کیا ہے
 دل کا ہے یہ احوال کہ ہر دم ہر آن — پر کارِ آتش ہے کہ پہلو میں ہے
 یہ لہو و لعب یہ شادمانی کب تک ۳۲ — یہ عیش و طرب یہ کام رانی کب تک
 پابند ہوا درص جو شش مت ہو — آخر ہے موت زندگانی کب تک
 ہے جن کو یہاں بے طعی بے عرضی ۳۳ — سمجھیں ہیں ترقی و تنزل فرضی
 جو شش تو عبث فکر کم و بیش نہ کر — ہوتا ہے وہی جو کچھ ہے اُن کی مرضی
 گردوں کو فساد کس زمانے میں ہو ۳۴ — پھرتا ہے پڑا دو جس زمانے میں ہو
 گرداب کو دیکھ کر بگولے پر نگاہ — گردش میں ہے جو اس زلزلے میں ہو
 بے فکر کہاں کوئی زمانے میں ہے ۳۵ — جو ہے سونکر آب و دانے میں ہو
 جہنم میں بہت خرابی ہیں جو شش — آرام ہے کچھ تو مر ہی جانے میں ہو
 کس واسطے ہم نالہ و نرا یاد کریں ۳۶ — بے فائدہ کیوں عمر کو برباد کریں
 آتا ہی یہی جی میں کہ جب تک ہے نیست — چپکے ہی رہیں اور تری یاد کریں
 ہے تیری کربھی کا بھروسہ سب کو ۳۷ — مانگے ہے دعا یہ ایک عالم رور و

یارت کریم پنج تن کا صدقہ — بر سے بارانِ چسکم باران کو ہو
 کل رات عجب طرح سے گزری ہیبت ۳۸ اوقات عجب طرح سے گزری ہیبت
 نہ جنگ و نہ باب تھا نہ ساقی نہ شراب — ہیبت عجب طرح سے گزری ہیبت
 ہر دم یہ آہ سرد بھرا کیا ہے ۳۹ نے زندگی دو روزہ کرنا کیا ہے
 اپنے جس حال میں ہو جو شش خوش رہ — آخر مرنا ہی اٹھا دنا کیا ہے
 کرتا ہے خیال سو سو پھیرے دل میں ۴۰ گھر میں نے کیا نہ یار تیری دل میں
 حسرت ہی میں اس بات کی چراؤں گا — افسوس ہی رہ جائے گا تیرے دل میں
 بے گل ہو جو اس کے پاس جاتے ہیں ہم ۴۱ حال مل بے تاب سناتے ہیں ہم
 جو شش وہ منہ نہیں لگاتا ہم کو — اپنا سامنہ لیے پھرتے ہیں ہم

محسبات

ہم دوائے ہیں سمجھتے ہی نہیں خوب دُشٹ ۱ مجتہد منظر حق نظر آتا ہے ہر اک سنگ و شست
 جگہ آرام کی پائے ہے ہی دیر کو شست ۲ بردائے زاہد دعوت نہ کم سوئے شست
 کہ خدا در ازل از بہر بہشت نہ شست ۳ کیا ہی کیا سنج و تعب روز کری تھا برداشت
 شیخ دہستانی تھے بھول گئی اپنی کاشت ۴ یک جواز خرمن ہستی نہ تواند برداشت
 کیوں پڑا سو کو ہے اب شام سے لیکر ناشت ۵

ہر کہ از تخم فدا در دہق دانہ نکشت

بے کشتی زندگی دستی ہے دوانوں کو مباح
گور و عشق میں دیکھیں نہ کبھی روئے فلاح
شیخ نسخے ہے عبت بھ سے تو ہر شام دصباح
تو تسبیح و مصلیٰ ورہ زہد و صلاح

من و بت خانہ و زنا ورہ دیر نکشت

میں تو عاصی ہوں گنہ گار ہوں اور دم و کریم
خواجہ جنت مری قسمت میں کر و خواجہ جمیم
بچھ کو کیا اس سے اگر ہوئے تھے طبع سلیم
منعم از بے کمن لے زہد و فانی کہ میکم
در ازل طینت مارا بے تاب نکشت

گو کوئی بیٹھے پچھا کر کے ریا کی مسند
اور ہو خلیق کی ہر ایک طرف سے آمد
یار و کہتا نہیں یہ بات میں از راہ حسد
راحت عین بہشت و لب جویش نہ بود

ہر کہ اودا من دل دار خود از دست نکشت

جئے کھینچا ہی کرے ہو دوبہ صدیخ و من
اور تسبیح و مصلیٰ ہی سے کرتا ہو سخن
گو ہوئے عشق اسے سار و مشیخت کے فن
صوفی صاف بہشتی نہ بود زرا کہ چون

خونہ در بے کہ ہر گرو بادہ نہ بہشت

بچھ کو جوشن جو گنہ کار کہیں نیک و بد
فی الحقیقت ہو اسے جان نہ از راہ حسد
واسطے تیرے ہی شرعے حافظ کا نہ
حافظا لطف حق اربا و عنایت دار

باشن فارغ ز غم دوزخ و از یاد بہشت

محکم دوسم بند

جب سے شبِ فرقت نے صوٹ بھج کھائی ۲ ہے اشک کی بہتایت آوارگی رسائی
آنکھوں میں غلاؤں کی ٹھہراہوں میں سوئی اے پادشہ خواں دادا زعم تنہائی
دل بے تو یہ جاں آمدِ فرقت گر باز آئی

گھبرا ئے فرقت میں نو عشق میں ہوا می اور آہ و فغاں کرنا ہے موجبِ بدنامی
گودور رکھے تجھ سے یگر دشمنِ ایا می اے ورد تو ام در ماں در بسترِ ناکامی
دے یاد تو ام ہنس در گوشہ تنہائی

پہلو میں دل مضطرب ہوٹوں پہ آہ سرد آنکھوں میں بھری آنسو لب خشک ہو چہرہ زرد
کہنے میں نہیں آتا ہم کیا کہیں اپنا درد مشتاقی و ہجوری دور از تو چٹانم کرد
کمز دست بنوا ہر شد پایاں سکیبائی

بھرتے ہیں اے جو یاں حیران در پشیاں ہم فرصت نہیں یک ساعت آرام نہیں اک دم
روستے ہیں بے شدت اور پڑھتے ہیں ہی ہییم یارب بہ کہ بتوان گفت ایس نکتہ کہ د عالم
رخسارہ کس نہ نموداں شاہِ ہرجائی

جویش یہی کہتا ہو بر آتے ہیں سب مقصد شادی سے بدل اب ہوتا ہے غمِ واحد
ہویش سے ہم بسترِ عشرت کی بچھا سند حافظِ شبِ ہجر اں شد بو خوش یار آمد
شادیت مبارک باد ای عاشقِ شیدائی

محسن سوم کے بند

اٹھے تھے شعاۃً ایک روز سینے سے ۳/۵
بہ ننگ سخت ہوا تھا میں اپنے جینے سے
پڑھے تھا شعر یہی دیکھ کر سیٹھنے سے
نہ ہاتھ اٹھائے فلک گوہار کینے سے
کسے دماغ کہ ہو دوہرہ دیکھنے سے

نہ سر پہ چتر پھرے گو کہ ابر نیساں کا
نہ بادشاہ کہاؤں میں جن دانساں کا
نہ مکہ ران ہوں ہر شہر دہریا باں کا
نہیں خیال مجھے خاتم سلیمان کا
بد رنگ نام ہوں بر کندہ دل بگینے سے

جو دیکھا ساتی کو مغرورے پرستوں نے
صراحی سنگ سے کی چورے پرستوں نے
پیالہ پھینک دیا دورے پرستوں نے
لسان دانہ انکورے پرستوں نے
بیابان فیض مرے دل کے آگینے سے

کیا حراب خیالات دورے ہم کو
کیا نہ منفعل اپنے قصور نے ہم کو
یہ نقد مال لگا ہاتھ اسٹینے سے
رہ صواب سے پھر اغور نے ہم کو
مال کار سجھایا تہہ دورے ہم کو

تھام عمر نفس میں مری گزرجائے
غرض قبول ہے یہ جان بھی اگر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے
رہے نہ طاقت پر داز بال و پر جائے
ڈروں ہوں میں کہ دل زندہ تو نہ مر جائے

نہ پھولتے ہوؤ اس گلستان کے کچھ عرصہ
نہ آتے جاتے پیار و خزاں کے کچھ عرصہ
نہ ربط کو ہے گل و بلبلاں کے کچھ عرصہ
ترقی اور منزل کو یاں کے کچھ عرصہ

مثال ماہ زیادہ نہیں جینے سے
پڑا ہے شور و زار اب چمن چمن لے درد
کفن ہوا تن غمخ نہ پیر ہن اے درد
کہا ہی چاہیے جو شش سے یہ سخن اے درد
بسا کہ کون تری دل میں گل بدن لے درد
کہ بو گلاب کی آئی ترے پسینے سے

منویات

منوی در باجوٹکاری

ہے یہ چرخ کیسہ دون پرورد
کس زبان سے میں اس کی جو کرو
دشمن خاندان اہل ہنر
ایک ایذا رساں ہو یہ طعوں
تسخیرت کرے زبان کو قلم
حال اپنا بیان کرتا ہوں
نہ کہیں ذکر رنج تھانے غم
ساتھ اپنے ہی جگ رکھتے تھے
مٹے پھرتے تھے ہم فقیروں سے
۴۲
گر شکایت کروں کچھ اس کی رقم
خطرہ آسمان کرتا ہوں
ایک مدت سے شہر میں تھے ہم
جٹ دنیا سے ننگ رکھتے تھے
ہم نشینی تھی گوشہ گیروں سے

شہر کار ہنادل پر شاق ہوا
 چھوٹے اُس کے جی میں یہ آئی
 لے چلا جا ہے کہیں اس کو
 نہ کرے خوش دلی سے فکر سخن
 ہو گئی دوری بہم کو جاں سے
 لاد کھایا بچھے انگاری کو
 دیکھتے ہی مرا جو اس گیا
 ہوا مجھ سے گناہ ایسا کیا
 یکوں مجھے یہ زمانہ دکھلایا
 کہ سراپا ہے قلعہ اس میں غرق
 کسی دریا کا یہ کنارہ ہے
 جا بجا رہ گئی ہے قدر قلیل
 دہن توپ تک ہے خانہ چنید
 جو اس کی ہے معنی تازہ
 تباہ چو کھٹ تمام بوسیدہ
 کر دی ہے شکست شو و شر
 قلعہ سارا ہے ایک تودہ خاک

انفاقاً یہ اتفاق ہوا
 فلک جیلہ جو نے شہر پائی
 قدر اندوہ و غم نہیں اس کو
 تا ہو آگاہ درد و رنج و محن
 الغرض مجھ کو لے چلا داں سے
 ساتھ لے خستگی و خواری کو
 جس گھڑی قلعے کے میں پس گیا
 لگا کہنے اٹھا کے دست دعا
 یا الہی تو کس جگہ لایا
 گرد اس کے ہے خندق ایسی عمیق
 نہ کہیں برج ہے نہ بارہ ہے
 خاک میں مل گئی ہے سارنمیں
 زندہ ہی نہیں ہے آشیانہ چنید
 یہ کھڑا ہے جو کہنہ دروازہ
 ہیں جو اس میں کو اڑ چسپیدہ
 جائے تھا جنانہ اُس کے اوپر
 دیکھو تک دیکھو گرد و شر و فلاک

بارے جاتلے میں دخیل ہوئے
 نہ ملی جاگہ ہم کو رہنے کو
 کیوں نہ ہو دواں جگہ کا ملنا حال
 چند گھر ہیں جو درمیان قلعہ
 کیا کہوں ان کی میں خوش اسلوبی
 چار دیو اور اس پاس نہیں
 بتیاں ان میں جو لگائی ہیں
 نے کہیں مدد رہا ہے نے دیو
 گرٹھے سے یہ مکان کیا کم ہیں
 لوگ کہتے ہیں جس کو رنگ محل
 ہے جو دالان درندہ دار ہے
 کو ٹھہری ہو تو چھت نہیں اس میں
 زیرِ سقف اس کے ٹک جو ہو میں کھڑا
 اتنے بوسیدہ ہو گئے ہیں منڈیر
 خم ہو رہ گئے ہیں ساری ستونوں
 اور عمارت تو جو ہیں اکشر
 قلعے کا تو عیاں ہو اسب حال

سخت رسوا ہوئے ذلیل ہوئے
 رہ گئی یہ بھی بات کہنے کو
 یارو ہوئے جہاں کا یہ احوال
 جن سے ہے نام اور نشان قلعہ
 جن کی تعمیر کی ہے یہ خوبی
 ہیں بھی چھتر تو ان پر گھاس نہیں
 بتیاں کیا دیا سلایں ہیں
 جوش باراں سے ٹر گئے ہیں غا
 رشک بیت الخلاء عالم ہیں
 کیے اس میں شکست نے خلیل
 سایاں کا اثر نہ دارد ہے
 ہے جو کو ٹھاتا دست نہیں اس میں
 ڈر رہے ہیں کہیں یہ گرنہ پڑے
 صحن خانہ میں لگ رہے ہیں ڈھیر
 رنگ ان پر رہے مالکوں کا خیل
 فی الحقیقت وہ ان سے بھی بدتر
 اب سُنو اس کے گرد کا احوال

جھاڑ جنگل پہاڑ ہی دیکھے
 کون گھر ہے کہ جس میں بوم نہیں
 چغندر و زراع و زعفران ہی کا گھر
 ہے گھروں میں شغال کے شاہی
 سبزہ نو کہاں بہار کہاں
 یا کیشلوں کے جھاڑ ہیں ان میں
 نظر آتا ہے صرف سبزہ کاہ
 سر پہ ڈالے ہے خاک ان عم میں
 سرکشی اپنی کس کو دکھلا
 ہیں بھی بعضے تو ان میں جان نہیں
 اور ہے بھی تو اتنا غور نہیں
 پر ہے یہ ملک بس خدا کا قہر
 شیر ہی بولتے ہیں جائے شغال
 ہموں میں جواں جہاں ہاں نہ ہے
 کھانے کے واسطے پکائے کیا
 سو تو ہے یک قلم ہیاں نایاب
 خاک اڑتی ہے خرمیوں کے پنج

گاؤں سارے اُجاڑ ہوئی یکھے
 کون جا ہے جہاں نہ قوم نہیں
 جس طرف دیکھتے ہیں کھنڈ صحرے
 کہیں باقی رہی نہ آبادی
 اب دوسرے سبز کشت زار کہاں
 کھیت جتنے ہیں ہاڑیں ان میں
 پہنچتی ہے جہاں ملک کہ نگاہ
 ہے بگولا ہلاک اس عم میں
 یا الہی میں کس طرف جاؤں
 آدمی کا کہیں نشان نہیں
 غرض ایسا کوئی دیا نہیں
 ہو گئے ہیں اُجاڑ شہر کے شہر
 کہیں سنتے نہیں صدائے شغال
 چاہیے اہل ہوش یا نہ رہے
 اور ہے بھی یہاں تو کھائے کیا
 کھانے کو چاہیے جو کچھ اسباب
 ایک دامن نہیں گھروں کے پنج

بعض مہیا جو رہ گیا ہے کہیں
 اس کی دکان میں بھی خالی نہیں
 یہ تو ممکن نہیں کہ یاں کچھ کھاؤ
 یوں پکا یا کر دو تیسال پلاؤ
 چپ ہو جو خوش نہ کر تو جوشِ خرد
 عقل سہر کھڑی کہے ہنرموش
 طول کرنے سے فائدہ کیا ہے —
 مثنوی مختصر مساشاہ

نقل کبوتر باز

اک محلے میں تھے کبوتر باز
 اپنے فن میں سبھو تھے ممتاز
 ٹھاٹ تھا ان کے کبوتر کا
 گھرنہ تھا ان کا تیکہ تھا پر کا
 ملیں خبئی تھیں محلے کی
 اک محلہ کیا پتے پتے کی
 چمٹیاں رہتیں جعفری کے ساتھ
 ماریں تھیں نت کبوتروں پر
 ایک دن آپ تو کہیں کو چلے
 کہ گئے جو رو کو نقیث دستے
 ایک پر بھی مرے کبوتر کا
 کسی بلی نے گر کہیں چھڑا
 آتے ہی اپنے دونے بچھ کو سانس
 چھوٹے... میں چلا دوں ہنس
 سن کے یہ وہ غریب چپکی ہی
 دل میں کہنے لگی کہ خوب کہی
 بارے ناچار کہ خدا پر نظر
 چھیک کر بیٹھی جعفری کا در
 دور کر اپنے اور بگوانے کو
 بے تکلف لگی ہنس نے کو

جیسے کہتے کا ہو بڑا چلا
اک کبوتر کو موزی ڈبھاکا
خنا رو کو ٹٹا سہول کا نظر
تن بدن کی رہی نہ اس کو خبر
وہ کوئی آئے کسی کے ہاتھ
لگیں کہنے کہ خیر ہے بی بی
بولی تنگی بھلی کہ میں ہاں

اتنا قہر کہیں تھا اک بلا
توڑ کر جھڑی کو جا ہی گھسا
چرٹھ گیا جلد ایک کو سٹپر
اس کی بڑتی جو ہے گی اس پر نظر
بارے جا پہنچی یہ بھی اُس کے ساتھ
دیکھ کر رنڈیاں محسوس کی
سُن کے یہ بات بھرے ٹھنڈی سانس

نفل افیونی

نفل کرتے بھی اُس کی ڈنڈیاں
ہو کے بے خود کہوں حکیم کو رام
اس لیے اب زباں پہ آتی ہے
ہوا از بس ہجوم نکلتی کا
ہم صغیروں سے اپنے دیہ کی
خواب غفلت سے پاپ ہو میرا
بولتے کیا ہیں ... پاک؟

۳۹ اک افیمی کی نفعل کرتا ہوں
کہ مباد اُس کا منہ پہ آئے نام
اک نفعل اُس کی مجھ کو بھاتی ہے
ایک دن آپ گھولتے تھے نشہ
ایک کی آتی ہے جو کم بختی
جا گھسی اُن کی ناک میں لے یار
انجلی ... میں ڈال تھام کے ناک

.... کہ عہ تو جاوگی
 الغرض جو انسیم کھاتا ہے — .. گردن کو بھول جاتا ہے
 لے صاحب حسن و خلق تجھ سا یہ پسدا نہ کوئی ہوا نہ ہوگا
 خورشید اگر چہ بادشاہ ہے تیرے دروازے کا گدا ہے
 جلوے پہ جو تیرا حسن آئے مہتاب نہ اس کی تاب لائے
 نے جو رہے تو نہ تو پہ سری ہے پر مالک ملک دل بری ہے
 جس وقت تو خوش خرام ہوؤ شمشاد ترا غلام ہوئے
 آگے تیرے جو آئے شیریں لونڈی تیری کہائے شیریں
 بر پا کرتا ہے یاں قیامت اللہ سے تیرا قد و قامت
 شیریں مفتوں ہو دیکھ تجھ کو یسلی مجنوں ہو دیکھ تجھ کو
 مانی جو ملک تو منہ دکھاؤ کاغذ پھاڑے قلم جلانے
 بہن زاد جو کھینچے تیری تصویر لاگے ترے عشق کا اُسے تیر
 جس وقت تو بے حجاب ہوؤ سارا عالم خراب ہوئے
 آئینے کو تو جو منہ دکھائے وہ اپنی صفا کو بھول جائے
 ہے جیسی صفا ترے سخن میں ایسا اک در نہیں عدن میں
 گمانا ترا کیا کہوں میں کیا ہے جادو ہے سحر ہے بلا ہے
 گانے پہ مزاج جب ترا ہو سمجھے گر بچو بادراہو

تجھ میں نیرنگ بے سخن ہے
اپنی یہ دعا ہے تاقیامت

اس واسطے نام نور تن ہے
اللہ تجھے رکھے سلامت

قطعات

۱۔ بزم جہاں ہے نگیں جوں لالہ زار ہوئی
کئے غلام کے جو ہر طرف اڑ رہے ہیں
پچکاری ہاتھ میں ہو ناکاری باتیں منہ پر
گردن میں ایک کسے ہاتھ ایک کا حال
بے اختیار آتی ہے یہ نیرنگ دل میں
نگیں لباس پہرے بیٹھے ہیں ہر بری رو
پھاتی کئے تمقوں پر رجب قلم لگے ہے
جی چاہتا ہوتا ہی ہو اس وقت تے کلفت
ابرک کی ڈھال ہو اور ہاتھوں میں قلعے ہیں
یہ شوق ہو دلوں میں تیرا کہ تیرے ہوتے
لے لے ابیر و ابرک ہر سو اڑا اڑا کر
ہے راگ و رنگ ہر سویاں بادرا ہو بچو
ڈھولک شہار و طبلہ خجک در بابا قانوں

۲۔ لائی ہے ساتھ اپنے تو کیا بہار ہوئی
دل کا نکالتی ہے اپنے غبار ہوئی
آپس میں کھیلے ہیں یوں گل عذائی
باہم کریں ہیں بیٹھے بوس و کنار ہوئی
پہلو میں کھینچ لیجے اور کیجے پیادہ
آپس میں تمقوں کی ہوتی ہو مار ہوئی
خند راں نظر پڑے ہو مثل انار ہوئی
ہاتھوں میں لے کر ان کو دیجے فشار ہوئی
کھسے ہے اس طرح سے اب ہر نگار ہوئی
ہر طرف ہو رہی ہو تیری پکار ہوئی
ہر شخص بولتا ہے بے اختیار ہوئی
گانا ہے ہر بری رو ددی ددی کہتا ہوئی
سب بچ رہو ہیں باجے ناموسیہ قار ہوئی

اک طرف ڈونٹنی ہے، اک طرف راج باہر
 اک طرف ناچتے ہیں گیت لوٹدی بھگتیں کے
 اور کہتے ہیں کہ بھڑوا ہو جو نہ ہوئی کھیلے
 ہوئی کا میوہ آیا عشرت نے منہ دکھایا
 اس سال گرہ نہ ہوئے گا تو شرک بیکس
 جاوے بیس واکر خاک ہی اڑا اڑا کر
 خوشنابیر واکر اڑتا نہیں سروں پر —

اک طرف کچنی ہے گاتی پکار ہوئی
 اک طرف بھانڈ گاتے ہیں ٹھٹھے مار ہوئی
 اس وقت تو ہوئی ہے ہم پر سوار ہوئی
 لے شاہ تاگد اسب کھیلیں ہیں یار ہوئی
 روئے گی تیرے در پر جازار زار ہوئی
 کھیلیں دھلینڈی کے دن سب تیار ہوئی
 لعل و گہر کرے ہے سب پر شمار ہوئی

قطعہ تاریخ وفات میر وارث علی نالائی

مر گیا جب سے میر اسید پاک
 شام تا صبح صبح سے تا شام
 اٹھ گیا شعر و شاعری کا
 نہ نصیب ہ پڑے، نہ کوئی نہ قطعہ
 فکر تاریخ فوت تھی اُس کی
 نام کو اس کے اور تخلص کو
 جو شش اش کی وفات کی تاریخ —
 اے خداوند جہاں قبلہ دار ستہ دلاں

چشم گریاں ہے سینہ بریاں ہے
 ہاتھ میرا ہے اور گریاں ہے
 اس کے غم میں ہے جو سخن داں ہے
 نہ کوئی دہر میں غزل خواں ہے
 کہا با نق نے کیوں تو حیراں ہے
 جمع کر دیکھہ فہم گر میاں ہے
 میر وارث علی نالائی ہے
 مبدع لطف و کرم منہج جو دوحاں

کیجیے کس سے پریشانی احوال یہاں
 آئینہ دار ہر اک بزم میں یہاں ہیں حیران
 نے مرے کہنے میں دل بوندہ چمک کر
 نے کہیں ٹھوڑھکا ناہے نہ ہر کوئی مکان
 کچھ غلط اس میں کیا ہو گا اگر شرحِ نبیاں
 اور ہر شام کیا ہو میں یہی دردِ زباں
 جب تک اس کہنے سے نہیں ہو یہ جوشِ لب
 دے اسے دستِ کریمیاں ہی یک پاؤں
 جو زباں داں کہ سمجھتا ہو خوشی کی نیاں

کون غم خوار ہو تجھ ذاتِ سوا عالم میں
 تنگ دل غنچہ صفت ہوں چین ہر کے پہنچ
 نے مجھے تاب و نواں ہو نہ مری جی کو قرار
 پڑا پھرتا ہوں میں سرگشتہ بگولے کی طرح
 شاہِ جمال خدا ہو مری ان باتوں کا
 اپنے معبود سے ہر صبح یہ مانگوں ہوں دعا
 یا اکبریٰ طیفلِ حضراتِ معصوم
 خوانِ لوانِ لیلیاں سے رکھ اس کو محروم
 ہے بہت بے ادبی طولِ سخن اس کے حضور

قطعة تاریخ و قاضی خان مشتاق تخلص

گیا اٹھ اس جہاں سے ایک دم میں
 فلک بھی ہے سپرِ پوش اس کے غم میں
 نہیں باقی رہا تم چشمِ تمہا میں
 یہ چاہا کہیے اس دردِ الم میں
 یہ بولا اب گیا مشتاقِ ام میں

ہمارا خان عالی شان جوشش
 نعم اس کا دوستوں ہی کو نہیں ہے
 کہاں تک روئے قائم میں اس کے
 جو تاریخِ دفاتِ حسانِ محروم
 گر بیاں پھاڑ اپنا ہائے غیب

قصائد

قصید اول نعت جناب سالت مآب محمد بنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو کوئی درگ عالی کا تیری ہو زوار ۱
ہر ایک زینہ دہے کہ رشک پایہ عرش
سپہر پایہ ہو وہ آستان ترا جس میں
بنائے گنبد عالی ہے ایک قہر نور
کس کس نہیں ہے گنبد متور کا
نظر نہ ٹھہرتے ترے رقد مقدس پر
میں راست باز ہوں یہ بات کہتا ہوں
زمین صحن مبارک یہاں ملک ہر صفت
جو دیکھے ہر تو آنکھ اس کی بھی جھپک جائے
لکھے ہیں آیہ تشرآن سب بہ آب طلا
ظہور نور تیرا۔ لوں محیط عالم ہے
نرا کلام دہ مجھ سبز بیان ہے شام

لگے پلک سے پلک بھرتہ اُس کی آئینہ دار
ملائکان مقرب کا وال نہیں ہے گزار
ستارہ دار ہیں گل مخ دیدہ بیدار
فرشتے اُس کے ہیں مزد و رذات حق معمار
گتھے ہیں سینچے میں اُس کے سبوت سیار
بہ سان طور شرابا ہے وہ بجلی گزار
دو نرد بان فلک اُس کے دونوں ہیں مینار
نگاہ کیجیے تو فلس سک ملک ہو شمار
جھلک رکھے ہے یہ ہرقت ہر در و دیوار
بیان میں بھیں آتا کچھ اس کا نقش و نگار
کہ جیسے نقطے کے عادی دوا بر پر کار
کہ جس کو سنتے ہی کٹار ہو گئے دیں دار

جو ہو بڑا ہی تر باں آدر دیکھ کلام
 ترا وہ اب کر مخلق پر ہے سا یہ ممکن
 تری سخا کے سبب کیسہ ہر تہی کیسہ
 تمام عالم اگر زنگبار ہو جائے
 جو تیر دست مبارک فلک پہ جائے بیٹھ
 عجب نہیں ہے کہ اس شے میں پڑو عالم
 زبان میری ہے قاصر بیان میں اس کے
 یہ معجزہ ہے کہ اُمّی لقب ہو جو کوئی
 یہ معجزہ ہے کہ شق القمر کیسا تو نے
 یہ معجزہ ہے کہ قسمت کرے تو جس شے کو
 یہ معجزہ ہے کہ سب بند ہاتھ ہی میں رہا
 ہند سان زمانہ ہزار قصہ کہیں
 کشائش اُس کی ہوتی ہے تری ہاتھوں
 دو جرم بخش کہ بخشائش گنہ اُس کی
 جو بوسے گلشن خلق اُس کی ہے نہ جانیم
 زمین بھی پھرے پانی میں جو کھنکھ دیا
 و غاکے روز ہو کیسا ہی رستم دستان

نہ ہوئے اس کو تری آگے طافنت گفتار
 بجھا دے انفس دوزخ کو جس کی ایک جھہار
 رکھے ہے ماہ سے ماہی تلک راز بنار
 نہ دیکھے تنہی عدد کس تری رخ زنگار
 ادھر نظر پڑی سو فارادھر پہ پیکان
 کہ ہے یہ خستہ زنا بندہ یا کہ او سو فار
 میں کس تر باں سے کروں معجز تری ظہار
 اسی پہ علم لدنی کا آخستہ ہو مدار
 یہ معجزہ اسی زمین کان خل لعل دی یار
 مساد ہی ہوئے دو مقسوم ہر صفا و کبار
 نظر نہ آیا کر کا تری کہیں آثار
 کسی سے ہوئے نہ اعجاز احمدی کا شہار
 کھلے نہ ناخن تدبیر سے جو عقدہ کار
 زباں پہ آنے نہ دیوے کسی کے استغفار
 نہ مشک بو ہو کبھی نات آہوتا مار
 سرزمین پہ اگر ہونہ اُس کے علم کا مار
 مقابلہ نہ کرے اس کا لاکو رو بہ فرار

جہاد پر جو کر باندھے لشکر اسلام
 کیا کریم نے حلال مشکلات مجھے
 تیری جناب مقہوتیں میں اوشم کو نین
 گناہ گار ہوں عاصی ہوں امتوں میں تیری
 زمیں کے سر پہ ہر جبت تک کہ سایان فلک
 موافقوں کے پٹری پاؤں دولت و اقبال —
 صاف طینت نہ کیا چاہیو گردوں کو خیال
 تاواں پیچا نہ رکھ چشم توقع اس سے
 ماہ نو گو یہی دیتا ہے ترقی ضیاء
 شجبدہ بازی و نیرنگی سے اس کج روی
 حاکم شب جو ہر ہتھاب گراؤں کو دیکھو
 زعطار کو دبیری کا بھروسہ اپنی
 ہر سحر خوت ستم سے اسی بطلینت کے
 دیکھ دیکھ اٹھ پیر اس کی تلون طبعی
 چرخ ہفتم نے دیا چرخ زحل کو ایسا
 اس جوا کار و جوا جو کے جو بارہ ہیں درج
 غلطی ہی جو حمل پر کریں آرام حاصل

کلونخ ہاتھ نہ آئے بربز سر کفار
 ترے کرم سے نہ دشوار ہو گئے دشوار
 دعایہ مانگیوں میں صبح و شام لیل و نہا
 شمار ہوں نہ جراؤں مرسے ہر دہر شمار
 فلک کے سر پہ ہر جبت تک کہ مہر کی ستار
 غافلوں کے رہے سر پہ سایہ ادا بار
 عکس رکھتا ہے یہ ہر ایک سے آئینہ مثال
 پست ہمت ہے نہ کر اس کی زبردستی کا جلا
 بدر کے سر پہ ہی لای ہے آخر کو رداں
 اہل کاران فلک کا ہے عجب کچھ احوال
 چہرہ صاف پہ اس کے ہر جبت گروہاں
 نہ غم و غصہ سے ہے رنگ رخ زہرہ بحال
 کائنات نکلے ہر خورشید یا اس جاہ جلال
 نہیں صبح کو کنوالی پہ کچھ استقلال
 کہ وہ تھا بدر کے مانند جو اشکل ہلال
 گزری ہی رخ و تعب میں ہی تھوکی مہال
 سر کے ٹکرانے میں اس کو نہیں اک دم ہمال

فوثر روم کرنے لگا اور دنیاں دیہ نکال
 گرچہ جو زاکویت سے شب و روز وصال
 تاب و طاقت نہیں اتنی کہ چلے پائے نکال
 تھا اسد شیریں یوں ہو گیا مانندِ رخسار
 مثلِ سنبل ہے سدا سدا لہ آشفہ حال
 کثرتِ باز عماد پر یہ نہ اٹھانے وال
 نیشِ عقرب کا نہیں چھوڑتا دیکھ دنیاں
 توں نے ڈر سے دیا نہ رومان آشفہ وال
 لحم و شحم اپنا ہوا جو گاجدی کو جنجال
 دلو کو بھرتے ہی گزر رہے سدا شک و کھال
 زندگی حوت کو بے آب ہوئی سر کا وائل
 اور جواز کی طمع جمع ہوں و اہل کمال
 اُن کے آپس میں نہ ہونے دیکھی قالِ انتقال
 فائدہ کیا جو رسم کیجے اُس کے افعال
 جس سے ہے دینِ قویٰ غیر تیغِ جلال
 کہ اگر تیغِ دوسرے اُس کی نہ ہوتی قتال
 نور ایمان کھاتا ہی نہ عالم میں جمال

بار اندوہ و غم و رنج مصیبت کی سبب
 دود و غم و جدائی سے دور تہا ہے مدام
 دست و پا گم کیے بے ہوش پڑا ہوا مٹاں
 جب سے اگر کے پڑا پچھیں اس مودی کے
 قربتِ شکل اسد سے کہ مجازی ہے وہ
 ہاتھ سے اُس کے گیسے پلہ میزاں نہ اٹھا
 رات دن درپے ایذا یہ تلک رہتا ہے
 دیکھ کر حالِ بروج اور تعریٰ اُس کی
 متلاشی کسی ذابج کا نہیں یہ تصاب
 فرست اک دم نہیں ملتی کہ وہ آرام کیے
 خشک آتا ہے نظرِ چشمہ خورشیدِ تلک
 کسی نادان اگر اکٹھے ہوں مشالِ پردیں
 متفق رہنے میں اُن کے خلل انداز یہ ہو
 جس کسی کی حرکات و سکنات ایسی ہوں
 کیوں نہ پھر وصف کر دوں اُس شہ دیں پر درکا
 یعنی وہ شیرِ خدا قوتِ بازو سے وصول
 مہدم ہوتی نہ گردنِ کشتی ظلمتِ کفر

مَشْکَلات دو جہاں کا تھا نہ کوئی حلال
 کر سکے تھا کوئی حل دین کے عقدِ عوی الحال
 چار ارکانِ عناصر کا یہ ہوئے احوال
 باد کے ہاتھ سے ہو خاک کو آرامِ محال
 اور وہ دیکھے کبھی گاہِ غضب آنکھِ نکال
 راست کہتا ہوں میں یہ بات کرو خیال
 نہ رہے مشرق و مغرب نہ جنوب نہ شمال
 سامنا چھوڑے جس وقت اُسے آؤ جلال
 کو دے اور اچھلنے لگے اگیا بتیاں
 ہوں تہی کیسہ سمجھی مشلِ صدفِ مالِ مال
 لائے خاطر میں تو نگر کو نہ کوئی لنگھال
 جتنے اس روئے زمین پر نظر آتے ہیں حال
 کہ مشابک بھی ہو جائیں بہ شکلِ غراب
 پڑھوں اک مطلع ثانی یہی آیا ہے خیال
 دست بستہ ہیں شہِ ماضی و مستقبلِ حال
 غوثِ ادرقِ طب و دلی عارفِ واژدہِ اہل
 حکما و علما و فضلا اہل کمال

گردِ ہونئی بہ خدا ذاتِ مبارک اس کی
 کھول سکتا تھا کوئی عقدہ کارِ دنیا
 حفظِ اُمس کا جو نہ ہو سائیکسِ عالم پر
 آبِ آتش کے جگر میں نہ رکھے ایک شر
 ہو طبعیت پہ اگر اُمس کی غضبِ مستولی
 خوف سے خلقتِ انسانِ نفلِ بجا
 نہ رہے عرش نہ کرسی نہ زمین نہ زماں
 کوہِ پیکر ہو کوئی یا ہو کوئی رُو میں تن
 آتشِ تہر کا اس کے جوڑے ایک شر
 بحرِ غشش جو کبھی جوشِ ملّی اُمس کا
 زرفِ نشانی کو اٹھائے و اگر دستِ عطا
 گمراہ وہ دو کروی کیجیے تیر اندازی
 ساتھ ہی اُس کے ارادی کے تفریقِ سیما
 جا کے اُس درگِ عالی میں بہ صدِ عمرِ نیاز
 اے شہرِ کون و مکان دیکھ ترا جاہِ حلال
 آستانِ بہ زریںِ سران کریں ہیں سب
 خوش چینِ خرمینِ عالی کے ہیں ای بابِ علوم

ہے سدا شیر کے جنگل میں چراغاں
 رات دن بھاگا ہی پھرتا ہو فلک قتال
 ہوئے دو کرے زباں منہ میں ہو کیوں کہ لال
 ذہن میں کھڑی نہ ہر چند اُسے کیجے خیال
 ابر آسا ہو زردہ خود ہو خورشید شال
 کہکشاں کی سی ہو تلوار فلک کی سی ڈھال
 خرم دھال پہ بیٹھا ہو ہو بد شکل دھال
 زور بازو کا کہوں اُس کے میں کیا تجھ سے حال
 پہنچو یہ صدمہ کہ فی القور دو کر دے پیہچال
 حکم ہو تو پہنچوں اک مطلع عرض احوال

.. ..
 باغ دل کا مرے جل جاؤ
 خشک ہو جاؤ ہے ریکان مری نند خیال
 اس مری ہرزہ درانی کا شہا ہر یہ مال
 مے تیرے ہی خزانے سے مجھے مالِ مثال
 سراد بار عدد و تراپاے اقبال
 لعنتی وہ جسے ہو ساتھ تری جنگ و جہل

عہد میں تیسرے نہ دے کوئی کسی کو ایذا
 عدل ایسا ہے ترا خوف عدالت سے تری
 بتری تیغ دوزباں وہ ہوشاں میں جس کی
 وصف دلدل میں کروں کیا وہو ایسا چالاک
 سامنے گر کوئی ایسا ہی عدد ہو جس کی
 تیر ہو تیر شہاب اور کماں توں قزح
 اور پچی ہو کے وہ اس طرح سے ہنگام دغا
 بخت ایک ہی ضربت میں یہ اللہ کی
 پہنچ میں ہاتھ تو سیرغ کے سر پہ رکھ دے
 بارگہ میں تری اسے بادشاہ ہر دو جہاں
 لشکر دل نے کیا مزع دل کو پامال
 کس روش دیکھوں میں سرسبز و شاہانی کو
 چمن عیش ہے آرام گاہ بدخشاں
 یہ جو بکتا ہوں تری سامنے میں بیہودہ
 کہ نہ محتاج ہو عالم میں کس ذاکس کا
 اذیل تا بہ اید زبرد برہے یا شاہ
 رحمت حق تھے جو دل میں کھے تیری دلا

دیکھ لے جسلوہ عن ارض سے تانا بنگل
 طعن خورشید پہ کرتی ہی ہوا اس کی جھلک
 جس طرح ہر سے مر رکھے ہوا خستہ فلک
 حوت کو صفحہ کاغذ سے اٹھائے کر لاک
 ماریے غوطہ ہم عشق میں ہو کر نہ پھرک
 ماہِ نو فریق یہ گردوں کے ہوا اند لک
 زنا قص کو دکھاتے ہیں سبھی ردی کار
 زخم پر یاس کے الماس سے چھوٹے ہو تک
 لے کیا پائے طلب لے لے سما تا بہ سحر
 چشم میں اب اہل جہاں کی مردک
 بارہا میں نے یہ دیکھا جو گیا ہوں اُن تک
 جو ہر مرد دم دا نا نہیں سمجھے مردک
 جادہ درشت فنا پر ہیں یہاں گو ہر یک
 کام کیا آئے یہ جاہ جو لگ جائے لک
 چشم پر طبع کی رکھنکر غزل کی عینک
 تخت دل چشم سے آتے ہیں چلو دستک
 سیرہ کا ہوا شجر کا اب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
 شاخ گل باغ میں جس طرح سے جائے ہو لچک

نقش کو غیر کے تو صفو دل سے کو تک
 جسلوہ گریار کی صورت ہو سدا جس میں
 پرتو رو سے صنم چاہیے دل میں ایسا
 حرص دنیا کی اٹھا دل سے تو اپو جس طرح
 دہ مقصود لے یا کہ نکل جائے جان
 سر ہندی بین کچھ خوب زمانے میں کچھ
 پنچنگی خوب ہے جس فن میں ہو مرد شیار
 خوب دیکھا ہے میں نرنگی گردوں کو سدا
 غیر از ابلہ حاصل نہ ہوا کچھ نہ ہدا

.
 نیکی کو نہیں چشم بینا
 زیب و زینت میں جو ہوا کو تو جانی ہو برا
 ایک کے دل میں نہیں منزل مقصود کا شوق
 فسکو دنیا میں سمجھتے نہیں طالب زر
 یہ قصیدہ تو میں کہتا ہی تھا لیکن دل نے
 یہ ٹھہرا مطلع رنگیں کہ جس گدے آب ہوا
 اور رحمت سے ہوا فیض جن میں یاں تک
 تابا کہائے ہے نظر پرستی یوں وقت برفا

دماغ سے دل کے چو بھاہا کہیں ملک جائے کر
 گرمی شمع سے گئی شیشے کی فانوس بکھر
 طاق ابرو سے مرے شیشہ دل کو نہ چک
 ہے دل سوختہ عاشق بے باک گزرک
 دیکھتا ہے رخ آتش کو تو جاتا ہے چمک
 یوں کہا چپ ہو مرے آگے زیادہ مت بک
 تھا ہی بیٹھا کہ دی آکر کے کسی نے دستک
 دیکھنا کیا ہوں میں جنت کہ پہنچا دان ملک
 صورت حضرت انسان ہے یا شکل ملک
 دس شب تار میں دانند گئی آنکھ چمک
 اس شبابت کا نہ انسان کوئی ہو گا نہ ملک
 جلوہ طور بنسایاں تھا بلاشبہ ملک
 موج زن طور تجلی کی تھی دامان ملک
 اور بنا گوش کو دیکھے تو رہے صبح دیک
 نہ رہے منہ کی سیاہی جو اسے دیکھے ملک
 جس طرح سا غلبہ ریز کہ وہ جا چھلک
 زقر لباشس کا تیرا در نہ تیرا رنگ
 کیسا ہی حسن ہوا میں بد نہیں کہتا دہمک

جذبہ عشق اُسے کھینچ نکالتا ہے نژد
 حالت سینہ بھلا دل کے ہو جلتے سے کیا
 شوخ ملک دیکھ لے تو کس کی جو شیشہ گرمی
 بادہ شوق سے دل دار کے ہوں مست سدا
 گرمی غیر سے دل بھاگے ہے مانہ پند
 گوش دل سے میں سُنی اُس کی غزل جیغش
 رات میں کلبہ حزاں میں بہ فکر شعار
 وہیں فی الغد رٹھا ہوں کے میں حیراں بار
 پوش لیک کھڑا رہے واللہ اعلم
 حسن سے یک مرتبہ جس کے لے دل
 فی الحقیقت تو یہ ہر دو مجسم تھا وہ
 مہر و شمس ماہ نگار بہرہ جیں کیوں کہ ہوں
 چشمہ مشک و عسل کی طرح زلف ریا
 گوشمال گل خورشید فلک گوش اُس کے
 بھوں اس طرح جُٹی گویا لے ہیں ملال
 چشمہ مخور تھی یوں بادہ دھرتی بھری
 نسبت و تیز اُس کی نگہ ایسی کہ پہنچے اُس کو
 ناک کا حسن کہوں کیا کہ دو تھی نفس کی تاب

و ہن ایسا کہ نہیں اس میں کیسے جا سخن
 لب و لب جس سے کہ اعجاز سیجی پیدا
 سبزہ خط کو اگر اس کے نظر بھردیکھے
 تختہ عیسینہ میں اس کے یصفا جس کے حلقہ
 جلوہ شمع ہو جوں پردہ فالوس کے بیچ
 دست وہ دست نگاریں کتنا جس کے آگے
 گوگر کو خط موہوم تو کہنے کو کہا
 کیا کروں ساق بلوریں کی میں اس کی تعریف
 قامت ایسا ہو قیامت کہ جسے طوئی بھی
 ایسی جب آئی نظر شکل و مشاغل اُسر
 اور یہ عرض کی خدمت میں کہ لے بندہ تو اُ
 سننے ہی عرض مری یوں کیا بچہ کو ارشاد
 شعر کہتا ہے تو کہہ شان میں تو ایسے کی
 یعنی وہ جید رکرا حسد اکا متطہر
 پڑھ اٹھا وریں میں یہ مطلع ثانی لے دل
 شان میں جس کی محسوس کہے لمحی لمحک
 کیا عجب در پہ اگر اس کے بہ روز نور در

غنچہ لب غنچہ دہن دکھیں تو ہو میں بھچک
 نہ کہے اب حیات اس کو جو ہو زبردک
 لٹ لٹا ایک طرف طوطی ایک سو سترک
 دیدہ آئینہ سہر کی جھپک جاؤ ملک
 آستینوں میں تھی یوں ساعہ سیم کی جھک
 صورت پہنچہ در جان تھی جوں خار خشک
 پر تین نہیں اس میں بھی ہو کچھ شبہ و شک
 کہیے گر اب زلال اس کو نہیں یہ ...
 اک نظر دیکھے تو یہ بولے کہ اللہ معاک
 وہیں مضطر ہو قدم چوم لیا میں نے لک
 کیا سبب ہے کہ قدم رنجہ کیا ہو ایانک
 راہ تو صیفت میں خوابان جہاں کی نہ جھک
 فخر سمجھے ہے شنا جس کی ظلمت اور ملک
 فیض سے جس کے ہے معمور سما تار ملک
 آفریں سن کے کہیں جس کو سخن سن نہ کر
 پھیرا ہیئت ذات اس کی مویں کر دیک
 ہر اور ماہ کی افلاک بجائے محو زک

موجب غم فرزند و سکندر ہو اگر
قصر میں اُس کے تو ایسی ہی صفا ہو اگر
مہر محبوب چلن طلسم و گردوں اس کا
عہد میں اس کے ضعیفوں دین ہیں اس

... سے اس سے نہیں دور کہ پیچہ کی طرح
اُس کی خاطر میں جو آتا ہو کبھی غم سکار
... سے اُس کی نہیں دور ہو کہ زور و وفا
خود کو دیکھ سکے اُس کے یہ کس کا مقدر
نہ فلک گر ہو چلتے تو یقین جا کو

یہ و مطلع ہے خطا یہ کہ ہو جاؤ کباب
گر کرے روز و غائے کسی کو تو ملک
اک اشارے میں کیسے کہیں اڑ جاتا
گر مہر تے تا نہ پہنچنے پائے
جب علم ہوئے کبھی تیری تیغ دور ما
ساتے اُس کے اگر ہو کوئی ایسا ہی
حرکت دست بھی ہو نہ کہیش از اُس کے
گر کبھی دیکھیں تجھے اب ہوائ کا زہر

اُس کے فراسش ہو قالیں کی ٹائیں کج لک
آنکھ اٹھا دیکھے تو پائے نگہ جائے کھسک
دیکھ کر بالشر زربن دنگاریں تو شک
یہ سر شعلہ ہر ارشک کرے غار خسک

آتش برق سے یہ ابر سید جائے بھڑک
خود بہ خود جائے ہفتہ اک میں سر حد شک
فیل کی دم پہ جو بیٹھے تو دور دیکھے مستک
دیکھتے ہی جسے خورشید کی گئی آنکھ جھپک
جاڑ جابنش دم اُس کی میں وہ باؤ مسک
مدعی کے جو بڑے کان میں ٹاک اس کی تھپک
طرف ثانی جو رستم ہو تو وہ جائے دہک
اگے دلدل کے ترے گرد ہے بجلی کی چپک
ابر دلدل کی ترے ہوئے ہے آکر اسپک
الاماں برق کہے دیکھتے ہی اُس کی جھپک
صحن میں جس کی سپر کے ہوں نہ اجوام فلک
صاف کاٹے یہ مجدب سے لے مقعر تک
نام سنتے ہی تو کا پس ہیں سپاہ از یک

سائنہ تو زور کر رہا تھا میں آتے ہی نہ جوت
 شعل مہر ہے تادست فلک میں روشن
 دوست داروں کا رہے اختر طالع
 فضل سے تیرے یہ پوشش کو آید توی —
 عطا کیا ہے مجھے حق نے وہ دل روشن
 دیا دو دیدہ شناساے معنی والے فنا
 عنایت ایسی ہی کی ہر زبان تیز بیاں
 کیا ہو مجھ کو کرامت و گوش ہوش پوش
 ہوا ہے وہ سرشوریدہ محبت مجھ کو
 دیا ہے مجھ کو محبت میں اپنی سوز و گداز
 ہوئی نصیب مجھے دولت محبت حق
 جل ہے سلک گہرا شک چشم سے میر
 سرشک چشم سے ہر چند آب پاشی کی
 بجائے اس کو اگر کہیے حسا نہ از نور
 نہیں میں فیض تصور سے طالب دیدا
 جو کوئی دوست بڑا ہو اُسے ملے ایذا
 سوا سے اسکا دیا ہے مجھے وہ استغنا
 دکھائیں گے مجھے کان طلا و دست انشا

قطرہ خوں رگ یا تو سے پڑتا ہو ٹپک
 جلوہ ماہ ہے جب تک تہ دامان فلک
 اور بدخواہ رخ لوج نہ دیکھے مردک
 وصف کہتا ہی رہے منہ نہیں پاں تیک
 کہ رشک شمع حرم ہے میان ظلمت تن
 کہ روشن اُس کی بد دولت ہو اسوہ سخن
 کہ تیغ قاطع برہاں ہے در میان دہن
 کروں پوسنے ہی درایت حسن و قبح سخن
 کہ میرا دشت و بیابان عشق ہے مسکن
 جلوں ہوں شمع صفت تا سحر میان لگن
 رہا سدا میں گرفتار درد و بیج و محن
 اُسی کے نام کی دن رات ہوں مجھے سخن
 ہوئی نہ سینہ سوزاں کی میری دفعِ وطن
 ز بس کہ عشق کے تیرے دل گیا ہوں چن
 رہ جاے مرد تک اُس کو کہیں ہیں میرے چن
 کچھ اس دیا پر محبت کا ہے نرا لا چلن
 کہ آنکھوں میں ہیں خزن ریزہ لعل و قدح
 تو پشت پا ہو مری زینت سیر معدن

سیاہِ بخت سے ہوسا یہ ہما مانا
لباسِ فاختہ پر ناز کر کر و منعہ
کہائے نعمت ہر دو جہاں سے مستغنی
شب اس قیصر کے کی میں فکرِ بخت مستغنی
پلک کے لگتے ہی وہ خواب ہم گین دکھا
قصور اپنا نہ آیا خیال میں اپنے
معائنہ کیا اٹھ دم کہ ایک مردِ بزرگ
نہ کچھ قصور ہے تیرا نہ فکر کا تیری
ہو گئی یہ اس سے تنبیہ خواب میں تجھ پر
یہ سنتے آنکھیں جو کھل گئیں جو اس سا آیا
کہ چھوڑ کر یہ پریشان گفتگو لاؤں
سردرِ سینہ احمد فروغِ چشمِ علی
وہ ہر گلِ جمنِ حسن و خلق کیوں کے نہ ہو
سے اس کے عہد میں قیدی نہ کوئی دیوانہ
گوئیں کے عہد میں سہولے نام بادہ کوئی
دیار اُس کا ہر دل چسپ و دل رُبا ایسا
جہان تک کہیں وہ امنِ شمسِ محبوباں

کسے دماغ کہ سر پر ہا ہوسا یہ فگن
ہنسے حریر کو اٹھ کے مرا لباسِ حسن
کسی کے آگے نہ خم ہو کبھی مری گرد
کہ خواب ہو گیا میری خیال کا رہ زن
کہ روح ہو گئی تجلیل اور خشک تن
خطائے فکر پر آخر گیا ہمارا ظن
کسے ہے زیرِ زنج ہاتھ رکھ کے مشفق ہن
عبثت ہوا ہے تو نہ کر سلیم سے بطن
نہ ہو تو اسببِ عجب شاعری کا فن
خیالِ دل میں یہ گزرا صلاح ہے حسن
زبانِ خامہ پہ وصفِ شہِ زمین و زین
شہنشاہِ دو جہاں حضرتِ امام حسن
حرلیتِ پیرِ ہن یوسف اس کا پیرا ہن
رہے ہے خانہٴ زنجیر میں سدایشون
سپرِ دباؤِ خنراں ہو بہار
کہ جس کے دشت میں جبینِ کامن
شہرِ رکھے چہ زمزم پہ ان کا چاؤ فن

ہمارے ہمارے کہتے ہیں رتبہ جہاں کے باغ و عن
 کرے ہے تیغِ نقضا پہلے اس کا قطع کفن
 کہ جس کو فوج کا اپنے کریم و پیر بزن
 تو اک اشاری میں اُس کے ہول کھوں نے سن
 و دشمن دین کہ جو دس سر کا ہو یوں راون
 دسوں سران پڑیں بر سر سہم تو سن
 سننا یہ مطلع کہ یکنس بہ صد باں سو سن
 نہ دیکھے روئے ہمارا اس جہاں گلشن
 عجب نہیں ہی کہ گلشن کا رشک ہو گلشن
 جو کوئی رکھتا نہ ہوئے پیراغ ہیں روغن
 رہے ہو ابھی نہ باقی کہ ہو ملا برطن
 حکم جتنے ہیں نزدیک اپنے ہیں گودن
 جہاں کا ہے دو محسن ترا جو ہے محسن
 کرے ہے مہر سے نور اقتباس جوں روزن
 جو ان از سر نو ہوا بھی یہ چرخ کہن
 نسیم صبح نہ دیکھے رخِ خطا و حقن
 مقابل اُس کے ہوں گز گز و برز و دہن

کروں تو کیا کروں اُس کے دیار کی تعین
 عرو کے دلی میں گزرتا ہو تب خیال نہ برد
 خدا عظیم ہے اس کو یقین جانو گے
 مقابلہ کرے اُس کا جو شک و کفار
 اگر بد و روغنا آ کے سامنے ہو جائے
 تو اُس کی تیغِ عدو کش کی ایک ضربت میں
 جنابِ اقدس اعلیٰ میں اُس شہد دین کی
 ترا سحابِ کرم گرنہ ہوئے سایہ فلک
 اگر کرے اسے سیراب تیرا بر کرم ...
 ترے کرم سے جلائے دو شمع کا قوری
 کیا ہے دستِ کرم نے ترے جہاں غالی
 بالاتفاق جو گھستے ہیں سب جلائے محال
 بیان میں نہیں آتا ہے کچھ ترا احسان
 ترے جمال سے یوں ہی نور دیدہ مہر
 گر آستانِ پرتو جہد ہوا مانگے دعا
 جو ہو ترے چمنِ خلق کی متاشافی
 تو جس ضعیف کو چاہے تو ہی کرے ایسا

سوائے درگاہ عالی نہ سوچھے کوئی ماہن
 نہ چار آئینہ چھوڑے نہ بکتر و جوشن
 جو سر پہ کوہ کے بیٹھے تو دیکھے ...
 مجال کیا جو کوئی سائے ہو رو میں تن
 ... چٹکی میں آتے ہی موم ہو آہن
 کٹول کہنے لگے جس گھڑی ترا تو سن
 بجا ہے گھر کہوں گل گوں کو تیری شک چن
 خیال میں بھی نہ آئے جو ملک دوتے آہن
 کہ بعد میرے کچھ ایسا سبب ہو قبلہ من
 اگر چہ ہے یہ مرا زاد بوم اور وطن
 ہے جس دیار میں مولیٰ امی ترا مدفن
 جو کوئی ہے ترا دشمن خدا کا ہی دشمن
 دہائی کا ذکر نہیں کچھ ہیں ایک ہی تن من
 تفادات اس میں کیا ہو جو ملک سرسوزن
 جہاں کے ہاتھ میں جب تک گلوں کا ہی دن
 رہے ذلیل و بدخواہ ہو جو کھٹن
 کہ مثل آئینہ ہوتا نہیں ہو عکس نہیر

نہ پہنچے جنگ کی تربت کہ لائیں رو بہ فرآ
 برش رکھے ہے شمشیر آب دار تری
 کہ ہر خیال گیا میسر کیا کہا میں نے
 جہاں کہیں کہ صفت آرا تری جماعت ہو
 اُسے تو قوت بازو ...
 فلک پہ بکلی کی شرمندہ اچھلا ہٹ ہو
 تمام جلد پہ نہ خون کی مسایاں ہو
 وہ اس طرح کا ہے جاں باز کجیو بادور
 تری جناب کرامت تابستے سے ہی امید
 یہ مشت خاک مری خاک پر بندیں رہے
 اسی دیار میں پامال مردماں ہوئے
 جو کوئی دوست ہو تیرا وہی خدا کا دوست
 ہے ایک نذر محمد سے لے کے تا مہدی
 محمدی نہ ہوں جو شش کہساؤں عیسائی
 جہاں کے باغ میں تاج و زون ہو باجہا
 جو خیر خواہ ہو تیرا عنبرینہ دل ہا ہو
 یہ چرخ کہنہ تو ہی اس طرح کا صاف صاف ۴

کسی سے دل میں کدورت یہ کس طرح رکھے
صفا پرست ہو یہ اور صاف طینت ہے
ہوئی نہیں ہو عناصر سے اس کی کچھ تعمیر
بنایا نور سے اپنے خزانے اس کا تعمیر
نخل ہے آب گہر تر مسار آب زلال
لے کسی کے بُری سے نہ کچھ بھلے سے ...
غرض کسی کی ترقی سے لے تنزل سے
کوئی جہان میں ہو کدو امیر کوئی فقیر
و ذریعہ بادشہ ہو یا ہو بادشاہ و ذریعہ

ص ۲۴۴ چودھویں شعر کے بعد

مجھی کو بیچ فریدار جو ٹھہرے کوئی
مشتری کا یہی بائے سے ہے ہر آن سوال

ص ۲۴۷ آٹھویں شعر کے بعد

زندگی بھی جسے وہ قوت باز و دیوے
زور بازو کا کہوں اس میں تجھ کی باطل

ص ۲۴۸ سترہویں شعر کے بعد

بہر گل گشت چمن باغ میں حب جاتا ہوں
لالہ و گل کے نیلے مارے ہو نرگس جنگ

ص ۲۵۱ دوسرے شعر کے بعد

زلہ خوار اس کا عجب کیا ہے جو ہوے عالم
ہے فلک سفرہ دیدہ ہو وہ اس کی صحن

ص ۲۵۲ آٹھویں شعر کے بعد

ترے ہی فیض سے سرسبزہ و روستید یہاں
دکھائی دیوے ہے خلقت بہر ناک سر و دامن

ضمیمہ

(۱) ۶۳ شعر جو قلمی دیوان میں قلم زد ہیں یا جن کے مقابل لفظ خارج لکھا ہوا ہے:
 کس طرح نظر اپنی رُخِ یار پہ ٹھہرے ۲۶۳ کتاب کو دیکھے نہیں مقدور کتاں کا شنف
 کرتو پا مال ہمیں شوق سے جتنا چاہے ۹ خاک ہو کر ترے کوچے میں اُڑا کیجے گا
 یارب اُس بزم کی حسرت میں کہاں تک جو شمع روز اٹھ شام سے تاجع جلا کیجیے گا
 دل کو دیتا ہوں میں اتنی ہی توقع پہ نہیں اس کے لینے میں یہی ناز و ادا کیجیے گا

جیتے ہی جی گرا ایک بھی بوسہ آہ اسے انعام نہ ہوگا
 زیرِ زمیں بھی کشتہ لب کو یار ترے آرام نہ ہوگا
 رات کتنے سوئے ہی اب جان کا سودا ہوئے گا آخر
 وصل جو تجھ سے اسے مرے صاحب صبح نہ ہوگا شام نہ ہوگا
 نیند دلوں کا کیوں نہ کرے وہ دھوم کر مینا دوں میں اُس کی
 خال دخط اُس کا جیسا ہو دبا دانہ نہ ہوگا دام نہ ہوگا
 کام بھوں کا ہاتھ سے تیرے یار نکلتے دیکھتے ہیں ہم
 آہ ترے ناکام کا ظالم ہاتھ سے تیرے کام نہ ہوگا
 ہاتھ سے میرے وہ اپنے کو اگر کھینچے گا ۱۱ میں ادھر کھینچوں گا اور داؤدھر کھینچے گا

چھوڑ کر تیر و کہاں گردوں بلا گرداں ہوا ۱۲ جس گھڑی تیر بلا کا دل نشانہ ہو گیا
 میٹھا رہا ہمیشہ دل بے قرار سے ۱۳ سبقت نہ بے قراری میں سہما بے گیا
 حیراں ہوں کس طرح ہو وہ انسان میں جلوہ گر ۱۴ جلوے سے اُس کے طور تو جل خاک ہو گیا
 سب یہیں چھوٹے عدم تک اپنے ساتھ ۱۵ دلِ غِ حسرت دل میں تھا اک رہ گیا
 وابستہ زندگی ہی مری تیغِ یار سے ۱۶ مرنا مرا قضا و قدر سے گزر گیا
 اُس کے آگے رکھی اک نان جلی جو ہر ۱۷ خوان پر اپنے فلک نے جسے مہمان کیا
 کہا مسجد و بیت خانہ میں کیا دیر حرم میں ۱۸ تھا بد نظر تو ہی اگر بد نظر تھا
 شبِ آہ کے شعلے کے تلاطم میں سحر تک — بے تاب دل سوختہ مانند شرر تھا
 تیرے ہوتے ہوئے غیروں کی باتیں خوش نہیں آتیں ۱۹ جو دیتا تو ہی مجھ کو گالیاں دو چاہتا تھا
 سرو کا اس کو سر کا دل سے تھا شیریں بہاؤ ۱۹ یہ دل عاشق تھا بے تک تیشہ فرما دے رکھتا تھا
 گزرتی تھی اوقات خوف ورجا میں ۱۹ بُرا تا کرتا تھا و وجہ تک سبھلاتا تھا
 رات ساری رات بے ہوشی دم و ہوش اُس کے تھی ۲۰ کیا کہوں تجھ سے یہ دل شاد تھا یا شاد تھا
 کیا ہوا چاہتا ہی غیروں کا ۲۱ اپنا دل وار ہی ہزار ہوا
 تہاں سنگ دل کی بزم میں تو قبر ہوئی پیدا ہماں آہ بے تاثیر میں تاثیر ہوئی پیدا
 لگے سنگِ ملامت چلنے عاشق ہوئے ہی اُس پر یہ کیا تقصیر تھی جو ساتھ ہی تعزیر ہوئی پیدا
 مسلسل اشک کے قطرے چلے آتے ہیں آنکھوں سے نئے دیوانے کی خاطر نئی زنجیر ہوئی پیدا
 غلط ہی یہ جو کہیے آپ ہی عاشق ہوئے تجھ پر جو کچھ تقدیر میں تھی اپنی بے تدبیر ہوئی پیدا

فسوں غمزہ نہاں کو تیری چشم گویا سے
 تصور میں مژہ کے چشم نے جواشک باری کی
 کوئی صورت نہیں لگتی ہر ایں انسان کی صورت
 پسند اہل معنی اب لگا ہونے سخن میرا
 لگاتے ہاتھ اُس کو قلب مابیت ہوا جوش
 سیم فانوس بزم میں کدک گئی ۱۷
 دونوں بے رتبہ تھے کل اُس کے حضور -
 حد ستایا، مجھے دل نے اے سلاب برشک ۲۰
 اس رہ گز میں تیرے افتادگوں کا گھر کیا
 سنکھ ہر اُس مژہ کے صرفہ نہیں ہر جاں کا
 لے شیخ پیر تیرا بے پیر کھتا کہ تجھ پر -
 کیوں کر بچائے جی کوئی... جی جو خوب رو ۲۱
 وہ سوختہ ہوں دیکھ جلتے جان ہمارا
 ممکن نہیں اے بخت کسی ہاتھ سے بھلے
 لے دست جنوں ایک زری سہی ہر در کا
 دامن مژہ تر کا جو اک بار پچوڑیں
 ناساز ترے ساز سے ہم کیوں نہ ہوں مطرب

سنا ملک جن نے اُس کو طاقِ تسخیر ہوئی پیدا
 بجائے مزین سینہ سے چوہ تیر ہوئی پیدا
 مقصود تیرے ہاتھوں سے یہ کیا تصویر ہوئی پیدا
 مری کج معج زباں میں جو تھی تقریر ہوئی پیدا
 پریشہ خاک میری رشک صد گیسر ہوئی پیدا
 منہ پہ جب لے کے وہ نقاب آیا ۱۸
 ماستاب آیا آفتاب آیا -
 ساتھ اپنے اسے بھی اک زری تھم لیتا جا
 جو نقش پا گیا مٹ جس خاک پر بنایا
 دل باختہ کو تیرے کیا بے جگر بنایا
 جتے کا بوجھ لا دا اور مفت خر بنایا -
 بولی کھلا ملا ہوا آنکھیں کھلا ملا ۲۲
 خورشید قیامت جو ہو ہمارا
 حسرت کدہ دہریں ارمان ہمارا
 جھکتا سوئے دامن ہر گریبان ہمارا
 جوں دامن دریا ہو یہ دامن ہمارا
 زنگولہ دل دار پہ ہے کان ہمارا

ہم قابل احسان نہ تھے ایک کے لیکن
تو جان نہ جان اس کو مری جان ہو تجھ پر
کس واسطے آیا نہیں یاں کوئی بہ جز حرص
اُچھے ہوئے ہر مصرع ہیں جوں زلفاؤں خوش —
یاں مجنوں و فریاد اسی سعی میں مر گئے ۲۱
محبت آ بھری ہو گئی ہوا ہولے ہوا
یہ کار خانہ اجسام باؤ بندی ہو
مگرتہ دل نہ کرے چاک چاک سینے کو
یہ برق نالہ کرکتا ہو تجھ بن ادا ساقی
ہوا موافق اہل نمو ہو عالم میں
ہوا و حرص کی روتے ہیں جان کو سر آن
یہ داغ دل تو ہمارا چراغ ہو لیکن —
گو کہ رہتا ہو یہ جس نالوں ۲۲
یار راتوں کو تیرے کوچے میں

اور کہتے نہیں رقیب اُسے — ابے کچھ تجھ کو دُر نہیں آتا
صاف دل مجھ کو اگر سمجھیں نہ آئینہ سا ۲۵
راحت دل مرے جس طرح ہو اُس طرح پہنچ — اب ترے ہجر میں بے طرح ہو احوال اپنا

محسن کیا سب کو یہ ہو احسان ہمارا
سو جان سے قربان دل و جان ہمارا
مانع تو کسی کا نہیں دربان ہمارا
دیوانہ پسند آہ ہو دیوان ہمارا
دریائے محبت کا نہ ہاتھ آیا کس راہ
ہمارے خانہ دل میں نہیں ہو جای ہوا
حجاب دار نہیں جسم میں سولے ہوا
درو در بچہ بناتے ہیں سب برے ہوا
غرش کو ابر کی سُن سُن کے اور صدے ہوا
نہ ہوئے سبز شجر جب تلک نہ کھلتے ہوا
ہمیں خراب کیا بائے حرص ہائے ہوا
نہ اس چراغ کو جو شش کبھی بجھا ہوا
میرے نالوں سے بر نہیں آتا

گرہ میں غنچوں نے ناف کے نافے باندھ لیے ۲۱۷ چمن میں کھل جو گئی زلف مشک بوتیری شمع
خوشی کسی کو زمانے میں دھونڈتا تو ہر — یہ بے سبب نہیں ہے جبرخ تھو تیری
آنکھوں میں ہماری ہر شب تار سے بدر ۲۱۸ گو جلوے دکھائے شب ہفتاب جلدی ش
۳۰۱۲ شعر جون میں ہیں لیکن کاتب کی غلطی سے درج نہ ہو سکے۔

نہ ہوں میں چرب زباں بزم عشق میں کس طرح ۸ بہ رنگ شمع ارادہ ہر سرکٹانے کا ش
شیخ مسجد میں جو آنے سے تو مانے ہو برا ۱۰ کیا غرض ہر کوئی کا ہے کو ادھر آئے گا
کل جو اُسے دیکھ کر ہو گئے ہم بے خبر ۱۲ ہنس کے دو کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا شیخ
گھبرا گیا ہوں آہ کدھر جاؤں کیا کروں ۲۶ بک بک کے ناصحوں نے مرا سر بھرا دیا
جذبہ عشق سے کچھ حل نہ سکا یوسف کا ۳۰ ورنہ تھانگ غلامی زحمت کرنا ش
ہر کسی کا نہیں مقدور بہت مشکل ہر کام مردوں ہی کا ہر ترک تمنا کرنا
کوچہ یار میں چلتا تو ہر پر لے خوش — ہم تو رہ جائیں گے جاتے ہی تجھے کیا کرنا
لے ترک چشم اب بھی ترکش کرے کھولو ۳۶ تو نے کی طرح سینہ سارا تو چھان مارا ش
نہ دے رائیگاں اس کے اشعار خوش ۴۳ میاں ہر ہی اس دوانے کی دولت
اکثر ہوئی ہر تیرنگہ کی ترے سپر ۴۴ کیوں کرنے ہوئے خانہ زبور شب و ست
دہ جفا کار کوئی مجھ سے کرے ہر باتیں ۴۵ غیر سننے کو کھڑے ہیں پس دیوار عبث
دل وحشی کبھی بھڑے نہ جوشش ۵۱ نہ باندھے زلف اگر ہر بند پر بند
غنیہ دل کو پریشاں نہیں ہونے دیتا ۵۵ ہر دم سرد مراد صبا سے بہتر

پیرا ہن زرتیں سے ہو بے مایہ کو عزت ۶۹ زیبائشِ طاؤس ہو بال و پر طاؤس
 دامن کشیدہ گزرے ہو جو ہر مزار سے ۷۳ کرتا ہو یار خاک شہیداں کی احتیاط
 عشق میں تیرے ہوا رنگ یہ چہرے کا مکہ ۷۷ کبریا کا نہیں لگتا ہو مرے رنگ سے رنگ
 بنلا اس بلا میں کوئی نہ ہو ۹۴ جس بلا میں کہ مبتلا ہیں ہم

غز و بندگی دل سے اٹھائے خاکساری کر ۲۶۳ خدا ملتا نہیں جوشش کسی کو خود نمائی میں
 جوشش نہ سراٹھانے دے داں بارِ انفل — جو کوئی اپنے فعل پہ یاں منفعل نہ ہو
 تو جو مرتا ہو اس پر لے جوشش ۱۳۷ لے گیا کوئی ساتھ دنیا کو

رو بہ رو اس بتِ خوں خوار کے نر مند کیا ۱۴۱ چشم حیراں نے مرے دیدہ قربانی کو
 سمجھے وہی جو کوئی اس فن میں یگانہ ہو ۱۵۴ ہر شعر میں جوشش کے ہیں معنی بیگانہ
 ساقیا ہر سحر بہ رنگِ مہر ۱۵۴ ہو کفِ رعشہ دار میں پیالہ

خضر ہو یا کہ مسیحا ہو سمجھ کر آئے ۱۵۹ بھر پکارے ہوئے وہ چاہِ ذوقِ کہتا ہو
 خوں خوار ہو رہا ہو سفید آئینے کا منہ کس کی مجال ہو جو ترے رو بہ رو رہے
 الفاظِ شوخ معنی دل کش ہوں شعر میں — جوشش یہی تلاش یہی جستجو ہے
 کس کو ہیں منصف بدوں ملک آپ ہی انصاف سے ظلم اپنا اور میری بے گناہی دیکھے
 یا کبھی کبھی بھیجے خط یا خبر منگو ایسے — یہ تو ہیں کہتا نہیں ہوں محمد کو آہی دیکھے
 یا تیرے تیر کا ہر ٹکڑا اجاے تیر ہی ۲۰۶ اس لیے دل نے تڑپ کر تیر کے ٹکڑے کبے
 گوشام سے ہو کر نک روئے ہو اور جلے ہو ۲۲۰ یہ سمع و بد و تو ہم سے نہ ہو سکے گی

(۳۱) شعر جون میں نہیں ہیں، اندکروں سے ماخوذ ہیں :-

کس طرح سے ہو شرح و بیاں رازِ بہاں کا
قدرت نہ قلم کی ہو نہ مقدور نہ باں کا
آوارہ صحراے جنوں رک نہیں سکتے
دامن نہ کوئی تمام سکے رنگِ رواں کا
اس گلشنِ ہستی سے نکل راہِ عدم لے
بے رنگ نظر آئے ہر کچھ رنگِ بہاں کا
عنقا کی طرح گو کہ نشان وہ نہیں رکھتا
مٹا ہو پتا نام ہی سے اُس کے نشان کا
اس دل کو دکھاتا ہوں میں بازارِ محبت —
خطرہ نہیں جو شش مجھے کچھ سود و زیل کا
ہم چشم کیوں کہوں میں اسے شعلہ زار کا
عالم ہی کچھ جدا ہو دلِ داغ دار کا
سرکارِ بے خودی کا یہ مختارِ کارِ سر
ممكن نہیں کہ یادِ صبا تجھ سے کچھ سکے
یہ داغ تو چراغِ ہو دل کے دیار کا
ایسی مرے خرابہ دل میں بھری ہو آگ
قوارہ جھوٹا ہو غرہ سے شرار کا
پتیا ہو گر تو بادِ عشرت سمجھ کے پی —
جو شش بُرا ہو دردِ سر اس کے خمار کا
بزم میں یک شب بھی نہ پایا نہ دلِ گیر کا
دم بہ دم آلودہ رہنا خون سے عشاق کے
فائدہ لے سمعِ اشکِ داہ بے نایبِ سر کا
اے ہو س مار ڈالے مفلسی لیکن کبھی
جو ہر ذاتی ہو یہ جو ہر تہیٰ شمشیر کا
مجھ سے دیوانے کے مرنے کا کسے غم تھا گر —
اہلِ استغناء نہ لائیں منہ پہ نامِ اکبر کا
ہزارِ پیار کرے گا ہزار چاہے گا
حلقہ ماتم ہو حلقہ مری زنجیر کا
اگر یہ ہو فلکِ سفلہ میرے درپے کیس —
مری طرح نہ کوئی تجھ کو یار چاہے گا
پہلو کا وہ ہی جو پردہ دار چاہے گا

گر بوبیں یہ دل در پیے آزار ہے گا
 ہر جذب میں گھر تو نہیں رکھتا ہوں لیکن
 یہ وعدہ شب تم جو کیے جاتے ہو بوائے
 گر ہجر میں اُس کے بھی رونا ہو تو جوش —
 جوش مت رو دل و جگر کو ۹
 کس کا کس کا تو غم کرے گا
 یہ بھی ہر کوئی منصفی دیکھ تو اے مخاطب —
 آپ تو بے وفا ہوا ہم سے کربے وفا طلب
 ہم کو شب وصال میسر ہوئی تو کیا ۳۸
 مکرنا جو قتل ہو تبھے ظالم تو کر گزر ۴۹
 فساد ڈھونڈتا ہو لہو اب کہاں تلک
 فساد نہ ہو تو پہنچ چکا ہو مرے استخوان تلک
 الہی کیوں پھنسا یا ہم کو دام آشنائی میں ۲۶۲
 رہیں گے کب تلک ہم مبتلا در جدائی میں
 نفس سے چھوڑ مت صیاد تیرے مبتلا ہیں ہم
 نظر آتی نہیں اپنی ریائی اس رہائی میں
 ہزار افسوس لے ظالم کہ تو بھی بے وفا نکلا —
 مٹے تھے ڈھونڈ کر انک تجھ سے ہم باری جدائی میں
 تنہائی سے صحبت ہر دن رات خدائی میں
 کیا خوب گزرتی ہو اوقات جدائی میں
 تب مارے ادب کے ہم دامن نہ ترا تھا
 دل اور جگر کو تو مچھڑے ہی کیا غم نے
 یہ نالہ وہ زاری یہ جنگی و خواری —
 جیدھر کو چلوں خوشش ہو ساتھ جدائی میں
 رہتا ہوں اُس کے سایہ بیغ نگاہیں —
 کرتا ہوں زندگی میں اہل کی پناہ میں

نہیں یہ اُس کی فرکاں تیرک چشم اُس کے سپاہی ہیں ۱۱۴۔ یہ پھرتے ہیں ہر دم خیر ترکانہ پہلو میں ش
 متاع صبر کو دی آگ جیسے عشق نے جوش — ہر گنج شعلہ دل جلتا ہے تباہ پہلو میں ش
 دل جو بے تاب دے قرار نہ ہو — مجھ سے سجت کبھی برآ نہ ہو ش
 شکر صد شکر کہ خالق نے دیا ہے جوش ۱۲۴۔ لب خنداں اُسے اور دیدہ گریاں مجھ کو ش
 ایک عالم کی دل خراش ہو یہ ۱۵۴۔ آہ ہو یا قلم تراش ہو یہ خف
 چشم سے غافل نہ ہوا چاہیے اس کے مقابل نہ ہوا چاہیے شخ
 دل کا ضرر جان کا نقصان ہو — اب کہیں مائل نہ ہوا چاہیے شخ
 نہ آنا نہ خط نے کبھی کچھ زبانی — غریبوں پر اتنی بھی نامہربانی ش
 اُس مریخ صاف کے آگے جو کبھی آتا ہو — آئینہ اپنا ہی منہ دیکھنے لگ جاتا ہو خ
 میں کیوں مرنا ہوں قابل تشنہ بے سخت جانی تری تیغ نگہ کا زخمی تو نہیں مانگتا پانی ش
 کرے کیا وصف جوش حسن کا تیرے کہ تو دہر — جسے دیکھ آئینے کے منہ میں بھر بھرتے ہی بان ش
 تیرے مشتاق کے فی زور نہ زرا ہاتھ ہیں ہر شام سے تابہ سحر حلقہ در ہاتھ میں ہو شم
 عیب کو میرے سبھی عین ہنسر جانتے ہیں بے ہنسر ہوں میں لیکن یہ ہنر ہاتھ میں ہو ش
 جوشش اک دن متوجہ اُسے کہ چھڑوں گا — نالہ و آہ کا سر رشتہ اگر ہاتھ میں ہو شم
 گر تری تیغ شک علم ہوئے — قہر ہو ظلم ہو ستم ہوئے ش
 سو فتنہ اٹھاتے ہو جو ہر آن ہی ہو یہ دل نہیں ہو تو دہ طوفان ہی ہو ش
 ہم گئے..... کعبہ ملی راہ دیر کی جس وقت وحشت آگئی صحرا کی سیر کی قت

آنے ہی نہ دے باد صبا کو دو جفا جو — کوچے میں اگر اُس کے مری خاک نہ بھوئے
 کبھی ہنستا ہوں اُس کو دیکھ جوشش ق کبھی رقت ہی اور آہ و فغاں ہی
 کہوں کیا تجھ سے میں احوال اپنا — غرض گا ہے چنیں گا ہے چناں ہی
 گرفتہ دل کرے کیا سپر گلشن ۲۱۶ صبا کیا غنیمت دل واکرے گی
 عشاق کے احوال یہ کب اُس کو نظر ہی — وہ آبِ دوانا ہی خط و خال پر اپنے
 ظالم نہ کچھ گناہ نہ تقصیر نے قصور — کیوں مجھ سے بولتا نہیں تو آنِ خیر ہی
 اے گلانی مت ابھر نہ لگ کے اُس کے اس قدر — عجب کے ایک دن ہم بھی پرستاروں میں تھے
 نالہ و آہ و فغاں درد و الم سوز و گداز — آہ کیسے کیسے شفق اپنے غم خواروں میں تھے
 سر رکھ کسی چوکھٹ ہی پہ سوہتے ہیں شرب — بالین نہیں چاہیے آرام یہی ہی
 کیوں منفعل اتنا ہوئے دے کر مجھے بوسہ جی چاہے تو اب پھیر لو انعام کو اپنے
 ہو اُن سے عبت و دعویٰ اخلاص و محبت — جو صبح کو بیٹا نہ ہوں اور شام کو اپنے

تمنت

اشعار کے ساتھ اُن صفحات کا شمار ہی جن میں اُن کے ساتھ کے اور اشعار ملتے ہیں۔
 اگر کسی شعر کے ساتھ کوئی ہندسہ نہیں تو اس کا مطلب یہ ہو کہ طین کسی دوسرے
 مقام پر اُس کے ساتھ کے شعر نہیں۔

غلط نامہ

صفحوں کا شمار نشان کے اوپر ہو، مصرعوں کا اس کے بعد یا نیچے پہلے غلط الفاظ درج ہیں، صحیح نشان کے بعد ہیں۔ کہیں کہیں صرف صحیح الفاظ پر اکتفا کی گئی ہے۔

۱۷۱ ہجری: ہو ۳ ہونی ۱۹ ہیں: میں ۳۵ اس ۲۲ بھونکا ۱۰ ہو: ہجری ۱۵ ادام: زلف ۲۶
 نوش ترے: نیش ترے نام پھر بھی دو ۸ مگر: میں پر ۲۴ سے: میں ۳۲ خونا ب: قطرہ ۱۱ انگ
 ۱۴۱۳ اس پر ۲۲ عشق: عیش ۲۴ یار ۱۵ مگر: سیر ۱۳ سنگ ۱۱ دروازے ۱۱ سائے
 ۲۱ آلودہ ۱۲ ایجاد ۲۹ دار کو: دار ۱۵ ارے اس تیشہ غم ۱۵ کہہ ۱۱ کا: میں
 ۲۵ لے ۲۵ سبھی ۱۱ کی یک سال ۳۳ ابی ۱۱ کی لے ۳۲ تیری ۳۳ لب آن ۳۳ کی ۳۳
 پوچھے ۱۶ دیدہ ۳۳ سے خط: پہ خط ۳۳ ڈبایا ۳۹ کو بہت ۲۳ عقیق بین ۲۶ آئے ۱۲
 لگے ۱۴ خوں ۳۱ صیاد: صیاد دام ۳۲ کو: کا ۳۳ ۹ ہوا: رہا ۲۵ دیوانے ۳۳ بچھنے کیا
 کیجیے ۳۳ دیوانے ۳۳ ہم رہ ۳۲ دیکھیں ۳۳ کی ۳۳ گئی ۳۳ گئی ۱۱ شاخ ۱۱ دون
 پیر ۱۱ مژدہ ۱۱ مہر ۱۱ اگر ۳۰ شرر ۱۱ ہمیں: ۳۰ لائق ۳۳ یو ہیں ۳۳ کر: کو ۳۵ دل
 ۵۵ ۱۱ پایمال ۲۳ سکے ہو: سے ہو ۳۵ ہم ۳۵ اتم: جم ۱۱ سامانی ۱۱ در و دریاں ۱۱ ہوں
 میں ۱۰ حیراں ہوں میں اب ۱۲ نکلیں ۱۸ اگھر: در ۱۱ مناسب: موافق ۲۰ چلیں ۳۳ اس
 کی زلف ۳۳ بیش ۳۳ آئے گا: اگلا ۳۵ جہاں میں ہوں دو چار ۳۲ مقرر ۱۱ فائدہ
 ۱۱ پر ۳۵ شہد ۱۹ پر ۲۸ زرد ۲۹ بام ۲۳ تیرے ۲۸ چیں ۳۳ محبت ۱۱ یہ ہجری: یہ

۱۹۱۲ء تجھ سے: کس سے ۲۵ مہرباں: مہر و ماہ ۱۲۹ م دل و دیگر: جو دل جگر بہرے
۲۵ فی گریبان نہ دامن ۱۳۳ اُس ۱۰ تو ۱۳۱ نالہ ۲۲ ارادۃ ۱۳۲ کوز
۱۷ کی تاب ۲۹ اُس سے بل کھائے پھر بے ۱۳۳ مگر: گو ۲۱ پوچھنا ۱۳۳ ۱۳ بہادیا
۲۰ جھٹکارا ۱۳۵ ۲ پہنچے ۵ یا ۲۰ روا ہو ۱۳۶ کی ۱۳۸ اُدھر اپنی ہی صورت ہو
۱۳۹ ۹ جانیں ۱۳۱ سمجھائے ۱۳۱ آیہ ۲۴ سمجھتے ۱۳۱ سائے ۲۰ نرا سود سمجھیں۔
۱۳۴ ۵ تمام ۲۳ ہو۔ ۳۰ اے گوشہ ۱۳۵ دیکھو ۱۳۴ ۲۲ سویرے ۱۳۸ چھوڑ دے
۱۳۹ ۱۰ خلق ۱۰ قصیدہ ۲۸ بان ۱۳۱ ۱۷ پنجہ ۲۱۵۲ ہم کو ۲۴ تہ و ۱۳۵ ۳۰ الہی یہ
مینے ۲۳۱۵۴ کہتا ۲۴ ہے: سے ۲۳ فرقت ۱۳۸ کعبہ ۱۳۹ اک نحو ۲۰۱۶۱ نشی ۱۳۱۵
در: گھر ۳۴ بخیل ۱۳۱۶۲ کہیں اسے ۱۶۵ ۱۵ دیوانہ: ستانہ ۱۶۶ پچھدیگی
۱۶۶ کو: کی ۱۶۸ تری ۱۳۱۵۳ ترا اے ۱۳۵ ۱۵ کے: سے ۱۳۱ بڑی ۱۶ سیکڑوں
۳۴ ۱۳۱ اک ۱۳۱ آتش ۲۶ مرا ۳۳ حصیر ۱۳۱ ۱۹ حس و نہ ۱۳۱ دیدہ ۲۴ برآر ۱۶ ۲۳
دکھا دیے ۱۳۱ پاسکتا ہو ۱۳۱ ۱۵ آئی ۲۰ شامت ۲۲ ندامت ۲۴ جس کے ۱۳۱ ۱۵
تو ۳۳ کو پتہ ۱۳۱ لگائیں ۲۰ لڑالیں ۲۴ زکریا ۱۳۱ ۱۵ ہوئے ۳۳ کاسۃ ۱۳۱ ۵
ملی ۱۳۹ ۵ نہ ہوئے ۶ میری ۱۳۱ ۱۲ مجھے، ۱۳۱ کی ۳۳ اپنی ۱۳۱ ۱۹۲ ووری ۲۱۹۳ حائل
۲۵ رست خیز ۱۳۱ ۱۳۱ جانیں ۱۵ کی ۲۰ ۱۳۱ ۲۰ اسلام ۲۸۔ اس ۱۳۱ سائے ۵ ارہنے
۱۳۱ زرا۔ ۱۵ حسرت ۱۸ فنا میں ۱۳۱ ۱۳۱ جب کیا کیش کفر ۱۳۱ ۲۹ خلاق ۳۳ اُدھر
۲۵ کے: کہ ۲۱ ۱۳۱ کیجیے ۱۳۱ ۱۳۱ بد لے مت تیور ۲۵ ۱۳۱ امتیاز: اعتبار ۳۲ ۳۲

۱۳۰ ۱۸۵ ۱۸۹ ۱۹۵ ۱۹۸ ۲۰۱ ۲۰۳ ۲۰۸ ۲۱۷ ۲۱۹ ۲۲۰ اور دو جہاز قی بنی مصر
 ۲۹ ۳۳ ۳۳ ۳۳ ۳۳ ۳۳ ۳۳ ۳۳ ۳۳ ۳۳ ۳۳
 جابری: ۹۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰
 ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹
 ۱۹۷ ۲۱۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹ ۲۲۹
 ۳۲ ۲۹ ۲۹ ۲۹ ۲۹ ۲۹ ۲۹ ۲۹ ۲۹ ۲۹ ۲۹
 نفطوں کو غلط ملا یا ہے: ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴
 ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹ ۹۹
 ۱۹۰ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸ ۱۸۸
 ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۲
 مزید اغلاط: ۱۹ حیرت ۲۲ غم زدہ ۲۲ چشم تر کس ۲۲ گھر ۲۲ ک: کی ۲۲ آپ ۲۲ تیری
 ۲۲ دیں ۲۲ آجوں ۲۲ ہر گلی ۲۲ ترے ۲۲ مہر: مہ ۲۲ پہنی ۲۲ جائے ۲۲ ہر: ہر
 ۲۲ آستان ۲۲ ہوئی ۲۲ دوری ۲۲ کچھ ۲۲ سی ۲۲ خواہ ۲۲ اس بت ۲۲ وہ نہیں ۲۲ مرا
 ۲۲ کوئی ۲۲ پوچھی ۲۲ ایک ۲۲ دیتو ۲۲ ترے ۲۲ شد گاہ ۲۲ رنگ ۲۲ ڈر کر ۲۲ دیوانی
 ۲۲ آنکھوں ۲۲ بے ۲۲ ہوائے آہ ۲۲ وہ ۲۲ پرواز دل ۲۲ کیا: کیا ۲۲ اب ۲۲ برو
 ۲۲ نپس: اس ۲۲ اتنے ۲۲ آہنیں ۲۲ ہے: سے ۲۲ گاہ ۲۲ وہی ۲۲ اک ۲۲ ہم جب سے
 ۲۲ جان ۲۲ ان ۲۲ بسکھا ۲۲ پھر ۲۲ سے ۲۲ اکیں ۲۲ دیکھتی ۲۲ بالفرض ۲۲ پیشیں ۲۲ ٹھکے
 ۲۲ سے ۲۲ کر ۲۲ نیست ۲۲ لگائیں ۲۲ بولیں ۲۲ زبان ۲۲ نرو و جال ہوں دو ٹوٹے نہیں
 کچھ اشکال ۲۲ دو ۲۲ اُسے ۲۲ نظر ۲۲ کر ۲۲ کی ۲۲ مہ ۲۲ کے ۲۲ کے ۲۲ آتش
 ۲۲ مشعل ۲۲ اپنی ۲۲ رہی ۲۲ اگر

اشارات و محققات

خ مشرقیہ نسخہ ایضاً کتب خانہ مشرقیہ بالکی پور	+ قابل ترجیح
ذ: تذکیر یا مذکر	x غلط ہو
ش: تذکرہ شورش	اصلاح: شوق نیوی کی اصلاح
شیفتہ: گلشن بے خار مصنفہ شیفتہ	اضافہ: کاتبان نے سہواً جو الفاظ چھوڑ دیے ہیں
ط: نسخہ مطبوعہ دیوان جوش	ان کی جگہ مرتب کی طرف سے اضافہ
ع: تذکرہ عشقی عظیم آبادی	ث: تانیث یا موثث
ف: مسرت افزا	حاشیہ: مصرع کے متعلق حواشی دیکھے جائیں
ق: قطعہ	حسن: تذکرہ میر حسن یا خود میر حسن
قت: تذکرہ قدرت و شوق	خ: گلزار ابراہیم
ک: متروک مرتب کا متروک سمجھا ضروری نہیں۔	خ: ایضاً قلبی اور مطبوعہ نسخوں میں اختلاف
م: گلشن سخن مصنفہ مبتلا	کی صورت میں یہ فرق ملحوظ رکھا گیا ہو اگر کوئی
ن: نسخہ قلبی دیوان جوش	شعر مطبوعہ میں نہیں جب بھی خ ہی استعمال ہوا ہو
و: واحد	خ پٹنہ: نسخہ گلزار ابراہیم پٹنہ یونیورسٹی
د: اہل اردو یا فارسی دانان ہند کا تصرف لفظی و معنوی	
خ، ش، ع، ف، م، ن کے مرکبات بھی استعمال کیے گئے ہیں، جیسے شمع شمع وغیرہ	

خانصاحب عبداللطیف نے لطیفی پریس لمیٹڈ دہلی میں طبع کیا،

